بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ
سیرت ولیٔ کامل
حضرت سوہنا سائیں قدس سرہٗ
جلد اول
مؤلف
مولانا حبیب الرحمٰن گبول نقشبندی
إِدَارَةُ الْمَعْرِفَة
درگاہ اللہ آباد شریف، کنڈیارو
سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

سیرت ولیٔ کامل

(حصّہ اوّل)

حضرت سوہنا سائیں قدس سرہٗ

مؤلّف:
مولانا حبیب الرحمٰن گبول طاہری بخشی

ناشر
ادارۃ المعرفۃ
درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو، سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب ———————— سیرت ولی کامل (حضرت سوہنا سائیںؒ)

اشاعت اول ———————— ۱۴۰۸ھ بموقع عرس مبارک حضرت سوہنا سائیںؒ

اشاعت دوئم ———————— ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء بموقع عرس حضرت سوہنا سائیں

کمپوزنگ ———————— بسم اللہ کمپیوٹر (7576693)

تعداد ———————— گیارہ سو

بااہتمام ———————— محمد اقبال طاہری

مولف

☆ حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن گبول طاہری "حبیب بخشی" ☆

ایم۔اے فاضل غفاری، فاضل علوم اسلامیہ

پبلشرز

ادارۃ المعرفۃ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز سندھ

اشاریہ:

حضرت پیر مٹھا سے مراد

خواجہ محمد عبدالغفار قدس سرہ رحمت پوری

☆

حضور، حضرت صاحب، سوہنا سائیں، صاحب سوانح

سے مراد

پیر طریقت حضرت قبلہ الحاج اللہ بخش صاحب نور اللہ مرقدہ

☆

حضرت صاحبزادہ بجن سائیں سے مراد

خلف الرشید حضرت مولانا محمد طاہر صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف
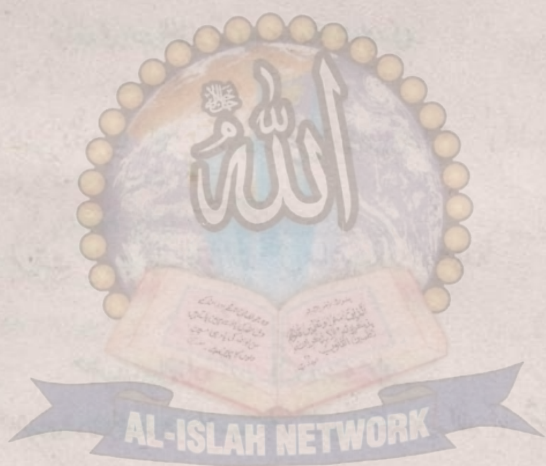
فہرست مضامین سیرت ولی کامل

☆ (حصہ اول) ☆

انتساب

نہایت درجہ ادب و احترام اور خلوص قلب کے ساتھ پیر طریقت سیدی و مرشدی حضرت قبلہ صاحبزادہ مولانا محمد طاہر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے توسط سے اپنی محنت کا یہ محدود سرمایہ صاحب سوانح سیدی و مرشدی و مربی نائب نبی خواجہ خواجگان حضرت قبلہ الحاج اللہ بخش رح عباسی نقشبندی غفاری نوراللہ مرقدہ کے نام نامی اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں جن کی حیات مقدسہ قرآن مجید کی عملی تفسیر اور احادیث نبویہ کی کامل تشریح و تصویر تھی، جن کی مثالی زندگی عالم اسلام کے لئے مینارِ نور اور مشعلِ راہ ثابت ہوئی اور جن کی حسنِ تربیت و ترغیب و تحریص نے اس سیہ کار کو تصنیف و تالیف کی صورت میں اپنی ذمہ داری ادا کرنے کا جذبہ اور سلیقہ عطا فرمایا۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

لاشئی فقیر حبیب الرحمٰن گبول طاہری "حبیب بخشی"

(یوم الخمیس یوم عید الضحیٰ ۱۴۰۷ھ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو)

حضور شمس العارفین حضرت سوہنا سائیں قدس سرہٗ کی تحریر کا عکس جو تبرکاً شائع کیا جا رہا ہے

[illegible]

بخدمت جناب مشفقی مکرمی خلیفہ جی مولوی شاہ محمد صاحب
دعاہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بفضلہ تعالیٰ فقیر بخیریت ہے وصحت
وعافیت اور شریعت وطریقت پر سلامتی واستقامت آپ کو عطا فرمائے دعا
گرامی نامہ موصول ہوا کار تبلیغ حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی
بہت خوشی اور مسرت حاصل ہوئی اللہ تبارک وتعالیٰ تبلیغ میں مزید
ہمت وجرأت عطا فرمائے اور جماعت کو اس سے بہت زیادہ محبت و
صدق اخلاص عطا فرمائے اصل چیز بنیادی محبت رابطہ ہے یہی
طالب کامیاب ہے بزرگوں کا ارشاد ہے بیت ہر کہ طالب را
رساند با مراد اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد۔ یعنی وہ
چیز جو طالب کو منزل پر پہنچائے وہ اعتقاد ہے اعتقاد ہے
اعتقاد ہے۔

میرے عزیز محتاجی بجز حقیقی مولی پاک سے کسی کی ذرہ بھر
نہ رہے جتنا مبلغ بے طمع ہوگا اتنا مزید فائدہ ترقی ہوگی
اپنے پیران کبار مرشد کریم کا اتباع ضروری ہے اپنے خیال اور کسی
مصلحت سے طریقہ عالیہ میں کوئی جدید چیز داخل نہ کیجائے
وگرنہ وہ برکت فیوضات ترقیات بند ہو جائینگے
وفد کی صورت اور خورد و نوش کا اپنا نظام تبلیغ میں نہایت مفید
ہے اور دس آدمیوں سے زیادہ نہ ہووے تو بہتر ہے۔
جملہ جماعت کو السلام عرض میاں محمد ایوب صاحب کو سلام

الراقم فقیر اللہ بخش غفارکو

اوقات آں بود کہ با یار بسر رفت

از

عُمدۃ الواصلین ولی بن ولی خلف الرشید

حضرت صاحبزادہ محمد طاہر صاحب عرف سجن سائیں

دامت برکاتہم العالیہ

آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ھائے افسوس : صد افسوس!...... وہ سہانے بابرکت لمحات اب کہاں؟ جو آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف کی البیلی رنگینیوں کو دوبالا کئے ہوئے تھے.......!

نور معرفت کا وہ سیلاب اب کہاں ..... ؟ جو لاکھوں پیاسے قلوب کو سیراب کرتا تھا۔ جس سے ہر سمت بہار ہی بہار کا سماں تھا' سارا چمنستان رنگارنگ پھولوں کی رعنائیوں سے مہکتا تھا' ہر آن ہر گھڑی نت نیارے پھول نظر آتے' کلیاں چٹکتیں' جن کی مسحور کن اداؤں اور دلنواز خوشبوؤں سے جسم وجان معطر تھے....... جن کے پیار بھرے باد صبا جیسے جھونکوں سے چمن کے بیلے' گلاب خوشی سے خراماں نظر آتے تھے...... جن کے دم مسیحا سے نہ معلوم کتنے دلوں کی دھڑکنیں وابستہ تھیں۔

☆

آج بھی چمنستان میں یہ بہاریں' رعنائیاں اور رنگینیاں' چمن کے پھول پتوں اور پودوں سے دلربا خوشبوئیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کئے ہوئے ہیں آخر وہ کس کے دم قدم سے وابستہ ہیں؟

☆

رات کے سناٹے میں اٹھ کر دل دردمند کے سوزوگداز سے اپنے خالق و مالک کے حضور نرم و نازک نورانی ہاتھ (جن سے کبھی کسی کو دکھ نہ پہنچا ہو) اٹھا اٹھا کر آہ و التجا کرنے والے کون..... ؟ اور کس کے لئے اس قدر اشکبار..... ؟

☆

بلاشبہ یہ میرے محبوب' مرشد' مربی و مہربان کی سدا بہار صدائیں' تڑپ' دعائیں اور بارگاہ بے کس پناہ میں بار بار کی پکاریں' التجائیں نہ صرف ہم اور آپ

کے لئے بلکہ جملہ بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لئے تھیں۔

☆

یقیناً" آپ نے چمن محمدی ﷺ کے ایک ایک پودے کی آبیاری کی۔ اس گلشن کو الحادو بے دینی کی باد سموم سے بچانے اور سرسبز و شاداب رکھنے کے لئے آپ کو کس قدر کاوشیں کرنا پڑیں' اس کی حقیقی قدروقیمت سے آپ کی ذات بابرکات خود ہی واقف تھی' ہم نااہلوں کو اس کی کیا قدر اور کیا خبر؟

درج ذیل شعر جو آپ کے قلب پرسوز و گداز کا آئینہ دار ہے بعض اوقات بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا اٹھا کر پڑھا کرتے تھے جس سے سالکین کے سینے چاک ہوا چاہتے تھے' دل کے مندمل گھرے زخم پھر سے تازہ ہوتے تھے۔

پھلا پھولا رہے یا رب' چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

اے جماعت غفاریہ بخشیہ کے برگزیدہ علماء کرام!

کیا آپ نے میرے آقا و مرشد' مربی و مہربان سے کئے ہوئے عہد و پیمان بھلا دیئے ہیں؟

زندگی کے ماحصل کو چھوڑ کر دنیائے دنی کے دیوانے بن گئے ہو؟

ارشاد خداوندی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ط یاد نہیں ہے؟

خبردار! یہ وقت بزدل' نحیف و ناتواں بن کر بیٹھنے کا نہیں ہے' آج پورا عالم ہماری عزت' غیرت اور حمیت کو للکار رہا ہے' ایسے وقت میں ہمیں آگے بڑھ کر اپنے ماسلف کی روایات کو اجاگر کرنا ہے۔

آگے بڑھو! آگے بڑھو!!.... ملک و قوم کے خادم بن کر..... دین اسلام کے محافظ و مجاہد بن کر آگے بڑھو' آگے بڑھو..... !!

آج بھی میرے مرشد و مربی سراپا انتظار بن کر بڑی شفقت سے ہمیں دیکھ رہے ہیں، ہم اور آپ کو پکار رہے ہیں۔

مجھے آہ و فغاں میں نیم شب کا پھر پیام آیا
کہ ٹھہر اے راہ رو شاید کوئی مشکل مقام آیا

روحانی طلبہ جماعت کے نوجوان ساتھیو!

آپ حضرات میرے مہربان مرشد کے مراد (چہیتے) ہو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مانند (کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی سے دعا مانگ کر حاصل کیا تھا) حضور نور اللہ مرقدہ نے بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگ کر آپ کو حاصل کیا تھا۔

☆ کیا آج تمہارے عزائم متزلزل ہو چکے ہیں؟
☆ کیا تمہاری سیسہ پلائی دیواروں میں بھی کمزوری آگئی ہے؟
☆ کیا تمہارا گرم لہو اب سرد پڑ گیا ہے؟
☆ نہیں ...... ہرگز نہیں ...... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
☆ آپ حضرات میرے مرشد و مربی کے پروردہ، جانباز سپاہی ہیں.... ہمیں آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں اور مثالی کردار پر بجا طور پر فخر ہے!
☆ آج محمد بن قاسم، خالد و طارق رضی اللہ عنہم کی سنہری تاریخ تمہی کو رقم کرنا ہے۔!
☆ اٹھو، اٹھو، جلد اٹھو! یہی سنبھلنے اور فرض کی ادائیگی کا وقت ہے!
☆ آپ کو یاد ہوگا کہ میرے آقا مرشد و مربی بھرے مجمعوں میں اپنے پاکیزہ دل لبھانے والے نورانی ہاتھ مبارک اٹھا کر اشکبار آنکھوں سے آپ کے لئے دعائیں مانگتے تھے اور اب بھی مانگ رہے ہیں۔

تن بے جان ملت میں الٰہی جان پیدا کر
مسلمانوں میں مذہب کی وہ پہلی شان پیدا کر
بھلایا قوم نے اپنے سلف کے کارناموں کو
کوئی حیدرؓ کوئی خالدؓ کوئی عثمانؓ پیدا کر

اے جماعت اہل ذکر!

☆ کیا تمہارے عشق و مستی کے حالات قصہ پارینہ بن چکے ہیں؟
☆ وہ عہد و پیمان بھول گئے جو مسجد میں بیٹھ کر اپنے مرشد و مربی سے کیئے تھے؟
☆ جس وقت آپؒ اپنی پردرد، فلک شگاف اور دل آویز آواز سے سامعین کے دل موہ لیتے تھے، .... کہ
☆ ہے کوئی مرد مجاہد اور غازی جو ظاہری مادی اسباب سے صرف نظر کرکے دین کی سربلندی کے لئے میدان کارزار میں کود پڑے؟
☆ جس وقت آپؒ پرکشش لہجہ میں یہ شعر پڑھتے تھے ؎

سيئي سانگا سٽي سٽي
ڪي مرد ايندا ميدان انهيءَ ۾

تو سالکین پروارفتگی کا عالم طاری ہوجاتا، سخت سے سخت پتھر دل بھی پاش پاش ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ قلوب و اذہان پر یک گونہ قیامت بپا ہوگئی ہے۔ ہر کوئی دنیاوی تفکرات اور تعلقات سے لاتعلق، جان تک قربان کردینے کو تیار ہوتا تھا۔ ہر طرف سے لبیک ...... لبیک .... حاضر سائیں ...... حاضر سائیں .... دین کے لئے جان قربان، مال قربان، وطن قربان، سب کچھ قربان ..... سنائی

دیتا تھا۔

☆ یہ سن کر آپؒ خوش ہوتے **بَارَکَ اللّٰہ ..... بَارَکَ اللّٰہ ...... اور جَزَاکُمُ اللّٰہُ .... جَزَاکُمُ اللّٰہُ ......** کے دعائیہ کلمات سے یاد فرماتے تھے۔

اے عاشقو، اے سالکو!

آج تمہاری وعدہ وفائی کا وقت آگیا ہے...... آج تمہاری محبت، ہمت اور قربانی کا امتحان ہے .... اس لئے آگے بڑھو .... بڑھو......... قدم آگے بڑھاؤ .... کس جانب ، .... عشق و الفت اور قربانی کے میدان کار زار کی جانب، اللہ تعالیٰ کی محبت، معرفت اور تقرب کی طرف .... پیچھے مڑ کر نہ دیکھو، نہ ہٹو.........

ع   تیز تر گامزن کہ منزل ما دور نیست

بخدا آج مسلمانوں کی دین سے دوری، نااتفاقی اور دنیا پرستی دیکھ کر دل خون کے آنسو رو رہا ہے، مندمل زخم پھر سے رس رہے ہیں۔

اے کاش! اس پریشاں حالی کے وقت میں کوئی ہمدرد اس مجروح کے لئے مداوا ثابت ہو، کوئی حقیقی خیر خواہ ہو جو غفلت کی نیند سوئی ہوئی اس قوم کو جھنجھوڑ کر بیدار کرے۔

اے میرے دوستو!

ہمارے ماسلف کی یہ حسین تاریخ آج بھی گواہ ہے کہ انھوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کی اور ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔
، بدقسمتی سے جس مسلمان نے بھی ان زریں اصولوں کو نہ اپنایا وہ نامراد، ذلیل

اور رسوا ہوا۔

☆ فی الوقت مسلمانوں کی دینی پستی کسی سے مخفی نہیں، لیکن پھر بھی یہ سوچنا اور سمجھنا کہ دور حاضر میں شریعت مطہرہ و سنت سنیہ پر کاربند رہنا ممکن نہیں، سراسر نامردی اور بزدلی ہے۔

☆ میرے مرشد، مربی مہربان کی سیرت و سوانح پڑھو اور دیکھو کہ فتنہ و فساد کے اس زمانہ میں بھی کس طرح آپؒ نے شریعت و سنت کو اپنا شعار بنایا، ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کو بھی ترک کرنا گویا آپؒ کے لئے ناممکن تھا۔

اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اجمالی طور پر آپؒ کے روزمرہ کے معمولات شریفہ کا ذکر خیر بھی کیا جائے، جس سے آپ کی بابرکت زندگی کے نمایاں پہلو یعنی اتباع سنت سنیہ پر نمایاں روشنی پڑتی ہے۔

معمولات شریفہ

فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا تھا، حلقۂ ذکر کے بعد تبلیغی خطوط پڑھے جاتے تھے یا آپؒ مدرسہ کے طلباء، بستی کے فقراء اور مستورات کو خصوصی خطاب فرماتے تھے، یا کسی خلیفہ صاحب کو ارشاد فرماتے کہ اپنے علاقہ میں ہونے والے تبلیغی احوال احباب کو سنائیں، آپؒ خود بھی متوجہ ہو کر سنتے رہتے تھے۔ بعض اوقات حضور نبی اکرم ﷺ یا اپنے پیرو مرشد قدس سرہ کی تعریف میں نعت و منقبت پڑھنے کا امر فرماتے تھے، جبکہ بعض اوقات کسی دوست کو مسائل ضروریہ مثلاً" نماز کے مسائل سنانے کا امر فرماتے تاکہ مقیم و مسافر احباب مستفیض ہو سکیں۔ آخر میں مسائل بیان کرنے والے کو فرماتے تھے کہ عملی طور پر وضو اور نماز ادا کر کے دکھائیں۔ ساتھ ہی ناظرین سے ارشاد فرماتے کہ اگر ان سے کسی قسم کی کوتاہی سرزد ہو جائے تو مطلع کرنا۔ صبح کی یہ

نورانی مجلس ایک گھنٹہ سے ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہتی تھی۔

بعد از اختتام مجلس گھر رونق افروز ہوتے تھے۔ اور سب سے پہلے تہلیل لسانی کی چند تسبیحات (چند صد بار) پڑھتے تھے۔ جماعت کو عموماً" دو صد بار تہلیل لسانی (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) پڑھنے کا امر فرماتے تھے' نیز فرماتے تھے کہ آواز صرف اس قدر بلند ہو کہ آدمی خود ہی سن سکے۔ اور تسبیح کے پورا ہونے پر محمد رسول اللہ ﷺ تک پورا کلمہ پڑھنا چاہیے۔ اس کے بعد غالباً" سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِہٖ کی دو تسبیحات اور رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ اِلٰی اٰخِرِہٖ کی بھی ایک تسبیح پڑھتے تھے۔ یہ تسبیحات پڑھنے میں دس سے پندرہ منٹ کا وقت گزرتا تھا۔

اس کے بعد گھریلو ضروریات یا لنگر کے متعلق اہل خانہ آپؒ سے مشورہ طلب کرتے اور آپؒ حسب ضرورت ہدایات صادر فرماتے۔ بعد ازاں مختصر وقت کے لئے کوئی دینی کتاب مطالعہ فرماتے۔

اس کے بعد تفریح کے لئے قریب ہی واقع باغ میں تشریف لے جاتے باغ اور کھیتی باڑی کے متعلق کارکنان سے معلومات اور ضروری ہدایات دینے کے بعد واپس گھر تشریف لے آتے اور کھانا تناول فرماتے' اس کے بعد چہل قدمی کے انداز میں کچھ دیر گھومتے رہتے اس دوران ذکر تہلیل لسانی کی مقررہ تعداد (اپنی بابرکت انگلیوں پر گنتے ہوئے) پڑھتے رہتے۔ آپ کے روزانہ تہلیل لسانی کی مقررہ تعداد جس طرح مولانا جان محمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے گیارہ تسابیح (گیارہ صد) تھی۔

ان تسبیحات کے بعد فوراً" قیلولہ فرماتے تھے۔ اذان ظہر سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے اٹھ کر وضو بناتے۔ پھر صلوۃ التسبیح اور اس کے بعد چاشت کے دو نوافل پڑھ کر تلاوت قرآن مجید فرماتے۔ نماز کا وقت ہونے پر گھر میں ہی سنت پڑھ کر نماز ظہر کے لئے مسجد شریف تشریف لے جاتے۔ فرض' سنت' نفل کے

بعد آدھ گھنٹہ سے ایک گھنٹہ تک مسجد شریف ہی میں رونق افروز رہتے' جس دوران نئے وار دین کو ذکر کی تلقین فرماتے' تبلیغی خطوط سنتے یا طلبہ کے مابین مقررہ مذاکرہ (اگر ہوتا تو) سماعت فرماتے۔

اس کے بعد گھر تشریف فرما ہو کر بقیہ تلاوت پوری فرماتے' اس کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے دورد شریف کی تسابیح اور **اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ** (**یا فَاعْفُ عَنَّا**) کی ایک تسبیح اور بعض دیگر معمولات بھی اسی ٹائم پڑھتے۔ اس کے بعد گھر میں جو کچھ فروٹ موجود ہوتا تناول فرماتے۔ اس وقت گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد موجود ہوتے جن سے آپؒ کی بے تکلفانہ بات چیت بھی جاری رہتی تھی۔ بعد ازاں کتابوں کا مطالعہ فرماتے تھے یہاں تک کہ عصر کی اذان آجاتی۔ اذان سنتے ہی نماز کی تیاری میں مصروف ہوجاتے۔ غروب شمس سے پچاس' ساٹھ منٹ پہلے نماز عصر ادا فرماتے۔ نماز کے بعد نئے وار دین کو ذکر کی تلقین فرماتے یا تبلیغی احوال پر مشتمل خطوط سماعت فرماتے۔ مجمع کثیر ہونے کی صورت میں خود وعظ فرماتے یا کسی مبلغ یا روحانی طلبہ جماعت کے کسی شاگرد کو تقریر کے لئے امر فرماتے' نماز مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔

نماز مغرب کے بعد گھر تشریف فرما ہوتے (مغرب کی سنتیں شروع میں گھر پر ادا فرماتے تھے مگر آخری برسوں میں مسجد شریف میں ہی ادا فرماتے تھے)۔ گھر آنے کے بعد **صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ** کے تین نوافل ادا فرماتے۔ بعد میں ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب طبیعت مبارکہ کے معائنہ کے لئے حاضر ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب دس پندرہ منٹ میں فارغ ہو کر چلے جاتے تھے اور آپ کھانا تناول فرماتے۔

اذان عشاء سن کر (اگر تجدید وضو کی ضرورت ہوتی تو وضو بناتے' ورنہ اسی وضو سے) نماز عشاء سے قبل کی سنتیں ادا فرما کر مسجد شریف تشریف لے جاتے' باجماعت نماز ادا فرما کر گھر تشریف لے آتے۔

عشاء نماز کے بعد کسی سے بھی بات چیت کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

آخری برسوں میں وجع المفاصل کی وجہ سے بعد از عشاء سونے سے پہلے تیل کی مالش کرواتے تھے، جس کے لئے آخری عرصہ میں ذرہ نوازی فرما کر اس غلام سگدر کو پسند فرمایا تھا۔ اس دوران ہم دیگر افراد باہمی بات چیت کرلیتے تھے جبکہ حضور رحمتہ اللہ علیہ استغفار کی تسابیح پڑھتے رہتے۔ مقررہ تسابیح پڑھنے کے بعد قرآنی آیات (جو مولانا جان محمد صاحب نے آپ سے دریافت کرکے تحریر کی ہیں) پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے، سر، چہرہ، سینہ، ہاتھ، پاؤں سمیت تمام بدن پر ہاتھ پھیرتے اور اپنے لئے پانی دم کرکے قریب رکھ لیتے اور سونے سے پہلے نوش فرما لیتے۔ اس کے بعد گھر کے تمام افراد آپ کے قریب ہوجاتے اس عاجز سے شروع کرکے تمام چھوٹے بڑے افراد کو فرداً فرداً دم فرماتے تھے۔

☆ اس کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ پڑھتے، عموماً مناجات بھی ساتھ پڑھتے تھے۔

☆ بعد ازاں مسنونہ طریقہ کے مطابق سرمہ لگا کر سوجاتے تھے۔

☆ سحر کے وقت دو اور ڈھائی بجے کے درمیان اٹھتے۔ کافی دیر تک مسنون طریقہ کے مطابق مسواک استعمال فرماتے۔ بار بار بلغم خارج کرتے رہتے۔ وضو بنا کر ۴ سے ۶ نوافل نماز تہجد ادا فرماتے۔ دیگر نمازوں کی طرح تہجد بھی انتہائی خشوع و خضوع اور حضور قلبی سے ادا فرماتے تھے جس کا اندازہ مشاہدہ کرنے والوں کو بخوبی ہوجاتا تھا۔

☆ تین بجے اس عاجز اور دیگر اہل خانہ کو از حد پیار، شفقت و محبت سے بار بار نام لے کر تہجد کے لئے بیدار فرماتے تھے۔

☆ نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد ۱۵ - ۲۰ منٹ تک ہاتھ اٹھ کر بارگاہ الٰہی میں عاجزانہ دعا مانگتے تھے۔

☆ بعد ازاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بمع مناجات پڑھتے تھے۔ اس کے بعد منہ پر کپڑا ڈالے بغیر مراقبہ کرتے تھے۔ بعض اوقات مراقبہ میں بیٹھ کر

کیف و استغراق کے عالم میں جھومتے نظر آتے تھے۔

☆ اذان سے آدھ گھنٹہ پہلے لیٹ جاتے تھے۔ اذان سنتے ہی اٹھ کر وضو بناتے، سرمہ لگاتے۔ ہر سلائی پر **لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ**۔ پڑھ کر دم کرتے۔

☆ اس کے بعد تیل لگا کر بالوں کو کنگھی کرتے، بعد ازاں گھر میں ہی سنت فجر ادا فرما کر، فرض نماز کے لئے مسجد شریف تشریف لے جاتے تھے۔

نوٹ: چونکہ نماز فجر کے بعد کافی دیر تک مراقبہ اور وعظ و نصیحت کی مجلس رہتی تھی، اس لئے عرصہ تک نماز سے پہلے شہد، مغز بادام یا دودھ میں بیضہ (انڈا) حل کر کے تناول فرماتے تھے مگر بعد میں صحت اس کی متحمل نہ رہی اور خالی پیٹ ہی تشریف لے جاتے تھے۔

☆ یہ مسکین اپنے محسن جناب قبلہ استاد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ کی خدمت میں لاکھ لاکھ بار مبارکباد پیش کرتا ہے کہ آپ نے جماعت غفاریہ بخشیہ کے سامنے ایک بیش بہا، انمول اور عظیم تحفہ پیش کیا ہے۔

☆ بلاشبہ میرے محبوب آقا کی زندگی پر مشتمل اس کتاب کے پیارے اور نیارے الفاظ باران رحمت کی مانند ہیں جس کے ایک ایک قطرہ میں محبت و معرفت اور ایمانی جذبات کے عجیب رموز و اسرار سمائے ہوئے ہیں۔

☆ آیئے، کاملین کی قرب بھری اور کار آمد زندگی کے احوال پڑھ کر دیکھیں۔

☆ ان کے اسوۂ حسنہ کا پوری طرح مطالعہ کریں اور سوچ سمجھ کر ان

کے اخلاق و اعمال کو اپنائیں اور دیکھیں کہ کس طرح ہمارے ظاہر پر شریعت و سنت کا رنگ چڑھ جاتا ہے اور باطن میں حقیقت و معرفت کا نور جلوہ گر ہوجاتا ہے۔

☆ چاہیے کہ ایک قدر دان صدف کی مانند ہم بھی اپنے سینوں میں تڑپ رکھ کر باران رحمت کے ان بیش قیمت قطروں کو اپنے قلوب میں سما کر محبت و معرفت کے موتی حاصل کریں۔

☆ مرشد، مربی، مہربان کی ظاہری جدائی کے بعد جلد ہی جناب قبلہ استاد حبیب الرحمٰن صاحب، مدظلہ، نے آپ کی سیرت و سوانح جمع اور مرتب کرنے کی ابتدا کی۔ وہ دن اور آج کا دن ہر خواہش کو بھلا کر، تمام نشیب و فراز کو قطع کرکے اپنے محبوب مرشد کی سوانح عمری کے لئے وقف ہوگئے، بس اپنے مرشد و مربی کی ذات میں فانی ہو کر رہ گئے۔

☆ اس قدر چاہت سے نوک قلم کو چلایا، الفاظ کو ترتیب دیا کہ حالات و واقعات پڑھنے سے حضورؒ کی شہد سے شیریں زندگی کا واضح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

☆ بچپن ہی سے اس مسکین کی اپنے محسن استاد کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وابستگی اور وارفتگی رہی ہے اور آپ کی بے انتہا شفقت، کی بدولت دن بدن اس تعلق میں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔

مدرسہ میں پڑھنے کے زمانہ میں اس نااہل کی تعلیم و تربیت میں آپ کا بڑا دخل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ان مساعی جمیلہ کو عظمت بخشے، قبولیت بخشے۔ اس مسکین اور جمیع مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اس کتاب سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین - بجاہ حبیبک سید المرسلین ﷺ

بسم الله الرحمن الرحيم

اوقات آن بودکہ بايار بسر رفت

از: پير طريقت ولي ابن ولي خلف رشيد حضرت صاحبزاده مولانا محمد طاهر صاحب (عرف سچڻ سائين) دامت برڪاتهم العاليہ سجاده نشين آستانہ عاليہ الله آباد شريف ڪنڊيارو ضلعو نوشهروفيروز

هاءِ افسوس! صد افسوس!! اهي وقت ڪاڏي ويا .... جڏهن الله آباد جي اڱڻ تي رنگ ٿي رنگ پکڙيل هوندا هئا، اهو نور جو سيلاب جيڪو اجايل قلبن کي سيراب ڪندو هيو. هر طرف بهار ٿي بهار نظر ايندي هئي، چمن ۾ گل ٿي گل مهڪندا هئا. جوان جماڻ گلن جي مهڪ ننڍين ننڍين معصوم ڪلين جي ٻهڪ سمي کي سرهو ڪري ڇڏيندي هئي. جڏهن محبت پيار پري ٽڏي ٽڏي هير جي جهٽڪن تي چمن جا گل جهومڻ لڳندا هئا. دليون ڌڙڪڻ لڳنديون هيون. چمن ۾ هي سڀ رعنائيون رنگينيون ڪنهن جي دم سان هيون؟ اڄ بہ چمن جي هر ٻوٽي شاخ ۽ گل مان ڪنهن جي خوشبوءِ اچي رهي آهي. اسر ويل اٿي الله تعاليٰ جي حضور ۾ درد مند دل جون دانهون نيڻن مان لڙڪن جون وهندڙ قطارون پر سوز آهون........ هي ڪير آهي؟ ڪنهن جي لاءِ هنجون هاري رهيو آهي؟ اڇا-اجرا نرم ۽ نازڪ هٿڙا (جن ڪڏهن بہ ڪنهن کي نہ ايذايو) ڪنهن جي لاءِ الله تعاليٰ جي حضور ۾ ڪيجي رهيا آهن. چمن جي هر گل ٻوٽي مان ايندڙ

نرالي خوشبوءِ، تڙپ، تانگھہ، آس دعائون، اللہ تعاليٰ جي حضور ۾ پل پل پڪارون منھنجي محبوب مرشد، مربي مھربان جون ئي تہ، اسان واسطي بلڪ جميع انسانن واسطي ھيون. چمن محمديءَ جي ھر ھڪ ٻوٽي جي منھنجي محبوب مرشد ڪھڙي طرح آبياري ڪئي. ھن گلشن کي بي دينيءَ ۽ الحاد واريءَ خزان کان بچائڻ ۽ سر سبز شاداب رکڻ لاءِ ڪين ڪيڏا نہ ڪشت ڪشالا ڪاٽڻا پيا تہ اسان کي ڪھڙي خبر؟ ھي شعر جيڪو پاڻ ھنجون ھاري پرسوز ۽ پردرد دعائيہ انداز ۾ جڏھن جماعت ۾ ھتڙا ڪٿي پڙھندا ھيا تہ عاشقن جا اره ڦاٽندا ھيا. گھايل دل جا چاڪ چڪي پوندا ھيا سندن درد، ڪيفيت جي ترجماني ڪري ٿو.

پھلا پھولا رھي يا رب چمن ميري اميدون کا

جگر کا خون دي دي کر يہ بوٽي مين ني پالي ھين

أي جماعت غفاريہ بخشيہ جا عالمو!! ڇا توھان منھنجي محبوب مرشد مربي سان ڪيل عھد اقرار وساري ڇڏيا؟ دنيا جا ديوانا بڻجي وڃنو پنھنجي مقصد کي وساري ڇڏيو. قل متاع الدنيا قليل توھان کي ياد نہ آھي؟

خبردار!! گيدي ۽ بزدل نہ بڻجو پورو عالم اسان جي غيرت ۽ حميت کي للڪاري رھيو آھي، پنھنجي ما سلف جي روايات کي اجاگر ڪيو اڳتي وڌو اڳتي وڌو قوم جا خادم بڻجي ڪري دين اسلام جا محافظ بڻجي ڪري اڳتي وڌو اڳتي وڌو اڄ بہ منھنجا مرشد مربي سراپا انتظار بڻجي ڪري تہ اسان ڏي نھاري رھيا آھن تہ اسان کي پڪاري رھيا آھن.

روحاني طلبہ جماعت جا نوجوان ساٿيو!!!

توھان منھنجي مرشد مھربان جي مراد آھيو، حضرت امير عمر فاروق رضي اللہ تعاليٰ عنہ مثل توھان کي اللہ تعاليٰ کان گھري ورتو

هيائون،ڇا اڄ توهان جا ارادا متزلزل ٿي ويا آهن؟ ڇا توهان جي سيهي جهڙن صفن ۾ ڪمزوري پيدا ٿي وئي آهي؟ ڇا توهان جو گرمايل خون سرد ٿي ويو آهي؟ .... هرگز نه ائين ڪڏهن به نه ٿيندو ....

توهان منهنجي مرشدن جا تيار ڪيل سورهيه سپاهي آهيو، توهان تي اسان کي ناز آهي، اڄ توهان کي محمد بن قاسم، خالد، طارق رضي الله عنهم واري تاريخ رقم ڪرڻي آهي. اٿو! اٿو!! جلدي اٿو!!! پنهنجو فرض نباهيو. ميدان ملهايو اٿو! اٿو!! جلدي اٿو!!! منهنجا مرشد مربي پنهنجا معصوم پيارا پيارا پاڪيزه ۽ نوراني هٿڙا کڻي نمائين نيڻن مان نير وهائي توهان واسطي دعائون گهرندا هئا. ۽ گهري رهيا آهن.

تن بي جان ملت مين الاهي جان پيدا ڪر

مسلمانون مين مذهب کي وه پهلي شان پيدا ڪر.

بهلايا قوم ني اپني سلف ڪي ڪارنامون ڪو

ڪوئي حيدر ڪوئي خالد ڪوئي عثمان پيدا ڪر

اي جماعت اهل ذڪر!! توهان جي عشق، مستي ڪاڏي وئي؟

اهي واعدا وچن جيڪي مسجد شريف ۾ پنهنجي مرشد مربي سان ڪياسين جڏهن سنندن پردرد من موهيندڙ آواز گونجندو هو، آهي ڪو مرد غازي جيڪو سي لاڳاپا لاهي دين جي سر بلندي واسطي ميدان ۾ لهي اچي؟ جڏهن پاڻ ڳنڀير آواز ۾ هي شعر پڙهندا هئا.

سيئي سانگا سٽي سٽي

ڪي مرد ايندا ميدان انهيءَ ۾

ته دليون گهائجي پونديون هيون، پهڻ جهڙا سخت سينا به چيرجي پوندا هئا. قلبن تي ڄڻ قيامت ڪڙڪي ويندي هئي. هر طرف هڪ ولولو مچي ويندو هو.......... هر ڪو هٿڙا مٿي ڪڻي هوڪا ڏيندو هو، لبيڪ........لبيڪ....حاضر سائين........حاضر سائين.... دين لاءِ جان قربان مال قربان وطن قربان سڀ ڪجهه قربان پاڻ خوش ٿي

مبارڪ......... مبارڪ..... جزاڪم الله، جزاڪم الله جا الفاظ فرمائيندا هئا.

اڄ اي عاشقو!! توهان جي وعدن وفا ڪرڻ جو تائيم آهي توهان جي همت، محبت ۽ قرباني جو امتحان آهي. وڌو...... وڌو..... قدم اڳتي وڌايو...... عشق الفت ۽ قرباني جي ميدان طرف، الله تعاليٰ جي محبت معرفت ۽ تقرب طرف...... پوئتي ڪين واجهايو.

تيز تر گامزن ڪہ منزل ما دور نيست

اڄ مسلمانن اندر دين کان دوري، نااتفاقي، دنيا پرستي ڏسي دل رت جا ڳوڙها ڳاڙي ٿي ستل سور جاڳن ٿا . اي ڪاش..... ڪو هن گهايل گهڙين ۾ درد جو درمان ڪري حقيقي خيرخواهي ڪري سڄي قوم کي غفلت واري ننڊ مان جهنجهوڙي بيدار ڪري .

اي دوستو!! اسان جي ما سلف جي هيءَ حسين تاريخ اڄ بہ گواهي ڏيئي رهي آهي تہ جن مسلمانن حضور اڪرم ﷺ جي اسوه حسنہ مطابق زندگي گذاري ڪامياب ۽ ڪامران رهيا جن ان طرف ڌيان نہ ڏنو اهي نامراد، ذليل ۽ رسوا ٿيا اڄ جي مسلمانن جي حالت ڪنهن کان ڳجهي ڪانهي هي سوچڻ تہ اڄ جي جديد دور ۾ شريعت مطهره سنت سنيہ تي ڪار بند رهڻ ناممڪن آهي. نامرادي ۽ بزدلي نہ آهي تہ ٻيو ڇا آهي؟ منهنجي مرشد مربي مهربان جي سوانح ۽ سيرت پڙهو ڏسو ڪهڙي طرح پاڻ هن دوڪي دولاب واري زماني ۾ شريعت ۽ سنت کي پنهنجو شعار بنايائون . ادنيٰ ۾ ادنيٰ سنت کي ترڪ ڪرڻ بہ سندن واسطي ناممڪن هيو.

هي مسڪين پنهنجي محسن جناب قبلہ استاد حبيب الرحمان صاحب مدظلہ جي خدمت ۾ لک لک مبارڪون پيش ڪري ٿو جو هي بيش بها انمول ۽ عظيم تحفو جماعت غفاريہ بخشيہ جي اڳيان پيش ڪيو اٿن. بيشڪ منهنجي محبوبن جي زندگي تي مشتمل هن ڪتاب جا پيارا ۽ نيارا الفاظ ان رحمت پري بارش مثل آهن، جنهن جي ڦڙيءَ ڦڙيءَ ۾ محبت، معرفت ۽ ايماني جذبي جا عجب راز ۽ اسرار سمايل آهن.

اچو تہ ڪاملن جي قرب ڀري زندگي جا احوال پڙهي ڏسون. سندن جي اسوه حسنه تي چڱيءَ طرح جاچي جوچي، سمجهي سوچي عمل ڪري ڏسون، منهنجي مرشد مربي جي فيض جي بارش برسندي رهي ٿي. ۽برسندي رهندي. هن فيض ڀري ڦڙ ڦڙ لاءِ سڪايل سپين مثل سينا ساهي محبت ۽ معرفت جا موتي ميڙي ڏسون. پوءِ ڏسون ڪيئن تہ اسان جي ظاهر تي شريعت ۽ سنت وارو رنگ چڙهي ٿو. باطن ۾ معرفت ۽ حقيقت واررو نور اچي ٿو.

مرشد مربي مهربان جي ظاهري جدائي بعد جلد ئي جناب قبلہ استاد حبيب الرحمان صاحب مدظلہ سندن جي سوانح ۽سيرت ڪي جمع ۽ مرتب ڪرڻ جي ابتدا ڪئي هئي.اهو ڏينهن ۽ هي اڄوڪو ڏينهن هر خواهش وساري سڀ سانگ ۽ لانگھ لتاڙي محبوبن جي سوانح عمري لاءِ وقف ٿي ويا. بس پنهنجي مرشد جي ذات ۾ فاني ٿي ويا. اهڙي تہ چاهت سان قلم ڪي ڪاهيو اٿن. الفاظن ڪي ناهيو اٿن جو واقعات پڙهڻ سان محبوبن جي منڙي زندگيءَ جو واضح نقشو اکين اڳيان ڦري وڃي ٿو.

هن مسڪين جي ننڍپڻ کان وٺي پنهنجي محسن استاد سان گهڻي کان گهڻي وابستگي ۽ وارفتگي رهي آهي ۽ سندن جي بي انتها شفقت، ڏينهون ڏينهن ان تعلق ۾ اضافو آندو آهي.

هن نااهل جي تعليم ۽ تربيت ۾ مدرسہ ۾ پڙهڻ دوران سندن جو وڏو هٿ رهيو آهي. الله تعالىٰ سندن هن محنت کي عظمت بخشي قبوليت بخشي. مسڪين ۽ جميع مسلمانن کي الله تعالىٰ هن ڪتاب مان پورو پورو نفعو حاصل ڪرڻ جي توفيق عطا فرمائي.

آمين يا رب العالمين بجاه حبيبک سيد المرسلين صلي الله عليه وسلم

لا شيءِ فقير محمد طاهر بخشي

شکر نعمت

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا:

اما بعد:۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بے حساب شکر ہے، جس نے اس سیہ کار کو اپنے مخلص بندے ولی کامل اور اپنے پیارے نبی امی فداہ ابی و امی ﷺ کے علوم ظاہرہ و باطنہ کے حقیقی وارث و نائب حضور شمس العارفین امام الاولیاء خواجہ خواجگان سیدی و مرشدی حضرت الحاج اللہ بخش عباسی نقشبندی فضلی غفاری نور اللہ مرقدہ کی عقیدت و محبت سے نواز کر سفر و حضر خلوت و جلوت کی غیر معمولی معیت و صحبت کا گرانقدر سرمایہ عطا فرما کر کئی سال تک آپ کے سایہ عاطفت میں رہ کر درس و تدریس، اور آپ کے حکم و تجویز کے مطابق فقہ اور تصوف کے مختلف موضوعات پر خامہ فرسائی کی توفیق بخشی۔

یہی نہیں بلکہ ہر قدم پر آپ نے ہی میری رہنمائی فرمائی، میری الٹی سیدھی تحریر دیکھ کر بھی داد دے کر ہمت افزائی فرمائی، ہمیشہ پیار سے غلطیوں کی نشاندہی فرما کر اصلاح فرماتے اور مناسبت سے مزید مواد مہیا فرما کر ممنون فرماتے تھے۔

گو ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت کی سوانح عمری تحریر کرنا چنداں آسان نہیں۔ جو نہ صرف پیر طریقت تھے بلکہ بیک وقت شریعت و طریقت کے مجمع البحرین اور ان گنت ایسی صفات حمیدہ کے مجموعہ تھے، جن میں سے ہر پہلو مستقل بحث اور مبسوط تصنیف کے قابل ہے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز دامان گلہ دارد

خاص کر مجھ جیسا بے بضاعت تو آپ کی ظاہری و باطنی پاکیزگی، شریعت و

طریقت پر پختگی اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے محیر العقول کارنامے بیان کرنا بھی چاہے تو کیسے کرے؟ تاہم سیدی و مرشدی حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مد ظلہ العالی کی ذرہ نوازی، ہمت افزائی اور تعاون سے اس مہتم بالشان کام کی ابتداء کی۔ **وَالحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَات۔** آپ کی صغر سنی اور طالب علمی کے تفصیلی حالات و واقعات تو معلوم نہ ہو سکے، تاہم آپ کے ہمعصر ساتھیوں، پڑوسیوں اور پرائمری سکول کے ایک شاگرد سے جو مختصر حالات اور ان کے تاثرات معلوم ہوئے، ان سے یہ حقیقت معلوم ہوجاتی ہے کہ ع **فِی المَھدِ یَنطِقُ عَن سَعَادَۃِ جَدِّہٖ** (پنگھوڑے ہی میں اپنے جدامجد کی نیک بختی بتا رہے تھے) کے مصداق تھے۔

سوانح عمری خشک تاریخی واقعات یا محض مناقب و فضائل کے بیان تک محدود نہیں بلکہ سوانح نگاری کا مفید پہلو قارئین کے جذبہ علم و عمل میں اضافہ اخلاص، تقویٰ اور للّٰہیت کے میدان میں ممدوح موصوف قدس سرہ کے نقش قدم پر چل کر پیش قدمی کرنا ہے، میری نظر میں حضور کی عظیم شخصیت کا طرۂ امتیاز ہی یہ ہے کہ جس طرح زمانہ حیات میں آپ کی ظاہری صورت و کردار سے لاکھوں کی تعداد میں مخلوق خدا نے ہدایت حاصل کی اسی طرح بعد از وفات آپ کے حالات زندگی صدقہ جاریہ کے درجہ میں تمام امت مسلمہ بالخصوص آپ کے متعلقین و متوسلین کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اسی اہم دینی مقصد کے تحت حضور کی حیات ہی میں بندہ نے آپ کی مثالی سیرت و کردار، تبلیغی حالات و واقعات، مکتوبات اور ملفوظات تحریر کرنے کی ابتداء کی تھی اور تمنا یہ تھی کہ آپ کی حیات سعیدہ ہی میں منظر عام پر لے آؤں گا، مگر مصروفیات مانع رہیں اور جو مسودات تحریر کئے تھے وہ بھی غیر مربوط رہ گئے، اسی طرح حضرت قبلہ مولانا جان محمد صاحب نے بھی بہت سا مواد جمع کیا، مگر وہ بھی منتشر تھا، تاہم حضور کے معمولات اور اوراد و وظائف و دیگر بعض نہایت ضروری

مواد ان ہی سے حاصل ہوا۔

آخری چند سال حضرت قبلہ مرشدی صاجزادہ مدظلہ العالی اور برادر محترم ڈاکٹر عبدالرحیم چنہ صاحب کے تعاون سے بندہ نے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے نورانی ارشادات کا خاصہ ذخیرہ بلفظہٖ ٹیپ رکارڈر میں محفوظ کر لیا (جو بعد میں شائع کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ)

حضور کے حالات و ملفوظات کو اس انداز سے تحریر کرنا کہ کما حقہ، حضور کی ترجمانی ہو کر قارئین کے رگ و پے میں رچ بس جائیں اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کا اشتیاق پیدا ہو کم از کم اس عاجز کی بساط سے باہر ہے، تاہم راقم الحروف کو (تقریر نقل کرتے دیکھ کر) جو یہ ارشاد فرمایا۔ "آپ کو میرے کلام میں تقدیم و تاخیر اور لفظی ضروری تصحیح کی اجازت ہے۔) نیز اس کتاب کی تحریر کے دوران بارہا آپ کی خواب میں زیارت ہونے اور حضرت قبلہ سیدی و مرشدی بجن سائیں مدظلہ کی خصوصی مہربانی، مسودات پر نظرثانی اور پسندیدگی سے اتنی امید ضرور بندھتی ہے کہ آپ اس محنت سے خوش ہیں، بس اس خادم خستہ دل کی تسلی کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔

آپ کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی تحقیق و بحث تو بڑی بات ہے، یہاں مشت از نمونہ خروارے چند ضروری پہلوؤں پر قدرے تحقیق کی گئی ہے، اور اس میں امکانی حد تک بندہ نے یہ کوشش کی ہے کہ جو کچھ لکھا ہے چشم دید حالات و واقعات اور آپ کی زبان درافشاں سے سنی ہوئی نصائح ہوں یا آپ کے خلفاء علماء اور معتمد علیہ فقراء کی روایات بحوالہ درج ہوں اور جو واقعات چند احباب سے ملے، تکرار سے بچتے ہوئے ایک ہی جگہ اس کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔

سوانح حیات کے سلسلے میں حضرت قبلہ بجن سائیں مدظلہ نے معلومات کی فراہمی کے علاوہ ہر طرح کی سرپرستی فرمائی، دیگر خلفاء علماء اور فقراء، حضرات نے بھی اپنی عنایات ارزاں فرمائیں۔ جن کی پرخلوص مہربانیوں کو رسمی شکریئے سے

بالاتر سمجھ کر دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور تمام قارئین کو اور ان تمام کے طفیل اس عاجز سیہ کار کو دنیا میں حضور کے نقش قدم پر چلائے اور آخرت میں جوار رحمت للعالمین میں آپ کا قرب عطا فرمائے' آمین' یا رب العالمین بجاہ سید الاولین و الاخرین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وبارک وسلم۔

لاشئی

فقیر حبیب الرحمن گبول طاہری (حبیب بخشی)

خادم آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف۔
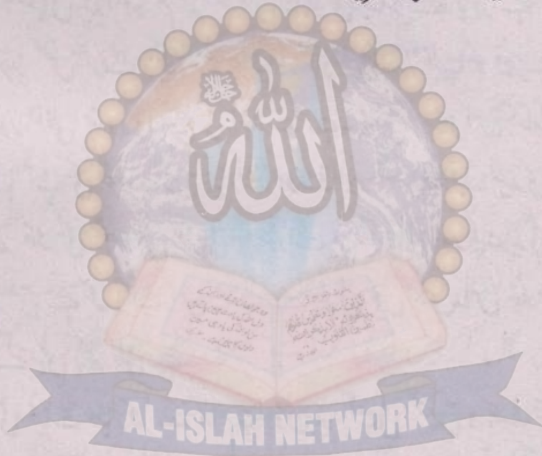
شکر منعم حقیقی

(دیباچہ طبع دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً او مصلیاً و مسلماً

اما بعد: بندہ کا سر منعم حقیقی کے حضور نیاز مندانہ خم ہے، جس نے اپنے فضل و کرم سے اس سیہ کار بخشی کو یہ توفیق بخشی کہ قدوۃ العارفین شمس العارفین خواجہ خواجگان پیر طریقت حضرت قبلہ الحاج اللہ بخش عباسی نقشبندی فضلی غفاری، (عرف حضرت سوہنا سائیں) نور اللہ مرقدہ کی سیرت و سوانح پر خامہ فرسائی کی، اور سیرت ولی کامل کے نام سے موسوم اس کتاب کی دو ضخیم جلدیں یکے بعد دیگرے شائع ہوتے ہی اھل ذکر اھل علم و فضل علماء کرام اور صوفیاء عظام خواہ عوام الناس میں بے حد مقبول ہوئیں، آپ کے مریدین و متوسلین ہی نہیں دیگر سلاسل طریقت کے سالکین نے بھی اسے خوب پسند کیا، کئی مساجد میں روزانہ اس سے درس دیا جانے لگا اور بقدر بساط و استعداد قاری و سامعین میں سے ہر ایک نے اپنا حصہ پایا صاحب سوانح حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کی ہمہ جت جامع شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا،

جن کے مریدین و متوسلین کا دائرہ بہت وسیع' پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک حجاز مقدسہ، متحدہ عرب امارات اور امریکہ و افریقہ کے مختلف ممالک تک پھیلا ہوا ہے' اس پر مستزاد یہ کہ آپ (اسی طرح آپ کے خلف رشید حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ) آج کل کے بعض مشائخ کی طرح مریدوں کے ناموں اور پتوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھتے تھے' نہ ہی آپ کی مصروفیات' خدمات یا خطبات کے جمع و ترتیب کا معقول انتظام تھا ایسے میں بندہ جیسے بے مایہ' علم و عمل اور آداب سے تہی دامن آدمی کا آپ کی سوانح حیات جیسے عظیم کام کو اپنے ہاتھ میں لے کر پایہ تکمیل تک پہنچانا (گو حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا پھر بھی جو کچھ بن پڑا) اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم حضور قبلہ نور اللہ مرقدہ کی کرامت اور آپ کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے **فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا' ظَاھِرًا وَ بَاطِنًا**

الحمدللہ والمنۃ کہ میرے حضرت کے لائق وفائق نائب' علوم و معارف ظاہرہ و باطنہ کے حقیقی وارث' عالم و عارف حضرت صاحبزادہ علامہ مولانا الحاج محمد طاہر صاحب بخشی غفاری دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اپنی مورث' مرشد مربی کے اصلاحی تبلیغی مشن کو نہ فقط جاری رکھا بلکہ وقت و حالات کے مطابق اس میں خاطر خواہ اضافہ فرمایا' نئے اصلاحی تبلیغی مراکز اور علوم دینیہ کے مدارس کے قیام کے علاوہ دور حاضر میں پریس کی اہمیت کے پیش نظر تحریری تبلیغ کو ایک مستقل شعبہ کی حیثیت دے دی، پیش نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی

ہے جس کا پہلا ایڈیشن ۱۴۰۸ ہجری میں شائع ہو کر منظر عام پر آیا اور
چند برس سے یہ کتاب، بالکل نایاب ہوگئی تھی، وقت گذرنے کے ساتھ
ساتھ اہل ذکر علماء و فقراء کی جانب سے اس کی دوبارہ طباعت کا
اصرار مسلسل بڑھتا ہی رہا، بنابریں سیدی و مرشدی حضرت صاحبزادہ
مدظلہ نے چند بار راقم الحروف کی اس جانب توجہ مبذول کرائی، لیکن
افسوس کہ ہر بار بندہ کی مصروفیات اور کم ہمتی آڑے آتے رہے اور
دل سے چاہنے کے باوجود تعمیل ارشاد سے قاصر رہا، یہاں تک موسم گرما
کی حالیہ تعطیلات میں جب لاہور سے خلیفہ مولانا انوار المصطفیٰ
صاحب اور محترمی محمد اقبال صاحب تشریف لائے اور مذکورہ تذکرہ
چھڑنے پر ان حضرات نے حضور مدظلہ سے عرض کرکے طباعت کے
جملہ مراحل کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور بڑی ہمت و جوانمردی
سے اس اہم کام کو تکمیل تک پہنچایا، کمپیوٹر کی کتابت، معیاری طباعت
و جلدبندی کے ساتھ ساتھ بڑی حد تک لاگت میں کمی ان کی کامیاب
کاوشوں کا ثبوت ہے.

کتاب ھذا کی دوبارہ اشاعت کے وقت نظرثانی کی امکانی حد تک
کوشش کی گئی ہے نیز بعض احباب کے توجہ دلانے پر متعدد مقامات پر
تصحیح کی گئی، تاہم اگر کہیں کسی بھی قسم کی لفظی خواہ معنوی غلطی رہ گئی
ہو تو قارئین سے درخواست ہے کہ ضرور مطلع فرماویں تاکہ آئندہ
ایڈیشن میں اس کا تدارک کیا جاسکے، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس
عاصی مؤلف، حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ اللہ

آباد شریف اور نشرواشاعت میں معاونت کرنے والے جملہ احباب اور ان کی کوششوں کو قبول فرما کر سرمایہ سعادت دارین بنائے اور زیادہ سے زیادہ قارئین تک اس کے فیوض و برکات پہنچیں۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

فقیر حبیب الرحمن کبول طاہری بخشی غفاری کان اللہ لہ ولوالدیہ

دربار عالیہ اللہ آباد شریف

۲۴ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ
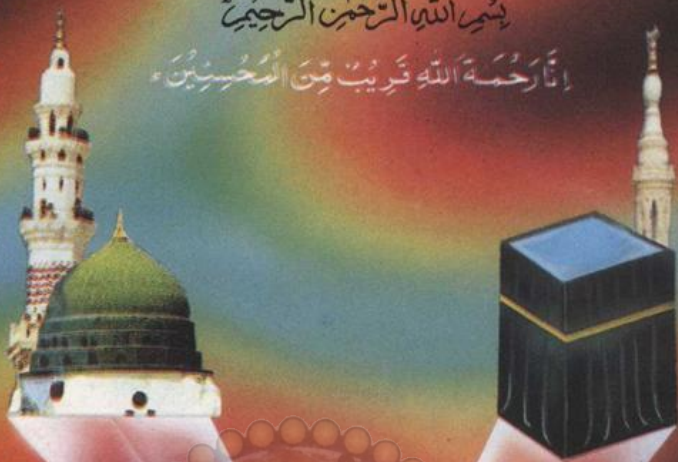
بسم الله الرحمن الرحیم
ان رحمة الله قریب من المحسنین
قدس سرہ
حضرت سوھنا سائیں
AL-ISLAH NETWORK
حصہ اول
سیرت ولی کامل
مؤلف
مولانا حبیب الرحمن گبول طاھری بخشی

سوانح حیات

نام و نسب :۔ قریشی، عباسی خاندان کے یادگار چشم و چراغ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے معروف پیر طریقت عامل شریعت عارف باللہ حضور شمس العارفین سراج السا لکین سیدی و مرشدی کا نام نامی، اسم گرامی (حضرت قبلہ الحاج) اللہ بخش اور مشہور لقب سوہنا سائیں (نور اللہ مرقدہ) ہے۔ جب کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ آپ کو مولوی صاحب کہہ کر پکارتے تھے اور شروع میں اکثر جماعت آپ کو وڈو خلیفو (بڑا خلیفہ) سے موسوم کرتی تھی مگر بعد میں "سوہنا سائیں" کے ہر دلعزیز لقب سے مشہور ہوگئے، جسے پسند کرتے ہوئے ایک بار حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا! جبکہ مولوی صاحب (سوہنا سائیں قدس سرہ) کے اخلاق و اعمال سوہنے (اچھے) ہیں بیشک انکو سوہنا سائیں کہتے رہیں، اس کے بعد تو اور بھی زیادہ اس لقب سے پکارے جانے لگے،

ولادت باسعادت :۔ آپ کی ولادت مؤرخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء میں قریشی عباسی خاندان کے معزز، بزرگ صفت اور خوش قسمت حضرت محمد مٹھل قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر تحصیل کنڈ یارو کے خانواہن نامی چھوٹے سے شہر میں ہوئی۔ حضور کے آباواجداد خانواہن کے قدیم اور معزز باشندوں میں سے تھے، اسی وجہ سے تعداد میں دوسرے قبائل سے کم ہونے کے باوجود آج تک آپ کا خاندان خانواہن کا معزز اور باا ثر گھرانہ شمار ہوتا ہے۔

آپ کے دادا محترم :۔ حضور کے جد امجد حضرت اللہ ابھایو رحمتہ اللہ علیہ کافی جائداد کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ صالح، خائف خدا اور سخی انسان تھے۔ جن کی خدا ترسی صبر اور سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض سرکش پڑوسیوں نے بلاوجہ آپ کی زمینوں پر ناجائز قبضے کئے مگر اس مرد مجاہد نے جھگڑے، فساد سے

بچنے کے لئے صبر کرتے ہوئے اپنی ذاتی زمینوں سے دست بردار ہونا تو پسند کیا' لیکن پڑوسیوں سے اختلاف اور جھگڑا گوارہ نہ کیا' بلکہ اتنی زیادتی کے باوجود آخر تک ان سے شیر و شکر رہے۔

کھنبھڑا قریشی :۔ مشہور یہ ہے کہ راشدی خاندان کے چشم و چراغ ولی کامل حضرت نصیر الدین شاہ راشدی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے خاندان کے بزرگ ان کے مخلص مرید تھے' چونکہ ان کے پاس مال مویشی کافی تھے۔ ایک بزرگ (نام معلوم نہ ہوسکا) خانواہن سے دودھ لے کر حضرت نصیر الدین راشدی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بکھری دے آتے تھے' چنانچہ ایک مرتبہ اندھیری رات' سخت بارش اور طوفان کے باوجود وہ صاحب دودھ لے کر روانہ ہوئے' جیسے ہی حضرت راشدی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے انھوں نے دیکھا کہ اتنی بارش کے باوجود دودھ دوہنے کے وقت پیدا ہونے والی جھاگ ابھی باقی ہے' تعجب سے فرمایا

چا اوهان کي کنبڙا هيا، جو اهڙي مينهن ۽ طوفان ۾ به
اڏامي اچي هتي پهتا آهيو.

کیا آپکو پر تھے کہ اتنی بارش اور طوفان کے باوجود اڑ کر یہاں پہنچے ہو۔ سندھی زبان میں کھنبھڑا پر کو کہا جاتا ہے۔ اسی دن سے کھنبھڑا کے نام سے مشہور ہوگئے۔

آپکے والد ماجد:۔ حضور کے والد ماجد حضرت محمد مٹھلؒ کا شمار خانواہن کے شرفاء میں ہوتا تھا۔ آپ نہایت درجہ خائف خدا سخی اور بزرگ صفت مرد مومن تھے' نماز باجماعت کے ہمیشہ پابند رہے۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک' غریبوں اور مسکینوں سے مدد و ہمدردی آپ کی فطرۃ ثانیہ تھی۔ خاص کر رمضان المبارک میں تو اور بھی زیادہ غریب پڑوسیوں کی خبر گیری کرتے تھے۔ افطاری کے وقت حسب استطاعت بہتر کھانا تیار کرواکر مسجد میں روزے داروں کے افطار کا اہتمام

کرتے تھے اور سحری کے وقت کھانا لے کر مسکینوں کو گھر دے آتے تھے۔

اولاد :۔ حضرت محمد مٹھلؒ کے گھر یکے بعد دیگرے چار صاجزادیاں تولد ہوئیں۔ جن میں سے دو ابھی تک حیات ہیں۔ (اور بفضلہ تعالیٰ ان کے کافی بچے بچیاں، پوتے نواسے وغیرہ ہیں) مگر عرصہ تک نرینہ اولاد سے محروم رہے، آخر عمر میں اللہ تعالیٰ نے ایک ساتھ دو جڑواں صحت مند صاجزادے عطا فرما کر ان کی دیرینہ تمنا پوری فرمائی، جن میں سے ایک کا نام (حضرت) اللہ ابھایو (رحمتہ اللہ علیہ) اور دوسرے کا نام (حضرت خواجہ) اللہ بخش (نور اللہ مرقدہ) رکھا گیا۔ جو آگے چل کر پیر طریقت ولی کامل حضرت الحاج اللہ بخش سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

تربیت کی فکر :۔ حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ کو بچوں کی بہتر تربیت کا فکر بھی ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ اپنی زوجہ محترمہ (حضور کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ) سے بچوں کے بارے میں دیہاتی ماحول کے مطابق یہ دعا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر کھیتی باڑی کریں گے۔ بہت ساری آمدنی ہوگی وغیرہ سن کر فرمایا نہیں نہیں، دنیاوی مال و دولت کی فراوانی کی دعا نہ کرو۔ بلکہ یہ دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ ان کو عالم و فاضل اور واصل باللہ بنائے تاکہ دینی امور میں لوگ ان کی طرف رجوع کریں۔"

وفات :۔ ابھی حضور سوہنا سائیں اور آپ کے بھائی نور اللہ مرقدھما صرف پانچ ماہ کے شیر خوار بچے ہی تھے کہ حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ کا جواں سالی میں انتقال ہوگیا۔

والدہ ماجدہ :۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی رابعہ صفت والدہ ماجدہ بھی نہایت درجہ خائفہ خدا، عبادت گزار خاتون تھیں تقویٰ و پرہیزگاری کا اس قدر اہتمام کرتی تھیں کہ ایک روایت کے مطابق کسی موقعہ پر محلے کی چند خواتین

اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی تھیں۔ وہاں حضور کی والدہ ماجدہ بھی موجود تھیں، بات چیت کرتے ہوئے دوسری عورتوں سے پوچھا تمہیں وضو ہے ان کے انکار پر کہا افسوس کی بات ہے کہ وضو کئے بغیر اپنے معصوم بچوں کو دودھ پلا رہی ہو۔ میں نے کبھی بھی وضو کئے بغیر کسی بچے کو دودھ نہیں پلایا۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور کی والدہ ماجدہؒ کس قدر صالحہ پارسا خوش قسمت خاتون تھیں۔ حضور کی والدہ صاحبہ کو بھی اپنے یتیم بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کا بہت فکر تھا۔ خاص کر حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ کی نیک خواہشات کہ میرے بچے عالم و فاضل اور صالح بنیں ہمیشہ پیش نظر تھیں۔ جبکہ بعد از وفات بھی کئی بار خواب میں زوجہ محترمہ سے فرمایا میرے بچوں کی تربیت کا خیال رکھنا، کسی بات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، دنیاوی طور پر بھی تم کسی کے محتاج نہ رہوگی دیکھو فلاں چیز گھر کے فلاں حصہ میں رکھی ہے اور فلاں چیز فلاں کونے میں موجود ہے وغیرہ، اس سے اور بھی قلبی اطمینان و سکون حاصل ہوتا اور بچوں کی نیکی اور حسن تربیت کا اور بھی زیادہ فکر ہوتا۔ خاص کر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے محبت بھی زیادہ تھی اور ان کی تعلیم کا فکر بھی زیادہ تھا۔

معاشی حالت:۔ حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے وقت ۳۰ ایکڑ زرعی زمین کے علاوہ ترکہ میں قابل ذکر کوئی اور چیز نہ تھی، زمین سے جو دانے حصے میں آتے حضور کی والدہ ماجدہ گھر کی جملہ ضروریات ان ہی دانوں سے پورا کرتی تھیں۔ سال بھر کے ذاتی استعمال کے علاوہ حسب ضرورت دانے بیچ کر گزارہ کرتی تھیں، بعض اوقات دانے بھی اس قدر کم آتے کہ سال بھر کی کفایت نہ سمجھ کر اناج کی بٹائی کے بعد جو تھوڑے بہت دانے زمین پر رہ جاتے ہیں گھر لے آتیں اور صاف کر کے اپنا اور بچوں کا گزارہ کرتی تھیں اس زمانہ میں دانے جمع کرنا عام بات تھی آج کل عموماً" لوگ اس سے عار کرتے ہیں۔ گھر میں ۲۔۳ بکریاں بھی تھیں جن کا دودھ پینے کے بھی کام آتا اور بچا کر اسی سے لسی اور گھی

کا فائدہ بھی حاصل کرتی تھیں۔ حضور کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ اس زمانہ میں گو معاش کے ظاہری اسباب کی قلت تھی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس قدر برکت عطا فرمائی تھی کہ ہم نے کبھی تنگ دستی محسوس نہیں کی۔ ضروریات کے لئے والدہ صاحبہ کے پاس کچھ نہ کچھ پیسے ہروقت موجود ہوتے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ مَنْ لَہُ الْمَوْلیٰ فَلَہُ الْکُلُّ جس کا ترجمہ حضور اس طرح بیان فرماتے جنھنجورب تنھنجوسیں (تو خدا کا ہو کہ ہوجائے خدا تیرے لئے۔)

والدہ ماجدہ کی شفقت و محبت :۔ ویسے تو آپ کی ہمشیرائیں خواہ دوسرے قریبی رشتہ دار آپ کے اعلیٰ اخلاق کی بدولت آپ سے بہت پیار کرتے تھے، لیکن آپ کی رابعہ صفت والدہ ماجدہ کی دور بین باطنی نگاہ حال سے آگے بڑھ کر آپ کے مستقبل کے رہبر و رہنما ہونے پر مرکوز تھی۔ یہاں تک کہ جب حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ (والد حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ) کے وصال کے بعد ان کی ایک ہمشیرہ (حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی پھوپھی) اپنے مرحوم بھائی کے کمسن یتیم بچوں کی خدمت کے لئے مستقل طور پر آکر ان کے یہاں ٹھہریں۔ تو حضور کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ نے اپنے دوسرے فرزند اللہ ابھایو سمیت تمام بچوں کی خدمت ان کے سپرد کی۔ مگر ان کی چاہت کے باوجود ان کو سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت کرنے نہیں دیتی تھیں، جملہ حوائج و ضروریات کی خدمت خود ہی کیا کرتی تھیں۔ شیر خوارگی کے بعد جب کھانا کھانے لگے تو نیک طینت حضور سوہنا سائیں کے لئے روٹی، سالن علیحدہ تیار کرتی تھی، اور اس قدر آداب و احترام ملحوظ رکھتیں کہ بقول حضور کی ہمشیرہ صاحبہ اطال اللہ عمرہا حضور کی چارپائی پر کسی دوسرے بچے خواہ بڑے کو بیٹھنے نہیں دیتی تھیں، اسی طرح آپ کے پینے کے لئے جو پانی کا مٹکا اور اس پر کولا رکھ دیتی تھیں اس میں سے کسی دوسرے کو پانی پینے نہیں دیتی تھیں۔ غرضیکہ جملہ حوائج و ضروریات کے معاملے میں والدہ ماجدہ دوسرے بچوں سے بڑھ کر آپ کا خیال کرتی تھیں،

والدین کی تقویٰ و پرہیزگاری ہی کا یہ ثمر تھا کہ صغر سنی ہی میں آپ کے مزاج میں نیکی، تواضع، ہمدردی اور خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اطال للہ عمرہا (جو عمر میں آپ سے بڑی ہیں) کا کہنا ہے کہ جیسے ہی آپ ذرا سمجھ دار ہوئے کسی کے کہنے سمجھانے کے بغیر از خود نماز شروع کی، جس سے والدہ صاحبہ بہت خوش ہوئیں اور بار بار دعائیں دینے لگیں۔ اس کے بعد پانی کا لوٹا بھر کر چارپائی کے قریب ایک اینٹ پر رکھ دیتی تھیں، تاکہ معصوم صالح فرزند جب چاہیں اس سے وضو کرلیں۔ جیسے ہی نماز شروع کی پابندی سے پڑھتے رہے۔ ابھی صغیر ہی ہوں گے کہ دل میں اذان دینے کا شوق پیدا ہوا اور محلہ والوں کی اجازت سے وقت ہوتے ہی سب سے پہلے مسجد میں جا کر اذان دیتے تھے۔

غرضیکہ بچپن ہی سے آپ کی سمجھ بوجھ، بڑوں کا ادب اور حسن اخلاق ایک مدبر، عاقل صالح شخص سے کچھ کم نہ تھا۔ جب بھی کوئی پیاسا آتا بڑا ہوتا یا چھوٹا اٹھ کر اسے کولا بھر دیتے تھے، کھانے کے وقت جتنے بھی بچے موجود ہوتے اپنے کھانے میں سے ضرور ان کو کچھ دیا کرتے تھے، والدہ صاحبہ یا کسی اور رشتہ دار سے جیب خرچی کے لئے پیسے ملتے تو وہ اپنے بھائی کو دیا کرتے تھے۔ غرض کہ بقول حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ کہ بزرگی .عقل است نہ بہ سال (آدمی زیادہ عقل سے بڑا ہوتا ہے نہ کہ زیادہ برس گزرنے سے) حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بچپن کے زمانہ میں بھی بڑے معلوم ہوتے تھے، آپ کے ہمعصرو ہم وطن ساتھیوں کا کہنا ہے کہ صغر سنی ہی میں آپ سنجیدہ مزاج، بردبار اور خوش اخلاق تھے، باوجود یہ کہ آپ کا کوئی بڑا بھائی، والد، دادا یا کوئی دوسرا ایسا قریبی رشتہ دار نہ تھا جو آپ کی نگرانی، یا تربیت کرتا پھر بھی پڑوس کے تمام بچوں سے اخلاق و رواداری میں آگے تھے۔ دوسرے بچوں کی طرح شرارت لڑنے جھگڑنے سے ہمیشہ دور رہے۔ گو بچوں کے ساتھ اس وقت کے مروجہ دیہاتی کھیل شاہ ٹوٹو،

اٹی ڈکر کھیلتے اور عموماً" کامیاب بھی ہوتے تھے۔ لیکن اس میں بھی اس قدر رواداری اور حسن اخلاق پیش نظر ہوتا کہ کسی دوسرے کو زیر کرنے کی مطلق کوشش نہیں کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ساتھ کھیلنے والے مسلمان خواہ ہندو لڑکے اور اُن کے والدین سبھی آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے، جوں جوں عمر میں اضافہ ہوتا گیا، عمر رسیدہ افراد کی مانند آپ کا شمار بھی معززین افراد میں ہونے لگا۔

بھائی کی جدائی :۔ حضور کو اپنے بھائی اللہ ابھایو (رحمتہ اللہ علیہ) سے جسے دادی صاحبہ پیار سے اللہ اڈیو کے نام سے پکارتی تھیں بہت پیار و محبت تھی۔ مگر افسوس کہ زیادہ عرصہ ایک ساتھ رہنا مقدر میں نہ تھا۔ محض ساڑھے سات برس کی عمر میں ایک دن کھیت سے واپس آکر والدہ صاحبہ سے کہا اماں شاید کوئی کیڑا بدن سے گھوم گیا ہے کہ قدرے خارش معلوم ہوتی ہے، اس سال جوار کی فصل تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ کہیں اس سال تمہیں کھانے کے لئے اناج کی تکلیف نہ ہو (گویا کہ انہیں اپنی زندگی ختم ہونے کا یقین ہوچکا تھا والدہ اور بہن بھائی کا فکر لاحق تھا) غالباً" وہی کیڑا پیغام اجل ثابت ہوا کہ ایک دو دن بعد مؤرخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء راہی ملک بقا ہوئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔**

پھوپھی صاحبہ کا انتقال :۔ ابھی مرحوم بھائی کی جدائی کے زخم مندمل نہ ہوئے تھے کہ اسی سال آپ کی پھوپھی صاحبہ (جو اپنے بھائی صاحب کی جدائی کے فوراً" بعد اپنا گھربار چھوڑ کر ان کے بچوں کی خدمت کے لئے مستقل آکر رہیں) بھی دارالفناء سے راہی ملک بقا ہوئیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون ○**

حضور کی زندہ دل والدہ ماجدہ کو دوسرے بچوں کی نسبت پہلے ہی حضور سے پیار و محبت زیادہ تھی، لیکن دوسرے عزیز فرزند کی جدائی کے بعد تو ظاہری طور پر بھی ان کی نظر اسی نیک سیرت اکلوتے فرزند پر مرکوز ہوگئی۔ جو مستقبل میں

بیسیوں افراد سے بڑھ کر ثابت ہوئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

تعلیم و تربیت:۔ مفسر قرآن جلیل القدر محدث فقیہ اعظم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ (ترمذی) (جس سے اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے، اسے دین کی بصیرت عطا فرماتا ہے) فقہ سے صرف نماز، روزہ کے ظاہری احکام جاننا مراد نہیں، بلکہ شریعت و طریقت اور حقیقت سبھی علوم کا جاننا مراد ہے (ملا علی قاری علیہ الرحمہ)

گو اس زمانے میں نہ تو تعلیم کی خاص قدر تھی نہ ہی والدہ صاحبہ کے علاوہ والد، بھائی یا کوئی اور رشتہ دار تھا جو آپ کو تعلیم کی طرف متوجہ کرتا یا مالی مدد کرتا، پھر بھی والد ماجد کی دعا اور والدہ کی ترغیب اور ذاتی شوق کی بدولت اللہ تعالیٰ نے قریشی ہاشمی خاندان کے اس مادر زادولی اور در یتیم کو اس قدر ظاہری اور باطنی علوم و معارف عطا فرمائے کہ لاکھوں راہ حق کے متلاشی آپ سے مستفیض ہوئے اور قیامت تک اس چشمۂ حیات سے سیراب ہوتے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

جیسے ہی ہوش سنبھالا ذرا پڑھنے کے قابل ہوئے، کھیل کود کے بجائے پڑھنے کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے۔ مگر مالی حالت کمزور ہونے اور خانواہن یا اس کے قرب جوار میں کوئی مناسب دینی مدرسہ نہ ہونے کی وجہ سے عرصے تک نیک دل ماں بیٹے کی یہ قلبی خواہش (کہ آپ دینی علم پڑھ کر عالم فاضل بنیں) پوری نہ ہو سکی اور قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے ساتھ سکول میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد سندھی میں فائنل پاس کیا ساتھ ساتھ اپنی ذاتی زمینوں کی نگہداشت بھی خود ہی کرتے تھے، لیکن ذاتی طور پر خود حضور اور آپ کی والدہ صاحبہؒ اس صورتحال سے مطمئن نہ تھے، بالآخر نیک دل والدہ ماجدہ نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے اکلوتے لخت جگر سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو اجازت دے کر

دعاؤں کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے رخصت کیا۔

مدرسہ اسلامیہ گیرپلو:۔ گو مذکورہ مدرسہ خانواہن سے کافی فاصلہ پر ضلع لاڑکانہ میں واقع تھا، مگر چونکہ اس مدرسہ کے مدرس اعلیٰ حضرت علامہ مولانا الحاج رضا محمد صاحب بہتر تعلیم اور بزرگی و تقویٰ کے لحاظ سے مشہور تھے، اس لئے آپ نے اسی مدرسہ کا قصد کیا۔ چند ہی دن میں نئے وارد خاموش طبع سنجیدہ مزاج، سادگی پسند ادیب اور خدمت گار شاگرد سوہنا سائیں علیہ الرحمہ سے مدرسہ کے منتظمین اساتذہ اور طلبہ سبھی متاثر ہوئے۔ خاص کر حضرت مولانا رضا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تو آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو بھانپ کر اپنے بچوں کی طرح اپنا لیا، تعلیمی خواہ انتظامی امور میں خصوصی شفقت فرمانے لگے۔

فقر:۔ مذکورہ مدرسہ میں طلبہ کے لئے خاص لنگر خانے باورچی وغیرہ کا انتظام نہیں تھا، بلکہ اس وقت کے اکثر مدارس کی طرح طلبہ پڑوس کے مسلمانوں کے گھروں سے کھانا لینے جاتے تھے اور وہ بخوشی ثواب کی خاطر کھانا دے دیا کرتے تھے (اور یہ ازروئے شرع جائز بلکہ دینے والوں کے لئے بڑا اجر و ثواب کا باعث بھی ہے) تاہم متوکل علی اللہ سیدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے دل نے یہ گوارہ نہ کیا کہ کھانا لینے کے لئے کسی کے در پر چلے جائیں۔ جب دوسرے طلبہ فقر (لنگر) لینے جاتے تھے تو آپ کسی جگہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے یا ذکر و تلاوت میں مشغول ہوجاتے، کسی سے کھانا نہ ملنے کی شکایت کرنا تو دور کی بات ہے کئی دن تک کسی کو یہ محسوس بھی نہ ہونے دیا کہ آپ فاقہ سے ہیں۔ حسب معمول خوش و خرم دکھائی دیتے رہے۔ آخر آپ کے توکل، تقویٰ اور عاکف بباب اللہ (دربار الٰہی پر مقیم) ہونے کا عمدہ ثمر یہ ظاہر ہوا کہ بعض باصلاحیت طلبہ (نے جب آپ کو کچھ کھاتے یا کسی کے گھر کھانا لینے نہ جاتے ہوئے دیکھ کر باہمی مشورہ کرکے) مدرسہ میں بیٹھے آپ کو کھانا دے جاتے تھے۔

حضور اپنے مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ کے طلبہ کو تعلیم کی ترغیب دیتے ہوئے اپنے زمانہ تعلیم کے کئی واقعات و حالات سناتے تھے۔ مثلاً" یہ کہ فرمایا میں ضلع نواب شاہ کا رہنے والا تھا۔ جہاں چاول کی روٹی کھانے کا رواج ہی نہیں ہے' اور گیریلو ضلع لاڑکانہ میں رواج ہی چاول کی روٹی کا تھا جتنا عرصہ میں وہاں رہا پیچش کی وجہ سے بیمار رہا۔ چاول شروع سے میرے مزاج کے موافق نہ تھے' پھر بھی تعلیم بہتر ہونے کی وجہ سے عرصہ تک کھاتا رہا۔

یار شاطر باشد نہ بار خاطر:۔ (دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے لئے خوشی کا باعث ہو' نہ کہ بوجھ و تکلیف کا) حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے اپنے در دولت کا مستقل مہمان بنا رکھا تھا' تاحیات لالچ' طمع' غیر کے خوف و امید سے کوسوں دور رہے۔ دوست و احباب سے تعلق و محبت بھی الحب فی اللہ (خدا کے لئے محبت) کے تحت رہی' اسی لئے کسی بھی بہی خواہ پر بوجھ بننا کبھی گوارہ نہ کیا' چنانچہ گیریلو میں پڑھنے کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے تھے کہ خانواہن اور گیریلو کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ دریائی ریت کا طویل سفر کرکے کشتی کے ذریعہ دریا پار کرکے پھر بھی کافی فاصلہ پیدل طے کرکے مدرسہ پہنچتا تھا۔ اس لئے بعض اوقات کھانے کا وقت گزر جانے کے بعد گیریلو پہنچتا تھا۔ تو ایسی صورت میں مدرسہ کے بجائے کچھ ہی فاصلہ پر کسی درخت کے نیچے یا کسی کھیت میں سو جاتا تھا' جہاں طلبہ یا بستی والوں کی آمدورفت نہ ہوتی تھی۔ مدرسہ اس لئے نہ جاتا تھا کہ کہیں میرے جانے پر استاد صاحب یا کوئی طالب علم کھانا لانے کا تکلف کرے' اسی طرح زمین پر سو کر رات گزارتا اور صبح کو بروقت مدرسہ پہنچ جاتا تھا۔

والدہ کی خدمت و ادب:۔ وقفہ وقفہ سے آپ والدہ صاحبہ کی خبرگیری زیارت اور خاص کر جلانے کی لکڑیاں جمع کرکے دینے کے لئے خانواہن آتے تھے (اس

لئے کہ کوئی اور آدمی لکڑیاں جمع کر کے دینے والا تھا نہیں،) جیسے ہی آپ گھر میں داخل ہوتے والدہ صاحبہ دیکھتے ہی اَلحَمدُ لِلّٰہِ بِسمِ اللّٰہِ کہہ کر خوشی کا اظہار کرتی تھیں اور آپ قدم بوسی کی کوشش کرتے تھے مگر والدہ صاحبہ قدم بوس ہونے یا ہاتھ چومنے نہیں دیتی تھیں۔ اس لئے مصافحہ کے بعد باادب دوزانو بیٹھ جاتے تھے اور والدہ صاحبہ خیریت دریافت کرنے کے ساتھ ساتھ بار بار دعائیں دیتی رہتیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے عالم و فاضل بنائے طویل عمر اور اولاد صالح عطا فرمائے وغیرہ۔

مدرسہ دیہات میں :۔ شاید اللہ تعالیٰ کو اپنے اس نوجواں پیارے ولی کی والدہ سے دوری، اور سفر کی مزید مصیبت برداشت کرنا منظور نہ تھا، از خود مولانا موصوف گیریلو سے مستعفی ہو کر دیہات تحصیل کنڈیارو میں پڑھانے آئے جو کہ خانواہن سے بہت قریب ہے۔ کچھ ہی عرصہ بعد کوڑو ہتو نامی بستی کے باشندوں کے اصرار کرنے پر ادھر منتقل ہوگئے۔ ہر دو جگہ حضور، استاد محترم کے پاس رہ کر پڑھتے رہے، یہاں آنے کے بعد مزید سہولت یہ ہوئی کہ تقریباً" ہر ہفتہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جملہ ضروری اشیاء خرید کر دے جاتے تھے اور حسب ضرورت لکڑیاں بھی جمع کر کے دے جاتے تھے۔ جبکہ گیریلو سے کافی دیر بعد ہی چند دن کے لئے گھر آتے تھے۔

بھریا میں تعلیم :۔ جب حضرت مولانا رضا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تو گھریلو ذاتی مجبوریوں کے تحت کوڑو ہتو کے مدرسہ سے منتقل ہو کر بھریا آگئے اور وہاں مرحوم نور محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پڑھانے لگے، حضور بھی اپنے استاد محترم کی معیت میں بھریا پڑھنے آئے۔ اس زمانہ میں نہ ہی موجودہ قومی شاہراہ کا وجود تھا نہ ہی بس وغیرہ کی سواری تھی۔ پیدل ہی آتے جاتے تھے۔ طلبہ کو تعلیم کے لئے ترغیب دلاتے ہوئے کبھی بھریا کی تعلیم کا بیان فرماتے تھے کہ جب کبھی مجھے گھر جانا ہوتا۔ تہجد کے وقت بھریا سے

پیدل روانہ ہوتا۔ دوپہر سے پہلے پہلے کنڈیارو سے گزر کر عموماً" ظہر سے پہلے پہلے خانواہن پہنچتا تھا۔

بھریا میں امامت :۔ استاد صاحب محترم کے حکم سے بھریا کی ایک مسجد میں کچھ عرصہ امامت بھی فرمائی مگر اس درمیان، مسجد میں جو کھانا آپ کو ملتا لے کر استاد صاحب کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور خود دوسرے طلبہ کے ساتھ مدرسہ کا کھانا کھاتے تھے اور مہینہ پورا ہونے پر جو تنخواہ ملی وہ بھی پوری کی پوری استاد صاحب کی خدمت میں پیش کی، اپنے لئے ایک روپیہ تک نہ رکھا۔

شرم و حیاء :۔ آپ شروع سے شرمیلے بزرگ صفت اور متواضع تھے، ابھی آپ مدرسے میں زیر تعلیم تھے کہ چادر اوڑھتے تھے۔ بستی کی گلیوں سے گزرتے تو چادر اوڑھے ہوئے گردن نیچی کئے ہوئے چلتے تھے۔ تاکہ کسی غیر محرم عورت پر نظر نہ پڑے گویا کہ طریقت میں قدم رکھنے سے پہلے ہی طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے سبق، نظر بر قدم کے عامل تھے۔ شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور اکرم ﷺ کی ایک خوبی شرم و حیاء بھی بیان کی گئی ہے۔ **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا** (کہ رسول اللہ ﷺ چادر میں ملبوس ایک غیر شادی شدہ عورت سے بھی زیادہ حیا دار تھے) اسی طرح عاشق رسول متبع سنت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی بچپن سے بڑھاپے تک یکساں مجسمہ شرم و حیاء رہے۔ یہاں تک کہ حضور کے ہمعصر ساتھیوں کا کہنا ہے کہ ہم بچے مل کر خانواہن (حضور کی آبائی بستی) کے قریب اڑل نالی نہر میں نہانے جاتے تھے۔ لیکن چونکہ کئی لڑکے ننگے ہو کر نہاتے تھے۔ اس لئے ہمارے کہنے کے باوجود حضور ہمارے ساتھ نہیں نہاتے تھے بلکہ دور جا کر چادر باندھ کر اکیلے نہاتے تھے، اسکول میں یا راہ چلتے خواہ کھیلتے کبھی کسی سے غیر مناسب ہنسی مذاق یا استہزاء نہیں کرتے تھے، آپ کی خاموش طبعی، حلم و بردباری سے ناجائز فائدہ حاصل

کرتے ہوئے کئی شریر لڑکے آپ کو درویش، صوفی وغیرہ کہہ کر غصہ دلانے کی کوشش کرتے اور کبھی اوڑھی ہوئی چادر چھین کر دور پھینک دیتے، مگر آپ کسی انتقام یا غصہ کے بغیر خاموشی سے اپنی چادر اٹھا کر اوڑھ لیتے تھے۔

ایک واقعہ :۔ حضرت قبلہ سیدی صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ العالی نے بتایا! کہ ایک مرتبہ جیسے ہی حضور نوراللہ مرقدہ گھر میں بیٹھے ہوئے تھے آپ کا بازو مبارک قدرے کھلا ہوا تھا۔ جس پر قدیمی زخم کا نشان نظر آیا میں نے پوچھا حضور یہاں کوئی چوٹ لگی تھی؟ فرمایا یہ بچپن کے زمانے کا ایک یادگار نشان ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ چونکہ بچپن کے ایام میں مجھے گالی گلوچ لڑنے، جھگڑنے، شرارت کرنے یا بدلہ لینے کی عادت مطلق نہ تھی، اس لئے کئی شریر لڑکے خواہ مخواہ مجھے تنگ کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ میں ایک اونچی جگہ پر بے فکر کھڑا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک شرارتی لڑکے نے دھکا دے کر مجھے گرایا، جس سے میرا یہ بازو ٹوٹ گیا۔ ایک کمہار سے ٹھیک کرایا اس کے علاج سے فائدہ تو ہوا مگر اس کی مہارت نہ ہونے کی وجہ سے یہ نشان پھر بھی رہ گیا۔

شادی خانہ آبادی :۔ رسول خدا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ **اَربَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرسَلِیْنَ الْحَیَاءُ وَ التَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ** (چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتوں میں سے ہیں۔) ۱۔ حیاء، ۲۔ خوشبو استعمال کرنا، ۳۔ مسواک کرنا، ۴۔ شادی کرنا، حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے پہلی شادی طالب علمی کے زمانے میں تنیہ قریشی خاندان سے کی جو بوقت نکاح صغیرہ تھی، واضح رہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں صغیرہ تھیں اور ان کی عمر صرف ۹ سال تھی۔

رسوم سے پاک شادی :۔ ملک بھر میں اس زمانے میں بھی سینکڑوں غیر شرعی رسم و رواج شادی کا لازمی جزو سمجھے جاتے تھے جن میں آج کی طرح اس وقت

کے کئی نیک صالح افراد بھی ان رسموں میں مبتلا تھے۔ مگر آپ نے شاگردی کے اس غیرذمہ دارانہ زمانے میں بھی مروجہ و نواہ ہکی' نمہالھد وغیرہ کی اجازت نہ دی' عموماً" شادی سے کوئی ایک ماہ پہلے سے لاڈا سہرا شروع کیے جاتے تھے' لیکن آپ نے شادی کے عین موقعہ پر بھی اسے روا نہ رکھا'

رسم نکاح اور ولیمہ نہایت سادگی سے شریعت مطہرہ کے مطابق انجام پائے مروجہ شادیوں کی طرح دور دور کے دوست احباب کو بلائے بغیر نکاح کے موقعہ پر اپنی حیثیت کے مطابق چینی کی ایک بوری خرید کر اہل قرابت و دیگر پڑوسیوں میں تقسیم کی' اسی طرح ولیمہ کے موقعہ پر بھی سنت رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق دو دیگ میٹھے چاول پکائے گئے اور بس.

اتباع سنت کا ثمرہ:۔ الحمدللہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے خلاف شرع رسم و رواج سے نفرت' ہمت' استقامت اور اتباع سنت کے طفیل آپ کے خاندان ہی نے نہیں بلکہ بہت سے دوسرے پڑوسیوں نے بھی متاثر ہو کر یہی طریقہ کار اپنالیا۔ حضور کی شادی کے بعد آپ کے بھانجوں کی شادیاں اور بچوں کے ختنے کسی رسم و رواج کے بغیر سادگی سے انجام پائے۔

بدعت سے نفرت اور صبر:۔ سیدی سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے بہنوئی محترم صاحبڈنہ مرحوم نہایت نیک صالح' خائف خدا انسان تھے' آخر عمر میں ان کو اچانک مرگی کا دورہ پڑ جاتا تھا' کافی علاج ' معالجہ کے باوجود کوئی خاص فائدہ نہ ہُوا " بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کے مطابق بیماری اور کمزوری بڑھتے ہی گئے۔ بعض لوگوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اس پر جنات کا اثر ہے جس کے لئے سرندد (ایک قسم کا باجہ ہے) منگوا کر اسے سنائیں خوش ہوجائے گا۔ ان دنوں حضور بھریا میں زیر تعلیم تھے' بہنوئی کی بیماری کا سن کر خانواہن تشریف لاچکے تھے' جب مرحوم کے بھائی نے مذکورہ تجویز اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا' آپ نے فرمایا

سرندو سنانا کوئی علاج نہیں، شریعت و سنت کے خلاف کوئی بھی عمل فائدہ کے بجائے نقصان کا باعث ہوسکتا ہے، میرے خیال میں اس پر آسیب کا اثر ہی نہیں اگر ہو بھی تو خلاف شرع کسی بات میں کم از کم میں آپ سے متفق نہیں ہوسکتا، بہرحال مرحوم کے بھائی بضد رہے۔ حضور وضو بنا کر مسجد شریف چلے گئے۔ ابھی حضور مسجد شریف ہی میں تھے کہ سرندو بجانے والے بلائے گئے۔ اس وقت مریض کی حالت ازحد نازک تھی۔ بات چیت کی سکت باقی نہ تھی، پھر بھی جیسے ہی سرندو بجانے والے چارپائی کے نزدیک چٹائی پر بٹھائے گئے۔ انکو دیکھتے ہی فقیر صاحب نے منہ دوسری طرف کرلیا، نہ معلوم ابھی سرندو بجانا شروع بھی کیا تھا یا نہیں کہ فقیر صاحب کی روح قفص عنصری سے نکل کر ابدی آرام گاہ میں جا پہنچی (فقیر صاحب مرحوم نے عملی طور پر زبان حال سے بتا دیا کہ صحیح معنوں میں اہلسنّت و جماعت فضلی غفاری کبھی بھی غیر شرعی کام برداشت نہیں کرسکتا) حضور جیسے ہی نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے رونے کی آواز سنائی دی۔ لیکن آتے ہی آپ نے سختی سے منع فرمایا کہ خبردار کوئی بھی آواز سے نہ روئے، آواز سے رونا گناہ ہے، دل ہی دل میں افسوس یا بلا آواز آنسو نکل پڑیں تو کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہر حکم پر راضی رہ کر صبر کرنا چاہیے وغیرہ۔

طریقت میں قدم:۔ ابھی آپ بھریا کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے کہ ۱۳۵۴ھ میں حضرت پیر فضل علی قریشی مسکین پوری رحمتہ اللہ علیہ تبلیغی سلسلہ میں ہالانی تحصیل کنڈیارو تشریف لائے اور آپ کے مخلص دوست اور پڑوسی قاضی دین محمد صاحب جو پہلے سے حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے آپ کو اطلاع دینے بھریا آئے چونکہ حضور پہلے بھی ایک بار حیدر آباد میں حضرت مسکین پوری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرچکے تھے (سلاوٹ مسجد ٹنڈو ولی محمد حیدر آباد میں نماز پڑھ کر حضرت پیر قریشی علیہ الرحمہ باہر نکل رہے تھے کہ اتفاقاً" حضرت سوہنا سائیں علیہ الرحمہ بھی وہیں آگئے اور زیارت کی، بیعت ہونے یا تفصیلی ملاقات کا

وقت نہ ملا تھا۔ تاہم عقیدت' محبت اور بیعت ہونے کی تمنا اسی وقت سے دل میں موجزن رہی) حضور قاضی صاحب موصوف کے ہمراہ پیدل بھریا سے خانواہن حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔

بیعت اور وجد:۔ مورخہ ۱۳ صفر ۱۴۰۰ھ بعد از نماز عصر حضرت قبلہ سائیں رفیق احمد شاہ صاحب (نواسہ حضرت پیر قریشی قدس سرہ) و دیگر جماعت سے اپنی ابتداء بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت پیر قریشی قدس سرہ تبلیغی سلسلہ میں ہالانی تشریف لائے تھے' اسٹیشن سے قیام گاہ کافی دور تھی اسٹیشن سے قیام گاہ تک تمام جماعت بلند آواز سے اللہ' اللہ کا ورد کرتے ہوئے حضرت صاحب قدس سرہ کے پیچھے آرہے تھے' جیسے ہی یہ عاجز حضرت سے بیعت ہوا اسی وقت سخت جذبہ ہوگیا۔ (مذکورہ ارشاد فرماتے وقت حضور پر گریہ و سکتہ کی سی حالت طاری ہوگئی' تھوڑی دیر بعد پھر زبان درافشان سے ارشاد فرمایا) کہ اس زمانے میں جذبہ اتنی کثرت سے ہوتا تھا کہ بعض اوقات ساری ساری راتیں فقراء جذبے و مستی میں گزار دیتے تھے کھانے پینے کی یاد ہی نہیں رہتی تھی۔ رمضان المبارک میں جذبہ و مدہوشی کی وجہ سے کھائے پیئے بغیر سحری کا وقت گذر جاتا کئی بار کتے آکر مجذوبوں کا کھانا کھا گئے ان کو پتہ ہی نہیں چلا' لوگ حضرت قریشی قدس سرہ کو جذبہ والا پیر' اور مولو یا ندا پیر کہہ کر پکارتے تھے۔ اب تو کیا درگاہ رحمت پور شریف میں بھی اس زمانے کے مقابلے میں عشر عشیر بھی جذبہ نہیں تھا' اسی تبلیغی دورے میں حضرت پیر قریشی قدس سرہ محترم حاجی محمد یوسف صاحب کی دعوت پر محراب پور بھی گئے تھے' یہ محترم سید غلام رسول شاہ صاحب کنڈیارو والے بھی اسی زمانہ کے فقیر ہیں' حضرت قریشی قدس سرہ دو تین بار کنڈیارو بھی تشریف لائے تھے۔

زوجہ محترمہ کا انتقال اور الہام:۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ پہلی شادی کے

وقت اور اس کے بعد بھی کافی عرصہ تک آپ بھریا میں زیر تعلیم رہے، اس لئے آپ وقفے وقفے سے گھر جاتے تھے، جس دن زوجہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ اس دن بھی آپ مدرسہ میں تھے، معلوم ہونے پر نماز جنازہ سے بھی پہلے گھر پہنچے، مگر تیمارداری و خدمت کا موقعہ میسر نہ آنے اور بوقت وفات موجود نہ ہونے کا آپ کو سخت افسوس ہوا، کافی دیر تک گریہ (بلا آواز) اور وجد کی حالت طاری رہی اور مسلسل کئی دن تک زوجہ محترمہ کی مزار پر جاکر ختم بخشتے دعا و استغفار کرتے رہے۔ آخر زوجہ محترمہ کی تدفین کے دوسرے دن من جانب اللہ آپ کو تسلی بخش الہام کے ذریعے مطمئن کیا گیا، جس کا اظہار آپ نے حاجی الہندو خان مرحوم سے اس طرح فرمایا کہ آج زوجہ کی مزار پر جذبہ کی حالت طاری ہوگئی، اسی عالم میں میں نے اپنے پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر یہ التجا کی کہ یا حضرت آپ فرمایا کرتے ہیں کہ مصیبت اور مشکل کے وقت مرید کی پکار پر ہم حاضر ہوجاتے ہیں، آج میں بہت مغموم ہوں۔ پریشان حال ہوں اطمینان و تسلی کا خواہاں ہوں، میری مدد فرماویں وغیرہ۔ اسی وقت حضرت صاحب ساتھ کھڑے نظر آئے اور مجھے فرمایا پریشان کیوں ہوتے ہو؟ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اسی وقت زوجہ محترمہ کے لہجہ میں مزار سے یہ ہاتفی آواز سنی کہ تمہاری دعائیں عنداللہ مقبول ہیں، میں یہاں ہر طرح سے خوش ہوں، آپ میری وجہ سے پریشاں نہ ہوں وغیرہ۔

حضور کی زوجہ محترمہ از حد پرہیز گار، صابرہ شاکرہ خاتون تھیں اور انتقال بھی دردزہ میں ہوا تھا۔ جس کے متعلق رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت دردزہ میں فوت ہوجائے وہ شہیدہ ہے اور جملہ شہداء نص قطعی کے مطابق یقیناً" جنتی ہیں، حضور کی زوجہ محترمہ کی والدہ صاحبہ بیٹی کے انتقال سے نڈھال ہوگئیں، بعض اوقات منع کرنے کے باوجود بلند آواز سے روتی تھیں، آخر کار ایک رات حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مخلص مرید فقیر لونگ مرحوم کو

(جو مرحومہ کے بہنوئی اور از حد صالح اور مجذوب تھے) غیر اختیاری وجد و جذب اس قدر ہوا کہ بقولہ کوئی غیبی طاقت مجھے کھینچ کر قبرستان تک لے گئی، جیسے ہی حضور کی زوجہ محترمہ کی مزار کے پاس پہنچا، قبر سے یہ آواز سنائی دی۔ **ادا لونگ منهنجي ماء روئندي، پار تيد ندی وتی تنی انکي چئوته نه روئی صبر کري منهنجي حياتي ابتری هئی مان ته هت خوش آهيان** (بھائی لونگ میری والدہ رونے دھونے سے باز نہیں آتی، ان کو کہیں کہ صبر کریں، میری تو حیاتی تھی ہی اتنی میں تو یہاں خوش ہوں وغیرہ،

دراصل بعد از وفات بی بی صاحبہ نے اپنی والدہ محترمہ کے نام مذکورہ پیغام بھیج کر اسے ایک بہت بڑے گناہ سے بچنے کی ہدایت و تلقین کی۔ جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ **لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ اَوْ دَعَا بِدِعَی الْجَاهِلِيَّةِ** ○ (وہ آدمی ہم میں سے نہیں ہے جو (تکلیف کے وقت) گریبان چاک کرے، منہ پر مارے، یا جاہلوں کی طرح کچھ کہے، (خلاف شرع الفاظ زبان پر لائے)

تعلیم کی قدر :۔ حضور کی ہمشیرہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ حضور کو تعلیم کا اس قدر شوق تھا کہ تعلیم میں رخنہ واقع ہونے کی وجہ سے ضرورت کے تحت ہی گھر آیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر گھر آنے کی کوئی خاص ضرورت نہ ہوتی تو مدرسہ کی چھٹیوں میں بھی گھر نہ آتے تھے، استاد محترم کے پاس رہ کر پڑھتے تھے، یہی نہیں بلکہ چند بار عید کرنے بھی گھر نہ آئے، حالانکہ بھریا پڑھنے کے زمانہ میں آپ کی شادی بھی ہوچکی تھی۔ چنانچہ عید کے بعد والدہ صاحبہ و دیگر اہل خانہ کے نام تسلی دیتے ہوئے تفصیل سے خط لکھتے تھے کہ میں بالکل خیریت سے ہوں، صرف تعلیم کی وجہ سے گھر نہ آیا، عید کے دن شاید آپ نے ایک قسم کا کھانا کھایا ہو، مجھے تو سات قسم کے کھانے (نام لکھ کر) میسر ہوئے وغیرہ اور ہر خط کے آخر میں والدہ محترمہ کے نام اہلیہ کی دلجوئی اور کھانے پینے میں حتی المقدور وسعت و کشادگی کی

تاکید لکھتے تھے۔ گو کتنی ہی دیر بعد گھر آتے اور والدہ صاحبہ آپ کے لئے بہت اداس اور بے تاب ہوتیں، پھر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ آپ کیوں دیر سے آئے؟ یا عید کے لئے تو آجاتے وغیرہ، بلکہ جب کبھی کہا یہی کہا (تو اللہ تعالیٰ کا ہے) اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ خوش رکھے وغیرہ۔

والدین کی دعا:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ **ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَکَّ فِیهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ۔** (رواہ الترمذی، ابوداؤد)

(تین دعائیں مقبول ہیں، ان کی مقبولیت میں کوئی شک نہیں ہے، ۱۔ والد کی دعا اولاد کے لئے ۲۔ مسافر کی دعا ۳۔ مظلوم کی دعا) حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ گو اس حدیث میں والدہ کا ذکر نہیں ہے، لیکن جب والد کی دعا یقیناً" قبول ہوتی ہے تو والدہ کی دعا بطریق اولیٰ ضرور قبول ہوگی۔

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ **رِضَى اللّٰہِ فِی رِضَى الْوَالِدَیْنِ وَ سَخَطُ اللّٰہِ فِی سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ، کنا فی الدر المنثور** .... (والدین کی رضا میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، اور والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ گو حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو والد ماجد کی خدمت کا موقعہ میسر نہ آیا، مگر والدہ ماجدہ کی خدمت، فرماں برداری میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا، کماحقہ انکی رضا حاصل کی اور بار بار ان سے نیک دعائیں حاصل کرتے رہے، یہی نہیں بلکہ آپ کی والدہ صاحبہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپ کے دین و دنیا کی بہتری اور بھلائی کے لئے دعائیں کراتی تھیں۔

پیر کی محبت:۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی دعوت پر حضرت خواجہ خواجگان پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ خانواہن تشریف فرما ہوئے، گھر ہی کے ایک علیحدہ کمرے میں قیام فرمایا، نماز فجر بھی اسی کمرے میں باجماعت ادا کی اور اس کے بعد

مراقبہ بھی وہیں کرایا۔ مراقبہ سے فراغت کے بعد حضرت سوہنا سائیں کی والدہ ماجدہ نوراللہ مرقدھا نے حضور پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضور میرے اس فرزند (حضرت سوہنا سائیں علیہ الرحمہ) کے لئے دعا فرمادیں کہ اس کی شادی بھی ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اسے صالح فرزند بھی عطا فرمائے وغیرہ' اس پر بلند آواز سے ایک بار اللہ کی ضرب مار کر کھڑے ہوگئے اور باادب والدہ صاحبہ سے عرض کرنے لگے' اگر میرے لئے دعا کرانا چاہتی ہو تو پیر کامل کی ہی کامل محبت اور شریعت پر استقامت کی دعا کرائیں' نہ کہ بیوی بچوں کی دعائیں' حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نیک دل والدہ کی اپنے لائق فرزند سے محبت' دعا طلبی اور صالح فرزند کا ادب' شریعت و طریقت سے کمال محبت دیکھ کر تبسم فرمانے لگے اور جب واپس اپنی خانقاہ شریف پر پہنچے تو اپنے گھر میں بڑے شوق سے ماں بیٹے کا مذکورہ مکالمہ بیان کرکے فرمایا' مولوی صاحب کی والدہ صاحبہ ان کے لئے دگنی (شادی اور ساتھ ساتھ اولاد) کی دعائیں کرا رہی تھی۔

ایک اور موقعہ پر لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرتے ہوئے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی بہت تعریف فرمائی ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب (سوہنا سائیں علیہ الرحمہ) کو والدہ کی دعاؤں نے رنگ دیا ہے' ان کو نیکی' تقویٰ اور بزرگی کے مدارج پر نیک والدہ کی نیک دعاؤں نے پہنچایا ہے۔

قولِ مَقبولاں رادَدْ نباشد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین دنیا کی سعادتوں سے نوازا' شادی بھی ہوگئی' صالح فرزند بھی عطا ہوا۔

ملازمت اور استعفاء :۔ چونکہ آپ کی طالب علمی کے زمانہ میں زمینوں کی صحیح دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے مناسب پیداوار نہیں تھی اور نہ ہی دوسرا کوئی ذریعہ معاش تھا۔ اس لئے تعلیم سے فراغت کے بعد والدہ صاحبہ کے مشورہ سے خانواہن آکر رہے۔ پڑوس میں تبلیغ' والدہ کی خدمت' زمینوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ والدہ صاحبہ اور دیگر بہی خواہوں کے مشورے سے چند ماہ بستی قاضی

امام بخش میں بطور معلم ملازم رہے، مگر جلد ہی ملازمت کو خیر باد کہہ کر ہمیشہ کے لئے دین اسلام کی اشاعت کی ملازمت کو اپنالیا' اسکول سے استعفا دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے۔ سکول میں چند استاد اور بھی تھے اور وہ طلبہ پر کبھی بیجا سختی کرتے تھے اور خوب مارتے تھے' جو مجھ سے دیکھا نہ جاتا تھا۔ دیگر یہ کہ مجھے شریر لڑکوں کو سزا دینا بھی دشوار لگتا تھا کہ کہیں قصور سے زیادہ کسی کو سزا نہ مل جائے اور شریر لڑکوں کا سزا کے بغیر پڑھنا بھی مشکل ہوتا ہے' اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ایسی ملازمت سے علیحدہ رہنا ہی میرے لئے بہتر ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ ملازمت کے دوران آپ کو جتنی تنخواہ ملتی رہی وہ سبھی والدہ صاحبہ کی خدمت میں پیش کرتے رہے۔ آخر والدہ صاحبہ کے حکم سے ان پیسوں کی ایک گائے خریدی جس کی نسل ابھی تک چلی آرہی ہے۔ جبکہ مختصر عرصہ آپ نے سلائی کا کام بھی کیا۔ (صاحبزادہ صاحب مدظلہ)

گو مذکورہ ملازمت سے علیحدگی کے بعد بھی مختصر سی زمین کی محدود آمدنی کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہ تھا' مگر آپ بجائے اس کے کہ خود رہ کر زمین کی کاشت یا نگہداشت کرتے اپنی ساری زمین الہندوخان مرحوم کی نگہداشت میں دے کر مستقل طور پر سلوک و طریقت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ بس توکلا علی اللہ رات دن تبلیغ و اشاعت اسلام میں مصروف رہے اور اس وقت سے لے کر آخر عمر تک نا تو کسی قسم کا ذاتی کاروبار کیا نہ ہی اس کی ضرورت پیش آئی۔

حضرت پیر قریشی علیہ الرحمہ سے آخری ملاقات

حضور پیر فضل علی قریشیؒ سے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی تیسری اور آخری ملاقات و زیارت ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ میں ہوئی تھی جس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جب دہلی اور جالندھر کے تبلیغی سفر میں جانے سے پہلے حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ ۲۷ رجب کے مقررہ جلسہ میں شرکت کرنے جلال پور

پیر والہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہاں سندھ کی جماعت کے ساتھ یہ عاجز بھی وہاں حاضر ہوا تھا۔ اس کے بعد حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت نہ ہو سکی۔ مذکورہ سفر پر روانگی کے وقت بھی آپ کی نقاہت و کمزوری کا یہ عالم تھا کہ چل کر گاڑی میں بیٹھنے کی بھی سکت نہ تھی، آخر مولوی صاحب (غالباً" مولانا نذیر احمد صاحب یا مولانا محمد موسیٰ کا نام لے کر فرماتے تھے) نے سہارا دیکر آپ کو گاڑی میں بٹھایا اسی سفر میں فالج کا شدید حملہ ہوا۔ واپسی پر جمعرات ۱۳۵۴ھ کی رمضان المبارک کی چاند رات انتقال فرمایا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

واضح رہے کہ حضرت پیر قریشی قدس سرہ نے اپنی باطنی بینائی سے حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی اہلیت و استعداد معلوم کرکے اس دوسری ہی ملاقات میں خصوصی توجہات عالیہ کے ساتھ ساتھ دوسرے باطنی سبق (لطیفہ روح) کی تعلیم سے بھی نوازا، حالانکہ عموماً" مشائخ طریقت ہر بار نئے سبق کا اضافہ نہیں کرتے،

حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت

شروع ہی سے حضرت پیر قریشی قدس سرہ نے اپنے خلیفہ اجل حضرت خواجہ محمد عبدالغفار عرف پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کو سندھ میں تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا تھا، حسب ارشاد حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے حین حیات میں اکثر اوقات اندرون سندھ کے دیہی علاقوں میں تبلیغ کرنے تشریف لاتے تھے اور حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سمیت سندھ کی جملہ جماعت کی آپ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی، اس لئے حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کے بعد اسی سال حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ سے تجدید بیعت و ارادت کی،

عاشق آباد شریف میں لنگر کا کام:۔ حضرت پیر قریشی قدس سرہ کے وصال

کے بعد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا اکثر قیام چنی گوٹھ اسٹیشن کے قریب عاشق آباد نامی بستی میں رہا (جسے حضرت پیر قریشی قدس سرہ نے پسند کیا بلکہ منتخب فرمایا تھا گنجینہ حیات غفاریہ) جس کے تعمیراتی کاموں میں بھی سندھ کے فقراء بالخصوص حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کا کافی عمل دخل رہا۔ جس کا تذکرہ کرتے ہوئے خود ہی کبھی فرماتے تھے کہ اس زمانہ کے فقراء میں لنگر کے کام کا بڑا شوق اور جذبہ تھا' سارا سارا دن کام کرتے تھے' بڑا لطف آتا تھا۔ اس وقت کی محبت ' وجدو جذبہ کی کثرت قابل دید تھی۔ دیواریں بنانے کے لئے رکوع کی ہیئت میں جھک کر بیٹھ پر دونوں ہاتھ کا حلقہ بنا کر اس پر مٹی اٹھا کر چلتے تھے' محترم سید علی حیدر شاہ صاحب' محترم سید عبدالخالق شاہ صاحب' محترم قاضی دین محمد صاحب جو اس زمانہ میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے ساتھ عاشق آباد شریف جاتے اور کافی کافی دن وہاں رہ کر لنگر کا کام کرتے تھے' ان کا کہنا ہے کہ کام تو جملہ فقراء و خلفاء شوق و محبت سے کرتے تھے۔ مگر جو لگن حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہٗ میں پائی جاتی تھی' وہ کسی اور میں نہیں تھی' عبادت و مجاہدہ میں بھی اپنی مثل آپ تھے' یہاں تک کہ محترم سید علی حیدر شاہ صاحب نے خلیفہ مولانا خاوند بخش صاحب اور مولانا رحمتہ اللہ صاحب کے حوالہ سے بتایا کہ درگاہ عاشق آباد شریف میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان سے ہم نے ایک بہت بڑا چبوترہ بنایا تھا' تقریباً" ایک ماہ مسلسل ہم کام کرتے رہے' تھک کر رات کو ہم تو سو جاتے تھے' مگر حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ رلی اوڑھ کر مراقبہ میں بیٹھ جاتے تھے' رات کو جس وقت آنکھ کھلتی' آپ مراقبہ میں نظر آتے تھے'

ان ہی دنوں لنگر کے کام کا شوق اور ترغیب دلاتے ہوئے آپ نے ایک عمدہ مزاحیہ شعر بھی بنایا تھا' جسے فقراء شوقیہ طور پر پڑھتے تھے'

عطیۂ خلافت :۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی خداداد صلاحیت' اہلیت زہد و تقویٰ دیکھ کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے خلافت و نیابت کے اعلیٰ

منصب پر فائز کیا، اور تدریجاً سلوک و طریقت کے مروجہ باطنی اسباق و مراقبات کی تعلیم کے بعد دائرہ لاتعین تک ولایت کبریٰ کی بھی تکمیل فرمائی، جس کا تذکرہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ۔نے تحریری اجازت نامہ میں بھی فرمایا ہے

تبلیغ و ارشاد:۔ ویسے محدود پیانہ پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے تبلیغ کی ابتدا تو سلوک و تصوف میں قدم رکھنے سے بھی پہلے کی تھی، مگر خلافت و اجازت کے بعد اس تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہم ذمہ داری سے جس طرح عہدہ برا ہوئے، کم از کم دور حاضر میں ایسی شخصیت کہیں نظر نہیں آتی۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی بستی خانواہن، اور دیگر قرب و جوار کی بستیوں۔ مثلاً ”ڈ کوندر (اس بستی میں حضرت پیر قریشی قدس سرہ اور حضرت پیر مٹھا قدس سرہ بھی تشریف فرما ہوچکے تھے، اور ان میں کئی پکے فقیر بھی بن چکے تھے۔) ہاماؤ، موجائی راجپر ۔۔۔۔۔ اور ناگور قوم میں جاکر بڑی محنت سے تبلیغ کی، اور اس کے عمدہ ثمرات سینکڑوں نیک مرد و خواتین کی صورت میں اب بھی نظر آرہے ہیں۔

اس کے بعد ضلع نواب شاہ کے دسیوں مقامات پر تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے، ضلع جیکب آباد، ضلع لاڑکانہ، ضلع دادو، ضلع خیرپور میرس کے بھی نہ معلوم کتنے مقامات پر کبھی اکیلے اور کبھی چند ساتھیوں کے ہمراہ تبلیغ کے لئے جاتے رہے، عموماً“ آپ کی یہ تبلیغ دیہی علاقوں پر مشتمل تھی اور دیہاتی سیدھے سادے آدمی ایک دوسرے سے بڑھ کر مستفیض ہوتے رہے خاص کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے جاڑو کلھوڑو نامی بستی میں سب سے زیادہ فائدہ ہوا، یہ اس لئے بھی کہ اس بستی کے مرد صالح فقیر خان محمد رحمتہ اللہ علیہ پہلے سے حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوچکے تھے، انفرادی طور پر تبلیغ بھی کرتے رہے تھے اور حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو بھی وہی مذکورہ بستی میں لے گئے تھے، اور حضور کے ساتھ قریب کی دوسری بستیوں میں بھی تبلیغ کے لئے جاتے رہے۔

سندھ بھر میں تجوید و قرات کے مشہور استاد' اور فن تجوید کی کئی مقبول ترین کتابوں کے مؤلف حضرت مولانا عبدالکریم دیروی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی معرفت طریقہ عالیہ سے پوری طرح آشنا ہی نہیں ہوئے' بلکہ اپنے اکثر خاندان احباب اور شاگردوں سمیت بڑی تعداد میں لوگوں کو طریقہ عالیہ میں داخل کرایا۔ اس درمیان کئی بار حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ' قافلے کی صورت میں فقراء کو لے کر درگاہ عاشق آباد شریف حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے' جن میں جاڑو کلھوڑو بستی اور اس کے قرب و جوار کے سید اور کلھوڑو خاندان کے مرد و خواتین بڑی اکثریت میں ہوتے تھے اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ بھی وقفے' وقفے سے سندھ کے تبلیغی دورے پر تشریف فرما ہوتے رہے اور عموماً" ہر سفر میں' ہر مقام پر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی ساتھ ہوتے تھے' گو جاڑو بستی دریائے سندھ کے کنارے گھنے جنگل میں واقع تھی اور آنے جانے کے لئے معقول راستہ نہ ہونے کی وجہ سے مناسب سواری کا انتظام بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر بھی مذکورہ بستی کے فقراء کی محبت اور اخلاص دیکھ کر کئی بار حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے اور کئی دن تک مسلسل قیام فرما رہے۔

اس بستی کے فقراء کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ ان میں سے جو پہلے چوری کیا کرتے تھے فوراً" تائب ہو گئے اور جو مرد خلاف شرع رسم و رواج میں مبتلا تھے۔ طریقہ عالیہ میں داخل ہوتے ہی ان کو ترک کر دیا' یہی نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی کی خاطر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی شادی بیاہ ختنہ وغیرہ کی خلاف شرع رسوم میں شرکت ترک کی' جس کی وجہ سے بعض فقراء کو سخت اذیتوں اور مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر مرشد کامل کی نظر عنایت سے ہر موقعہ پر تائید الٰہی شامل حال رہی فقراء کے پاء استقامت میں لغزش نہ آئی۔

پہلے تو معاشی زرعی سہولت کے پیش نظر یہ فقراء دو چار گھر کی صورت میں

تھوڑے ، تھوڑے فاصلہ پر علیحدہ رہتے تھے۔ مگر بعد میں شریعت و طریقت کے احکام و مسائل سیکھنے اور عمل کرنے کے لئے باہمی ایک جگہ اکٹھے ہو کر بستی بنانے کا فیصلہ کیا' جس کا نام حضرت پیر مٹھا قدس سرہ اور حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی موجودگی میں دین پور شریف تجویز کیا گیا'

دوسری شادی :۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی پہلی زوجہ محترمہ کے انتقال کے بعد دین پور کے سادات حضرات (جناب قبلہ سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ' سید عبدالخالق شاہ صاحب اور سید علی حیدر شاہ صاحب' سید غوث محمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے یہاں سے شادی کرنے کے لئے عرض کی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر ان کے اصرار کرنے پر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ سے اجازت لینے کے لئے اپنے دوست محترم قاضی دین محمد صاحب کو کرایہ دے کر درگاہ عاشق آباد شریف بھیجا' جس کا تذکرہ کرتے ہوئے مورخہ ۶ رجب ۱۴۰۳ھ بعد از نماز ظہر ارشاد فرمایا' کہ جب قاضی صاحب نے میرا خط حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا اور زبانی طور پر بھی احوال بیان کیا تو حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور از راہ شفقت میرے نام جواب تحریر فرمایا' جس میں اجازت کے ساتھ ساتھ ان الفاظ سے خوشی کا اظہار فرمایا کہ :۔ **ایں قدر خوشی حاصل گردید کہ خواستم کہ برخواستہ وجد بکنم** (مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ دل چاہا اٹھ کر وجد کروں) حضور پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس تحریری اجازت نامہ کے بعد ہی میں نے دین پور میں شادی کی۔

اتباع سنت :۔ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے تحریری اجازت ملنے کے بعد آپ نے مذکورہ سادات حضرات کو بلا کر فرمایا! ہم شریعت و سنت کے تابع اور خادم ہیں' میں جانتا ہوں آپ حضرات نیک و صالح ہیں لیکن پھر بھی رشتہ

داری کے معاملہ میں طرفین کے لئے احتیاط اور سوچ و فکر ضروری ہے' اس لئے میں صاف الفاظ میں آپ حضرات کو بتا دیتا ہوں کہ آپ مجھے رشتہ دینا چاہتے ہیں' تو میں اس شرط پر شادی کروں گا کہ شادی کے وقت' اس سے پہلے یا بعد میں کبھی بھی شریعت و سنت کے خلاف کسی رسم و رواج کی نہ تو اجازت دوں گا' نہ ایسے موقعہ پر میں یا میری بیوی شامل ہوں گے' میرے گھر بیوی کے صرف وہی رشتہ دار آسکیں گے۔ جن کو شریعت مطہرہ کی رو سے اجازت ہوگی' اگر میری یہ شرائط منظور ہوں تو میں شادی کروں گا ورنہ ہاتھ باندھ کر معذرت خواہ ہوں کہ آئندہ کبھی مجھے شادی کے لئے نہ کہنا وغیرہ

مذکورہ سادات حضرات تو پہلے سے آپ کے اعلیٰ اخلاق' کردار' تقویٰ سے متاثر ہی نہیں۔ عاشقانہ انداز میں فریفتہ تھے' آپ کے ان ارشادات سے ان کی عقیدت و محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا' اور بخوشی شرائط قبول کئے اور ہر قدم پر آپ کے ساتھ تعاون کا یقین دلایا' جس کے بعد آپ نے کچے (دریائی علاقے) کے حالات کے مطابق سرکنڈے اور لکڑی کا سیدھا سادہ مگر مضبوط گھر تیار کیا اور سید قبلہ نصیر الدین شاہ صاحب دین پور سے بیل گاڑیاں لے کر خانواہن سے آپ کا گھریلو سامان لے آئے۔

ان دنوں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ دین پور سے چند میل کے فاصلہ پر فقراء کی بستی نور پور (جس میں کافی عرصہ مستقل طور پر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ قیام فرما رہے) تشریف لا چکے تھے' حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ شادی سے پہلے دعوت دے کر آپ کو دین پور شریف لے آئے اور حصول برکت کی خاطر اپنے مکان میں ٹھہرایا' شادی سادگی سے شریعت و سنت کے مطابق انجام پائی حسب استطاعت دل کھول کر آپ نے ولیمہ کا انتظام بھی کیا۔ شادی کے بعد غالبا" پہلے ہی سال ایک صاحبزادہ تولد ہوئے۔ جن کا نام حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے محمد مطیع اللہ تجویز فرمایا' معصوم محمد مطیع اللہ ابھی بہ مشکل چھ ماہ کے

ہوں گے کہ ان پر وبائی بیماری چیچک کا حملہ ہوا' اس وقت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ میہڑ کی طرف تبلیغی سلسلے میں گئے ہوئے تھے اطلاع ملنے پر دین پور تشریف لائے مگر صاجزادہ صاحب اس موذی مرض سے جانبر نہ ہوسکے۔ آخر تیسرے دن انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

معصوم لخت جگر کی جدائی سے بے ساختہ آنکھیں اشکبار تھیں۔ مگر شدید غم کے باوجود قضائے الٰہی پر صابر و راضی رہے' جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَ يَحْزُنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ وَانَابِكَ يَا اِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُوْنٌ ○ (آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں' دل رنجیدہ ہے (لیکن ہم) ایسی کوئی بات نہ کہیں گے جو رضائے الٰہی کے خلاف ہو۔ اے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) میں تیرے لئے کبیدہ خاطر ہوں۔

باطنی بینائی :۔ ابھی معصوم محمد مطیع اللہ زندہ ہی تھے کہ حضور کی زوجہ محترمہ پر بھی چیچک کا اس قدر سخت حملہ ہوا کہ آنکھیں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ ظاہری بینائی ختم ہوجانے کے بعد بھی باطنی بصیرت و فراست کے ذریعے نماز کے اوقات وغیرہ خود ہی معلوم کرلیتیں اور ٹھیک وقت پر نماز ادا کرتی رہیں۔ ایک مرتبہ جیسے ہی مسجد سے نماز پڑھ کر حضور گھر تشریف لائے۔ چونکہ قریب ہونے کے باوجود بی بی صاحبہ حضور کو نہیں دیکھ رہی تھیں' افسوس سے کہنے لگیں' حضور اب تو بینائی بھی ختم ہوچکی' آپ کی زیارت سے بھی محروم ہوں' اس پر آپ نے فرمایا واقعی تیری ظاہری آنکھیں تو نہیں دیکھ سکتیں' مگر تیرے دل کی آنکھیں بہت روشن ہیں کہ بتائے بغیر نماز کے اوقات خواہ میری آمد کا از خود تجھے پتہ چل جاتا ہے۔

○ واضح رہے کہ بی بی صاحبہ کی تکلیف کے پیش نظر صاجزادہ صاحب کے انتقال کی خبران سے پوشیدہ رکھی گئی مگر از راہ فراست معلوم ہونے پر دیگر اہل خانہ سے کہنے لگیں' کب تک میرے بچے کی خبر مجھ سے چھپاؤ گے؟ مجھے

معلوم ہوچکا ہے کہ میرے فرزند انتقال کرچکے ہیں۔

○ اس قدر تکلیف کے باوجود آخر تک نہ کبھی بیماری کی شکایت کی' نہ کبھی نماز کا کوئی وقت قضا کیا' آخری دن کہنے لگیں مجھے گھر جانا ہے۔ ان کی پھوپھی صاحبہ جو وہاں موجود تھیں' کہنے لگیں' گھر ہی میں ہو' اس پر کہنے لگیں مجھے اپنے اصلی گھر جانا ہے۔ بلاشبہ اہل اسلام کا اصلی گھر دنیا نہیں' آخرت ہی ہے'

واضح رہے کہ حضور شمس العارفین سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے بھی حیات ظاہری کی آخری رات بظاہر نیم خوابی کے عالم میں چند بار فرمایا! کیا گھر نہیں چلو گے؟ جواباً" حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ' العالی یہی عرض کرتے رہے۔ حضور اپنے ہی گھر میں ہیں' مگر آپ پھر بھی فرماتے رہے' کیا گھر نہیں چلو گے؟ نہ معلوم آپ کا یہ اشارہ وطن آخرت کی طرف تھا جو واقعتہ" ابدی آرام گاہ ہے۔ یہ دنیا و مافیہا تو ہمیشہ آپ کی نظروں میں ہیچ رہیں۔

تیسری شادی :۔ زوجہ محترمہ کے انتقال کے تقریباً" دو ماہ بعد دین پور کے مذکورہ سادات خاندان میں ہی تیسری شادی کرلی اور ان ہی سے آپ کی موجودہ اولاد ہے۔ (اولاد و احفاد کی تفصیل آخر میں ملاحظہ فرمائیں) دین پور میں شادی اور مستقل قیام کے بعد بھی بدستور بیرونی علاقوں میں تبلیغ کرنے جاتے رہے۔ ماہوار جلسہ دین پور شریف میں مقرر فرمایا۔ اور اس کے جملہ اخراجات حضرت پیر مٹھا قدس سرہٗ کی تشریف آوری سے پہلے اور بعد میں بھی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ برداشت کرتے رہے۔ دین پور کے فقراء پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ہوتا تھا۔ البتہ اگر کوئی فقیر اپنی خوشی سے تعاون کرنا چاہتا تو بخوشی قبول کرتے تھے۔

حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی دین پور میں آمد

گو دین پور شریف ایک گھنے جنگل میں دریا کے کنارے واقع تھا۔ ظاہری مادی سہولتیں بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ آمدورفت کے راستے اس قدر ناکارہ تھے کہ بقول سید علی حیدر شاہ صاحب ایک بار رادھن سے دین پور جاتے ہوئے راستہ میں کیچڑ وغیرہ اس قدر تھی کہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے پاؤں ورما گئے۔ پڑوس کے چند بااثر زمینداروں کی مخالفت دشمنی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی (اور اسی وجہ سے فقراء کیٹی آباد تحصیل کنڈیارو سے منتقل ہو کر مؤمن جا بھان نامی بستی (لاڑکانہ) میں آباد ہوئے جہاں پہلے سے چند فقیر آباد تھے) ان تمام دشواریوں کے باوجود فقراء کی غیر معمولی اصلاح' نیکی ' استقامت' محبت اور علاقہ بھر کی اصلاح کی خاطر حضور سوہنا سائیں خود بھی دین پور میں مقیم ہوگئے۔ اور ان فقراء سے مل کر عاشق آباد میں جاکر حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کو بھی عرض کی کوئی ظاہری دنیاوی مقصد پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کو بھی یہ بستی دیکھ کر بہت پسند آئی۔ دین پور کے فقراء خاص کر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی غیر معمولی محبت نسبت اور بار بار گزارش کے پیش نظر آبائی وطن ترک کر کے مستقل طور پر سندھ میں آکر آباد ہوئے۔ آپ کا سندھ میں قیام کرنا سندھ کی تمام جماعت کے لئے بے حد مسرت و خوشی کا باعث تو تھا ہی' مگر جو غیر معمولی مسرت و شادمانی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو میسر ہوئی اس کا اظہار آپ کے پرکیف وجدانی کلام سے بخوبی ہوتا ہے' اور اس کی تصدیق فقراء کے علاوہ خود حضرت پیر مٹھا قدس سرہ' نے ان الفاظ سے فرمائی کہ ایھو جواں میکوں سندھ وچ گھن آیا (کہ یہی جوان مجھے سندھ میں لے آئے۔) بعض اوقات فقراء کی غفلت و سستی معلوم ہونے پر خفا ہو کر یہ تک فرماتے تھے کہ تم ڈھگے یعنی بیل کی مانند ہو۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کی عظیم نعمت کی کیا قدر؟ بس یہی ایک ہیں جن کی وجہ سے میں سندھ میں آیا اور رہا ہوں' اگر یہ مجھے خوشی سے اجازت دے دیں تو میں آج ہی واپس پنجاب چلا جاؤں۔ آپ نے

حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دین پور آمد کے موقع پر جو عمدہ اشعار بنا کر پڑھے ان میں سے چند قطعات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

آيا اڳڻ منھنجي آھن دوست دلي. سڪن ڏسڻ جنھن لاءِ ڪل ولي.
اڄ ڪپڙن ۾ نه مون ساما يان ٿو. نه قدم زمين تي مون پايان ٿو.
وڏا ڪرم قادر جا پايان ٿو. ويا درد الم غم لھي.

(آج یہاں میرے دل کے محبوب تشریف لائے ہیں' جن کے دیکھنے کے لئے اولیاء کرام بھی ترستے ہیں۔ آج میں خوشی سے کپڑوں میں نہیں سماتا۔ نہ ہی فرش زمین پر میرا قدم جمتا ہے۔ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے' سبھی غم اور پریشانیاں ختم ہو گئیں ہیں)

دین پور تشریف لانے سے پہلے کے ہجر و فراق اور بارگاہ الٰہی میں مانگی گئی دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

سالن کان ھي صدائون ھيون
ھر وقت ڏئيءِ ڪي دانھون ھيون.

(برسوں سے بارگاہ الٰہی میں یہی آہ و التجا تھی' ہماری وہ دعائیں مقبول ہوئیں اور ہمارے محبوب دور سے تشریف لے آئے)

دین پور کے باسیوں کے سابقہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضور کی آمد کے بعد کی دینی بیداری کا اس انداز سے بیان فرمایا۔

پير سر جھل خطا ۾ جي تار ھيا.
نڪي نيڪ نہ نيڪن جا يار ھيا.
اھي خائف خدا خبردار ٿيا.
تن کي شريعت ڏاڍي پياري ٿي.

(سر سے پاؤں تک جو جہالت اور گناہوں میں گرفتار تھے' نہ تو خود نیک تھے نہ ہی نیکوں سے کوئی تعلق واسطہ تھا۔ آج وہی لوگ خائف خدا' شریعت سے باخبر ہیں اور ان کو شریعت مطہرہ سے ازحد محبت ہے۔)

والدہ ماجدہ کا انتقال: حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کا قیام جب دین پور شریف میں بکثرت ہونے لگا تو آپ اپنی والدہ صاحبہ کو بھی دین پور شریف لے گئے تاکہ اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت سرانجام دے سکیں، بالاخر تقریباً" ستر برس کی عمر میں ۴ ستمبر ۱۹۵۳ء میں دین پور شریف میں ان کا انتقال ہوگیا، اور وہیں مدفون ہوئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت حاجی دلمراد فقیر لوڑھائی رحمتہ اللہ علیہ کی پہچان

فقیر صاحب موصوف طریقہ عالیہ قادریہ کے مشہور بزرگ ہو گزرے ہیں، بڑے عابد و زاہد صاحب کرامت بزرگ تھے جن کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جب ارادہ حج سے روانہ ہو کر ساحل سمندر پر پہنچے۔ پیسے نہیں تھے اور جہاز جانے والے جہاز رانوں نے پیسے لئے بغیر لے جانے سے انکار کر دیا تو دیکھے ہی دیکھتے عصا مبارک کو سمندر میں ڈال دیا اور خود اس پر چڑھ بیٹھے اور آپ کے کرامت کی یہ کشتی (عصا) جہاز سے بڑھ کر تیزی سے چلنے لگی، یہ دیکھ کر جہاز کے عملے کی آنکھیں کھلیں اسی کرامت کی بناء پر آپ ڈنڈے والے بزرگ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کے اخلاص و للّٰھیت کا مزید اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کوئی مرید ان کی خدمت میں جاتا تو فرماتے تھے! **ابا تنھجو پیر تہ فیض جو دریاہ آھي توکي ھتي اچڻ جي ڪھڙي** ضرورت (کہ تیرے مرشد تو فیض کے دریا ہیں یہاں آنے کی تجھے کیا ضرورت تھی) لیکن جب بتا دیا جاتا کہ خود حضرت صاحب نے آپ کے یہاں آنے کی اجازت دے رکھی ہے تو پھر خوشی سے رہنے دیتے تھے۔ ○

درگاہ لوڑھو شریف چونکہ کنڈیارو سے دین پور جاتے ہوئے راستے کے قریب واقع ہے۔ اس لئے دین پور شریف جاتے یا آتے وقت حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور حاجی صاحب موصوف

آپ سے بے حد پیار و محبت سے ملتے گلے لگاتے اور رخصت ہونے پر فرماتے جی نہیں چاہتا کہ آپ مجھ سے جدا ہوں' کاش یہ ممکن ہوتا کہ آپ کو لفافہ میں ڈال کر اپنی جیب میں رکھ لیتا۔ اور بار بار نکال کر دیکھتا رہتا۔ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مذکورہ ارشادات اور واقعات بیان فرما کر ان کے اخلاص و للھیت کی بہت تعریف فرماتے تھے۔ مزید فرماتے تھے کہ حاجی دلمراد صاحب قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فقراء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ تمہیں اپنے پیر کے علاوہ کسی اور بزرگ کی صحبت میں جانے کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی عام علماء کرام کے وعظ و نصیحت سننے کی ضرورت ہے۔ بس جو کچھ اپنے پیر متبع السنت سے سنو تمہارے لئے کافی ہے۔

لنگر کی خدمت:۔ تصوف و سلوک میں اپنے شیخ کی جان و دل سے خدمت کرنا' شیخ کے خانقاہ کی ضروریات میں حتی المقدور تعاون کرنا باطنی ترقی میں ممدومعاون ہے'گو مشائخ کو کسی کی خدمت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مگر اس طرح مخلص مرید کی للھیت کا مظاہرہ اور اس پر مزید فیوض و برکات کا نزول ہوتا ہے' چنانچہ صحیح بخاری شریف کی حدیث (اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ (یااللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دینی بصیرت عطا فرما) کے تحت محدثین کرام نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو پانی کا لوٹا بھرا ہوا پاکر پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے۔ اس پر از راہ شفقت و قبولیت ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ' چونکہ حضور کے لئے لوٹا بھر کر لے آنا بھی دینی معاونت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس لئے حضور نے بھی اس کی دینی بصیرت و مہارت کے لئے دعا فرمائی تاکہ اس سے دوسروں کو بھی نفع حاصل ہو (ارشاد الساری صفحہ ۲۳۴ جلد اول)

صاحب مجمع السلوک نے بعض صوفیاء کرام کے حوالے سے تصوف و

سلوک کے ظاہری ارکان میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ سالک اپنے شیخ اور دین کے ساتھیوں اور کمزوروں کی خدمت بجالائے' سخاوت' جواں مردی اور ایثار سے پیش آئے۔

چونکہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ فطرۃ" خدمت گار سخی مزاج' اور سخاوت پسند تھے' اس لئے حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ عالیہ کے غیر معمولی اخراجات کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ اپنی ذاتی زمینوں کی آمدنی لنگر کے لئے وقف کر دی بلکہ اپنے متعلقین و احباب کی بھی اس جانب رہنمائی فرمائی اور وہ بھی تقویٰ اور طریقہ عالیہ کے عین مطابق اس قدر احسن اور عمدہ طریقہ سے کہ کبھی اشارۃ" یا کنایتہ" بھی لنگر کے لئے کچھ طلب نہ کیا بلکہ زمینداروں سے کاشت کے لئے زمین لے لیتے بیج وغیرہ کا خرچہ لنگر کا یا خود سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ' کا ہوتا اور کاشت کاری کی خدمت اپنی خوشی سے فقراء کرتے تھے۔ اس سلسلے میں دین پور شریف کے فقراء پیش پیش تھے۔ جبکہ دین پور کے علاوہ بستی چنیھانی نزد کنڈیارو' بستی عمر راہو تحصیل مورو۔ ناگور نزد محراب پور' میہڑ اور بعض دیگر مقامات پر بھی لنگر کے لئے گندم' چاول' کپاس 'گنا وغیرہ کاشت کئے جاتے تھے۔ فقراء گنے سے گڑ اور دیسی شکر خود بناتے تھے اور وہی گڑ جو بڑے احتیاط اور تقویٰ سے تیار ہوتا تھا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود بھی استعمال فرماتے تھے۔ فقراء کے لئے لنگر میں بھی استعمال ہوتا تھا۔

حضور اور دیگر جماعت کس قدر اخلاص اور شوق سے لنگر کا کام کرتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کے اس خط سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ نے دین پور کے فقراء کے نام لکھا کہ ہم اور آپ لنگر کے زر خرید غلام ہیں' لنگر کے کام کو اپنے اوپر فرض سمجھتے ہوئے محبت سے شامل ہوتے رہیں۔

اس سلسلہ میں ایک اور خط بھی ملاحظہ ہو جو آپ نے حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اجازت کے لئے تحریر کیا اور اس کا جواب جو حضور

پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے مرحمت فرمایا۔ خط کے اقتباسات بلفظہ یہ ہیں۔

بخدمت جناب حضرت قبلہ عالم غوث الاعظم مجددمئاۃ اربعتہ عشر قطب الارشاد جناب حضرت مرشدنا و سیدنا و سندنا ووسیلتنا فی الدارین' دام الطافکم علینا۔

بعد السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ: ہزارہا بار قدم بوسی نیاز مندی ادائے آداب بندگی ما وجب فی شانکم معروض باد دست بستہ باادب در حضور عالیہ عرض ۔۔۔۔۔۔۔یہ عاجز نیک نہیں' نہ ہی محبت ہے حضور کی کرم نوازی سے یہ حرص زیادہ ہوتا ہے کہ لنگر کا فائدہ ہو' خدمت اور غلامی کرتا رہوں۔ حضور کو کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن ہم سے جو تھوڑی بہت نیکی ہو حضور قبول فرمائیں اور ایسے مواقع پر براہ کرم اجازت کی مہربانی ہوتی رہے۔ تاکہ لنگر کی خدمت بھی ہوتی رہے اور تبلیغ کا کام بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ روبرو عرض کرنے بات کرنے کی طاقت و ہمت نہ ہوئی۔ اس لئے عریضہ پیش خدمت ہے۔ (عاجز بیکار اللہ بخش سگ دربار معلیٰ غفاری)

آپ کے خط کے جواب میں حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت مختصر اور دعائیہ جواب ان الفاظ میں عنایت فرمایا۔ مصرعہ

اجازتست بروید بفضل اللہ تعالی

ہر آنجا کہ باشی خدا یار باد

لاشی فقیر محمد عبدالغفار فضلی

(جانے کی اجازت ہے اللہ تعالیٰ کی مدد و مہربانی آپ کے شامل حال رہے جہاں کہیں بھی ہوں۔) صرف کاشت کاری ہی نہیں دین پور کے فقراء خواہ دوسرے فقراء جان و دل سے فدا ہوتے تھے' دین پور شریف سے رحمت پور شریف منتقل ہونے کے بعد بھی مذکورہ فقراء حسب سابق خدمات انجام دیتے رہے۔

غلہ کے علاوہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی ترغیب پر حسب

ضرورت سرکنڈے کے بنے ہوئے ٹوئے (جو پردہ' دیوار اور چھت کے کام آتے ہیں) اور جلانے کی لکڑیاں وافر مقدار میں دین پور سے بیل گاڑیوں اور اونٹوں کے ذریعے فقراء رادھن اسٹیشن تک لے آتے اور وہاں سے آپ ٹرین کے ذریعے لاڑکانہ لے جاتے تھے۔

لنگر کے کام سے دلچسپی کے متعلق محترم حاجی محمد صدیق بھٹی صاحب نے بتایا کہ ایک بار درگاہ رحمت پور شریف میں حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے کافی فقراء و خلفاء لنگر کے لئے مٹی اٹھا رہے تھے۔ بارش کا موسم تھا' جیسے ہی بوندا باندی شروع ہوئی۔ آہستہ آہستہ ایک دو ہو کر فقراء چلتے گئے۔ یہاں تک کہ آخر میں سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بارش کے باوجود اکیلے مٹی اٹھا رہے تھے۔

درگاہ رحمت پور شریف لاڑکانہ

حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

دین پور شریف قیام کے دوران' ایک دو رات کے تبلیغی سفر اور جلسوں کے علاوہ سندھ کے مختلف مقامات مثلاً" پٹی ماچھی نزد رانی پور ضلع خیر پور' بستی نور پور ضلع داود' بستی گیریلو اور بستی آبڑی ضلع لاڑکانہ میں ایک ہفتہ سے ایک ماہ تک قیام فرما رہے تھے اس سلسلے میں ایک بار تقریباً" ایک ماہ انڑ پور میں قیام کے بعد دین پور جانے کے لئے رادھن اسٹیشن پر پہنچے مگر دریا کی طغیانی اور سخت سیلاب کی وجہ سے مجبوراً" چند دن وہیں رکے' معلوم ہونے پر لاڑکانہ کے فقراء نے آکر سیلاب ختم ہونے تک لاڑکانہ میں قیام کی گذارش کی' اور آپ تشریف لے گئے' جتنے دن لاڑکانہ میں قیام رہا آمدورفت کی معقول سہولت کی وجہ سے دین پور سے کہیں زیادہ فقراء کی مسلسل آمدورفت رہی' جس کے پیش نظر بعض

فقراء نے موقعہ پاکر وہیں مستقل سکونت کے لئے عرض کی، چونکہ آپ کی زندگی کا مقصد ہی ع "میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی" دین کی تبلیغ و اشاعت تھی۔ اور یہ مقصد لاڑکانہ میں احسن طریقے سے پورا ہو سکتا تھا۔ جبکہ دین پور پہنچنے کے لئے جماعت کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے آپ نے خلفاء کرام کے مشورہ سے ان کی تجویز پسند فرمائی اور ہندوؤں کے خالی پلاٹ بھی "قیمتہ" خرید لئے گئے، اور عملی طور پر اہل شرک و کفر کی جگہ اہل اللہ کا مستقل قیام اور دین اسلام کی عظیم تبلیغی روحانی خانقاہ قائم ہوئی جس کا نام رحمت پور شریف تجویز کیا گیا،

گو دین پور شریف حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا وطن مالوف اور پسندیدہ تبلیغی مرکز بھی تھا، مگر گھر وطن اور دنیاوی سہولتوں سے بڑھ کر آپ کے لئے بھی اشاعت اسلام اور مرشد کامل کی رضا تھی اس لئے آپ بھی بلا تامل دین پور سے رحمت پور شریف چلے آئے آپ کے علاوہ سید قبلہ نصیر الدین شاہ صاحب اور دین پور شریف کے چند دیگر فقراء بھی مستقل طور پر رحمت پور شریف آکر آباد ہو گئے۔

درگاہ رحمت پور شریف کے تعمیراتی خواہ انتظامی امور میں بھی حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے جملہ خلفاء کرام میں سے بڑھ کر کام حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور آپ کے متعلقین فقراء نے کیا، گو لاڑکانہ رحمت پور سے کوئی ۶۰ کلومیٹر دور ہے۔ پھر بھی کثیر جماعت کے لئے روزانہ لنگر پکانے اور ماہوار گیارھویں شریف اور سالانہ عظیم الشان جلسوں میں غیر معمولی استعمال کے باوجود رحمت پور شریف میں غلہ یا جلانے کی لکڑیوں کی کمی محسوس نہ کی گئی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کبھی بھی غلہ لکڑی یا کسی بھی چیز کی ضرورت ہوتی۔ منتظمین حضرات حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کو عرض کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے تھے، بلکہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو اطلاع کر دیتے اور آپ

فوراً" مطلوبہ اشیاء کا انتظام کرلیتے تھے' یہی وجہ ہے کہ صدیق صفت حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے متعلق بارہا حضرت پیر مٹھا قدس سرہ سے سنا گیا کہ لنگر کے جتنے اخراجات ہوتے ہیں ان کے بارے میں مجھے کوئی پتہ ہی نہیں ہوتا۔ بس مولوی صاحب (حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ) ہی جانتے ہیں کہ اتنے اخراجات کس طرح پورے ہورہے ہیں۔ غرضیکہ اول سے آخر تک آپ اپنے پیرومرشد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے ایک معمولی اشارے پر مرمٹنے کے لئے تیار رہے' اس راہ میں کبھی بھی کوئی ذاتی مفاد و مقصد حائل نہ ہوا' پیر بھائی فقراء سے اس قدر محبت کہ رات گئے تک بوڑھے کمزور مسافروں کے پاؤں دباتے رہتے' مریضوں کے لئے اپنے گھر سے مناسب کھانا تیار کرکے لادیتے' رحمت پور شریف کے باشندے یا کسی مسافر کو پیسوں کی ضرورت ہوتی تو آپ سے لے لیتے' ذاتی معاملات میں آپ سے مشورے لیتے۔ اگر کسی غلطی پر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کسی پر ناراض ہوتے تو معافی دلانے کے لئے آپ ہی کے پاس حاضر ہوتے اور اس معاملہ میں آپ کے نزدیک اپنے پرائے کی کوئی تمیز نہیں تھی بلکہ بلاامتیاز ہر ایک سے تعاون فرماتے تھے۔ چنانچہ رحمت پور شریف میں مقیم ایک شخص جو کسی دوسرے خلیفہ صاحب سے منسلک تھا' اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ کے انتقال کے بعد اپنے آبائی گاؤں چلا گیا' اور کسی دوسرے بزرگ سے جاکر بیعت ہوا' وہ کہتا تھا کہ بیعت ہونا نہ ہونا تو اپنی مرضی کی بات ہے لیکن رحمت پور شریف قیام کے دوران سوہنا سائیں (نوراللہ مرقدہ) سے بڑھ کر میں نے کوئی خیرخواہ نہیں دیکھا' چنانچہ جب میں شروع میں طریقہ عالیہ میں بیعت ہوا تو جنون کی حد تک محبت کا غلبہ تھا' جس کی وجہ سے میں اپنی ذاتی زمین جو آبائی گاؤں میں واقع تھیں بیچ رہا تھا' معلوم ہونے پر سوہنا سائیں (نوراللہ مرقدہ) نے مجھے روکا اور بہت سمجھایا کہ کچھ بھی ہو زمین نہ بیچیں کسی وقت آپ کو اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے' اس وقت آپ کی بات مجھے سمجھ میں نہیں آئی تاہم آپ کی

للہیت اخلاص کے پیش نظر میں مان گیا۔ آج سوچتا ہوں کہ اگر سوہنا سائیں اس دن مجھے نہ روکتے اور میں زمین بیچ ڈالتا تو آج کسی اور زمیندار کا محتاج ہوتا۔

رحمت پور شریف میں مقیم ایک اور فقیر کا واقعہ ہے کہ بے دین رشتہ داروں سے غیر ضروری تعلق کی وجہ سے ان پر حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ فرمایا اس کے یہاں رہنے کی ضرورت ہی نہیں یہاں سے چلا جائے' اگر نہیں جاتا تو منتظمین حضرات اس کے گھر کا سامان باہر نکال کر پھینک دیں تاکہ چلا جائے۔ چونکہ **اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ** (محبت بھی اللہ تعالیٰ کے لئے اور غصہ بھی اسی کے لئے) کے تحت آپ کی رنجشیں رضائے الٰہی کی خاطر تھیں' اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رعب وہیبت بھی اس قدر عطا فرمائے تھے۔ کہ آگے بڑھ کر سفارش کے طور پر کچھ عرض معروض کرنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ ایسے میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ آگے بڑھے' اور روتے ہوئے باادب عرض کی یا حضرت ہم گمراہیوں کی اندھیریوں میں تھے' آپ ہی نے ہماری راہنمائی فرمائی' آپ ہی کے توسط سے راہ حق کی ہدایت نصیب ہوئی ہے جیسے ہیں آپ کے ہیں آپ کا در چھوڑ کر آخر کہاں جائیں گے؟ وغیرہ۔ جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے' کہ مطابق حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مہک اٹھا' اور فرمایا! چونکہ آپ اس کی سفارش کرتے ہیں اور خود فقیر صاحب نیک بھی ہے' اس لئے اس بار اس کو معافی دیتے ہیں بشرطیکہ آئندہ شریعت و طریقت کے کسی معاملے میں کوتاہی نہ کرے واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رنجش کے ایک موقعہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر عرض کی **رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا**' ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نبی ﷺ ہونے پر راضی ہیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا غصہ فرو ہوا اور نورانی چہرہ انور پر بشاشت کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے

واضح رہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ پر عموماً" صفت جلال کا عکس اس قدر غالب رہتا تھا کہ شریعت و طریقت کے کسی معاملے میں ادنیٰ سی چشم پوشی یارو رعایت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا بعض اوقات اس قدر رنجیدہ ہوتے تھے کہ مقیم خواہ مسافر حضرات کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے، بعض نئے وارد تو یہ سمجھتے کہ شاید ان سے کوئی ناقابل معافی جرم سرزد ہوگیا ہے ایسے موقع پر عموماً" حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بستی کے فقراء اور خلفاء کرام کی دلجوئی فرماتے تھے کہ حضور کی رنجش کسی ذاتی مفاد کے لئے تو ہے نہیں، خوشی اور رضا کی طرح آپ کی رنجش بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی ہے اور اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اگر حضور نماز باجماعت، تہجد، عمامہ، مسواک اور دیگر شرعی امور کی اس قدر سختی سے پابندی نہ کراتے تو ہم پہلے کی طرح ان دینی کاموں میں سست رہتے، لہٰذا حضور کا یہ غصہ اور رنجش بھی ہمارے لئے رحمت و شفقت ہے الحمد للہ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی ہمت افزائی سے، فقراء کے عزائم اور بھی بلند ہوجاتے تھے،

حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دربار شریف کے مقرر کردہ اصول و ضوابط کی اس قدر سختی سے پابندی کراتے تھے کہ لاکھوں مریدین ہونے کے باوجود محدود فقراء اور خلفاء ہی حضرت کے دربار شریف پر قیام کرسکے چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے تمام خلفاء کرام کا اجلاس بلایا اور بہت پیار و محبت سے (حضور کی خلفاء اور فقراء سے محبت بھی مثالی تھی ان کے ہر سکھ دکھ کو اپنا سکھ دکھ تصور کرتے تھے زبانی جمع خرچ ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے عندالضرورت تعاون بھی فرماتے تھے) ارشاد فرمایا آپ میرے پیرومرشد کے مقرب اور نائب ہیں، ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپ یہاں آکر رہیں تاکہ مل کر اللہ، اللہ بھی کریں، اور باری باری تبلیغ کے لئے باہر بھی جاتے رہیں، یہاں آنے سے تمہاری اولاد کی بھی اصلاح ہوگی اور تبلیغ کے لئے سفر میں جانے کی صورت میں گھر کا زیادہ فکر بھی نہ رہیگا

ایک دوسرے کی خدمت اور تعاون کرنا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ مگر حضور کی اس مخلصانہ پیش کش پر کسی نے لبیک کہہ کر رحمت پور شریف آکر رہنے کی ہمت و جرات نہ کی آخر حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ وجد کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور خلفاء کرام سے پرزور اپیل کی کہ حضور قبلہ عالم کی اس قدر شفقت کہ اپنے ساتھ رہنے کی پرخلوص دعوت دیں پھر بھی تم یہاں آنے کے لئے تیار نہ ہو؟ بہرحال پھر بھی کوئی آمادہ نہ ہوا' آخر مجلس برخواست ہونے پر حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے کہنے لگے (جس کا تذکرہ خود بھی فرمایا کرتے تھے) زور آورا یہ آپ حضرات کی ہمت ہے کہ یہاں رہ رہے ہو؟

رسول اللہ ﷺ اور مرشد کامل کی محبت

واضح ہو کہ رضائے الٰہی کی خاطر مقربان الٰہی (انبیاء و اولیاء) سے محبت و تعلق نہ فقط جائز ہے بلکہ راہ حق میں ممد و معاون ہونے کی وجہ سے انتہائی مفید اور ضروری ہے' اس لئے کہ دراصل یہ محبت' محبت خدا ہی ہوتی ہے۔ **لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ** (جسے محبت نہیں اسے کمال ایمان بھی حاصل نہیں۔ (تفسیر صاوی) اور یہی محبت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حاصل تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک بال کو اپنی سینکڑوں جانوں سے عزیز تر جانتے تھے۔ اسی طرح صدیق صفت سیدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو بھی حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ' حضرات صحابہ کرام' حضرات اہل بیت عظام' ماسلف بزرگان دین اور اپنے پیرو مرشد حضرت پیر مٹھا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو محبت کاملہ حاصل تھی کم از کم دور حاضر میں اس کی نظیر کہیں نظر نہیں آتی۔

رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت اور حضوری حاصل تھی کہ بارہا دوران تقریر امت مرحومہ کی موجودہ پستی' سستی بالخصوص فلسطین اور افغانستان کے مظلوم عوام' عراق ایران جنگ کے تباہ کن حالات اور اہل اسلام کے باہمی

اختلافات اور دین اسلام سے بیگانگی کا بیان فرما کر آقا ﷺ کی نظر کرم شفقت و عنایت کے طالب ہوتے۔ اسی سلسلہ میں اکثر حالی کے یہ پر درد اشعار رقت آمیز لہجہ میں پڑھ کر سامعین کو تڑپا دیتے تھے۔ آج بھی آپ کی ایمان افروز تڑپ کی بازگشت گوش قلب کی گہرائیوں میں محفوظ ہے۔ ان میں سے چند اشعار'

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پر تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں

بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمہ رحمت بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ

دنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے

اور کبھی کیف و مستی کے عالم میں بے ساختہ بادصبا کو مخاطب ہو کر امت مرحومہ کی حالت زار اور اپنی دوری و مہجوری کی رقت آمیز داستان سنا کر آقا و مولی حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنے کو کہتے۔ درج ذیل پیغام کے الفاظ اگرچہ حضرت جامی علیہ الرحمہ کے ہیں مگر اسی وقت آپ ہی کے دل کی ترجمانی معلوم ہوتی تھی۔ تبرکا" چند اشعار یہ ہیں۔

نسیما جانب بطحا گذر کن

زاحوالم محمد را خبر کن "ﷺ"

توئی سلطان عالم یا محمد "ﷺ"

زروئے لطف سوئے من نظر کن

زمہجوری برآمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

ایک بار سالانہ جلسہ کے بھرے مجمع میں محترم حاجی احمد حسن صاحب کو (جو کہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر اور اس وقت دربار عالیہ پر موجود تھے) بلا کر حضرت جامی علیہ الرحمہ کے مذکورہ پیغام کے علاوہ اپنے مخصوص انداز میں مسلمانوں کے موجودہ حالات کے حوالہ سے امداد کے خواستگار ہوئے اور فرمایا یہ ہماری گذارشات ضرور بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کرنا۔ یوں محسوس ہوتا گویا کہ بالمشافہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سراپا ادب بن کر ملتجی ہیں۔

دوران تقریر بکثرت فرماتے تھے کہ ہماری جانیں، اولاد، مال و اسباب سبھی رسول اللہ ﷺ آپ کے صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنھم اور دین متین پر قربان، سالانہ جلسہ میں ہاتھ اٹھوا کر سامعین سے بھی عہد لیتے تھے "کہ جان قربان، مال قربان، ایک جان کیا لاکھوں جانیں قربان، یہ جان کیا چیز ہے عشق رسول ﷺ اور دین کی خدمت کے مقابل تو کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ تقریباً" روزانہ مراقبہ کی ابتدا قصیدہ بردہ شریف کے درج ذیل اشعار سے کرتے تھے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ ۔ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ ۔ لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

نیز درج ذیل اشعار بکثرت مراقبہ میں پڑھتے تھے۔

یا رب یہ جان میری جب میرے بدن سے نکلے
صل علیٰ کا کلمہ میرے دہن سے نکلے

اللہ یا محمد ہووے زباں پہ جاری
جب یہ روح میری چرخ کہن سے نکلے

ادب رسول ﷺ کی بناء پر سبز شلوار پہننے سے منع فرماتے تھے کہ یہ گنبد خضریٰ کا رنگ ہے جبکہ بعض اوقات سبز عمامہ خود بھی استعمال فرماتے تھے کہ یہ سنت بھی ہے اور اس میں احترام بھی ہے۔

فرماتے تھے کہ دعا کے اول و آخر میں درود شریف پڑھا کریں، ایک مرتبہ

تو لازمی طور پر ہر دعا میں درود شریف پڑھنا چاہیے یہ محبت کی علامت بھی ہے اور قبولیت دعا کا ذریعہ بھی۔

صدیق صفت حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو اپنے پیرومرشد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی فنائیت کے درجہ کی محبت تھی۔ ساتھ ہی ان کا خوف بھی مثالی نظر آتا تھا۔ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے ہم نشین خلفاء و فقراء کا کہنا ہے کہ انتہائی مقرب ہونے کے باوجود آپ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے سامنے یا قریب نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اکثر فقراء کے پیچھے سراپا متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے تھے۔ جب کبھی حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ آپ کو بلاتے تو دوڑتے ہوئے حاضر ہوتے تھے اور اس قدر آہستگی اور ادب سے کلام کرتے تھے کہ مشکل سے کوئی اور سمجھتا تھا۔

واضح رہے کہ مقربان الٰہی کو جس قدر اللہ تعالیٰ' رسول خدا ﷺ اور اپنے شیخ کامل سے کمال محبت ہوتی ہے اس قدر ان کا خوف اور ڈر بھی' ہر وقت طاری رہتا ہے کہ کہیں ہم سے ناراض نہ ہوجائیں' چنانچہ

محبت اور خوف :۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ جب صلاح مشورے یا کسی کام کے لئے آپ کو بلاتے تھے تو آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا کہ کہیں حضرت صاحب کسی بات پر ناراض نہ ہوں۔ (مفتی عبدالرحمٰن صاحب) اور یہی کمال وصف حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں بھی پائی جاتی تھی۔ چنانچہ سنن نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے آپ کی نظر کھڑے دو آدمیوں پر پڑی جو جماعت میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا' **عَلَیَّ بِهِمَا** (دونوں کو میرے پاس لے آؤ) راوی حدیث رضی اللہ عنہ' فرماتے ہیں **فَاُتِیَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَکُمَا اَنْ تُصَلِّیَا مَعَنَا ......** سنن نسائی صفحہ ۱۲۷' جلد اول

(دونوں آپ کی خدمت میں لائے گئے اس حال میں کہ ان کے کندھے کا گوشت پھڑک رہا تھا۔ پس فرمایا' کس چیز نے تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روک رکھا تھا؟)

کھانا چھوڑ دیا:۔ مولانا بخش علی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ میہڑ کے قریب فقیر قادر بخش ڈیپر کے یہاں جمعہ کی رات دعوت تھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے ساتھ مولانا حاجی بخشل صاحب رحمتہ اللہ علیہ' مولانا نثار احمد صاحب بھی اس دورے میں شامل تھے جمعہ نماز دوسرے گاؤں میں پڑھنے کا پروگرام تھا۔ صبح سویرے دوسرے خلفاء کرام وہاں چلے گئے۔ حضور کا پروگرام کچھ بعد جانے کا تھا۔ میں بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گیا۔ فقیر صاحب صبح کا ناشتہ لے آئے۔ ایک دو لقمے ہی کھائے تھے کہ رحمت پور شریف سے ایک آدمی حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا خط لے آیا جس میں حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کو فوراً" رحمت پور شریف پہنچنے کا حکم درج تھا۔ کھانا کھائے بغیر اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے فرمایا' جلدی چلیں بس آرہی ہے۔ الغرض رادھن پہنچنے کے بعد مجھے اپنے گھر جانے کا حکم فرمایا اور خود اکیلے رحمت پور شریف روانہ ہوگئے۔

آپ فرماتے تھے کہ یہ عاجز جب بھی حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر تبلیغ کے لئے یا لنگر کے کسی کام کے لئے چند دن باہر رہ کر واپس رحمت پور شریف جاتا تھا تو دل میں یہ خوف اور فکر ہوتا تھا کہ نہ معلوم حضرت صاحب مجھ پر راضی ہیں یا نہیں ۔ کہیں مجھ سے ایسی کوئی کوتاہی سرزد نہ ہوئی ہو کہ حضرت صاحب رنجیدہ ہوں۔ یہاں تک کہ جب حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کرتا' آپ بخوشی خیریت دریافت فرماتے' تب جاکر دل کو اطمینان ہوتا تھا۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ خوف اس قدر دل میں راسخ ہوچکا تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب فقیر پور بنا یہ عاجز تبلیغ کے لئے باہر جاتا تو واپسی پر یہی تصور غالب رہتا تھا کہ گویا اپنے شیخ کامل حضرت پیر

مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ نہ معلوم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ میرے اس سفر سے راضی ہوئے یا مجھ سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہے جس پر آپ خفا ہیں۔

محبت کی علامت :۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت آپ کی اطاعت و اتباع کرنا ہے یہی نہیں بلکہ نص قطعی سے ثابت ہے کہ خداوند عزوجل سے محبت کی علامت بھی اتباع رسول ﷺ ہے۔ اسی طرح متبع سنت شیخ کامل سے محبت کی علامت بھی اس کے فرمان پر عمل کرنا ہے نیز جس کو رسول ﷺ کی امت سے محبت اور ہمدردی ہے وہ ان کی اصلاح و فلاح کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ علیٰ ھذا جس کو اپنے پیر بھائیوں سے محبت و ہمدردی ہے تو سمجھو کہ اسے اپنے پیر سے بھی محبت ہے ورنہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں خواہ کتنے ہی دعویٰ کرتا پھرے۔ الغرض محبت کے اس معیار کے مطابق بھی دیکھا جائے تو معلوم ہوگا حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ اپنے خالق و مالک اور حضرت رسول مقبول ﷺ اور اپنے پیر کامل کے صف اول کے محب صادق تھے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ و السلام کے بظاہر ادنیٰ سے ادنیٰ فرد سے بھی آپ کو محبت و ہمدردی تھی (بلکہ حیوانات تک سے مثالی ہمدردی تھی اس قسم کے چند واقعات سوانح ہذا میں بھی ذکر کئے گئے ہیں)

مریدین کے علاوہ بھی کئی آدمی دعا کے علاوہ ذاتی و دنیاوی امور میں مشورہ کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آپ کا خلوص وللّٰہیت ہی تھا جس کی وجہ سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی جملہ جماعت آپ سے محبت کرتی تھی۔

ایک بار خانواہن کے علاقہ میں تشریف لائے عشاء نماز کے بعد بھی کافی دیر تک جلسہ جاری رہا۔ اختتام جلسہ کے بعد بھی کافی دیر تک بستی والے مہمان فقراء کے لئے بستر نہیں لائے، تمام فقراء چٹائیوں پر لیٹ گئے جس کے بعد وہ رلیاں اور رضائیاں لے آئے اور رکھ کر چلے گئے۔ ابھی حضور سوہنا سائیں قدس

سرہ جاگ رہے تھے۔ آپ اٹھے اور سوئے ہوئے فقراء کے اوپر رلیاں اوڑھنے لگے کہ محترم حاجی محمد صدیق بھٹی صاحب (حضور کے پڑوسی اور مخلص دوست اور مرید ہیں) کی آنکھ کھلی اور اٹھنے لگے کہ میں بھی آپ سے تعاون کروں، مگر آپ نے دیکھتے ہی اشارے سے منع کیا اور خود ہی یہ خدمت انجام دی۔

درگاہ رحمت پور شریف میں بھی عموماً" بعد از نماز عشاء جب فقراء سو جاتے تھے حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ مسجد شریف میں تشریف لے آتے جو کوئی مریض، کمزور یا بوڑھا نظر آتا اس کے پاس چلے جاتے اور زبانی ہمدردی کے علاوہ اس کے پاؤں دباتے اور پوچھتے کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف کہہ دیں میں سعادت سمجھ کر تیری خدمت کروں گا۔ اسی طرح کئی مریضوں کو پرہیز کا کھانا وغیرہ بھی بنوا کر دیتے تھے۔

مثالی جان نثاری :- درگاہ عاشق آباد شریف نزد اسٹیشن چنی گوٹھ قیام کے دوران بھی حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بکثرت تبلیغ کے لئے سندھ تشریف لاتے تھے اور تقریباً" ہر سفر میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی ساتھ ہوتے تھے عموماً" واپسی پر بھی عاشق آباد شریف تک ساتھ جاتے تھے اسی طرح ایک مرتبہ واپسی میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور دیگر احباب بھی آپ کے ساتھ چناب ایکسپریس پر سوار تھے جو کہ چنی گوٹھ اسٹیشن پر نہیں ٹھہرتی تھی۔ چلتی ٹرین میں باہمی یہ بات ہو رہی تھی کہ اب ڈیرہ نواب اسٹیشن پر اتر کر پیدل عاشق آباد شریف تک جانا ہو گا اور فاصلہ بھی کافی ہے وغیرہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ، جیسے عاشق صادق کے لئے اتنا فاصلہ مرشد و مربی کا پیدل چل کر جانا بڑی بات تھی۔ چنانچہ جب ٹرین چنی گوٹھ اسٹیشن پر پہنچی، تو حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے یہ کہتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی کہ "میں حضرت صاحب کے لئے سواری کا انتظام کرنے جا رہا ہوں۔" اور رات کے اندھیرے میں غائب ہو گئے۔ تمام جماعت جانثار سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے اس مثالی

کردار سے متاثر بھی ہوئی اور اس سے بڑھ کر پریشان بھی کہ اندھیری رات میں چلتی ایکسپریس سے چھلانگ لگا کر سلامت بچ جانا مشکل ہے۔ بالآخر جب ٹرین ڈیرہ نواب اسٹیشن پر پہنچی تو ابھی کافی رات باقی تھی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ جماعت سمیت قریبی مسجد شریف میں لیٹ گئے۔ صبح ہوتے ہی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ اپنے مرشد و مربی رحمتہ اللہ علیہ کی سواری کے لئے عاشق آباد شریف سے سائیکل لے کر حاضر ہوئے۔ دریافت کرنے پر بتایا کہ چھلانگ لگا کر اترتے وقت مجھے کوئی پتہ نہ چلا' نہ ہی کسی قسم کی تکلیف ہوئی' لانگری مولانا عبدالرحمان صاحب نے بتایا کہ یہ واقعہ میں نے خود حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہے۔

فَنَافِی الشَّیْخِ

سید حاجی عبدالخالق شاہ صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عاشق آباد شریف میں تھے اچانک آپ کو پیٹ میں سخت درد کی تکلیف ہوگئی آپ نے عاشق آباد سے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے پاس دین پور شریف (سندھ) لینے کے لئے آدمی بھیجا۔ پیغام پہنچتے ہی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی پریشان حالی کی حد نہ رہی' سید نصیرالدین شاہ صاحب اور بھی کچھ احباب ساتھ لے کر روانہ ہوگئے۔ دور کا سفر اور دین پور کے دریائی علاقے میں سواری کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے عاشق آباد شریف پہنچتے پہنچتے تین دن گذر گئے۔ کافی دوائیوں کے استعمال کے باوجود کوئی فائدہ نہ ہورہا تھا۔ ہم نماز ظہر سے ذرا بعد عاشق آباد شریف پہنچے تھے۔ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کو اطلاع کی گئی۔ اسی وقت آپ نے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو اپنے پاس گھر بلایا۔ کچھ دیر بعد جب واپس ہوئے تو آپ سے چلا نہ جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ جس مقام پر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیٹ درد کی تکلیف تھی' بعینہ اسی جگہ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو تکلیف شروع ہوگئی اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ

اللہ تعالیٰ علیہ کا پیٹ درد کافور ہو چکا تھا۔ نماز عصر پر حسب معمول چوک و چوبند تشریف لائے۔ نماز کے بعد مغرب تک جماعت میں بیٹھے وعظ نصیحت اور بات چیت کرتے رہے۔ ادھر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو سخت پیٹ درد' کہ بہ مشکل نماز پڑھی پھر لیٹ گئے۔ مجلس میں بیٹھ بھی نہ سکے' آپ کی اس قدر تکلیف کے پیش نظر ہم بھی خدمت کے لئے آپ کے پاس بیٹھے' اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھ نہ سکے۔ اسی دن سے ہمیں پتہ چلا کہ فنافی الشیخ کیا چیز ہوتی ہے؟ جب کہ اس سے پہلے صرف فنافی الشیخ کا لفظ سنتے رہے مگر اس چشم دید واقعہ سے اس کی حقیقت سمجھ میں آگئی۔

تقویٰ ہی قرب کا باعث ہے

محترم محمد عثمان بروہی (سکنہ لاڑکانہ جو کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے زمانہ میں لنگر کے مال مویشی کی خدمت پر مامور تھے) نے بتایا کہ ایک بار وبائی مرض سے کافی مال مویشی مر رہے تھے۔ میں نے پسے ہوئے نمک کا ایک تھال لے لیا تاکہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے دم کروا کر مال کو کھلاؤں' تاکہ حضور کی دعا کے صدقہ لنگر کا مال محفوظ رہ جائے اس وقت حضرت پیر مٹھا قدس سرہ اپنے دروازہ مبارک پر کھڑے تھے میں نے صورت حال عرض کی اور نمک دم کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا' ان سے دم کروا کر کھلائیں' میں اور یہ ایک ہی چیز ہیں' انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔ مگر چونکہ آپ نے نہایت ہی قریب سے دم کیا اور نمک پسا ہوا تھا اس کے معمولی ذرات اڑ کر آپ کے ہونٹوں تک پہنچے' جس کا ذائقہ محسوس ہوا' جس سے فوراً" گھبرا گئے اور مجھے فرمایا محمد عثمان نادانستہ طور پر مجھ سے غلطی سرزد ہوگئی ہے کہ بلا اجازت لنگر کا نمک چکھ لیا ہے۔ حضور سے میرے لئے معذرت کرنا کہ ان سے نادانستہ یہ غلطی ہوگئی ہے معاف فرما دیں۔ چنانچہ میں نے

عرض کیا۔ اتفاقاً ان ہی دنوں ایک اور خلیفہ صاحب نے بلااجازت لنگر کے بیر کھائے تھے جس کا حضور کو پتہ تھا۔ چنانچہ آپ نے عام جماعت میں مذکورہ دنوں واقعات بیان فرما کر ارشاد فرمایا' دیکھو مولوی صاحب (سوہنا سائیں) اور دوسرے خلفاء میں یہی فرق ہے کہ یہ نادانستہ نمک چکھنے پر بھی معذرت خواہ ہیں جبکہ بعض دوسرے جان بوجھ کر لنگر کے بیر کھاتے ہیں۔

آپ سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی محبت

مرید تو اپنے پیر کی تعریف کیا ہی کرتے ہیں حتیٰ کہ بطور ضرب المثل مشہور ہے' پیراں نمی پرند' مریداں مے پرانند (پیر خود نہیں اڑتے' ان کو مرید اڑاتے ہیں) مگر ایسا کم ہوا ہے کہ پیر اپنے مرید کی تعریف کرے اور تعریف بھی ایسی جیسی کہ حضرت باقی باللہ نے امام ربانی قدس سرہما کی کی اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کی کی۔ چنانچہ بارہا خلفاء کرام کے خصوصی اجلاس میں اور کبھی جلسہ عام میں کھلے الفاظ میں حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے اپنی محبت کا اظہار مختلف انداز میں بیان فرماتے تھے۔

یہاں تک کہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں اہل خانہ سے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی کمال محبت' صلاحیت اور تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' ہم مولوی صاحب (حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ) سے تھوڑی دیر کے لئے بھی جدائی برداشت نہیں کرسکتے۔ جی چاہتا ہے کہ میرے اور مولوی صاحب کے گھر کے درمیان ایک کھڑکی ہو اور وہ ہر وقت کھلی رہے تاکہ میں جب چاہوں' ان کو دیکھتا رہوں۔ (حضرت صاحبزادہ قبلہ مدظلہ و دیگر اکابرین)

میری آمدنی :۔ ایک بار کافی عرصہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ ثواب پور بستی تحصیل کنڈیارو میں قیام فرما رہے۔ اسی بستی میں حضرت پیر فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ بھی تبلیغی سلسلہ میں چند دن قیام فرما ہوئے تھے ثواب پور قیام کے

دوران ایک مرتبہ دوران تقریر حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے بارے میں ارشاد فرمایا' ایک بار اچانک مولانا عبدالغفور صاحب مدنی (جو کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے پیر بھائی اور حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے) سے ملاقات ہوئی' انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی صاحب اتنے عرصہ سے آپ بڑی محنت سے سندھ میں تبلیغ کا کام کررہے ہیں۔ کیا آپ کی محنت کا کچھ نتیجہ بھی برآمد ہوا ہے۔ میں نے کہا' جی ہاں' میری محنت کا عمدہ نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ میری پوری محنت کی کمائی اور نتیجہ ایک مولوی اللہ بخش صاحب (نوراللہ مرقدہ) ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' مولوی صاحب (حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) نے اپنی محبت کے جال میں مجھے پھنسا لیا ہے' یہ میرے وفادار ساتھی ہیں' یہ طریقت کے شیر ہیں' میں ان کی وجہ سے یہاں سندھ میں ٹھرا ہوا ہوں' طریقہ عالیہ کو میرے بعد یہی آگے چلائیں گے' میرے بعد آپ حضرات ان سے بیعت ہونا۔ (خلیفہ سید محمد مٹھل شاہ صاحب مدظلہ)

ایک عطر دو بوتل:۔ ایک مرتبہ خلفاء کرام کے مجمع میں حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے متعلق حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا' اس جوان کی تمہیں کیا قدر' اس کی جوتی میں تمہارا پاؤں نہیں آسکتا' میں اور یہ ایک ہی چیز ہیں۔ جس طرح ایک بوتل میں عطر ہو دوسری خالی ہو' خالی بوتل میں بھی اسی سے عطر ڈالا جائے تو دونوں میں ایک ہی عطر ہو گا۔ ان میں کسی قسم کا فرق نہیں ہو گا۔ اسی طرح میرے اور مولوی صاحب (سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) کے مابین بھی کوئی فرق نہ سمجھو۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ خلیفہ ہیں ان سے ذکر کیا دلائیں' پیر صاحب سے ذکر دلائیں گے' چخے دشمن (یہ لفظ آپ غصہ کی حالت میں استعمال فرماتے تھے) تو کیا سمجھتا ہے یہ کوئی بھوسے کی آگ ہے کہ جلدی جل کر راکھ ہوجائے گی۔ یہاں شیر بندھے ہوئے ہیں۔ یہ کام دن بدن بڑھتا ہی رہے گا پھر

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

(میں، تو ہوگیا اور تو، میں ہوگیا، میں جسم ہوگیا اور تو جان ہوگیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تو اور بلکہ ایک ہی ہیں)

(مولانا بخش علی صاحب حیدر آباد)

○ **میرا شکار:** حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے متعلق ارشاد فرمایا! کل قیامت کے دن میرا پیر مجھ سے پوچھے گا کہ سندھ میں تو نے کیا کام کیا تھا تو میں کہوں گا حضور میرا شکار (میری محنت کا ثمرہ) یہ مولوی صاحب ہی ہیں۔

○ **سونے کا محل:** ایک مرتبہ فرمایا جی چاہتا ہے کہ زمرجد اور سونے کا ایک محل تیار کراؤں۔ مولوی صاحب (سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) کو اس میں بٹھا کر دیکھتا رہوں (لانگری عبدالرحمان صاحب) مولانا بخش صاحب کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں تو چاہتا ہوں کہ سونے کا محل ہو۔ درمیان سے کھڑکی ہو۔ میں اس کھڑکی سے مولوی صاحب (سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) کو دیکھتا رہوں اور وہ مجھے دیکھتے رہیں۔ تمہیں ان کی صلاحیتوں کا کیا پتہ؟ (مولانا بخش علی صاحب و دیگر فقراء)

○ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ خلیفہ مولانا حاجی محمد علی صاحب بوزدار نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ خلفاء کرام پر ناراض ہوئے تھے۔ خلفاء کرام کو علیحدگی میں بلا کر سخت تنبیہہ کی اور فرمایا مجھے اپنے پیر حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ کا سندھ میں تبلیغ کرنے کا حکم تھا۔ میں تبلیغ کر کے واپس پنجاب جاتا تھا مگر چونکہ یہ مولوی صاحب (سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ) ہی مجھے یہاں لائے ہیں اور

یہاں مستقل ٹھہرا لیا ہے۔ اب آپ ان کی منت کریں بلکہ اپنی پگڑیاں اتار کر ان کے قدموں میں رکھیں کہ جس طرح مجھے یہاں لائے ہیں اسی طرح بخوشی مجھے پنجاب چھوڑ کر آئیں غصہ کی حالت میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ اس قسم کے الفاظ ارشاد فرماتے تھے۔

○ مولانا بخش علی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ بعینہ اسی طرح کا ارشاد مسجد شریف میں خلفاء کرام کے مجمع میں فرمایا۔ خلفاء کرام کے لئے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا پنجاب تشریف لے جانا تو بہت بڑی بات تھی کافی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔ بالآخر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی رنجش دیکھ کر تمام خلفاء کرام نے پگڑیاں اتار کر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے قدموں میں رکھ دیں اور انہوں نے اپنا عمامہ اتار کر تمام دستاریں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھ دیں اور رونے لگے۔ اس پر ایک خلیفہ صاحب نے ادب سے عرض کی یا حضرت ہم نے ان کے (سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ) قدموں میں پگڑیاں اتار کر اس لئے نہیں رکھیں کہ آپ کو پنجاب چھوڑ آئیں بلکہ اس لئے کہ جس طرح آپ کو یہاں سندھ لے آئے ہیں اسی طرح اب بھی آپ کو ہمارے اوپر راضی کریں، یا حضرت ہم چور تھے، فاسق فاجر تھے۔ ہر قسم کی برائیاں ہم میں موجود تھیں۔ آپ کے آنے سے ہماری اصلاح ہوئی۔ کئی برائیاں ختم ہو گئیں وغیرہ، ان کی یہ پر درد و سوز گزارشات سن کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا نورانی چہرہ خوشی سے مہکنے لگا اور عام معافی دے دی۔

○ محترم قاضی دین محمد صاحب نے بتایا کہ میں چونکہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے آبائی گاؤں خانواہن کا رہنے والا ہوں طریقت میں آنے سے پہلے ہی میری آپ سے محبت اور دوستی تھی، حضرت پیر قریشی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی دونوں بیعت تھے۔ ان کے وصال کے بعد دونوں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ عاشق آباد شریف عموماً" ایک ساتھ جاتے تھے اور بھی کافی فقراء ہوتے تھے۔ اتنے عرصہ قریب رہنے کی روشنی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں ان جیسا کوئی نہیں تھا' حضرت پیر مٹھا کا سندھ میں تشریف لانا' یہاں تبلیغ کرنا اور تاحیات سندھ میں رہنا یہ سبھی کچھ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی قلبی محبت اور اخلاص کا صدقہ ہے' حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ایہو جوان میکوں سندھ وچ گھن آیا۔ یہی جوان (حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) مجھے سندھ میں لے آئے۔

○ توں رنج نہ تھی! حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ گرمیوں میں اکثر و بیشتر کوئٹہ جاتے تھے' حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ چند ایک دیگر خلفاء بھی ساتھ جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کوئٹہ میں تھے کہ دربار رحمت پور شریف سے خلفاء کرام نے انتظامی صورت حال کی رپورٹ بھیجی جس میں ایک بات یہ بھی درج تھی کہ فلاں رات دربار شریف میں چور آئے تھے۔ خط پڑھ کر آپ نے موجودہ تمام خلفاء کرام کو بلایا اور خط کے مندرجات سنا کر فرمایا۔ ہم نے بڑی محنت سے کافی عرصہ سندھ میں تبلیغ کی مگر سندھیوں نے اس نعمت کی کوئی قدر نہ کی۔ لہذا اب ہم یہیں سے سیدھے پنجاب چلے جائیں گے' واپس سندھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وغیرہ۔ آپ کے ایسے رنجش آمیز کلمات سنتے ہی تمام حاضرین خلفاء کرام کے گریہ زاری و پریشان حالی کی کوئی حد نہ رہی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سمیت تمام خلفاء کرام نہایت درجہ ادب و عاجزی سے معافی طلب کرتے ہوئے واپس سندھ چلنے کے

لئے التجا کرنے لگے' اتنے میں حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی طرف متوجہ ہو کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! توں رنج نہ تھی' توں چا راضی تھی' توں تاں اساڈے نال ہوسیں۔ (آپ فکر نہ کریں آپ راضی ہوجائیں آپ تو ہمارے ساتھ ہوں گے') جہاں کہیں بھی ہم جائیں گے آپ تو حسب معمول ساتھ ہوں گے آپ کو فکر کرنے کی کیا ضرورت الغرض اس بار بھی حضرت قبلہ سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی منت و سماجت کے بعد آپ بخوشی رحمت پور شریف لاڑکانہ سندھ تشریف لے آئے۔

(حافظ نور محمد صاحب)

○ الغرض یہ حقیقت عالم آشکار ہے کہ تن تنہا حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی عظیم شخصیت ہی تھی جن کے عشق و محبت اور صداقت کے صدقے ہی ہم سندھیوں کی نا اہلیوں' ناقدریوں بلکہ بے ادبیوں' طرح طرح کی مخالفتوں اور تکلیفوں کے باوجود حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ جیسے نازک مزاج ولی کامل نے اپنا ملک وطن' خویش و اقارب چھوڑ کر مستقل طور پر سندھ کو اپنا وطن بنالیا اور سندھی ہو کر رہے۔ (آپ فرماتے تھے کہ میں اتنا عرصہ سندھ میں رہا ہوں اب میں سندھی ہوں۔ سندھی کے کافی الفاظ اور جملے بھی بہ شوق استعمال فرماتے تھے۔) یہاں تک کہ آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف بھی سرزمین سندھ کو حاصل ہوا' الحمد للہ علی ذالک

پیشین گوئی حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی!

شروع شروع میں جب تبلیغ کے لئے حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سندھ تشریف لائے تھے تو بالائی سندھ کے ڈہرکی' روہڑی' سکھر کے علاقوں میں زیادہ تبلیغ کی۔ شریعت و طریقت کی اشاعت کا مثالی کام ہوا۔ مگر انہوں نے اس

نعمت کی پوری طرح قدر نہ کی۔ دنیا داری کی وجہ سے وجد و جذبہ سے کتراتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ان کی ناقدری کا تذکرہ کیا تو آپ نے غصے سے فرمایا یہ ناقدرے آدمی ہیں۔ ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ ان کو دنیا چاہیے۔ ان کا دین سے کیا واسطہ وغیرہ۔ اس واقعہ کے بعد جلد ہی سندھ کے کچھ مخلص فقراء باعیال مسکین پور شریف (حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر گئے جن میں ایک مائی صاحبہ اس قدر عابدہ اور زاہدہ تھیں کہ رات کا اکثر حصہ ذکر، مراقبہ، نوافل میں روتے ہوئے گزارتی تھیں اور سارا دن شوق سے لنگر کا کام کرتی تھیں، ایک مرتبہ آپ نے اس کی محنت و اخلاص سے خوش ہو کر پوچھا، آپ کے اولاد بھی ہے؟ مائی صاحبہ نے جواباً" عرض کیا حضور اولاد نہیں ہے، آپ نے فرمایا کل تجھے تعویذ دے دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تیری یہ امید بھی پوری ہوگی! عموماً" مردوں سے بڑھ کر عورتوں کو اولاد کی خواہش ہوا کرتی ہے۔ اس کے لئے پیروں کے پاس تعویذ و دعا کے لئے بکثرت جاتی ہیں، مگر، مائی صاحبہ نے یہ سن کر روتے ہوئے کہا حضور میں اولاد کے لئے نہیں بلکہ آپ سے یہ دعا کرانے آئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا، محبت و معرفت حاصل ہو، یہ سن کر آپ کی خوشی کی حد نہ رہی۔ اسی وقت مسجد شریف میں تشریف لائے اور فقراء کو اکٹھا کر کے مذکورہ نیک عورت کا واقعہ بیان فرما کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب سندھ کی ایک خاتون کے دل میں رضائے الٰہی کی اتنی طلب ہے تو مجھے یقین ہے کہ مردوں میں بھی ایسے قیمتی دانے ضرور ملیں گے اور وہ اس نعمت کی قدر کریں گے۔ اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ برسوں پہلے جس قدر دان اور قیمتی دانے کی پیشین گوئی حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی تھی وہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی ہی تھی جو آگے چل کر صرف سندھ کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام

کے لئے محسن اور ایک بے لوث روحانی رہنما ثابت ہوئے۔

جدائی ناقابل برداشت !:۔ واضح رہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے اس قدر محبت تھی کہ سفر خواہ حضر میں ان سے زیادہ عرصہ جدائی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی کبھی جدا ہونا نہیں چاہتے تھے اور اگر لنگر کے کسی کام یا تبلیغ کے لئے چند دن اجازت لے کر جاتے اور کسی وجہ سے پروگرام کے مطابق واپس نہ پہنچتے تو حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت انتظار ہوتا۔ بار بار معلوم کرتے رہتے کہ مولوی صاحب (حضرت سوہنا سائیں) آئے ہیں کہ نہیں۔ متعدد بار ایسا بھی ہوا ہے کہ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سفر میں ہوتے اور حضرت پیر مٹھا نوراللہ مرقدہ آدمی بھیج کر واپس بلا لیتے تھے۔ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۷ سال مسلسل گرمیوں میں باعیال کوئٹہ جاتے رہے۔ ہر سال حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی باعیال ساتھ جاتے رہے۔

ایک مرتبہ جب حضرت پیر مٹھا قدس سرہ حاجی مشتاق احمد صاحب والوں کی دعوت پر ان کی بستی پٹی ماچھی نزدرانی پور پہنچے' اور حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے بارے میں پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ وہ نہیں آئے تو اسی وقت آدمی بھیج کر آپ کو بلالیا۔

ادب : حضرت بو علی دقاق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے :۔ **اَلْعَبْدُ یَصِلُ بِطَاعَتِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ وَ بِاَدَبِہٖ یَصِلُ اِلَی اللّٰہِ** (کہ بندہ اطاعت سے جنت میں پہنچے گا اور ادب سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے گا۔) اللہ تعالیٰ جل شانہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' ماسلف بزرگان دین' اپنے زمانہ کے اولیاء علماء بالخصوص جس شیخ سے باطنی نسبت ہے' یا جس استاد سے ظاہری تعلیم حاصل کی ہو' ان کے علاوہ قرآن مجید' احادیث نبویہ ﷺ اور دیگر ہر وہ شخص اور ہر وہ چیز جس کی شریعت مطہرہ میں صراحتہ" یا

اشارۃ کوئی اہمیت ہے اس کا ادب کرنا کمال ایمان کی علامت اور مزید ظاہری و باطنی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ جلال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے **مَنْ لَا اَدَبَ لَہٗ لَا شَرِیْعَتَ لَہٗ** جس کو ادب نہیں اس کو دین و شریعت کی خبر ہی نہیں۔ غرضیکہ شریعت و طریقت کے لئے ادب جزو لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔ جتنا ادب زیادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوگا۔ ادب میں کمی ظاہری خواہ باطنی انحطاط کی علامت ہے اور بے ادبی محرومی کی علامت ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب۔ بے ادب محروم ماند از لطف رب

بے ادب خود را نہ تنہا کرد رد۔ بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

(ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں' بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے' بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو محروم کرتا ہے' بلکہ تمام جہان کے لئے خرابی کا باعث بنتا ہے۔

الغرض سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محسنین کے ادب اور خدمت کی اس قدر ہمت و توفیق بخشی کہ دور حاضر میں اس کی ہمیں کہیں مثال نہیں ملتی' بلکہ بعض ایسے آداب بھی بجالاتے دیکھے گئے کہ وہاں ہماری سمجھ کی رسائی ہی نہیں ہوتی۔

ع **مَنْ یَھْتَدِیْ فِی الْفِعْلِ مَالَا یَھْتَدِیْ۔ فِی الْقَوْلِ حَتّٰی یَفْعَلَ الشُّعَرَاءٗ** (متنبی)

(آپ وہ کچھ کر دیتے ہیں جو دوسرے زبان سے بھی ادا نہیں کرپاتے)

اللہ تعالیٰ اور حضور ساقی کوثر ﷺ کا نام مبارک بلا وضو نہیں لیتے تھے۔

کعبتہ اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے طفیل تمام حجاز کا اس قدر ادب کہ حرمین شریفین جاتے وقت استنجا کے لئے ڈھیلے پاکستان سے ساتھ لے گئے تھے اور جن جائے نمازوں پر کعبتہ اللہ شریف یا مسجد نبوی کی تصویریں بنی ہوتی تھیں' آپ نسبت کا احترام کرتے ہوئے نہ کبھی ان تصاویر پر بیٹھتے اور نہ ہی

پاؤں رکھتے تھے۔

آپ رسول اللہ رحمت دو جہاں ﷺ کے اسم مبارک کے ساتھ لفظ "صلعم" یا "صہ" لکھنے سے منع فرماتے تھے کہ یہ ادب اور محبت کے خلاف ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام مبارک کے ساتھ "رضؓ" اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ "رح" لکھنے سے منع فرماتے تھے اور خود بھی صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمتہ اللہ علیہ لکھتے تھے۔

رضائی پر نہ بیٹھے :۔ گوٹھ بخش علی ماچھی تحصیل وارہ میں حضور کی دعوت تھی، صاحب دعوت نے قیام گاہ پر آپ کے لئے جو رضائیاں چادریں اور تکیے، سیٹ کرر کھے تھے، ان پر مالکان کے نام تحریر تھے، جن میں اسماء اللہ تعالیٰ مثلاً" (عبداللہ) اور اسماء رسول (محمد بشیر) بھی ضمناً" شامل تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور سخت تنبیہہ کی کہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور حبیب خدا ﷺ کے اسماء مبارکہ کی یہ تعظیم کی ہے کہ ہر چیز پر ان کا نام لکھ رکھا ہے؟ الغرض اسی وقت ان تکیوں اور رضائیوں کے کور اتارے گئے، اور حضور کے لئے دوسرے بستر لائے گئے، جن پر آپ تشریف فرما ہوئے (خلیفہ مولانا محمد ایوب)

یا اللہ، اور یا محمد کا ادب :۔ موسیٰ گوٹھ کراچی میں جلسہ تھا۔ جس کمرے میں حضور کی رہائش کا انتظام کیا گیا، اور آپ کے لئے چارپائی رکھی گئی تھی۔ اس میں پائنتی کی طرف یا اللہ، یا محمد (ﷺ) لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ صاحب دعوت پر ناراض ہوئے کہ تم نے چارپائی اس طرح کیوں رکھی کہ اسماء مبارکہ کی بے ادبی ہوتی ہے۔ خادمین نے جلدی جلدی چارپائی پھیر کر پاؤں دوسری طرف کر دیئے، تب آپ اس پر لیٹے۔ (خلیفہ محمود علی صاحب)

حجاز مقدس کی ہر چیز کا ادب کرو! :۔ ہر سال خاصی تعداد میں آپ کے مریدین، فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے حرمین شریفین جاتے تھے۔ جو بھی اجازت

لینے آتا، معمول کے خلاف آپ اس کا زیادہ خیال کرتے تھے۔ بعض اوقات اپنے لئے اس سے دعا بھی کرواتے تھے۔ اور ہر ایک کو یہ تاکید کرتے تھے کہ حجاز مقدس کے ہر انسان بلکہ حجر و شجر کی بھی تعظیم کرنا وہاں کی کسی چیز کو حقارت سے دیکھنا بھی بے ادبی میں شامل ہوجاتا ہے۔ وہاں کے بعض لوگ اگر اخلاق و اعمال کے لحاظ سے شریعت مطہرہ کے مطابق نظر نہ آئیں تو بھی ان کی تعظیم کرنا گو وہ اعمال کے لحاظ سے کچھ بھی ہوں پھر بھی رسول اللہ ﷺ کے پڑوسی ہونے اور کعبتہ اللہ شریف کے قریب رہنے کی وجہ سے قابل تعظیم ہیں' وہاں پہنچ کر اپنا قیمتی وقت گھومنے پھرنے میں ضائع نہ کرنا بلکہ جتنا زیادہ ہوسکے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران کعبتہ اللہ شریف میں اور مدینہ شریف زادھا اللہ شرفا و تعظیما میں اکثر وقت زیارت روضہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گذاریں۔

خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت اور ادب

۱۳۹۹ھ میں حضور پنجاب کے تبلیغی سفر میں تھے کہ جب لاہور پہنچے تو معلوم ہوا کہ شیخوپورہ کے ایک باغ میں قدرتی طور پر ایک درخت کے تنے پر حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی بالترتیب تحریر شدہ ظاہر ہوئے ہیں' آپ نے یہ بہتر خبر سن کر فرمایا پھر تو ایسے درخت کی زیارت کرنی چاہیے۔ چنانچہ حاجی محمد حسین نے بتایا کہ محترم محمد اشرف بٹ صاحب کی کار میں آپ کے ساتھ یہ عاجز مولانا محمد رمضان صاحب اور حاجی نظر محمد صاحب بہاول نگر والے زیارت کے لئے گئے جب باغ کے پاس پہنچے' آپ نے نعلین مبارک اتاری نہایت ہی ادب کے ساتھ ننگے پاؤں چل کر درخت کی زیارت کی۔

(حاجی محمد حسین صاحب)

پیرو مرشد کا ادب

اپنے مرشد مربی حضرت پیر مٹھا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس قدر ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ بے ادبی کے خوف سے قریب نہیں بیٹھتے تھے، ان کے سامنے بلاضرورت کوئی کلام نہیں کرتے تھے۔ حضرت صاحب کچھ پوچھتے تو مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتے تھے۔ نہ ہی دربار رحمت پور شریف میں تقریر کرتے تھے۔ اگر حضرت صاحب خود تقریر کے لئے ارشاد فرماتے تو ان کے فرمان کی بجا آوری کرتے ہوئے مختصر سا وعظ فرما کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں غزل یا منقبت شروع کرتے تھے جس سے تمام جماعت پر گریہ و وجد کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ کو جب حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ چھ بسوں پر مشتمل فقراء اہل ذکر کا قافلہ لے کر شیخ المشائخ حضرت فضل علی قریشی نور اللہ مرقدہ کی دربار مسکین پور شریف پہنچے تو مسکین پور شریف پہنچنے سے قبل ہی مریدین کو سختی سے منع کر دیا کہ وہاں کوئی میرا ادب نہ کرے میری جوتی نہ اٹھائے نہ ہی میرے پیچھے چلے۔ اس در اقدس کے سبھی یکساں سوالی ہیں، کوئی امتیاز نہ رہے۔ جہاں تک راقم الحروف کو یاد ہے کہ کسی فقیر نے مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت آپ کی نعلین مبارک اٹھانا چاہی آپ اس پر ناراض ہوئے کہ ہم نے پہلے منع نہیں کیا تھا؟

دو راتیں قیام کے دوران دوسرے فقراء کی طرح آپ نیچے زمین پر سوئے۔ ادب کا لحاظ کرتے ہوئے چارپائی لینے سے انکار کر دیا۔

وہاں قریب کا ایک سیٹھ حضور کی خدمت میں آیا (جو حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مولانا سردار احمد صاحب سے پہلے ہی وابستہ تھا)۔ اور بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی، آپ نے فرمایا، یہاں پیر خانہ پر ایک مرید و خادم

کی حیثیت سے میں بھی فیض لینے آیا ہوں۔ یہاں بیعت کرنا ادب کے خلاف ہے۔ کافی منت و سماجت کے بعد بھی جب حضور نے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا تو اس نے یہ تدبیر اختیار کی اور حضور سے عرض کی یا حضرت تھوڑے ہی فاصلہ پر میری زمین ہے براہ کرم تھوڑی دیر کے لئے آپ میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیں' اس کی بے حد محبت اور بار بار اصرار کرنے پر حضور اس کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے۔ اور وہ اپنے متعلقین و احباب سمیت حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔

یہی نہیں بلکہ درگاہ مسکین پور شریف خواہ عاشق آباد شریف قیام کے دوران قضائے حاجت کے لئے دربار شریف کے حدود اور لنگر کی زمینوں سے بہت دور چلے جاتے تھے اور دیگر فقراء کو بھی یہی تاکید فرماتے تھے۔

اساتذہ کا احترام

حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے دوران تعلیم اور اس کے بعد اپنے اساتذہ کی کس قدر خدمات سرانجام دیں اور ان کے آداب بجا لاتے رہے اس سلسلہ میں تفصیلات تو معلوم نہیں ہو سکیں۔ البتہ مدرسہ کے طلبہ کو نصیحت فرماتے ہوئے اساتذہ کے ادب و خدمت کے بارے میں ترغیب کے طور پر اپنے چند واقعات بیان فرماتے تھے جو پیش خدمت ہیں۔

۱۔ ہمارے پرائمری سکول کے اساتذہ میں ایک استاد ہندو تھے۔' اس کے باوجود ہم اس استاد کا ادب کرتے تھے۔

۲۔ ہمارے استاد محترم مولانا رضا محمد صاحب جب بھریا منتقل ہو گئے ان کی ایک بلی وہیں رہ گئی جو پریشان حال دوسرے گھروں کے چکر کاٹ رہی تھی' استاد محترم کی بلی کی یہ پریشانی مجھ سے نہ دیکھی گئی اسے پکڑ کر استاد محترم کو پہنچا آیا۔

۳۔ غالباً" یہ بھی آپ ہی سے سنا تھا کہ جب میں بھریا میں استاد مذکور کے پاس پڑھتا تھا، شہر کی ایک مسجد میں امام کی ضرورت تھی، استاد محترم نے مجھے امامت کا حکم فرمایا، حسب فرمان میں پڑھتا بھی رہا اور امامت بھی کراتا رہا لیکن جو کھانا مجھے مسجد میں ملتا وہ لے کر استاد محترم کی خدمت میں پیش کرتا تھا اور خود مدرسہ کی روٹی سالن جو دوسرے طلبہ کھاتے میں بھی وہ کھاتا تھا، مہینہ پورا ہونے پر جو تنخواہ ملی وہ بھی تمام کی تمام استاد محترم کی خدمت میں پیش کی۔ آپ کے سب سے زیادہ کرم فرما استاد یہی تھے جو عرصہ سے مستقل طور پر حرمین شریفین میں قیام فرما ہوگئے تھے۔ مسند نشینی کے بعد ایام حج ہی میں ان سے ملاقات ہوئی اور ان کی خواہش کے مطابق ان ہی کے پاس قیام فرمایا۔ اس وقت کتنے ظاہری و باطنی تحائف و انعامات سے ان کو نوازا، کتنے آداب بجا لائے کس قدر خدمت کی وہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ سفرحج کے ساتھیوں سے اس قدر سنا کہ وہ آپ کے ایام طالب علمی کے اخلاق و اخلاص اور اس وقت کی دینی خدمات اور تبلیغی مساعی سے اس قدر متاثر تھے کہ استاد ہوتے ہوئے بھی آپ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی اور آپ نے استاد محترم کے ادب کے پیش نظر معذرت کی۔ از حد تواضع و انکساری کرتے ہوئے جان چھڑانے کی کوشش کی، مگر وہ ایک نہ مانے بالاخر مجبور ہو کر ان کو بیعت کیا۔

جب تک استاد مذکور اور محترم مولانا حاجی علی محمد صاحب زندہ رہے۔ حج پر جانے والے ساتھیوں کے ساتھ ان کے لئے شہد، دینی کتابیں اور دیگر مختلف تحفے تحائف بھیجا کرتے اور وہ بھی آپ کے لئے اور حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ کے لئے (جو اس وقت طالب علم تھے) تحفے بھیجا کرتے تھے۔

۴۔ درگاہ اللہ آباد شریف کی موجودہ جامع مسجد بننے سے پہلے ایک مرتبہ جائے

نماز میں حضور کی مجلس گرم تھی کہ اتنے میں ایک سفید ریش درویش صفت آدمی تشریف لائے۔ ان کو دیکھتے ہی حضور ادبا" کھڑے ہوگئے بڑے احترام سے گلے ملے اور بیٹھنے کے لئے مصلیٰ دے دیا۔ ہم حیران ہوگئے کہ یہ کون شخصیت ہیں' جن کے لئے حضور اتنا تکلف فرما رہے ہیں۔ مگر جب آپس میں پرائمری تعلیم کے زمانے کے حالات معاملات کا تذکرہ فرمایا اور دلچسپی سے حال احوال ہوئے تو پتہ چلا کہ یہ آپ کے پرائمری اسکول کے استاد محترم ہیں۔

محترم بیدار مورائی صاحب نے بتایا کہ جب آخری بار آپ مورو تشریف لائے تو آپ سے ملنے کے لئے آپ کے ایک استاد محترم علی بخش صاحب تشریف لائے' ان کو دیکھتے ہی آپ اٹھ کھڑے ہوئے نہایت ادب و محبت سے بغلگیر ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس وقت تک کھڑے رہے جب تک استاد محترم کے لئے کرسی نہ لائی گئی۔ حالانکہ ان دنوں آپ کو ڈاکٹر صاحب نے کھڑا رہنے سے منع کر دیا تھا مذکور استاد محترم سے آپ کی یہ آخری ملاقات ثابت ہوئی۔

دینی کتابوں کا احترام

قرآن مجید' احادیث اور دیگر اسلامی کتب کے علاوہ اخبارات اور دیگر ایسے کاغذات جو عموما" باہر پھینکے جاتے ہیں آپ ان کا بھی احترام کرتے اور دوسروں کو ادب کرنے کی تاکید کرتے تھے یہی نہیں بلکہ بالکل سفید کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہوتا۔ بلکہ علم کی نسبت سے سیاہی کا بھی احترام فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت قبلہ مرشدی صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ نے بتایا کہ ایک بار بیت الخلاء کو جاتے ہوئے فورا" رک گئے اور واپس آکر ہاتھ دھونے لگے' میں نے جاکر ادب سے واپسی اور ہاتھ دھونے کے بارے میں پوچھا اس پر فرمایا۔ میرے ہاتھ میں سیاہی لگی ہوئی تھی' ہاتھ دھوئے' بغیر بیت الخلاء جانا بے ادبی سمجھتا ہوں۔

راستہ چلتے ہوئے کوئی کاغذ کا ٹکڑا پڑا ہوا نظر آتا خواہ اخباری ہی ہوتا فوراً جھک کر اٹھا لیتے تھے، طلبہ و فقراء کو بھی ایسے کاغذات اٹھا کر ادب سے رکھنے یا ایسی جگہ زمین دوز کرنے کا حکم فرماتے تھے جہاں بے ادبی کا احتمال نہ ہو۔ درگاہ اللہ آباد شریف کے اوائل زمانہ میں جب آپ کی صحت اچھی تھی ڈاکٹر عبداللطیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ روزانہ شام کو آپ کے لئے اخبار لاتے تھے۔ آپ پڑھ کر دوسرے تیسرے دن اس عاجز کو دے دیتے تھے۔ ساتھ ساتھ تاکید فرماتے تھے کہ آپ خود پڑھیں، لیکن مدرسے کے طلبہ کو اخبار پڑھنے کے لئے نہ دینا۔ اس سے ان کے مزاج پر برا اثر پڑے گا اور اخبار کے عادی ہو کر تعلیم کی طرف کم توجہ دیں گے۔ اگر کوئی خاص مضمون یا شمارہ ہوتا تو اس کی بھی نشاندہی فرماتے تھے یہ عاجز اسے علیحدہ رکھ لیتا تھا۔ تقریباً دو سال مسلسل اسی طرح میرے پاس اخبارات جمع ہوتے رہے۔ ایک مرتبہ تنہائی میں، میں نے آپ سے پوچھا کہ حضور کئی سیروزن کے اخبارات جمع ہو گئے ہیں، ان کے متعلق جو ارشاد ہو، ان کو بیچ دیا جائے یا جلا دیا جائے یا دفن کر دیا جائے۔ فرمایا مسئلے کی نوعیت تو آپ خود جانتے ہیں، میرے خیال میں بیچنا تو غلط ہے، باقی جلا دینے کے متعلق اگرچہ بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے، تاہم میرے خیال میں دفن کرنے میں ادب کا پہلو اور بھی زیادہ ہے، آخر وہ اخبارات میں نے قبرستان میں دفن کروا دیئے۔

مسجد شریف یا مدرسہ میں کوئی کتاب بے احتیاطی سے فرش یا چٹائی پر رکھی ہوئی نظر آتی یا کسی کتاب میں کوئی کاغذ نظر آتا یا غیر ضروری نوٹس، اشعار پتے وغیرہ لکھے ہوئے نظر آتے تو سخت ناراض ہوتے تھے۔ طلبہ کے علاوہ اساتذہ کو تنبیہہ فرماتے تھے کہ تم نے ان کو کتابوں کا ادب تک نہیں سکھایا۔ اس سلسلہ میں ہدایات دیتے ہوئے فرماتے کہ اگر ایک دوسرے کے اوپر کتابیں رکھنی ہوں تو سب سے اوپر قرآن مجید، پھر حدیث شریف، اس کے بعد فقہ، صرف و نحو اور

سب سے نیچے منطق کی کتاب رکھا کریں ، لیکن پڑھتے وقت یا ویسے فرش یا چٹائی پر کوئی کتاب نہ رکھیں خواہ منطق کی کتاب ہو۔ دورہ حدیث کے طلبہ کو بہتر لباس ، عمامہ اور خوشبو لگا کر ادب سے پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے۔

ایک بار آپ کے سامنے بے احتیاطی سے کتاب کھولتے ہوئے ایک مولوی صاحب سے ایک ورق معمولی سا پھٹ گیا' جس پر پریشانی و گھبراہٹ کے انداز میں فرمایا۔ اوہ دیکھو جلدی ورق الٹانے سے کتنا نقصان ہوگیا' اسی طرح ایک مرتبہ مولوی صاحبان کی غفلت کی وجہ سے تصوف کی مشہور و معروف کتاب عین العلم کا کافی حصہ کیڑوں کی نذر ہوگیا۔ جس پر اس قدر آپ کو دکھ اور افسوس ہوا' شاید لاکھ روپے ضائع ہونے پر آپ کو اتنا دکھ نہ ہوتا۔ بار بار افسوس سے کتاب کے ضائع ہونے کا تذکرہ فرماتے تھے۔

پیر کے خاندان کا ادب

واضح ہو کر مرشدنا حضرت قبلہ پیر فضل علی قریشی مسکین پوری رحمتہ اللہ علیہ (حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے مرشد اول) کے کئی رشتہ دار مثلا ان کے داماد سید عبدالرؤف شاہ صاحب' نواسے حضرت علامہ سید رفیق احمد شاہ صاحب وغیرہ اسی طرح آپ کے مرشد کامل حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے داماد حضرت قبلہ مولانا غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور نواسے حضرت قبلہ سائیں محمد دیدہ دل صاحب وغیرہ۔ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے بیعت تھے۔ اور ان حضرات کو مریدانہ انداز میں آپ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ پھر بھی جب وہ زیارت و ملاقات کے لئے آپ کے پاس تشریف لے آتے یا آپ ان کے پاس دربار مسکین پور شریف یا غریب آباد شریف تشریف لے جاتے ، مرشد کے

خاندان ہونے کے ناطے سے ہمیشہ مردانہ انداز میں ان کا احترام فرماتے تھے' آگے بڑھ کر استقبال کرتے معانقہ و مصافحہ کے بعد بیٹھنے کے لئے مصلے پیش کرتے تھے' نہایت ادب اور محبت سے بات چیت کرتے رہائش وغیرہ کا معقول انتظام فرماتے' جاتے وقت کچھ نہ کچھ نذرانہ بھی پیش کرتے تھے۔

پیر و مرشد کے خاندان سے آپ کی یہ عقیدت و محبت جز وقتی یا دکھاوے کے طور پر نہیں بلکہ دائمی حقیقی اور قلبی عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار آپ کے قول و فعل سے یکساں طور پر ہوتا تھا۔

حضرت قبلہ صاجزادہ سید رفیق احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی تقریباً" تین سال تک مسلسل دربار عالیہ اللہ آباد شریف میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی ان سے محبت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور یہ کیوں نہ ہو جبکہ مرشد کامل کی اولاد میں سے یہی ایک مستند عالم دین عامل' متقی و پرہیزگار اور صحیح معنوں میں حضرت پیر قریشی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت قبلہ صاجزادہ محمد دیدہ دل صاحب جب مدرسہ عالیہ میں پڑھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ آپ نے ان کی تعلیمی خواہ ظاہری خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوئے ہر طرح سے ان کی دل جوئی کی یہاں تک کہ کھانا اپنے گھر سے بھیجتے تھے' خدمت کے لئے ایک طالبعلم کو مقرر کیا گیا۔ حالانکہ بذات خود آپ کسی طالب علم کے لئے امتیازی سلوک کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ خاص کر جب کہ ان کی والدہ ماجدہ مدظلہا کی بھی یہی خواہش تھی کہ ان کا رہن سہن دوسرے طلبہ کے ساتھ ہو۔ پھر بھی آپ نے جملہ انتظامات حضرت صاجزادہ صاحب مدظلہ کے مزاج و مذاق کے موافق رکھے تاکہ دل جمعی سے پڑھتے رہیں آپ کی اس حسن تدبیر کا ہی نتیجہ تھا کہ آگے چل کر خود انہوں نے دوسرے طلبہ کے ساتھ ہی رہنے کو پسند فرمایا۔

اپنے مرشد گرامی کے خاندان کے علاوہ اگر کسی اور صاحب کمال بزرگ کی اولاد یا خاندان یا خلفاء کرام میں سے کوئی آجاتا تو بہت خوش ہوتے بڑے پیار و محبت سے اسے گلے لگاتے بیٹھنے کے لئے امتیازی طور پر مصلے یا کرسی دیتے اور ہر طرح کی خاطر مدارات اور خدمت کرتے، گو بعض عملی اعتبار سے کمزور نظر آتے، پھر بھی بزرگوں کی نسبت سے آپ از حد ان کا احترام فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ علاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے اور محترم مولانا عبدالغفور صاحب کے پاس موسیٰ گوٹھ میں قیام فرمایا، معلوم ہونے پر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ایک بزرگ دعا کرانے کے لئے اپنا ایک فرزند ساتھ لے آئے، تعارف ہونے پر آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی، دونوں باپ بیٹے کی بے حد تعظیم فرمائی۔ ادب سے حال احوال پوچھا۔ ان کے صاجزادہ صاحب داڑھی مونڈھ اور بقول ان کے نافرمان تھے۔ جن کے لئے انہوں نے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا، آپ ہمارے بزرگوں کی اولاد ہیں اور ہمارے بزرگ ہیں، آپ دعا فرمائیں میں آمین کہتا ہوں۔ محترم مولانا مولوی غلام نبی صاحب نے بتایا جو اس وقت وہاں پر موجود تھے کہ اس وقت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی صحت کا یہ عالم تھا کہ چل پھر نہیں سکتے تھے پھر بھی ان کو رخصت کرنے کے لئے اٹھے اپنا ایک بازو میرے کندھے پر رکھا اور ایک مولانا محمد رمضان صاحب کے کندھے پر رکھا، اسی حالت میں گیٹ تک ان کو رخصت کر کے واپس ہوئے۔

اسی طرح حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ایک صاحب اور حضرت حاجی عبدالکریم صاحب پنڈی والوں کے صاجزادہ صاحب کے ایک خلیفہ اس عاجز سیہ کار نے حضور کی خدمت میں آئے دیکھے جس خلوص و محبت سے آپ ان سے ملے حال احوال دریافت فرمائے اور رخصت فرمایا وہ کبھی نہیں بھول سکتا۔

قدیم خانقاہوں کی اصلاح کی فکر

ویسے تو تقریباً" پورے ملک کی مشہور خانقاہوں اور مشہور دینی مدارس کے سابقہ اور موجودہ حالات سے کسی نہ کسی حد تک باخبر رہتے تھے۔ خاص کر اندررون صوبہ سندھ کے تقریباً" جملہ دینی مراکز کی ماضی کی دینی خدمات اور موجودہ دینداری یا دین سے بیگانگی سے ذاتی طور پر تفصیلی ' واقفیت رکھتے تھے اور ہمیشہ ان اسلامی اصلاحی دینی اداروں کی دوبارہ دینی آبادی کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ اگر خوش قسمتی سے کسی قدیمی خانقاہ یا دینی مدرسہ کے بانیوں کی اولاد میں سے کوئی صاحبزادہ تشریف لاتے' خواہ ظاہری طور پر دیندار معلوم نہ ہوتے۔ پھر بھی ان کے احترام میں غیر معمولی تکلف فرماتے تھے اور ان کو اپنے ماسلف کے کارنامے یاد دلا کر احساس دلاتے ہوئے فرماتے تھے کہ تمہارا موروثی کام تو دین اسلام کی خدمت کرنا ہے۔ تمہارے بزرگوں نے تو جو سوچا اور جو کام کیا وہ محض دین اسلام کی ترویج و اشاعت تھا۔ وہ کبھی دنیاداری کے درپے نہ ہوئے۔ چنانچہ دنیا خود ان کے پیچھے چلی آئی۔ آپ کو چاہئے کہ دین کے لئے آگے بڑھیں۔ مزید تواضع کرتے یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ عاجز تو پیر یا بزرگ نہیں ہے۔ نہ ہی اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھتا ہے کہ معتبر بن کو مصلے پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ نصیحت کرے۔ لیکن کیا کریں جب آپ حضرات نے اس طرف توجہ نہ کی تو اپنی بساط کے مطابق ہم فقیر تھوڑا بہت کام کرتے ہیں اور الحمدللہ اس کے بہتر اثرات نکل رہے ہیں اور کام بہتر ہو رہا ہے۔ برائے کرم آپ آگے بڑھیں' دین کا کام کریں۔ بعض اوقات نجی محفل میں بعض مقامات کا نام لے کر افسوس سے کہتے تھے کہ فلاں قصبہ یا شہر اتنا عرصہ رشد و ہدایت کا مرکز بنا رہا۔ جہاں سے علم و عمل کی روشنی دور دور تک پھیلی جہاں کی روشن شمع سے سینکڑوں دیئے جلے ان دیوں سے آگے اور دیئے روشن ہوتے رہے جس سے ایک عالم منور ہو گیا' مگر تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔

ہماری آنکھوں کے سامنے گردش ایام نے ایسا پلٹا کھایا کہ **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ** الا یہ۔ کی صورت نظر آئی۔ بالخصوص انگریز دور حکومت سے ایسا انحطاط و تنزل شروع ہوا کہ جہاں کہیں شمع بجھی پھر نہ جلی۔ بے دینی اور گمراہی کی اس قدر آندھیاں چلیں کہ کہیں تو نام و نشان بھی مٹنے کو نہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

یہ شعر آپ کثرت سے پڑھا کرتے تھے

علماء کرام کا احترام

علمائے کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں (حدیث) رسول الثقلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عالم کو عابد پر اتنی فضیلت ہے جتنی تم میں سے ادنیٰ صحابی پر مجھے حاصل ہے‘ اس لئے علماء کرام جو عامل قرآن و متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں‘ ان کی تعظیم و توقیر ہر ایک مسلمان پر لازم و واجب ہے‘ خواہ خود بھی عالم ہو یا جاہل و جٹ قسم کا ہو‘ دراصل ایسے علماء کرام اولیاء امت بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ درحقیقت اولیاء اللہ ہی علماء ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی جو ولی ہیں بلاشک و شبہ وہ عالم اور عامل بھی ہیں‘ لیکن ہر عالم دین ولی نہیں ہے‘ کیونکہ وہ بسا اوقات اپنے علم پر عمل نہیں کرتے۔ الیواقیت و الجواہر ص ۸۸ اور بغیر عمل کوئی ولی نہیں بن سکتا۔

علماء کرام حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دوست ہوتے عام زائر ہوتے‘ یا آپ کے مریدین بہر صورت آپ ان کی توقیر و احترام کا لحاظ فرماتے تھے۔ بالخصوص ان علماء کرام کا اور بھی زیادہ احترام فرماتے تھے جو حضرت قبلہ پیر مٹھا

رحمتہ اللہ تعالے علیہ کے خلفاء ہوتے ' یہاں تک کہ بعض اوقات گو وہ دربار شریف پر مقیم ہوتے پھر بھی اگر کسی کام کے لئے حضور کے پاس جاتے تو تعظیما" اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور دوران سفر ترجیحی طور پر آپ ان ہی حضرات کو اپنے ساتھ ایک ہی سواری پر بٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔ (خلیفہ مولانا عبدالرحمن صاحب)

برادر محترم مولانا حاجی نور محمد صاحب (حیدر آباد) نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے رشتہ دار عالم دین حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب (عرف واعظ الاسلام واچوڑو) کے ہمراہ دربار فقیرپور شریف حاضر ہوا۔ اس وقت حضور مسجد شریف میں اندر تشریف فرما تھے۔ جب ہم مسجد شریف کے صحن میں واقع موجودہ نیم کی جگہ پہنچے تو حضور نے مولانا موصوف کو دیکھا اسی وقت ان کے استقبال کے لئے چلے آئے ان سے بڑی محبت و پیار سے گلے ملے اور اپنے ساتھ مسجد شریف میں لے گئے اور کافی دیر تک دوستانہ ماحول میں بات چیت کرتے رہے باوجودیکہ مولانا موصوف حضور سے بیعت تھے۔ اور آپ سے بے پناہ محبت بھی تھی، لیکن حضور ہمیشہ ایک مخلص دوست کی طرح ان سے ملتے اور بات چیت فرماتے تھے۔

ارشاد نبوی صلے اللہ تعالے علیہ والہ وسلم ہے کہ تم میں سے کوئی خواہ کتنا ہی معزز و محترم ہو مگر اسے یہ حق نہیں کہ کسی شخص کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر بلا اجازت بیٹھے وَلَا یَقعُدْ فِی بَیْتِہٖ عَلَیٰ تَکْرِمَتِہٖ ریاض الصالحین صہ ۱۶۶۔ سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ اس بات کا بھی خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ دربار فقیرپور شریف میں کچھ نئے آدمی حضور سے بیعت ہونے کے لئے آئے، مولانا شبیر احمد کھوکھر صاحب طلبہ کو پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ آپ مسجد شریف میں مولانا موصوف کے پاس تشریف لائے تو مولانا صاحب نے ادب سے بارہا عرض کی حضور میری نشست گاہ پر تشریف رکھیں۔ چونکہ وہ جگہ ان کے بیٹھنے کے لئے مخصوص تھی۔

آپ اس پر نہیں بیٹھے، چٹائی پر بیٹھ کر ان کو ذکر سمجھایا اور کچھ دیر نصیحت فرما کر رخصت کیا۔

تبرکات کا احترام

آپ کو یادگار تبرکات سے بیحد محبت تھی، محترم احمد دین صاحب پنجابی اور ان کے رشتہ دار حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مستعمل لباس میں سے پیراہن اور عمامہ مبارک زیارت کرانے کے لئے لے آتے تھے، جس وقت وہ قریب آتے تو آپ تعظیما" کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنا مصلے مبارک تبرکات رکھنے کے لئے دے دیتے تھے۔ اور خود دو زانو ہو کر بڑی عقیدت و محبت سے بیٹھ جاتے تھے۔ عام زیارت کے علاوہ جب وہ تبرک آپ کے ہاتھوں میں دے دیتا تو ازراہ عقیدت و محبت لے کر چومتے اور دیگر فقراء کی طرح نذرانہ بھی پیش کرتے تھے۔ آخر میں دعا کے لئے وہ صاحب آپ کو عرض کرتے اور حضور ان کو فرماتے۔ اس لئے بعض اوقات تبرکات کے وسیلہ سے آپ دعا فرماتے، اور کبھی وہ صاحب دعا فرماتے تھے۔

اس کے بعد تبرکات کی پیٹی حضور اپنے سر پر اٹھا کر گھر لے جاتے جہاں بستی کی مستورات زیارت کرتیں۔ آخری چند برس میں جب بھی وہ صاحب آئے تبرکات کی پیٹی حضرت سیدی و مرشدی قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی گھر لے جاتے اور واپس لے آتے تھے ان کی خواہش کے مطابق آپ نے تبرکات کے تصدیق نامہ پر دستخط بھی ثبت فرمائے تھے۔

حضور قبلہ پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لباس میں سے بھی جو آپ کے پاس موجود تھے، عموما" حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف کے موقعہ پر زیارت کرانے کے لئے لے آتے تھے۔ عموما" محترم قبلہ استاد مولانا کریم بخش صاحب یا حاجی محمد حسین صاحب میں سے ایک تبرکات اٹھا اٹھا کر عام

جماعت کو زیارت کراتے۔ اس وقت حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے تبرکات کو دیکھ کر ان کی صحبت بابرکت کے لمحات اور تصور سے آپ پر گریہ کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔

اسی طرح جمادی الاولی ۱۳۹۶ھ مسکین پور شریف میں حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مستعمل لباس مستعمل نعلین اور مراقبہ کی تسبیح وغیرہ کی زیارت کے وقت بھی آپ پر وجد و جذب اور غیر اختیاری گریہ کی حالت طاری ہوگئی تھی۔

تبرک و یادگار کے طور پر آپ کے پاس اپنی والدہ ماجدہ کے ہاتھ کا بنا ہوا ایک مٹی کا ڈھکنا (شاید کچھ اور بھی رکھا ہوا محفوظ ہے۔
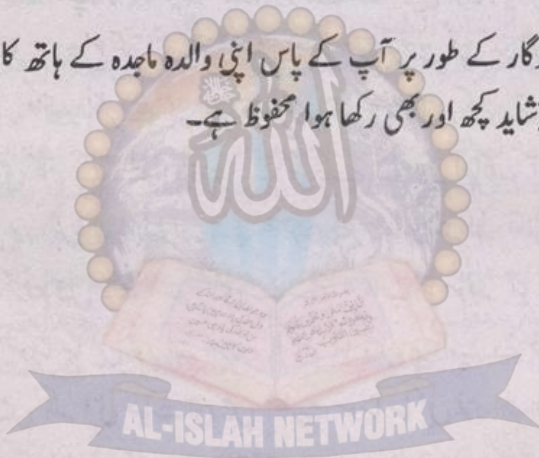
حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی نیابت اور مسند نشینی

صدیق صفت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نیکی، تقوی، پیر کامل سے کامل محبت و نسبت، تمام پیر بھائیوں سے حسن سلوک، ہمدردی اور خداداد غیر معمولی صلاحیتوں کی بدولت پوری جماعت میں ممتاز نظر آتے تھے، تمام پیر بھائی عقیدت و محبت سے آپ کو بڑا خلیفہ سمجھتے اور کہتے تھے، دینی خواہ دنیاوی معاملات میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قدر مقبول و منظور نظر تھے کہ سفرو حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، کئی بار تبلیغ یا لنگر کے کسی کام کے لئے اجازت لے کر جانے کے بعد اچانک آدمی بھیج کر آپ کو رحمتہ پور شریف بلا لیا اور جب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے خلفاء کرام میں سے مسند نشینی کے لئے انتخاب کا موقعہ آیا تو بھی متفقہ طور پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا نام آیا جس پر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی حیات ہی میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے قائم مقام ہونے کے اعلان کے ساتھ ساتھ اپنے روبرو نئے آدمیوں کو بیعت کرنے، اور اپنی موجودگی میں مراقبہ اور امامت کرانے کا حکم فرمایا۔ بہت معذرت کے بعد حسب ارشاد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں چند آدمیوں کو بیعت بھی کیا، مراقبہ بھی کرایا اور چند دن امامت بھی فرمائی

واضح رہے کہ نائب نبی حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کا صدیق صفت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو امامت کا حکم کرنا رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے بعینہ مطابق ہے۔ جب آپ نے صدیق اکبر ﷺ کے لیے امامت کا حکم فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض انجام دیئے۔

اجازت نامہ

حضرات نقشبندیہ

مجددیہ فضلیہ عالیہ

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ

وجاهدوا في سبیلہ لعلکم تفلحون

المجاهد من جاهد نفسہ في طاعۃ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وآلہ الطاہرین

واصحابہ الطیبین اجمعین الی یوم الدین

اما بعد می گوید فقیر حقیر لاشیء محمد عبد الغفار که از حضرت پیر و مرشد قدس سرہ العزیز که این عاجز خاکسار ذوی بعقد در سلسلہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ داخل شده علم سلوک تا دائرہ لاتعین از حضرت قطب الارشاد خواجہ خواجگان پیر پیران غوث الاعظم مجدد مئۃ اربعۃ عشر نائب خیر البشر علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا سیدی وسندی قبلہ عالم فضل علی قریشی ہاشمی مسکین پوری قلبی و روحی فداہ الیہ والی فداہ حاصل نموده و شرف اجازت از آنحضرت قدوۃ المتقین محبوب سبحانی یافتہ و بمالک تحقیق سلسلہ شریفہ مجددیہ - پس از این عاجز لاشیء برادر طریقت جناب مستطاب مولوی اللہ بخش صاحب عباسی سندھی علم سلوک و جذب و حالات و واردات صحیحہ حاصل نموده و تکمیل تعلیم طریقہ عالیہ تا دائرہ لاتعین حاصل کرده - برائے تعلیم اسم ذات و علم سلوک برائے طالبان مولیٰ و برائے خدمت سلسلہ بیعت اجازت مطلق داده شد

مزید برین معروض است که این اداره تبلیغ محض حسبۃ للہ قائم کرده شده است و امید وار که اگر نظام این باند پس برائے قیام این اداره مزید ترویج حضرات خلفائے کرام مولانا موصوف را زیاده تر لائق و صاحب نسبت و طاقت و صاحب کمالات و برکات دانستہ ناظم مقام خود کرده می شود - اگر این صاحب عمر خلیفہ که اہم غنی ... بیعت کرده مسلسل فیض و برکات طریقہ عالیہ کنند و سلسلہ تبلیغ و تبلیغ و اشاعت طریقہ عالیہ لوجہ اللہ فرمایند - اگر این چنین عمل پیرا شوند انشاء اللہ العزیز فیض و برکات طریقہ عالیہ مثل ابر باران می بیند - جزاک اللہ احسن الجزاء

وما علینا الا البلاغ

لاشیء فقیر محمد عبد الغفار فضلی

اجازت نامہ

حضرات نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ عالیہ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ وَجَاھِدُوا فِی سَبِیلِہٖ لَعَلَّکُم تُفلِحُونَ ○ اَلمُجَاھِدُ مَن جَاھَدَ نَفسَہٗ فِی طَاعَۃِ اللّٰہِ ○

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیبِہٖ سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِینَ وَ اَصحَابِہِ الطَّیِّبِینَ اَجمَعِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ۔

امابعد ! حضرت چشتر پیر قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے فقیر حقیر لاشی محمد عبدالغفار عرض کرتا ہے کہ اس عاجز خاکسار ذرہ بے مقدار نے سلسلہ عالیہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ میں داخل ہوکر ، حضرت قطب الارشاد خواجہ خواجگان ، پیر پیراں ، غوث اعظم ، چودھویں صدی ہجری کے مجدد و منور (روشن کرنیوالے) نبی خیرالبشر علیہ و علیٰ آلہ من الصلوت افضلہا و من التحیات اکملہا ، کے نائب سیدی و سندی قبلہ عالم محمد فضل علی قریشی ، عباسی ، قلبی و روحی فداہ ، ابی و امی فداہ سے دائرہ لاتعین تک علم سلوک حاصل کیا۔ اور ان ہی آنکھوں کی ٹھنڈک محبوب سبحانی سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل کیا اور اس وقت سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لئے موجود ہے۔

پس اس عاجز لاشی سے برادر طریقت جناب مولانا مولوی اللہ بخش صاحب عباسی سندھی نے علم سلوک جذب ، حالات اور واردات صحیحہ حاصل کئے اور

دائرہ لاتعین تک طریقہ عالیہ کی تعلیم کی تکمیل کی۔ میں نے ضرورت کے تحت طالبان مولٰی کے فائدہ اور اسلام کی خدمت کے لئے ان کو اسم ذات اور علم سلوک کی تعلیم کی اجازت مطلقہ دے دی ہے۔ اس کے علاوہ عرض یہ ہے کہ یہ تبلیغی ادارہ محض رضائے الٰہی کے لئے قائم کیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اگر میں (اس دنیا میں) نہ رہا یہ رہیں گے، لہٰذا اس ادارہ کے قائم رکھنے کے لئے تمام حضرات خلفاء کرام میں سے **مولانا موصوف کو زیادہ لائق**، صاحب نسبت و اطاعت اور صاحب کمالات و برکات جان کر **اپنے قائم مقام مقرر کرتا ہوں**، چاہئے کہ حضرات خلفاء کرام اور جملہ جماعت ان سے بیعت ہو کر طریقہ عالیہ کے فیوض و برکات حاصل کریں اور رضائے الٰہی کی خاطر تبلیغ اور طریقہ عالیہ کی اشاعت کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔

اگر اسی (بتائے ہوئے) طریقہ کے مطابق عمل پیرا رہے تو انشاء اللہ العزیز طریقہ عالیہ کے فیوض و برکات بارش کی مانند برستے دیکھو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم پر پیغام رسانی کے سوا کوئی بار نہیں ہے۔

لاشئ فقیر محمد عبدالغفار فضلی

وضاحت :۔ اجازت مطلقہ دادہ شد کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی خلافت تمام شرائط و قیود سے بالا تر ہے، آپ اپنی صوابدید کے مطابق کسی اور کو بھی خلافت سے مشرف کرسکتے ہیں۔ جبکہ دیگر تمام خلفاء کرام کی خلافت مقید یعنی اپنے تئیں محدود تھی وہ کسی اور کو خلافت دینے کے مجاز نہیں تھے۔

قائم مقام خود کردہ می شود :۔ یعنی جس حیثیت، منصب اور عقیدت سے مجھے دیکھتے سمجھتے ہیں، میرے بعد اسی عقیدت سے سوہنا سائیں کو بھی اپنا قائد سمجھیں، پیر و مرشد تصور کریں۔

ازیں صاحب حضرات خلفاء کرام و تمامی جماعت بیعت کردہ الی آخرہ

یعنی میرے بعد خلفاء کرام سمیت تمام جماعت ان سے تجدید بیعت کر کے روحانی نسبت کو مستحکم اور طریقہ عالیہ کے فیوض و برکات حاصل کرے۔ نیز یہ کہ جو اس حکم کے مطابق عمل کرے گا وہ طریقہ عالیہ کے فیوض و برکات حاصل کرے گا۔

واضح رہے کہ خواجہ خواجگان' سیدنا و مرشدنا حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے ایک سو ۴۳ خلفاء کرام تھے' جن میں سے صرف حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے سند اجازت میں آپ نے مذکورہ قسم کے صریح ارشادات تحریر فرمائے یہی نہیں بلکہ خلفاء کرام کو جمع فرما کر مستقبل میں حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی زیر قیادت رہنے اور تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا۔

(تفصیلات خلفاء کرام کے حوالوں سے درج ہیں)

حضرت خواجہ پیر مٹھا قدس سرہ کی علالت اور انتقال پر ملال

اتفاقاً" حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی آخری بار علالت (جس سے جانبر نہ ہو سکے) کے شروع میں حضرت قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ لنگر کے کسی کام کے سلسلے میں دین پور شریف گئے ہوئے تھے آپ ایک ہی رات میں گھنٹہ ' آدھ گھنٹہ کے وقفہ سے بار بار حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے نام پوچھتے رہے کہ مولوی صاحب کتھ ہن (مولوی صاحب کہاں ہیں ؟) ہر بار بتا دیا جاتا کہ حضور وہ تو اجازت لے کر لنگر کے کام سے دین پور گئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی حضور پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ نے کرایہ دے کر فقیر محمد عثمان بروہی (جو لنگر کے مال مویشی کی خدمت کرتا تھا) کو دین پور بھیجا اطلاع ملنے پر اسی وقت حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ روانہ ہو کر رحمت پور شریف پہنچے اور آخر تک حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی خدمت و تیمار داری میں رہے اور مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ اتوار کی رات آپ کی روح پرفتوح عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حسب فرمان' خلفاء کرام اور دیگر جماعت نے حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ سے تجدید بیعت کی۔

حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ مسند ارشاد پر

سربراہ چن لو: واضح رہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ۱۴۳ خلفاء کرام تھے، مگر آپ کو سب سے پیارے اور فی الواقع سب سے زیادہ اہل بھی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہی تھے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رضا کے ہر کام میں آپ پیش پیش نظر آتے تھے۔ چنانچہ ایک بار آپ نے تمام موجود خلفاء کرام کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ اپنے میں سے ایک سربراہ چن لو جس کی قیادت میں میرے بعد مل کر دین کا کام کرو۔ حسب فرمان خلفاء کرام نے مل کر باہمی مشورہ کیا۔ ان دنوں امامت کے فرائض محترم مولانا محمد سعید صاحب انجام دیتے تھے۔ جو کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے رشتہ دار بھی تھے اور داماد بھی۔ اسی مناسبت سے خلفاء کرام نے مولانا محمد سعید صاحب کا نام پیش کیا۔ یہ سن کر ناپسندیدگی کے انداز میں فرمایا کیا ہاتھی دا بار چھیلا چاسی جاؤ دوبارہ مشورہ کرو' دوبارہ جب مشورہ ہوا تو متفقہ طور پر حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو منتخب کیا گیا جو کہ اس وقت موجود تھے اور اس تجویز سے متفق نہ ہوئے اور کہا میں اس کا اہل نہیں میں یہ بھاری بوجھ نہیں اٹھا سکتا' لیکن خلفاء کرام اپنی تجویز پر مصر (پکے) رہے۔ آخر جب یہ تجویز حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو خوش ہو کر فرمایا۔ میڈا ووٹ بھی اہنکوں ہے (میرا ووٹ بھی اسی کو ہے) حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے سر سے دستار اتار کر حضور کے قدموں میں رکھی اور اس ذمہ داری سے معذرت چاہی مگر آپ نے انتخاب پر عمل کرنے پر زور دیا۔ (قبلہ لانگری عبدالرحمان صاحب)

آپ بیعت کریں: دوسرے دن صبح نماز فجر پڑھ کر مراقبہ کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ تین نئے آدمی بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کتھن (مولوی یعنی سوہنا سائیں کہاں ہیں) حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ حاضر

ہوئے ، فرمایا ! آپ ان کو بیعت کریں۔ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے کافی معذرت کی۔ مگر آپ نے فرمایا بیعت کریں۔ آخر مجبور ہو کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی میں ان تینوں کو بیعت کیا۔ پھر فرمایا۔ مراقبہ بھی توں کرا (مراقبہ بھی آپ ہی کرائیں) چنانچہ مراقبہ بھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے ہی کرایا۔ مراقبہ سے فراغت کے بعد فرمایا' آئندہ نماز بھی توں پڑھیندا کر (آئندہ کے لئے نماز بھی آپ ہی بڑھایا کریں) حسب فرمان چند دن رحمت پور شریف میں نماز بھی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ پڑھاتے رہے۔ مگر تبلیغ اور لنگر کے کاموں کی وجہ سے مستقل امامت کے فرائض انجام نہ دے سکے۔

(قبلہ لانگری عبدالرحمان صاحب جو کہ رحمت پور شریف میں مراقبہ کرانے پر مامور تھے)

خواب میں بیعت کا حکم: حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے وصال کے وقت جو خلفاء و فقراء رحمت پور شریف میں موجود تھے۔ حسب فرمان بلا تامل حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ سے بیعت ہوئے تاہم جو اس وقت بیعت نہ ہوئے یا موجود نہ تھے۔ ان میں کئی ایک خوش نصیبوں کو خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت پیر مٹھا قدس سرہ نے حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ سے بیعت ہونے کا حکم صادر فرمایا' اس قسم کے چند مستند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

محترم خلیفہ مولانا سید محمد مٹھل صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ ' کے وصال کے بعد ابھی میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے بیعت نہیں ہوا تھا کہ خواب میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور جناب قبلہ صاحبزادہ خلیل الرحمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی نظر آئے۔ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کس کے پاس جاؤں فوراً" حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا آپ سوہنا سائیں (رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس جائیں۔ آپ کو وہاں سے فیض ملے گا۔ میں عقیدت مند تو پہلے ہی تھا۔

کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ سے بالمشافہ بھی اس قسم کے ارشادات سنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے آکر بیعت ہوا۔
خلیفہ محترم حاجی عبدالسلام صاحب نے بتایا کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ڈیڑھ سال تک میں آپ کے کسی خلیفہ سے بیعت نہ ہوا۔ بس متحیر و متردد ہی تھا کہ اسی اثناء میں ایک رات خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ کے ہمراہ کافی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حاضر کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ آپ سوہنا سائیں کے پاس فقیر پور شریف جاکر بیعت ہو جائیں۔ اس سے آپ کو غفاری فیض ملے گا۔ لیکن اس کے باوجود میں فقیر پور شریف کی بجائے رحمت پور شریف چلا گیا۔ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار کے پاس مراقبہ کیا۔ مراقبہ میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اپنی پیاری بولی سرائیکی میں فرمایا۔ مولوی صاحب اِیڈے نہ آ' سوہنے سائیں دے کول ونج۔ یعنی بیعت ثانیہ کو غیر ضروری سمجھ کر یہاں نہ آیا کریں' بلکہ سوہنے سائیں کے پاس چلے جائیں۔ ان سے آپ کو فیض ملے گا' بس مذکورہ دونوں ارشادات کے پیش نظر میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور آپ سے بیعت ہوا اور واقعتہ وہ فیض پایا جس کی خوشخبری بیعت سے پہلے ملی تھی۔ یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ سے ہی میری حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے عقیدت و محبت تھی مگر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی جدائی سے قلب و جگر میں جو گہرے زخم پیوست ہو چکے تھے۔ انہوں نے ذہن و دماغ کو منتشر و متردد کر دیا تھا۔ دنیا کی کسی چیز سے رغبت نہ رہی نہ کسی بات کے سوچنے کی ہمت' اپنی پریشان حالی اور بدقسمتی کا افسوس تھا اور بس۔ یہاں تک کہ ان صریح ارشادات کے ذریعے میری رہنمائی کی گئی۔
خلیفہ مولانا محمد داؤد شرر صاحب نے بتایا کہ ایک بار حضرت خواجہ خواجگان' مرشد

اہل عرفان محی السنتہ قامع البدعۃ مجدد ملت مرشدنا حضور حضرت محمد عبدالغفار فضلی نقشبندی مجددی نور اللہ مرقدہ نے خلفاء کرام کو تنہائی میں اپنے پاس بلایا اور یہ امر فرمایا کہ آپ باہمی مشورہ کرکے خلفاء کرام میں سے کوئی ایک لائق فرد منتخب کریں جو ہمارے بعد اس طریقہ عالیہ کی خدمت کرے اور آپ تمام دیگر خلفاء کرام ان کو اپنا سربراہ تصور کریں۔ ان کی فرمانبرداری کریں اور ان ہی کے زیر نظر تبلیغ کا کام بھی کرتے رہیں اس وقت ۴۰ خلفاء کرام موجود تھے جن میں یہ عاجز بھی اس وقت حاضر تھا' آپ کا یہ ارشاد گرامی سن کر میں نے تو حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ہی کہہ دیا کہ دوسرے خلفاء کی مرضی اپنے لئے کسی خلیفہ صاحب کو سربراہ مقرر کریں یا نہ کریں' میں تو کسی بھی حال میں حضور (رحمتہ اللہ علیہ) کے بعد کسی دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ کروں گا۔ میرے لئے حضور ہی کافی ہیں ' مجھے کسی دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر حضرت پیر مٹھا نور اللہ مرقدہ نے فرمایا! اس مولوی صاحب (میرے نام فرمایا) کو چھوڑ دیں۔ آپ حضرات مل کر مشورہ کریں' اور اس پر عمل پیرا رہنے کے لئے میرے یہاں وعدہ بھی کریں۔ بہر حال خلفاء کرام علیحدہ جاکر بیٹھے' حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے تمام خلفاء کرام سے مولانا محمد سعید صاحب (حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے رشتہ دار اور داماد) کو منتخب کرنے کو کہا۔ جب یہ تجویز حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے اسے قبول نہ فرمایا' دوبارہ مشورہ کرنے کا حکم فرمایا' کافی دیر سوچ بچار کے بعد متفقہ طور پر خلفائے کرام نے حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو منتخب کیا' اور یہ تجویز لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس پر آپ راضی ہوئے اور تمام خلفاء کرام کو فرمایا وعدہ کرو کہ ان کو دل سے اپنا سربراہ مان کر ان کی بیعت کرو گے جملہ حضرات خلفاء کرام نے یہ عہد بھی کیا مگر اس عاجز نے اس وقت بھی انکار کردیا یہاں تک کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد بھی پونے دو سال

تک اپنی اس ضد پر قائم رہا۔ اس درمیان کئی بار خواب میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرماتے رہے۔ مگر پھر بھی میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے یہاں آنے سے قاصر رہا۔ یہاں تک کہ

زیارت رسول ﷺ: ایک رات خواب میں اپنے آپ کو کسی سفر سے گھر آتے دیکھا کہ جب اپنے گھر کے بیرونی دروازہ سے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب نورانی منظر نظر آیا وہ یہ کہ کثیر تعداد میں جماعت موجود ہے اور سبھی طریقہ عالیہ کے مطابق مراقبہ میں مشغول ہیں۔ شمالی جانب میں حضور اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ بھی جلوہ افروز ہیں اور آپ کے بائیں جانب (مشرق کی طرف سے) حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور ان کے بائیں جانب حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہیں۔ مراقبہ کی کیفیت یہ ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارکہ میں موٹے منکوں والی تسبیح ہے، اسے معمول کے مطابق چلاتے ہوئے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت بھی فرما رہے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَ لَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ○

مگر آواز حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے دہن مبارک سے سنائی دے رہی ہے، اس پر میرے دل میں اس راز کی حقیقت جاننے کی تڑپ پیدا ہوئی کہ جب تلاوت رسول اللہ ﷺ فرما رہے تو آواز حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے منہ سے کیسے ظاہر ہو رہی ہے؟ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ جواب عطا ہوا کہ جو ہمارا امر ہوتا ہے، وہ اس جوان (سوہنا سائیں) کے منہ مبارک سے سنائی دیتا ہے۔ یہ رہنما خواب دیکھتے ہی میں نے اپنا بڑا لڑکا عبدالقادر اور دیگر کچھ متعلقین سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں فقیر پور شریف، بیعت ہونے کے لئے بھیج دیئے اور بعد میں خود بھی حاضر خدمت ہو کر بیعت ہوا، الحمد للہ ثم الحمد للہ (قبلہ خلیفہ مولانا محمد داؤد صاحب)

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

مسند نشینی کے بعد :- گزشتہ اوراق میں مذکور واقعات سے یہ حقیقت عیاں ہو چکی ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ سوہنا سائیں قدس سرہ کو شروع ہی سے فطرت سلیمہ سے نواز کر صاحب شریعت بزرگ اساتذہ کے یہاں عمدہ تعلیم اور متبع سنت مشائخ طریقت سے بیعت، صحبت، باطنی علوم و معارف اور ان کی اعلیٰ تربیت ارزاں فرما کر تبلیغ و اشاعت اسلام اور اصلاح امت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مزید براں اس اہم ذمہ داری کو سنبھالنے سے پہلے حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ کئی سال تک مسلسل تبلیغ کے ساتھ ساتھ جماعت کے انتظامی امور میں کمال تجربہ و مہارت سے نواز کر آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو اجاگر فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی مسند نشینی کی صورت میں غیر معمولی تبلیغی اصلاحی ذمہ داریاں آپ کے ذمے عائد ہوئیں تو آپ نے نہ فقط یہ کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے جاری کردہ تبلیغی و اصلاحی مشن کو جاری رکھا بلکہ اس قدر حسن و خوبی سے اس میں عمدہ اور مفید اضافے فرمائے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

خلافت : مسند نشینی کے بعد کافی عرصہ تک تو بعض خلفاء کرام کے کہنے کے باوجود آپ کی تواضع و کسر نفسی کسی کو خلافت دینے سے مانع رہی مگر بعد میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحبت یافتہ خلفاء کرام کے متفقہ مشورے بلکہ اصرار کرنے پر تبلیغ و اشاعت اسلام کے پیش نظر بعض شرائط کے تحت صاحب استعداد صالح افراد کو اجازت و خلافت عطا فرماتے تھے۔ پھر بھی کسی ایسے کو اجازت نہیں دیتے تھے جو خلافت کا طالب ہوتا۔

چونکہ آپ کی خلافت مشروط اور محض دینی فائدہ کے پیش نظر ہوتی تھی۔

اس لیے نہ تو خلفاء کرام کے ناموں کی فہرست رکھتے تھے نہ ہی ان کو کوئی مخصوص شجرہ اجازت نامہ ، ٹوپی یا عمامہ دیتے۔ جس طرح مروج ہے بلکہ تحریری اجازت نامہ بھی نہیں دیتے تھے اور نہ ہی کسی میں یہ ہمت ہوتی تھی کہ اجازت نامہ طلب کرے البتہ مولانا الحاج محمد ادریس صاحب نے سعودیہ عربیہ میں قیام کے دوران مختلف مسلک کے علماء و صلحاء سے رابطہ اور تبلیغی سہولت کی خاطر اجازت نامہ طلب کیا تھا' حسب ارشاد اس عاجز نے تحریر کیا تھا اور حضور نے دستخط ثبت فرما کر مولانا موصوف کو عنایت فرمایا تھا۔

واضح ہو کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے خلفاء کرام میں کافی تعداد ایسے باخدا منکسر المزاج خلفاء کرام کی ہے۔ جنہوں نے خلافت ملنے پر معذرت چاہی کہ ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق بلاخلافت تبلیغ کا کام کرتے رہیں گے۔ جبکہ کئی ایسے افراد جو باوجودیکہ نیک و صالح بھی تھے مگر خلافت کے لئے زبانی عرض کی یا بذریعہ خط اشارۃ و کنایتہ" خواہش ظاہر کی آپ نے اپنی باطنی نورانی نگاہ سے ان کو اس بار گران کا اہل نہ سمجھا اور خلافت نہ دی۔

چونکہ جملہ خلفاء کرام کسی لالچ، طمع کے بغیر محض رضائے الٰہی کی خاطر شب و روز تبلیغ و اشاعت اسلام کے لیے کوشاں رہتے تھے اس لیے آپ کو ان سے بے حد محبت تھی جو زیادہ تبلیغی محنت کرتا ' بار بار تبلیغی احوال کے خطوط بھیجتا خواہ وہ خلیفہ نہ بھی ہوتا اس کے اور اس کے متعلقین کے دین و دنیا کی کامیابی کے لیے مزید دعائیں فرماتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات مبلغ حضرات کے وسیلے سے اپنے لیے اور حاضرین کے لیے دعائیں مانگتے تھے (یہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے) اور فرماتے تھے کہ میرے رگ و ریشہ سے بار بار ان کے لیے دعائیں نکلتی ہیں جو کسی سے کرایہ یا کھانا بھی طلب نہیں کرتے کہیں پیدل اور کہیں سواری پر اپنا کرایہ خرچ کر کے دین کی خدمت کرتے ہیں مزید فرماتے تھے میں روزانہ تہجد کے وقت ان کے لیے دعائیں مانگتا ہوں آپ بھی تہجد پڑھ کر ان

کے لئے دعائیں مانگا کریں۔ صرف دعا ہی نہیں مسکین خلفاء کرام کی مالی امداد بھی فرماتے تھے تاکہ مزید دلجمعی سے تبلیغ کرتے رہیں۔

آپ کے اصلاحی مشن کا ایک جائزہ

حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ نے تبلیغی فائدے کے پیش نظر اہل علم سے لے کر ایک ان پڑھ تک ہر سطح کے فقراء کو منظم فرما کر دینی خدمت کے لیے آگے بڑھایا اس سلسلہ میں آپ نے جو اہم اقدام کئے ان کی ایک جھلک درج ذیل ہے۔

۱۔ ادارہ تبلیغ روحانیہ و جماعت اصلاح المسلمین کے نام سے خلفاء و فقراء کی ایک عظیم الشان اصلاحی، تبلیغی تنظیم قائم فرمائی۔

۲۔ ملک بھر میں بلکہ بیرون پاکستان بھی کئی تبلیغی مراکز قائم کئے جہاں ہفتہ وار اور ماہوار جلسے پابندی سے ہوتے رہے ان کے علاوہ اسلامی یادگار ایام عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگان دین کے عرس وغیرہ بھی اصلاحی جلسوں کی صورت میں منائے جاتے رہے۔

۳۔ ملک بھر میں دینی تعلیم کے کئی مدارس قائم کئے۔

۴۔ جمیعتہ علماء روحانیہ غفاریہ کے نام سے جماعت کے علماء کرام کو منظم طریقے پر دینی کام کرنے کی تلقین کی۔

۵۔ جمیعتہ طلبہ روحانیہ غفاریہ کے نام سے دینی مدارس کے طلبہ کو منظم فرمایا۔

۶۔ جمیعتہ اساتذہ روحانیہ کے نام سے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ملازم اساتذہ کی تنظیم قائم فرمائی۔

۷۔ مذکورہ تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے طلبہ کی تنظیم "روحانی طلبہ جماعت" قائم فرمائی۔ جس کے اراکین مغربی ماحول میں رہ کر بھی نیکی و تقوی میں دینی مدارس کے طلبہ سے کسی طرح کم نہیں۔

۸۔ صغر سنی ہی میں دینی ماحول سے محبت و دلچسپی پیدا کرنے کے لئے نونہال روحانی طلبہ جماعت کے نام سے پرائمری سکولوں کے ننھے منے بچوں کی بھی تنظیم قائم کی جن کی نگرانی والدین اور اساتذہ کرتے رہے۔

۹۔ جماعت کے نوجوان جو کسی ادارہ میں تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ اصلاح نوجواناں کے نام سے ان کی بھی تنظیم قائم کی۔

۱۰۔ دینی کتابوں کی نشر و اشاعت کا وسیع سلسلہ شروع کیا۔

درگاہ فقیرپور شریف

حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے دریائے سندھ کے مشرقی اور مغربی دونوں کناروں کی جماعت کا تفصیلی دورہ کیا' اس دورہ میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء کرام اور کچھ فقراء بھی ساتھ تھے جن میں سید سائیں نصیرالدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مولانا جان محمد صاحب ' علامہ مولانا الحاج کریم بخش صاحب ' مولانا فضل محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ مولانا بشیر احمد صاحب ' مولانا محمد ابراہیم صاحب (واعظ الاسلام و اچوڑو رحمتہ اللہ علیہ) مولانا قاضی نصیر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ ' اور مولانا بخش علی صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس تفصیلی دورے کا ایک مقصد جماعت کے لئے نئے تبلیغی مرکز کا انتخاب بھی تھا' اس سلسلہ میں موجودہ فقیرپور شریف کے علاوہ رادھن اسٹیشن سے ایک میل مغرب میں (مولانا بشیر احمد صاحب کی بستی کے قریب ' تحصیل کنڈیارو کے دو مقامات (۱) محراب پور (۲) ثواب پور نیز مورو ' انڑپور ' پپری کراچی کے مقامات زیر غور آئے ' ہر علاقہ کے احباب مرکز کے قیام میں بڑھ چڑھ کر تعاون کی بھی پیشکش کرتے رہے۔

الغرض مذکورہ دورے کے آخر میں بستی ثواب پور میں کوندر برادری کے یہاں حضور کی دعوت تھی' چند ایک کے علاوہ مذکورہ بالا جملہ احباب بھی موجود

تھے، جن کو حضور نے بلا کر فرمایا!

"یہ مرکز کسی کے ذاتی مفاد و مقصد کے لئے نہیں بلکہ خالص رضائے الٰہی کے لئے بنانا ہے، لہٰذا ہر ایک کو چاہئے کہ دینی تبلیغی مفاد کے پیش نظر آزادی سے اپنی آراء کا اظہار کرے۔"

اس وقت کوندر فقراء کی محبت بھی دیکھنے کے قابل تھی، لہٰذا ان کی پر خلوص محبت، منت و سماجت اور اس سے بڑھ کر حضرت پیر فضل علی قریشی اور حضرت پیر مٹھا رحمہما اللہ تعالیٰ کی اس بستی میں آمد اور کچھ عرصہ سکونت کے پیش نظر بڑی اکثریت سے ثواب پور کے قریب مرکز بنانے کا فیصلہ ہوا، غالباً" اسی رات قطب ستارہ پر مسجد کے لیے صحیح نشانات بھی قائم کیے گئے، اور صبح ہوتے ہی حضور کا سامان ثواب پور لانے کے لئے دین پور شریف اونٹ بھیجے گئے۔ اور حضرت صاحب خود بھی دین پور شریف تشریف لے گئے۔ (مولانا بخش علی صاحب حیدر آباد)

حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا انتخاب: مولانا عبدالرحمان لانگری صاحب نے بتیا کہ جس وقت حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اکثر خلفاء کرام سمیت دین پور شریف تشریف لے گئے تھے مجھے قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کی خدمت کے لئے رحمت پور شریف میں قیام کا حکم فرمایا، میں رحمت پور شریف ہی میں تما کہ ایک رات خواب میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی، مجھے فرمایا مولوی صاحب (حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ) کو میرا یہ پیغام پہنچائیں کہ رادھن میں قیام کریں، ہمارے پاس آنے جانے میں سولت رہے گی۔

خوش قسمتی سے فقیر سائیں دتہ رحمتہ اللہ علیہ موجود تھا' میں نے اس کو پیغام دے کر دین پور شریف بھیجا' پیغام ملتے ہی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے رادھن کے قریب موجودہ مکان کو مرکز کے لئے منتخب فرمایا' بعد میں معلوم ہوا کہ مرکز کے لئے ثواب پور کا انتخاب ہو چکا تھا اور سامان لینے کے لئے سواریاں بھی آ چکی تھیں۔

نگاہ انتخاب :۔ ظاہری طور پر تو آپ نے خلفاء کرام کے مشورہ سے ۱۳۸۴ھ کے آخر میں درگاہ فقیر پور شریف کا سنگ بنیاد رکھا اور عملی طور پر عیدالضحیٰ ۱۳۸۴ھ سے نئے مرکز میں مستقل سکونت اختیار کی' مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ کی باطن بین نگاہ برسوں پہلے اس جگہ کا انتخاب کر چکی تھی جب حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان سے لنگر کی کپاس جمع کرانے کے لئے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ دین پور جا رہے تھے اور مولانا بخش علی صاحب آپ کے ساتھ تھے فقیر رسول بخش سواری کے لئے رادھن اسٹیشن پر اونٹ لے آیا۔ جب موجودہ فقیر پور شریف کی جگہ پہنچے کافی آدمی جمع ہو کر مرغ لڑا رہے تھے ' مولانا بخش علی صاحب نے ترس کھاتے ہوئے کہا' پرانے زمانے میں یہاں کوئی بستی آباد تھی 'مگر آج تو لوگ جانداروں کو لڑا کر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا' مولوی صاحب ' مرغوں میں از خود اپنی قوم سے لڑنے جھگڑنے کی عادت ہے' اس لئے ہر ایک تکلیف میں ہے۔ اگر اس زمین کی قسمت اچھی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر سے یہ آباد ہو جائے گی۔

اس وقت تو یہ حکمت آمیز کلام سمجھ میں نہ آیا' مگر بعد میں عملی طور پر معلوم ہوا کہ واقعی یہ زمین خوش قسمت ہے۔ (مولانا بخش علی صاحب حیدر آباد)

نوٹ :۔ واضح رہے کہ کسی مرکز کے لئے مقام کے انتخاب کے وقت حضور تین باتوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔

۱۔ جماعت کے لئے آمدورفت کی مناسب سہولت ریلوے' روڈ وغیرہ ہو۔

۲۔ پانی میٹھا ہو۔

۳۔ فقراء کی رہائش کے لئے مناسب سہولت ہو' یعنی سردی' گرمی سے محفوظ رہنے کا خاطر خواہ انتظام ہو' خواہ سیدھے سادے کچے مکانات ہی ہوں۔

آزمائشیں :۔ واضح ہو کہ جہاں اس وقت درگاہ فقیرپور شریف واقع ہے نہ معلوم کتنا عرصہ پہلے بھی اسی جگہ ایک بستی آباد تھی' پھر ویران ہو کر کھنڈرات کی شکل میں تبدیل ہو گئی۔ جس کے کئی آثار درگاہ شریف کی تعمیر کے وقت بھی ملے اور عموماً" ایسے غیر آباد مقامات پر جنوں کا قبضہ رہتا ہے۔ خاص کر اس لئے بھی یہاں جن زیادہ تھے کہ قریب ہی قبرستان اور گھنا جنگل بھی تھا۔ شروع میں یہاں طرح طرح سے جنات نے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ بعض فقراء کو ڈرونی صورت میں نظر بھی آئے کبھی چھوٹے بچے کی صورت میں نظر آئے کبھی آگ جلتی نظر آتی کہیں سے بچے کے رونے کی آواز آتی مگر قریب جانے پر کچھ نہ ہوتا کئی ایک مقیم اور مسافر طلبہ کو آسیب کے دورے بھی پڑے مگر حضور کی نگاہ کرم سے نہ کسی کا کچھ نقصان ہوا اور نہ ہی کسی کے پائے استقامت میں لغزش آئی حضور کے فرمان سے ہر گھر میں کثرت سے اذانیں کہی جانے لگیں' ذکر اللہ کی کثرت اور رجوع الی اللہ کے طفیل کچھ عرصہ بعد یہ آزمائشیں ختم ہو گئیں۔

دوسری طرف قریبی قبرستان (جو کہ حضرت عارف شہید رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے' کے قادینہ نامی مجاور نے بھی اجنبی لوگوں کو قریب بستی بناتے دیکھ کر تنگ کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مسجد شریف (از حد چھوٹی سی مسجد شریف جو موجودہ مسجد شریف کے صحن کی جگہ واقع تھی) میں نماز پڑھنے سے منع کرنے لگا۔ سخت بدکلامی کرتا تھا۔ لیکن حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان سے جملہ فقراء اس کی بدکلامیاں بھی برداشت کرتے رہے' یہاں تک کہ

تائید الٰھی :۔ ایک رات جیسے ہی یہ مجاور سویا دو بزرگوں کی خواب میں زیارت

ہوئی جن میں سے ایک بزرگ نے ڈنڈا لے کر خوب اس کو مارا' اور دوسرا بزرگ چھڑا رہا تھا۔ مارنے والے بزرگ نے فرمایا۔ میں ہی عارف شہید ہوں اور دوسرے (چھڑانے والے) بزرگ میرے پڑوسی بزرگ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان سے میرے پڑوس میں آکر آباد ہوئے ہیں اور آپ ان کو تنگ کرتے ہیں۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ اس حرکت سے باز نہیں آئیں گے تو آپ کو مزید اور سزا بھی دی جائے گی بیدار ہونے کے بعد بھی رات کی سزا کا درد باقی تھا۔ صبح پھر حسب معمول لکڑیاں کاٹنے گیا تو اچانک کلہاڑا پاؤں پر لگا اور زخمی ہوگیا۔ اتفاق سے اسی دن حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ بھی تبلیغ کے سلسلے میں میہڑ سے آگے کھونڈی نامی بستی گئے ہوئے تھے۔ مرہم پٹی کے بعد قادینہ دربار پر حاضر ہوا' معلوم ہونے پر حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں کھونڈی گیا' آپ کی زیارت کرتے ہی بتایا ان ہی بزرگوں نے میری جان چھڑائی تھی حضرت صاحب سے اپنی غلطی کی معافی طلب کی' صدق دل سے تائب ہوا' اور پوری روئیداد سنائی۔ مجاور قادینہ اس سے پہلے ڈاڑھی مونڈا تھا' بھنگ شراب' چرس پیتا تھا' مگر مذکورہ واقعہ اور حضور کے دست حق پرست پر بیعت کے صدقے سے یہ ساری بری عادتیں چھوڑ دیں' داڑھی سنت کے مطابق رکھ لی نماز پابندی سے پڑھنے لگا۔ چند سال پہلے فوت ہوچکا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔
(لانگری صاحب)

فقیرپور شریف کے قیام کے ساتھ ساتھ آپ نے یہاں گیارہویں شریف کا جلسہ بھی مقرر فرمایا جو ابھی تک پابندی سے ہو رہا ہے۔

شروع میں چونکہ مسجد شریف از حد چھوٹی اور جماعت کافی زیادہ تھی خاص کر گیارہویں شریف کے موقعہ پر تو اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی تھی اس لئے فوری طور پر سرکنڈے' لکڑی وغیرہ کا ایک سیدھا سادہ مگر کافی بڑا چھاپرہ بنایا گیا' جس سے ہجرت نبوی صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وقت کی مسجد نبوی

صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ اس کے بعد مسجد شریف کے لئے کچی اینٹیں خود فقراء نے تیار کیں ' شہتیر سرکنڈے اور بالے کچے کے علاقہ سے لائے گئے ' اکثر شہتیر بھی کھجور کے درخت کے تھے اور یہی درخت نمایاں طور پر مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں استعمال ہوا تھا' مسجد شریف کے علاوہ دربار شریف کے دیگر تعمیراتی کام بھی فقراء نے خود کئے' حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ بذات خود صبح و شام کئی گھنٹوں تک تغاری سر پر لئے مٹی اٹھاتے تھے۔ بارہا خلفاء اور فقراء عرض کرتے تھے کہ اب حضور تشریف رکھیں' ہم کام کر رہے ہیں۔ مگر آپ فرماتے تھے کیا آپ کو ثواب کی زیادہ ضرورت ہے۔ مجھے نہیں ؟ حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کا مکان بھی کچا ہی بنایا گیا' جو ابھی تک اسی صورت میں موجود ہے۔

کافی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے سہولت پختہ مسجد شریف بنانے کے اسباب مہیا فرمائے۔ اگرچہ ابھی تک مسجد کا کام نامکمل ہے۔ اور بڑے جلسوں کے لئے ناکافی بھی ' تاہم ماہوار جلسوں کے لئے کافی اور مضبوط کام ہوچکا ہے۔ امید واثق اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس روحانی مرکز' مسجد اور مدرسہ کو مزید استحکام بخشے اور ترقی عطا فرمائے آمین

آپ نے فقیرپور شریف کا سنگ بنیاد درگاہ رحمت پور شریف کے قوانین و ضوابط کے تحت رکھا' جس کے قائم ہوتے ہی کچھ فقراء مورو' دین پور' غیبی دیرو ' سے آکر مستقل طور پر فقیرپور شریف میں آباد ہوئے' جبکہ تیرہ ' چودہ خلفاء فقراء وہ تھے جو رحمت پور شریف سے حضور کے ساتھ نقل مکانی کرکے آئے تھے۔

درگاہ اللہ آباد شریف بننے کے بعد بھی پابندی سے (اگر کوئی عذر نہ ہوتا) گیارہویں شریف کے لئے فقیرپور شریف جاتے تھے ' عیدالضحی آخر تک فقیرپور شریف میں ادا فرماتے رہے' سالانہ دوسرا جلسہ چند آخری سال سے پہلے تک' فقیرپور شریف میں ہوتا رہا۔

طاہر آباد شریف کا قیام

تحصیل ٹنڈوالہ یار سے ۹ کلومیٹر دور چمبڑ روڈ پر واقع خان محمد بوزدار نامی فقراء کی بستی میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مختصر عرصہ قیام فرما ہوئے تھے اور آپ نے اس علاقہ کو پسند فرمایا تھا، جس کے تحت مقامی فقراء نے مل کر آپ کے لئے علیحدہ مکان بھی بنوایا تھا، مگر مشیت الٰہی اور اتفاق ایسا ہوا کہ اس کے بعد کبھی تشریف فرما نہ ہوسکے۔ چونکہ یہ علاقہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا پسند فرمودہ اور موسمی لحاظ سے نہایت خوشگوار تھا (یہاں سردیوں میں سردی کم ہوتی ہے اور گرمیوں میں سرد و خشک ہوائیں عام ہوتی ہیں) جب کہ درگارہ فقیرپور شریف گرم علاقہ میں واقع ہے، اس لئے مذکورہ بستی کے بوزدار اور قرب و جوار کے دیگر فقراء نے مل کر کئی بار حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے عرض کی کہ حضور مہربانی فرما کر ہمارے یہاں تبلیغی مرکز قائم کریں، تاکہ علاقہ کے غریب عوام بھی مستفیض ہوسکیں جو فقیرپور شریف نہیں پہنچ سکتے۔ آخر ان کے اخلاص اور محبت کے پیش نظر جو اس وقت بھی قابل رشک تھا اور اب بھی۔ آپ نے یہ تجویز پسند کی خاص کر اس لئے بھی کہ کراچی، حیدر آباد میرپور خاص کے علاقوں میں باقاعدگی سے طریقہ عالیہ کی اشاعت کا کام ہوسکے۔ جب کہ اس سے پہلے مذکورہ علاقوں میں تبلیغی کام محدود نوعیت کا تھا، پھر بھی ۱۳۹۰ھ تک وہاں جانے کا اتفاق نہ ہوا۔

اس درمیان آپ کے پیارے اور مقرب خلیفہ سید نصیرالدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کے فرمان سے مذکورہ علاقے میں مرکز کے لئے جگہ منتخب

کرنے کے لئے مختلف مقامات دیکھ کر آئے تھے۔ بالآخر ۲۰ جمادی الاولی ۱۳۹۰ھ پہلی بار مدرسہ کے اساتذہ طلبہ اور چند فقرا کے ہمراہ بستی خان محمد بوز دار میں تشریف لے گئے۔ ساتھ آئے ہوئے فقراء و خلفاء نے علاقہ بھر میں بڑی ہمت سے تبلیغ کی۔ دو ڈھائی ماہ قیام کے دوران کئی ایک تبلیغی جلسے بھی ہوئے، ویسے بھی حیدر آباد، کراچی، میرپور خاص اور دیگر قرب و جوار سے لوگوں کی آمدورفت مسلسل رہی، جس کی وجہ سے آپ کو تبلیغی اعتبار سے یہ علاقہ پسند آگیا اور مستقل مرکز قائم کرنے کے لئے خلفاء کرام سے صلاح و مشورے کئے۔ مشورے کے مطابق بستی سے ذرا فاصلہ پر مین روڈ پر واقع پلاٹ منتخب کیا گیا۔ جو اس بستی کے مخلص فقراء کا تھا، تاہم نئے مرکز کے تیار نہ ہونے کی وجہ سے ۱۳۹۱ھ میں بھی آپ کا قیام مذکورہ بستی میں فقیر حاجی ولی محمد صاحب کے مکان پر ہوا (واضح رہے کہ اس بستی میں قیام کے دوران حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ بھی حاجی ولی محمد صاحب کے مکان پر قیام فرما رہے تھے۔ اور ۱۳۹۲ھ سے لے کر آخر عمر تک ہر سال دو ڈھائی ماہ بعد اسی نئے مرکز میں تشریف فرما ہوتے رہے۔ عموماً" ہر پندرہ دن بعد جمعرات کی شام کو جلسہ ہوتا تھا، جس میں علاقہ بھر کے لوگوں کے علاوہ بالائی سندھ اور پنجاب و بلوچستان سے بھی پرانے احباب شامل ہوتے رہے۔

چونکہ ضلع حیدر آباد، سانگھڑ، میرپور خاص اور بدین کے دیہی علاقوں میں ہندو قومیں بکثرت آباد ہیں۔ اور بدقسمتی سے ان علاقوں کے اکثر مسلمان بھی بڑی حد تک اپنے مذہب سے ناواقف ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ دیہی علاقوں کے ان پست اقوام کے یہاں ہمارے علماء کرام واعظ حضرات بھی تبلیغ کرنے کے لئے بہت ہی کم جاتے ہیں۔ جب کہ بد مذہب قادیانی اور عیسائی مبلغین بڑی چالاکی سے ان سادہ لوح ہندو بلکہ مسلمان عوام کو بھی حسن اخلاق اور تبلیغ کے ذریعے متاثر کر کے دین اسلام سے برگشتہ کر رہے ہیں۔

خاص کر تھر کے پس افتادہ بنجر علاقوں میں جہاں کے عوام بنیادی سہولتوں

سے بھی محروم ہیں وہاں قادیانی اور عیسائی مشنریوں نے اپنے تبلیغی مراکز اور کئی ایک پرائیویٹ ہسپتالیں قائم کرلی ہیں۔ جہاں علاج کے لئے آنے والوں کو بہتر سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ مذہبی لٹریچر مفت دیا جاتا ہے ساتھ ساتھ زبانی تبلیغ بھی کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد ان کے چنگل میں پھنس چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کے پاس ایک چھوٹی سی کتاب بھی تھی جس میں عیسائی مشینری کے تھر میں تبلیغی کام کا تفصیلی جائزہ درج تھا، کبھی آپ خود اس کے منتخب نوٹس پڑھ کر سناتے اور کبھی مولانا جان محمد صاحب یا اس عاجز سے پڑھوا کر اس پر سیر حاصل تبصرہ فرماتے اور اپنے ولولہ انگیز خطاب کے ذریعے دین اسلام کی موجودہ پستی اور مسلمانان عالم کی غفلت اور سستی کا بیان فرما کر تبلیغ اسلام کے لئے اٹھ کھڑا ہونے کے لئے ہاتھ اٹھا کر وعدہ کرنے کا ارشاد فرماتے اور خود بھی ہاتھ اٹھاتے تو چاروں طرف سے لبیک' لبیک حاضر سائیں' حاضر سائیں کی صداؤں سے فضا گونج اٹھتی اور بیک وقت ہزاروں ہاتھ بے اختیار اٹھ کر اپنی مذہبی بیداری کا ثبوت پیش کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں بعض مبلغین حضرات کو تاکیدی حکم فرما کر ان علاقوں میں تبلیغ کے لئے بھیجا جب کہ چند مبلغین اس سے پیشتر بھی ان علاقوں میں تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے۔ الحمدللہ آپ کے اس دینی فکر کے تحت آپ کے خلفاء کرام نے کاچھیلو ڈگھڑی ' مٹھی ' کنری ' چھاچھرو' بھلھڈیوں ' کھائی ' گرہوڑ شریف' جھڈو' سامارو' کے علاقوں میں بڑی محنت سے تبلیغ کی۔ جس سے ہزاروں غافل مسلمان ' نماز ' روزہ ' دیگر نیکی کے کاموں کے پابند بن گئے۔ ان میں سے اکثر مقامات پر تبلیغی سلسلے میں خود حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی جاچکے ہیں' میر پور خاص اور بدین کے اضلاع میں کئی بھیل کولھی وغیرہ اپنا باطل مذہب چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ مزید تفصیلات ' دیگر مذاہب کے پیروؤں کو تبلیغ کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرکزی درگاہ اللہ آباد شریف

جیسا کہ درگاہ فقیر پور شریف کے احوال میں بیان کیا گیا کہ حضرت پیر مٹھا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد کئی خلفاء کرام نے ثواب پور بستی تحصیل کنڈیارو میں مستقل مرکز قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی' اس لئے فقیر پور شریف کے مستقل مرکز بننے کے بعد گو آپ کی مستقل رہائش اور گیارہویں شریف کا ماہانہ جلسہ فقیر پور شریف ہی میں ہوتا تھا' مگر تحصیل کنڈیارو اور تحصیل مورو کے پرانے اور مخلص فقراء کی دلجوئی اور ہمت افزائی کی خاطر آپ تبلیغی سلسلے میں بکثرت ان کے یہاں جایا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد تو آپ کی رضاء و اجازت سے مورو شہر اور محراب پور (تحصیل کنڈیارو) میں بترتیب چودہ اور سولہ کی رات ماہوار جلسے مقرر کیئے گئے۔ جن میں پابندی سے بنفس نفیس حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تشریف فرما ہوتے تھے اور آپ کے ساتھ چند ایک خلفاء کرام اور نعت خواں بھی ہوتے تھے۔

واضح رہے کہ ان دنوں دادو' مورو کے درمیان یہ پل نہیں تھا' نہ روڈ کی مناسب سہولت تھی' اکثر و بیشتر روڈ خستہ حال ہوتا تھا۔ اس لئے بعض اوقات آپ دادو' مورو سے۔ بعض اوقات لاڑکانہ سکھر کے راستے مذکورہ ماہانہ جلسوں میں شرکت کرنے جاتے تھے۔

اس عرصہ کے درمیان کئی بار مورو اور کنڈیارو کے فقراء نے ان کے یہاں دوسرا مرکز قائم کرنے کی پیشکش کی' مگر ۱۳۹۳ھ تک ان کی یہ نیک خواہش تشنہ تکمیل رہی۔ بالآخر محترم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی استدعا اور خلفاء کرام کے مشورہ سے شہر کنڈیارو سے متصل شاہراہ پر مرکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا' اسی سال حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کی رہائش کے لئے دو کمروں پر مشتمل چھوٹا سا کچا مکان' نماز پڑھنے اور مسافر فقراء کی رہائش کے لئے ایک ہال

اس کے علاوہ مسافر مستوارت کی رہائش کے لئے بھی ایک ہال بنایا گیا۔ اور محرم الحرام ۱۳۹۴ھ میں حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ اپنے اس نئے مرکز میں تشریف فرما ہوئے۔ اور درگاہ فقیرپور شریف سے خلفاء و فقراء کے ۱۲ گھر بھی مستقل طور پر منتقل ہوکر اس نئے مرکز درگاہ اللہ آباد شریف آئے۔ ہر ماہ کی ۲۷ کی رات جلسہ مقرر کیا گیا۔ ساتھ ساتھ مدرسہ کے عربی خواں طلبہ اور اساتذہ بھی اللہ آباد شریف آگئے۔ جب کہ ابتدائی عربی اور فارسی کے طلبہ فقیرپور شریف میں ہی رہے۔

تقریبا" ساڑھے تین سال تک اسی ہال میں نماز باجماعت اور ماہوار جلسے ہوتے رہے (جہاں فی الوقت حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ کا مزار شریف ہے اور اس کے شمال کا کافی حصہ) یہاں تک کہ ۱۳۹۷ھ میں حضور کے پرانے اور مخلص دوست اور خصوصی معالج جناب ڈاکٹر حاجی عبداللطیف چنہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی موجودہ مسجد شریف (دونوں کناروں کے برآمدوں کے سوا جو بعد میں بنائے گئے) کی تعمیر تکمیل کو پہنچی اور مورخہ ۱۷ رجب المرجب ۱۳۹۷ھ حضور کی موجودگی میں تعلیم و تربیت کا دورہ شروع ہوا اور اسی روز نماز عصر موجودہ مسجد میں باجماعت ادا کی گئی۔ آپ کے حین حیات ہی میں مدرسہ کی موجودہ عمارات ' مستورات کے لئے ایک پختہ اور ایک کچا بڑا ہال اور خود آپ کی رہائش کے لئے موجودہ پختہ مکان تعمیر کئے گئے تھے۔

درگاہ اللہ آباد شریف قائم ہونے ' فقراء اور مستوارت کے لئے مناسب رہائش گاہیں بننے کے بعد اللہ آباد شریف کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی' آپ اکثر و بیشتر یہیں قیام فرما رہتے تھے۔ البتہ عموما" ہر ماہ گیارہویں شریف کے لئے فقیرپور شریف تشریف لے جاتے تھے' اور ۲۷ سے پہلے واپس اللہ آباد شریف آجاتے تھے۔ اور سب سے بڑا سالانہ جلسہ بھی مارچ یا اپریل میں اللہ آباد شریف میں ہوتا تھا جو آج تک جاری و ساری ہے۔

نظام مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے مذکورہ تینوں بستیوں میں عملی طور پر نظام مصطفے صلے اللہ علیہ والہ وسلم نافذ کر کے عالم اسلام کے سامنے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دی کہ آج کے دور میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نہج پر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر عمل کرنا زیادہ دشوار نہیں ہے۔

تفصیلات

دربار عالیہ پر مقیم جملہ حضرات بلاعذر شرعی نماز با جماعت پڑھتے ہیں نماز ختم ہوتے ہی جمعدار یہ دیکھتا ہے کہ کون حاضر ہے اور کون غیر حاضر' ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مطابق ۱۰ سالہ بچے کو مار کر بھی نماز پڑھائی جاتی ہے۔ جبکہ اس سے کم عمر بچوں کو ترغیب دے کر پیار سے نماز کا عادی بنایا جاتا ہے۔ جب کہ عورتوں اور دس سال عمر کی بچیوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنا لازمی ہے۔ نماز فجر کے بعد پابندی سے مسواک کی حاضری ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ جمعدار کسی اور نماز کے وقت بھی اچانک مسواک پوچھتا ہے) تمام خواتین و حضرات پابندی سے نماز تہجد پڑھتے ہیں۔ جس کے لئے ۲ بجے سے ۴ بجے تک جمعدار مسجد میں بیٹھتا ہے' جو فقیر تہجد پڑھنے آتا ہے جمعدار کو اطلاع دیتا ہے۔

پردہ :۔ پردہ شرعی کا اہتمام ہے۔ ۶ سالہ بچہ بھی نہ کسی پڑوسی کے گھر جاتا ہے' نہ خواتین کی مخصوص حویلی (عرف درگاہ) میں جاسکتا ہے' یہاں تک کہ اپنے کسی رشتہ دار غیر محرم کو بھی اپنے گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔ ہاں پردہ شرعی کا لحاظ کرتے ہوئے لے جانے کی اجازت ہے۔

پوری بستی میں کوئی داڑھی مونڈھ' حقہ' بیڑی' سگریٹ پینے والا نہیں ہے'

نہ ہی کسی گھر میں وی سی آر یا ٹی وی ہے۔

باہمی کسی قسم کی شکر رنجی یا اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں انتظامیہ شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ کرتی ہے' جسے ہر ایک بخوشی قبول کرتا ہے۔

مردوں کے علاوہ بستی کی مستورات کو بھی نماز روزہ کے مسائل بر زبان یاد کرائے جاتے ہیں' اسی طرح مستورات کے مخصوص حیض و نفاس کے مسائل بھی یاد کرائے جاتے ہیں اور وقتاً" فوقتاً" مستورات ہی ان کا امتحان بھی لیا کرتی ہیں۔

وضاحت :۔ واضح رہے ان تینوں تبلیغی اصلاحی مرکزوں کا قیام کسی قرابت اور رشتہ داری یا آپس میں پہلے کی جان پہچان' یا کسی حرفت و صنعت کی بنا پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی' محبت و معرفت حاصل کرنے کی خاطر' تمام دنیاوی مفاد و مقاصد سے ہٹ کر محض اسلامی اخوت و برادری کے تحت مختلف علاقوں اور مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے والے فقرا آکر جمع ہوئے ہیں۔ جن میں بڑی اکثریت ان ہی لوگوں کی ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین کے ہم نشین ہوتے آئے ہیں' یعنی غریب و مسکین لوگ۔

اسی خالص دینی مفاد کے پیش نظر مل کر بیٹھنے والوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَ جَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَ الْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (مئوطا امام مالک)** حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت واجب ہے (ضرور حاصل ہوگی) ان لوگوں کے لئے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کریں اور میری وجہ سے کہیں مل کر بیٹھیں اور میری ہی وجہ سے ایک دوسرے سے آپس میں ملاقات کریں۔ اور میری ہی وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔

یقیناً" مسلمانان عالم کے لئے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا یہ انقلابی' اصلاحی اقدام ایک مشعل راہ ہے اور اسلامی احکام و قوانین سے پہلو بچانے

والوں کے تمام حیلے بہانے ختم کرنے کے لئے کافی دلیل و ثبوت ہے۔

جماعت اصلاح المسلمین

عملی طور پر بہت پہلے سے حضور کے خلفاء کرام و فقراء تبلیغ و اشاعت اسلام میں مصروف تھے مگر ۱۹۷۱ء تک تنظیمی شکل نہیں دی گئی تھی۔ بالآخر ۱۹۷۱ء میں جب حضور کے فرمان سے بیرونی ممالک میں تبلیغ کرنے کی غرض سے ایک وفد جانے کے لئے تیار ہوا اس وقت مروجہ طریقہ پر تنظیم کے ارکان منتخب کئے گئے اور ملکی قانون کے تحت ادارہ تبلیغ روحانیہ و جماعۃ اصلاح المسلمین کے نام سے یہ تنظیم رجسٹرڈ بھی کرائی گئی اور اسی سال بیرونی ممالک بالخصوص متحدہ عرب امارات میں تبلیغ کے لئے محترم حاجی احمد حسن صاحب کی قیادت میں ایک وفد روانہ کیا۔ اندرون ملک وفد کی صورت میں تبلیغ کرنے کی ابتداء بھی اسی سال سے ہوئی۔ اور اس سلسلہ کا پہلا قافلہ حیدر آباد شہر اور سندھ زرعی یونیورسٹی ٹنڈو جام کی طرف روانہ ہوا' جس میں اکثریت حضور کے خلفاء کرام کی تھی نئی طرز کا یہ تبلیغی دورہ امید افزا ثابت ہوا۔ جب کہ اس سے پہلے خلفاء کرام تنہا تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے۔ یہ طریقہ آپ نے اس لیے شروع فرمایا کہ خلیفہ صاحب کی بھی ہمت افزائی ہوگی اور جو افراد ان کے ساتھ سفر میں جائیں گے ان کی اخلاقی تربیت بھی ہوگی اور تبلیغ کا سلیقہ بھی آجائے گا اور شامل حضرات واپسی پر اپنے اپنے مقامات پر رہتے ہوئے تبلیغ کر سکیں گے۔ مذکورہ کامیاب تبلیغی دورے کے بعد تربیت کے لیے مدرسہ کے طلبہ کو بھی حضور نے مولانا عبدالغفور صاحب کی قیادت میں روانہ فرمایا' اس کے بعد اساتذہ کی قیادت میں بھی طلبہ تبلیغ کرنے جاتے رہے' اصلاح المسلمین کے علاقائی اجلاسوں کے علاوہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر خصوصی اجلاس ہوتا تھا' جس میں چاروں صوبوں کے مبلغین حضرات شامل ہوتے تھے۔ مورخہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ حضور کے فرمان سے سندھ پنجاب کے اہل علم اور تجربہ کار مبلغین کا خصوصی اجلاس بلایا گیا جس میں اصلاح المسلمین

کے منشور پر تفصیلی بحث مباحثہ کے بعد متفقہ طور پر جو منشور طے ہوا وہ دستور العمل جماعت اصلاح المسلمین کے نام سے شائع کیا گیا۔

واضح رہے کہ جماعت اصلاح المسلمین اور جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ کی ملی جلی کوشش اور محنت سے ہی ملک بھر میں اس قدر دینی مدارس قائم ہوئے مختلف مقامات پر ماہوار اور ہفتہ وار جلسے مقرر ہوئے' اور چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتوں میں تبلیغی مراکز قائم ہوئے' ان ہی دو اہم تنظیموں کے تعاون سے نشرو اشاعت کا مستقل سلسلہ جاری ہوا اور روحانی طلبہ جماعت سمیت دیگر مفید تنظیمیں وجود میں آئیں۔

جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ

.بفضلہ تعالیٰ حضور کی جماعت عالیہ میں مستند علماء کرام خاصی تعداد میں موجود ہیں' جو امامت' خطابت تصنیف و تالیف کے ذریعے خدمت و اشاعت اسلام میں مصروف ہیں آج کی طرح حضور کے حکم کے مطابق وقتاً" فوقتاً" دربار عالیہ پر علماء کرام کے خصوصی اجلاس ہوتے تھے بظاہر نام تو اجلاس میں شرکت کا ہوتا تھا۔ مگر مقصد سبھی کا حضور کی زیارت بابرکت اور آپ کے ارشادات عالیہ اور توجہات باطنیہ سے مستفیض ہونا ہوتا تھا۔ حضور بڑی شفقت و محبت سے ہر ایک کی خیریت دریافت فرماتے' مناسبت سے مشغولی اور ذاتی حالات کے بارے میں بھی پوچھتے تھے' ہر بار علماء کرام کے چند اجلاس ہوتے تھے۔ اکثر اجلاس تو باہمی ہوتے تھے۔ جن میں حضور کے ارشادات اور تجاویز کی روشنی میں کئی بار نئے فیصلے طے ہوتے تھے اور آخری نشست میں حضور کی خدمت میں پیش کئے جاتے اور آپ سن کر ہمیشہ خوشی کا اظہار فرماتے اور ہمت بندھاتے تھے علماء کرام کی آمد پر تصوف و سلوک کی مختلف کتابوں مثلاً احیاء علوم الدین' علماء ماسلف' عین العلم اور الحدیقتہ الندیہ وغیرہ کے درس کا اہتمام فرماتے تھے۔

○ عموماً اپنے پر تاثیر ارشادات میں ان الفاظ سے احساس ذمہ داری دلاتے کہ آپ علماء کرام اس امت کے پیشوا ہیں، اگر آپ کی کماحقہ اصلاح ہوگی، نیکی تقویٰ پرہیز گاری سے رہیں گے تو ہم فقیروں میں بھی کچھ نہ کچھ ہمت پیدا ہوگی خدانخواستہ اگر آپ کے مزاج میں سستی و غفلت پیدا ہوگئی، تو اوروں کا خدا ہی حافظ ہے۔ امت کی اصلاح دین اسلام کی اشاعت، آپ حضرات کی ذمہ داری ہے۔ آپ اسی لیے پڑھے ہیں کیا آپ نے یہاں پڑھتے وقت یہ عہد وعدے نہیں کئے تھے کہ ہماری زندگی دین اسلام کی اشاعت کے لئے وقف ہے، کیا وہ وعدے یاد ہیں یا نہیں اگر یاد ہیں تو ان کے مطابق کام کر رہے ہیں یا نہیں؟ ہر ایک اپنے حالات سے بخوبی آگاہ ہے، اگر پہلے کسی قسم کی سستی ہو گئی ہو تو خدارا اب تو سنبھل جائیں، آئندہ سستی نہ ہونے پائے۔ مزید فرماتے تھے اس عاجز کے دل میں تو آپ کی بے حد محبت ہے دل تو چاہتا ہے کہ آپ سے جلدی جلدی ملاقات ہوتی رہے۔ مگر نہ معلوم کیوں بعض دوست کافی دیر بعد نظر آتے ہیں یاد رہے کہ حضور جماعت کے مولوی صاحبان اور اماموں کو سختی سے منع فرماتے تھے کہ کہیں بھی آپ پڑھائیں لڑکیوں کو ہرگز نہ پڑھائیں اس سے کئی ایسے فتنے بپا ہوتے ہیں کہ ان کا سدباب مشکل ہوجاتا ہے۔ پہلی بار جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ کا باقاعدگی سے اجلاس اور انتخابات ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ کو مورو میں ہوئے تھے جبکہ حضور کی حیات کا آخری اجلاس ۴ صفرالمظفر ۱۴۰۴ھ کو درگاہ اللہ آباد شریف میں منعقد ہوا تمام علماء کرام حضور کی زیارت، خصوصی ارشادات، دعا و ملاقات سے مستفیض ہوکر رخصت ہوئے، نہ معلوم جمعیتہ علماء روحانیہ کے بانی، روح رواں شیخ کامل کا یہ آخری دیدار ہوگا۔

واضح رہے کہ حسب سابق حضور کے خلفاء کرام و فقراء کی سرپرستی میں چلنے والے جملہ مدارس کی تعلیمی نگرانی اب بھی جمعیتہ علماء روحانیہ کے اراکین کرتے ہیں، مدارس کا موجودہ نصاب تعلیم حضور کے مورو آمد کے موقعہ پر جمعیتہ

علماء روحانیہ عفاریہ کے طویل ترین اجلاس میں متفقہ طور پر طے کیا گیا۔

روحانی طلبہ جماعت

حضور سوہنا سائیں قدس سرہ محض پرانی روایات کے حامل صوفی بزرگ ہی نہیں تھے۔ بلکہ ایک صحیح معنی میں قدیم و جدید کا حسین امتزاج تھے ایک طرف ماسلف مشائخ طریقت و علماء ربانیین کے نقش قدم پر سختی سے کاربند تھے تو دوسری طرف جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت سے بھی پوری طرح آشنا تھے۔ ایک طرف بڑی دلچسپی سے دینی مدارس قائم کیے۔ علماء کرام کی ہمت افزائی فرمائی تو دوسری طرف جدید علوم و فنون کے ماہر اساتذہ اور ان کے ہاں پڑھنے والے طلبہ کی دینی بیداری اور اصلاح کے لئے مثالی کاوشیں کیں اس سلسلہ میں آپ نے جماعت کے اساتذہ اور مبلغین حضرات کے ذریعے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی ذہنی تطہیر و تربیت کی، پسندیدہ فن میں مہارت حاصل کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق سے احکام شرعیہ اپنانے کی ترغیب بھی دیتے رہے۔ جس کے نتیجے میں لیاقت میڈیکل کالج جامشورو کے چند نوجوانوں نے بڑی ہمت و جوانمردی سے طریقہ عالیہ کے اصول کے مطابق پہلے خود عمل کرکے اس کے بعد دوسروں پر تبلیغی محنت کرنے کا عزم کیا۔ اس طریقہ سے اکتوبر ۱۹۷۵ء میں روحانی طلبہ جماعت کے نام سے طلبہ تنظیم قائم ہوئی .بفضلہ تعالیٰ طلبہ کی یہ منفرد تنظیم دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہی۔ اور ان کی تبلیغی محنت سے حیدر آباد، کراچی اور نواب شاہ کے تعلیمی اداروں میں خاصی تعداد میں نوجوانوں نے سنت رسول ﷺ کے مطابق داڑھیاں رکھ لیں۔ نماز باجماعت، عمامہ اور طریقہ عالیہ کے مطابق ذکر و مراقبہ کی محافل بھی قائم کرنے لگے۔ اور جب یہ میڈیکل اور انجینئرنگ کے طالب علم (جو کہ بظاہر دینی مدارس کے طالب علم نظر آتے تھے) صوبہ بلوچستان، سرحد، اور پنجاب کے تبلیغی تنظیمی دوروں پر گئے۔ جگہ جگہ ان کو

توقع سے بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی۔ کوئٹہ پشاور ' بنوں ' لاہور اور راولپنڈی ' فیصل آباد کے علاوہ ان صوبوں کے مقامی فقراء کے تعاون سے کئی دوسرے بڑے چھوٹے شہروں اور دیہاتوں میں بھی روحانی طلبہ جماعت کی تنظیمیں قائم کیں۔ ان کو روحانی طلبہ جماعت کی کتابیں دیں اور حضور کے تبلیغی مشن سے آگاہ کیا۔ .بفضلہ تعالیٰ آج چاروں صوبوں میں ہزاروں کی تعداد میں روحانی طلبہ جماعت کے اراکین شریعت مطہرہ کی پابندی کے ساتھ اس کی ترویج و اشاعت کے لیے بھی کام کر رہے ہیں۔ روحانی طلبہ جماعت کی تمام علاقائی تنظیمیں اپنے طور پر ماہوار اور ہفتہ وار جلسے کرتی رہتی ہیں ان باہمت نوجوانوں نے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد آپ کی دیرینہ خواہش (کتابی سلسلہ کی اشاعت) پوری کی اور "الطاہر" کے نام سے سہ ماہی کتابی سلسلہ کی اشاعت کا مفید و مقبول سلسلہ شروع کیا اور تاہنوز اس کے سات شمارے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوچکے ہیں۔ جبکہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی حیات ہی میں روحانی طلبہ کا دستور العمل کئی ایک پمفلٹ اشتہارات ' گیارہویں اور بارہویں جماعت کے حل پرچہ جات بھی مرکزی روحانی طلبہ جماعت کی جانب سے شائع ہوئے تھے۔ روحانی طلبہ جماعت کا مرکزی دفتر درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز میں واقع ہے۔

جمعیتہ اساتذہ روحانیہ

تعلیمی اداروں میں ملازم جماعت کے فقراء کی اس تنظیم کے قائم کرنے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ اساتذہ اپنے شاگردوں کی تربیت اس انداز سے کریں کہ مغربی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود طلبہ مغربی طرز فکر و عمل کو نہ اپنائیں بلکہ اپنی مذہبی حیثیت و شخصیت کو صحیح معنوں میں سمجھ کر احکام شریعت کے پابند بنیں .بفضلہ تعالیٰ جماعت کے اساتذہ نے دینی تربیت کے علاوہ طلبہ کی بہتر تعلیم پر بھی

خصوصی توجہ دی ہے اور ان کے طلبہ ' بورڈ کی سطح تک خصوصی پوزیشنیں حاصل کر رہے ہیں۔

جمعیتہ اساتذہ کے مخلص اراکین جن میں حضور کے کئی ایک خلفاء اور علماء بھی شامل ہیں۔ تحصیل ، ضلع اور صوبائی سطح پر جلسے بھی منعقد کرتے ہیں۔ حضور قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد "المعلم" کے نام سے ایک عمدہ کتاب بھی شائع کی گئی کئی ایک پمفلٹ چھپوا کر مفت تقسیم کیے ہیں۔
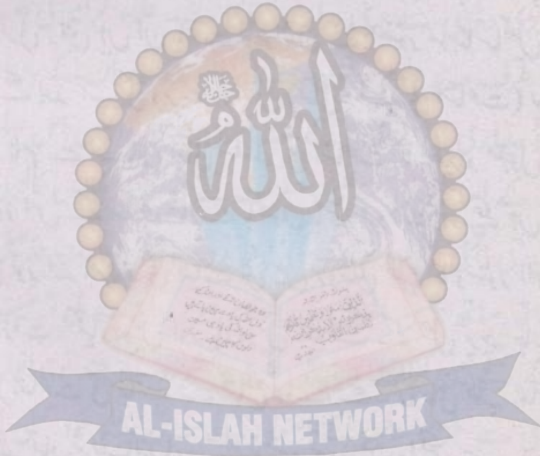
دینی مدارس

مدرسہ جامعہ غفاریہ

واضح ہو کہ مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوتے ہی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے برمحل کئی ایسے تجدیدی کارنامے انجام دیئے جن کا عمدہ ثمر آپ کی حیات مبارکہ ہی میں ظاہر ہوا' اور آج تک .بفضلہ تعالے پھلتا پھولتا نظر آتا ہے۔ اللّٰھمّ زِدْ فزِدْ یہ ایسے کارنامے تھے جن کی اس سے پہلے نہ اتنی ضرورت تھی نہ ہی ہمارے ماسلف علیہم الرحمہ نے اس طرف کوئی خاص توجہ کی۔ جن میں سرفہرست منظم طریقے سے دینی مدارس کا قیام ہے۔

ملک بھر میں دین سے عموماً" بیگانگی اور دینی علوم سے ناواقفیت دیکھ کر آپ نے شدت سے دینی علوم پھیلانے کی ضرورت محسوس کی' خاص کر اس لئے بھی کہ آپ نے دیکھا کہ اندرون سندھ کئی اچھے خاصے دیندار گھرانوں کے نوجوان (جہاں سے ہزاروں تشنگان آکر فیضیاب ہوتے تھے) جن میں آپ کے متعلقین کی اولاد بھی شامل ہے' دن بدن دین اور دینداروں سے دور ہوتے جا رہے ہیں یا تو سرے سے کوئی علم پڑھتے ہی نہیں' اگر پڑھتے ہیں تو جدید تعلیم (انگریزی) ہی حاصل کرتے ہیں۔ اور جو تھوڑے بہت دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں' ان کی بھی پوری طرح تربیت اور اصلاح نہیں ہوتی' تعلیم سے فراغت تک وہ بھی ماحول کے خطرناک اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

اس سلسلہ میں آپ نے حضرت قبلہ پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء کرام سے انفرادی اور اجتماعی مشورے کئے' تجاویز طلب کیں تمام خلفاء کرام نے اپنی صوابدید اور تجربہ کی روشنی میں تائید کی اور تجاویز بھی پیش کیں۔

سچا خواب :۔ ان ہی دنوں عالم باعمل سید السادات حضرت قبلہ مٹھل شاہ

صاحب (قاضی احمد) کو خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی، دیکھا کہ حضور کے گرد کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ رکھا ہوا ہے۔ میں ایک کونے میں بیٹھا ہوا ہوں، آگے بڑھ کر حضور سے کتابوں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ "شاہ صاحب یہ قرآن و حدیث کی کتابیں ہیں۔" اس وقت مجھے معلوم تھا کہ نہ تو دربار عالیہ پر کوئی مدرسہ ہے نہ کبھی حضور کے سامنے کتابوں کا اتنا ذخیرہ کسی وقت نظر آیا، چند دن بعد جب دربار عالیہ پر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ چند ہی دن ہوئے ہیں کہ حضور نے مدرسہ کا افتتاح کیا ہے۔ الحمدللہ پھر تو واقعی طور پر قرآن و حدیث کی کتابوں کے ذخیرے بارہا حضور کے گرد نظر آئے۔ کبھی دورہ حدیث کے طلبہ کو بلا کر مقام درس پوچھتے تو صحاح ستہ کی کتابوں کا خاصا ذخیرہ جمع ہوجاتا، اسی طرح تفسیر بیضاوی شریف، تفسیر جلالین شریف، ان کے علاوہ فقہ اصول، صرف و نحو کی کتابوں کے حسین ترین ذخیرے بارہا دیکھنے نصیب ہوئے۔

بہرحال خلفاء کرام کے مشورہ سے ابتداء" محدود پیمانے پر تعلیم کا آغاز ہوا، وہ اس طرح کہ جزوقتی طور پر پڑھانے کے لئے محترم مولانا رحیم داد صاحب کو کہا گیا جو حضور کے مخلص مرید تھے اور قریب ہی دوسری بستی میں پڑھاتے تھے۔ مولانا صاحب بڑی سعادت سمجھ کر خوشی سے پڑھانے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ روزانہ صبح کے وقت کوئی ایک گھنٹہ پڑھانے کے بعد چلے جاتے اور دوبارہ پڑھانے کے لئے مغرب کے وقت آجاتے۔ عشاء تک پڑھا کر گھر چلے جاتے تھے، پڑھنے والوں میں (مولانا حاجی) محمد رمضان صاحب جو محنت مزدوری یا لنگر کا کام کرتے تھے۔ (مولانا مولوی) قاری محمد داؤد صاحب جو تجوید و قرات پڑھنے کے بعد حضرت قبلہ نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کہنے پر حضور کی صحبت میں آکر رہے تھے۔ (مولوی) عبداللہ چنہ صاحب، میاں محمد صادق بروہی صاحب اور مولوی محمد شریف صاحب (بلوچستانی) مسافر تھے۔ جن میں آخرالذکر تینوں تو تکمیل نہ کرسکے، جبکہ اول الذکر دونوں مولوی صاحبان فراغت کے بعد

تدریس و تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ان کے علاوہ بستی کے فقراء اور ان کے بچے بھی قرآن مجید کا ترجمہ وغیرہ پڑھتے تھے، عموماً" خود حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی استاد صاحب کے پاس آکر بیٹھتے تھے۔ اور باری باری سے طلبہ کی ٹولیوں میں بھی جاکر بیٹھتے ان سے ترجمہ وغیرہ سنتے اور غلطی وغیرہ کی اصلاح کرتے رہے۔

کچھ ہی عرصہ بعد خلفاء کرام کے مشورہ سے تعلیم بالغاں کے سلسلے میں تعلیمی تربیتی دورہ مقرر فرمایا، جس میں مختلف اضلاع سے فقراء اور نوجوان شامل ہوئے، جن کو منتخب آیات و احادیث کا ترجمہ اور تشریح ساتھ ساتھ وضو، نماز کے مسائل، تبلیغ کا طریقہ کار سکھایا گیا' اور بیرونی فقراء کو مستقل طور پر اپنے بچے مدرسہ میں دینی تعلیم کے لئے بھیجنے کی ترغیب دی گئی، جس کے نتیجے میں کئی فقراء نے اپنے لڑکے بھیج دیئے اور مستقل عربی فارسی پڑھنے والے مسافر طلبہ کے لئے ایک مستقل استاد کی ضرورت تھی جو باقاعدگی سے تعلیمی خدمات انجام دے اور طلبہ کی احسن طریقے سے شریعت و طریقت کے مطابق تربیت بھی کرے۔ اس سلسلہ میں اکثر احباب کی نگاہ انتخاب استاد محترم مولانا نثار احمد صاحب پر پڑی جو اس وقت زیر تعلیم تھے۔ لہٰذا عارضی طور پر حضور کے خلفاء کرام میں سے حضرت علامہ الحاج مولانا کریم بخش صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن صاحب اور حضرت علامہ مولانا بشیر احمد صاحب پر باری باری کچھ عرصہ پڑھانے کی ذمہ داری عائد کی گئی۔

حضرت قبلہ استاد مولانا نثار احمد صاحب کی آمد تک کئی ایک اور طلبہ بھی مدرسہ میں داخل ہوچکے تھے۔ بعض طلبہ فارسی تعلیم مکمل کرکے عربی کے اسباق شروع کرنے والے تھے۔ استاد محترم نے آتے ہی بڑی ہمت سے تعلیم کا آغاز کیا' مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد ایک دوسرے مدرس کی ضرورت محسوس کی گئی جو درس نظامی کی تعلیم میں استاد محترم سے تعاون کرے انکے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مزید ایک استاد کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس لئے کہ طلبہ میں بعض ایسے

بھی تھے جو ناظرہ قرآن مجید بھی پڑھے ہوئے نہ تھے، چنانچہ درس نظامی کی تعلیم کے لئے مایہ ناز عالم دین خاص کر صرف نحو اور فقہ کے انتہائی ماہر استاد مولانا محمد اکتڑائی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد رشید محترم قبلہ استاد مولانا رضا محمد صاحب کا تقرر کیا گیا۔ اور تعلیم قرآن کے لئے شیخ القراء حضرت حافظ خان محمد صاحب کے شاگرد رشید محترم استاد قاری و حافظ مولانا عبدالرسول صاحب کا تقرر کیا گیا۔ یہ نیا مدرسہ تھوڑے ہی عرصہ میں اساتذہ کی محنت اور اس سے بڑھ کر حضور کی نظر کرم اور توجہات عالیہ کی بدولت سندھ بھر کے قدیم ترین مدارس سے بھی چند قدم آگے نکل گیا، لیکن اندرون سندھ کے دوسرے مدارس کی طرح منطق و فلسفہ کی تعلیم میں کمی رہی جس کو پورا کرنے کی غرض سے حضور نے مدرسہ کے صدر مدرس حضرت علامہ مولانا رضا محمد صاحب کو منطق و فلسفہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب کی خدمت میں بندیال شریف بھیجا۔ جہاں بڑی دلچسپی اور شوق سے منطق و فلسفہ کی بالائی کتابیں پڑھ کر کئی سال تک مسلسل دربار عالیہ پر بالخصوص منطق و فلسفہ کی کتابیں پڑھاتے رہے۔

دورہ حدیث :۔ ان اساتذہ کی محنت کی بدولت مدرسہ کے اوائلی طلبہ نے ۶ برس کے مختصر عرصہ میں درس نظامی مکمل کیا، اور شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ کو دورہ حدیث شریف شروع کیا۔ واضح ہو کہ مدرسہ جامعہ غفاریہ میں رمضان المبارک کی چھٹیاں نہیں ہوتیں اور تعلیمی سلسلہ رمضان المبارک میں بھی جاری رہتا ہے۔ اس دورہ حدیث شریف کے مدرسین صرف دو ہی جلیل القدر اساتذہ یعنی جامع العلوم العقلیتہ و النقلیتہ حضرت علامہ مولانا رضا محمد صاحب اور استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا نثار احمد صاحب تھے۔

طلبہ :۔ مدرسہ جامعہ غفاریہ کے سب سے پہلے دورہ حدیث شریف میں صرف

سات خوش نصیب طالب علم شریک تھے۔ یہ تعداد مدرسہ کے اس وقت کے ابتدائی حالات کے پیش نظر کافی زیادہ تھی' مولانا محمد بشیر صاحب لاڑکانہ ' مولانا غلام حسین صاحب ' نواب شاہ ' مولانا محمد نواز صاحب ' دادو ' مولانا عزیز الرحمان صاحب نواب شاہ ' مولانا غلام حیدر لاکھو صاحب ' نواب شاہ ' مولانا غلام حیدر بھٹی صاحب' نواب شاہ اور یہ عاجز فقیر حبیب الرحمن گبول (دربار عالیہ فقیر پور شریف) چونکہ مذکورہ دورہ حدیث کے بعد جلد ہی درگاہ اللہ آباد شریف قائم ہو گئی اور مرکزی مدرسہ بھی درگاہ اللہ آباد شریف ہی منتقل ہوگیا۔ ساتھ ساتھ دوسری بار دورہ حدیث شریف بھی شروع ہوگیا اس لئے سابقہ طلبہ کی دستار بندی بھی ان کی فراغت تک ملتوی کر دی گئی' البتہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے خلفاء کرام کے مشورے سے ان میں سے بعض کو دربار عالیہ پر ہی بطور مدرس مقرر فرمایا مولانا محمد نواز صاحب ' مولانا غلام حسین صاحب اور یہ عاجز فقیر حبیب الرحمن گبول' اور اس بار دورہ حدیث شریف میں درج ذیل طلبہ کرام شامل رہے۔ مولانا محمد سعید صاحب ' مولانا محمد رفیق صاحب' مولانا غلام مصطفیٰ بوز دار صاحب' مولانا نورالحق صاحب شیخ ' مولانا محمد حسن صاحب گبول' مولانا عبدالباقی صاحب۔ مولانا عبدالغفور صاحب چانڈیو' مولانا غلام سرور صاحب چانڈیو۔

۲۲ علماء کی دستار فضیلت

بالآخر ۱۱ شوال المکرم ۱۳۹۳ھ کو عظیم الشان سالانہ جلسہ کے موقعہ پر درگاہ فقیر پور شریف میں بعد از نماز عشاء ہر دو دورہ حدیث میں شامل مولوی صاحبان اور ان کے علاوہ مدرسہ عالیہ کے سابق طالب علم جو دورہ حدیث شریف سے پہلے حضور کی اجازت سے کسی دوسرے مدرسہ میں پڑھنے گئے اور وہاں دورہ حدیث شریف پڑھا یا حضور کے فرمان سے تدریس اور تبلیغ کے فرائض انجام دے رہے

تھے، ان کی دستار بندی بھی ہوئی جن کے نام یہ ہیں۔ مولانا محمد رمضان صاحب، مولانا رحمت اللہ صاحب، مولانا محمد صالح صاحب مولانا محمد قاسم گبول صاحب اور مولانا محمد داؤد صاحب۔

نوٹ:۔ ان بائیس علماء کرام میں سے چند ایک بعض مجبوریوں کی بناء پر دستار بندی میں شریک نہیں ہو سکے۔

امتیازی خصوصیت:۔ اس بابرکت پرفیض و پر رحمت نورانی محفل کی اہم اور امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ ہر عالم دین کی دستار فضیلت کے پیچ کی ابتداء حضور شمس العارفین امام الاولیاء حضرت الحاج سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ فرما رہے تھے، اس کے بعد استاد العلماء مولانا کریم بخش صاحب، حضرت علامہ مولانا نثار احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا رضا محمد صاحب، حضرت قبلہ علامہ مولانا عبدالرحمن صاحب اور حضرت علامہ بشیر احمد صاحب باری باری دستار فضیلت کے پیچ دیتے رہے۔ اور اعلانات کے فرائض حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مری انجام دیتے رہے۔ جماعت غفاریہ نجشیہ کی تاریخ میں پہلی بار دستار فضیلت کی پر رونق مجلس کا روح پرور منظر دیکھ کر ہر کسی کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

تیسری بار دورہ حدیث شریف

تیسری بار مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ میں ۱۴۰۱ھ اور ۱۴۰۲ھ میں دورہ حدیث شریف ہوا، جس کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ شیخ المشائخ حضرت قبلہ پیر فضل علی قریشی قدس سرہ کے قابل قدر نواسے حضرت علامہ مولانا رفیق احمد شاہ صاحب استاد تھے اور حضور قبلہ شمس العارفین حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے لخت جگر نور نظر سیدی و مرشدی حضرت قبلہ صاحبزادہ مولانا مولوی محمد طاہر صاحب مدظلہ العالی شاگرد رشید تھے دورے میں شامل دیگر طلبہ کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد عاشق صاحب ' مولانا عبدالقدیر صاحب ' مولانا محمد داؤد صاحب ' مولانا حافظ احمد علی صاحب' مولانا حبیب الرحمن صاحب چانڈیو مولانا عبدالستار بوزدار صاحب' مولانا غلام رسول صاحب اور مولانا حضور احمد صاحب۔

امتحان :۔ اس بار معمول کے خلاف پہلی ہی بار دورہ حدیث کے طلبہ کے امتحانات سیٹ نمبر کی بنیاد پر پرچوں سے ہوئے ' ممتحن علمائے کرام کراچی کے مختلف مدراس کے اساتذہ تھے۔ نتیجتہ" پہلا نمبر حضرت قبلہ سیدی و مرشدی صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی نے حاصل کیا جو آپ کی خدا داد صلاحیت ہی کا ثمرہ تھا۔ دوسرا نمبر محترم مولانا عبدالقدیر صاحب (حال مدرس جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف) نے حاصل کیا' جب کہ تیسرا نمبر محترم مولانا محمد داؤد صاحب (حال مدرس سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی) نے حاصل کیا۔

دستار فضیلت

ان فارغ التحصیل علمائے کرام کی دستار بندی کے لئے سالانہ جلسہ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ کی تاریخ مقرر کی گئی تاکہ اس روح پرور منظر کو دیکھ کر دیگر فقراء بھی اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے وقف کریں۔ مذکورہ تاریخ پر کم از کم اندرون سندھ کی تاریخ کا سب سے بڑا اسلامی اجتماع درگاہ اللہ آباد شریف میں منعقد ہوا۔ بدھ اور جمعرات کے دن یکے بعد دیگرے ہزاروں کی تعداد میں اہل ذکر فرزندان توحید اور عاشقان رسالتماب صلے اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے قافلے آتے رہے۔ شام گئے تک جامع مسجد' مدرسہ اور لنگر خانے کا وسیع و عریض میدان ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کا منظر پیش کر رہا تھا حسب دستور نماز عشاء کے وقت تمام حضرات نے مل کر نماز باجماعت ادا کی۔ (واضح رہے کہ دربار عالیہ پر اوقات نماز میں کسی کو بھی گھومنے پھرنے یا کسی ہوٹل پر بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی ہر ایک کو نماز باجماعت میں شریک ہونا لازمی ہوتا ہے اس معاملہ میں کسی

سے رو رعایت کی گنجائش نہیں ہوتی۔) نماز عشاء کے بعد پروگرام کے مطابق کسی ظاہری زیب و زینت اور مروجہ سٹیج بنائے بغیر ماسلف علماء و مشائخ کے طریقے کے مطابق فارغ التحصیل علماء کرام ان کے اساتذہ کرام اور دیگر بزرگ شخصیتوں کو سپیکر کے قریب بلایا گیا' جہاں حضور شمس العارفین امام الاولیاء حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ تشریف فرما تھے۔ اعلانات کے فرائض محترم مولانا محمد رمضان صاحب انجام دے رہے تھے۔ سب سے پہلے حضرت قبلہ سیدی صاجزادہ مولانا محمد طاہر صاحب مدظلہ العالی کو بلایا گیا اور دستار بندی کی ابتداء حسب معمول حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے فرمائی' حضور کے بعد محترم سائیں رفیق احمد شاہ صاحب' محترم سید جمیل شاہ صاحب' محترم مولانا الحاج کریم بخش صاحب' محترم مولانا علامہ عبدالرحمان صاحب' محترم مولانا جان محمد صاحب' محترم مولانا غلام حسین صاحب اور اس عاجز فقیر حبیب الرحمان نے باری باری دستار بندی کی تکمیل کی۔ حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی کے بعد دیگر مولوی صاحبان یکے بعد دیگرے تشریف لاتے رہے اور مذکورہ طریقہ کے مطابق ان کی دستار بندی ہوتی رہی۔

پوری جماعت یہ روح پرور منظر دیکھ کر از حد محظوظ ہو رہی تھی' بالخصوص حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی کی دستار بندی کی خوشی تو غیر معمولی انداز میں محسوس کی گئی' اس مجلس میں موجود فقراء کو اپنے بچے دینی مدرسے میں داخل کرانے کے لئے کہا گیا۔ نتیجتہ" کئی فقراء نے اپنے بچے مدرسہ میں داخل کرائے اور اس کے بعد اس قدر دلچسپی پیدا ہوتی گئی کہ دو سال کے عرصہ میں طلبہ کی تعداد تقریبا" دگنی ہوگئی۔ دستار بندی کے وقت طلبہ کے متعلقین و احباب پھولوں کے ہار بکثرت لے آئے جو حضور قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور اساتذہ اور طلبہ کو پہنائے گئے اور پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ (واضح رہے کہ نوٹوں کے مروجہ ہاروں کو حضور سخت ناپسند فرماتے تھے۔ اس لئے نوٹ کا کوئی ہار نہ کبھی خود

پہنانہ فقراء و متعلقین کو اس کی اجازت دی' بلکہ اگر کسی اور مجلس میں ایسے ہار پہنے جاتے تو بھی رنجش و ناراضگی کا اظہار فرماتے) اور فقیر نوازل نے ایک منقبت بھی سنائی جس میں فارغ التحصیل علماء کرام کے نام لے کر ان کو اور ان کے والدین کو مبارکباد پیش کی۔

چوتھی بار دورہ حدیث شریف

افتتاح :۔ چوتھے اور حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے حیات مبارکہ کے آخری دورہ حدیث شریف کے افتتاح کا عجیب و غریب منظر دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا۔ ماہانہ جلسہ ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ کی صبح کی مجلس میں حضور کے فرمان سے یہ اعلان کیا گیا کہ آج بعد از نماز ظہر حضور کی موجودگی میں دورہ حدیث شریف کا افتتاح ہوگا۔ افتتاحی درس کے لئے حضور نور اللہ مرقدہ نے اس عاجز سیہ کار کو یاد فرمایا جو میری حیثیت سے بدرجہا بڑھ کر مگر حضور کی ذرہ نوازی اور میری خوش قسمتی تھی کہ آپ نے اس عاجز کو اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا۔

عوارض جسمانی کی وجہ سے حسب معمول آپ نے نماز ظہر کرسی پر ہی ادا فرمائی کہ زمین پر بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز نہیں پڑھ سکتے تھے' نماز پڑھ کر بہ تکلف نیچے چٹائی پر بیٹھ گئے۔ دورہ حدیث شروع کرنے کے لئے تیرہ طلبہ صحیح بخاری شریف کے چند نسخے لے کر آئے۔ اس عاجز نے معمول کے مطابق حضرت امام بخاری اور صحیح بخاری کے علاوہ حدیث کی اہمیت پر بھی مختصر روشنی ڈالی۔ انتہائی تکلیف کے باوجود آخر تک (تقریباً" بیس منٹ) آپ حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کے پیش نظر دو زانو انتہائی متوجہ ہو کر سنتے رہے' کئی بار آپ پر گریہ طاری ہوا۔ آپ کی پر خلوص و بابرکت دعا اور مصافحہ کے بعد یہ بابرکت محفل برخواست ہوئی۔

طلبہ کے نام :۔ اس بار دورہ حدیث شریف میں درج ذیل طلبہ شامل تھے۔

مولانا محمد عثمان صاحب جلبانی۔ حاجی محمد کریم صاحب صوفی مختار احمد صاحب' مولانا محمد نواز میمن' مولانا مطیع اللہ صاحب' مولانا محمد ایوب عباسی صاحب' مولانا محمد علی صاحب' مولانا محمد عثمان عمرانی صاحب' مولانا محمد عالم صاحب' مولانا عبدالستار صاحب بروہی' مولانا محمد حیات صاحب' مولانا علی حسن صاحب' مولانا عبدالرحمن چانڈیو صاحب۔

ان حضرات کی دستار بندی حضور نور اللہ مرقدہ کے وصال شریف کے بعد مورخہ ۲۰ رجب المرجب ۱۴۰۵ھ کے سالانہ جلسے کے موقعہ پر اللہ آباد شریف میں ہوئی اور حضور سجن سائیں مدظلہ العالی و دیگر علماء و اساتذہ نے ان کو شرف دستار بندی سے نوازا۔

تقویٰ پر مبنی مدرسہ :۔ حضور شمس العارفین حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ وعظ و نصیحت کے دوران اپنے قائم کردہ اصلاحی و دینی مدرسہ کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم کی تعمیر کردہ مسجد قبا سے تمثیل دیتے ہوئے فرماتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ نے مسجد قبا بنانے والوں اور اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے ان کی امتیازی خصوصیت تقوی بیان فرمائی ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَے التَّقْوٰی۔ اسی طرح اس مدرسہ کے قائم کرنے سے ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ یہاں سے فارغ ہونے والے علماء کرام علماء ماسلف کی سچی تصویر ہوں۔ ان میں تقوے' توکل' صدق' اخلاص' بے طمعی' للھیت' توسط اور اعتدال کی ہمہ گیر خصلتیں موجود ہوں۔ آپ نے مدرسہ شروع ہوتے ہی اسے ایک خاص مفید مزاج میں ڈھالنے کے لئے غیر معمولی کوششیں کیں۔ تاکہ اس اصلاحی ادارہ سے عام رسمی واعظ یا سرکاری ملازم پیدا ہونے کی بجائے دین اسلام کے صحیح داعی اور مخلص مبلغ تیار ہوں جو نہ کسی کے دست نگر بنیں' نہ جاہ و حشم کے طالب بنیں۔ بلکہ اپنے ماسلف مشائخ کے طریقہ پر چل کر سلامت فکر اور خلوص دل کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کا صحیح حق ادا کریں۔

اصول و ضوابط :- مذکورہ بالا مقاصد کے پیش نظر آپ نے مدرسے کے لئے اصول و ضوابط بھی ایسے تجویز فرمائے جو مدرسے کے مطلوبہ مقاصد سے پوری طرح ہم آہنگ تھے۔ خواہ دوسرے مدارس سے بڑی حد تک مختلف اور نئے معلوم ہوتے تھے۔ مثلاً" یہ کہ تمام طلبہ کے لئے نماز باجماعت کو لازمی شرط قرار دیا' نماز تہجد اور تمام نمازوں کے وقت عمامہ اور مسواک بھی لازم قرار دیا۔ اور عملی طور پر ان کی پابندی کرائی گئی جو .بفضلہ تعالے روبہ عمل رہی۔ اور آج بھی حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کے زیر نظر اسی نہج پر قائم ہے۔

غالباً" شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے بیان فرماتے تھے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے بچپن سے ہی والد ماجد نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ خشک ملاں نہ بننا' بلکہ ظاہری تعلیم کے علاوہ اپنے آپ کو شب بیداری و عبادت کا عادی بنانا۔ اس لئے میں بچپن ہی سے کافی رات جاگ کر ذکر و فکر اور یاد الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔

آپ فرماتے تھے کہ جس نے بھی کچھ حاصل کیا ہے جاگ کر ہی کیا ہے۔ اس لئے آپ ابھی سے حتی المقدور اپنے آپ کو شب خیزی اور ذکر و فکر کا عادی بنائیں۔ گو مطالعہ کی وجہ سے سونے سے پہلے تمہیں تہجد پڑھنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ تاہم اگر ہمت کر کے ڈھائی تین بجے اٹھ کر تہجد پڑھیں تو بہتر ہے۔ دورہ حدیث شریف کے طلبہ کے لئے تو یہ حکم فرماتے تھے کہ ڈھائی تین بجے اٹھ کر تہجد پڑھیں۔ اس کے بعد باہمی مل کر طریقہ عالیہ کے مطابق مراقبہ کریں۔ کسی وقت دن کی تخصیص کئے بغیر صلواۃ التسبیح پڑھنے کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ خاص کر ۲۷ رجب' ۱۵ شعبان خاص کر ۲۷ رمضان کو صلوۃ التسبیح اور رات جاگنے کی تاکید فرماتے تھے۔

باوجودیکہ مدرسے کے اخراجات آمدن سے کہیں زیادہ تھے۔ پھر بھی اشارۃ یا کنایتہ کبھی کسی کو چندہ' صدقہ خیرات دینے کے لئے نہ کہا نہ ترغیب دی' بلکہ

برسرِ عام اعلان فرماتے تھے کہ ہمارا کام لوجہ اللہ تعالیٰ ہے آپ اپنے بچے مدرسے میں داخل کرائیں۔ یہاں نہ کبھی آپ سے چندہ یا سوال ہوگا نہ آپ کے گھر زکواۃ و خیرات کے لئے ہمارا آدمی آئے گا۔ اگر کوئی آدمی ہمارے مدرسہ یا خانقاہ کے نام پر آپ سے کچھ مانگے تو وہ جھوٹا اور مکار ہے اور اسے پکڑ کر یہاں لے آؤ' البتہ اگر کوئی صاحب اخلاص کے ساتھ خدمت دین کے لئے از خود کچھ دینا چاہتا تو اسے رد نہیں فرماتے تھے۔

لیکن اگر کسی نے اعانت کرتے وقت احسان جتلانے کا انداز اختیار کیا یا ریاء کاری کا شائبہ معلوم ہوا تو آپ نے صاف طور پر لینے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ ایک مرتبہ سکھر کے ایک سیٹھ نے تنہائی میں غالباً" پندرہ ہزار روپے پیش کئے مگر آپ نے اسی دینی مصلحت کے پیش نظر واپس کر دیئے اور فرمایا کسی اور دینی مدرسے میں دے دینا ہمیں ضرورت نہیں ہے'

آپ کو مدرسے کے اساتذہ خواہ طلبہ کی عزت نفس کا از حد پاس ہوتا تھا' کسی شخص سے ان کی ہتک و توہین آپ کے نزدیک غیر معمولی جرم تھا۔ طاہر آباد شریف میں قیام کے دوران ایک بار قریبی بستی کے کچھ لوگوں نے چند طلبہ کو جلانے کی لکڑیوں کی وجہ سے پیٹا تھا' معلوم ہونے پر آپ کو سخت صدمہ پہنچا' آپ کے حکم سے ایک نمائندہ مقرر ہوا' اور ان کی طرف سے بھی نمائندہ مقرر ہوا' فیصلے میں قصور ثابت ہوا' انہوں نے معافی طلب کی تب جاکر آپ کے دل سے بوجھ ہلکا ہوا۔ اور اگر کسی صاحب کے بارے میں کبھی یہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے مدرسہ کے کسی استاد' شاگرد یا درگاہ کے کسی فقیر سے اہانت آمیز رویہ اختیار کیا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی مخلص اور قریب کا آدمی ہوتا آپ کے لئے اس کی یہ حرکت قطعاً" ناقابل برداشت ہوتی تھی اور حاضر ہونے پر ان صاحب کا ٹھیک ٹھیک علاج فرماتے تھے' خواہ وہ کتنی ہی ندامت و معذرت کا اظہار کرتا' مگر جب تک مدعی کو راضی نہ کرتا آپ اسے معافی نہیں دیتے تھے' بلکہ حضور تک عموماً

معاملہ پہنچتا ہی نہیں تھا' پہلے ہی مدعا علیہ تدارک کر لیتا تھا۔ تاہم جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا' کبھی کسی بڑے سے بڑے ذی وجاہت شخص کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ کا یہ پختہ نظریہ تھا' جس کا بارہا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے کہ صحیح اصولوں پر قائم دینی مدارس اور خانقاہیں کسی فرد کے محتاج نہیں ہوتے' جب تک یہ ادارے اخلاص ' توکل ' تقویٰ اور للّٰھیت پر کار بند رہیں گے' ان کے کام میں برکت رہے گی اور ان کا کام دن بدن بڑھتا رہے گا۔ اور ان سے اپنے خواہ بیگانے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

اگر خدانخواستہ یہ ادارے بھی تقوے و توکل اور للّٰھیت سے محروم ہو جائیں اور ان کا مطمع نظر دنیا کا حصول اور دنیا داروں کی رضا جوئی رہ جائے تو پھر ان کی تعلیم و تبلیغ ' سطحی تائید الٰہی اور انوار و برکات سے یکسر خالی ' دینداری کی صورت میں دکانداری رہ جائے گی اور چونکہ آپ

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال

ملا کی شریعت میں فقط مستی گفتار

کے قائل نہیں تھے' بلکہ وہ مرد مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستی کردار

کے شکوہ کو برمحل سمجھتے ہوئے مستی کردار کے قائل اور طالب تھے' خود بھی شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ قول کے ساتھ فعل و عمل کے داعی تھے' اور آپ کی حسن تربیت کا محور بھی یہی تھا کہ یہاں سے لوجہ اللہ خدمت دین کرنے والے گفتار کے ساتھ صاحب کردار علماء ربانی پیدا ہوں۔

اس سلسلہ میں اخلاقی نشوونما کے ساتھ ساتھ معاشی مشکلات سے بچنے کے لئے آپ اساتذہ اور طلبہ کو توکل علی اللہ ' قناعت اور سادہ زندگی بسر کرنے کے علاوہ کسی مناسب ہنر سیکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے تاکہ کوئی دین کو محض معاش کا ذریعہ نہ بنائے۔ گو آپ کو پسند تو یہ بات تھی کہ ما سلف متوکل بزرگوں کی طرح

ہمارے علماء کرام بھی کسی قسم کا معاوضہ لئے بغیر فی سبیل اللہ امامت ' خطابت ' تدریس اور تبلیغ کے ذریعے دین کی خدمت سرانجام دیں' لیکن معاشرہ اور زندگی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر آپ بلا معاوضہ تدریس و امامت کے لئے کسی کو مجبور یا پابند بنانا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ حدیث **اِعْقِلْهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ** کے مطابق (جس کا ترجمہ آپ ان الفاظ میں بیان فرماتے تھے کہ برتوکل زانوئے اشتر ببند) کہ (بھروسہ تو ذات باری تعالیٰ پر رکھیں مگر اونٹ کو باندھیں ضرور) علماء و مبلغین حضرات کے لئے اسباب معاش مثلاً" ملازمت ' تجارت یا کوئی اور ہنر سیکھنا بھی ضروری سمجھتے تھے تاکہ عند الضرورت اسی سے کام چلائے اور توکل علی اللہ میں فرق نہ آنے پائے۔ ابتداء" تجرباتی طور پر کراچی کے ایک فقیر کو جو بہت اچھے ازار بند بناتا تھا' آپ نے فرمایا۔ "طلبہ کو ازار بند بنانا سیکھاؤ ' لیکن جب طلبہ نے ازار بند بنانا سیکھے تو تعلیم کی طرف توجہ کم ہونے لگی ' کئی ایک تو شوقیہ طور پر رات گئے تک ازار بند بنانے لگے ' جس کی وجہ سے فوراً" اس پر پابندی عائد کردی۔ پھر بھی جلد سازی اور خطاطی کی ترغیب دیا کرتے تھے کہ ان کی علم سے مناسبت بھی ہے۔ اور باوقار ذریعہ آمدنی بھی۔ پھر بھی واعظ خواہ نعت خوان حضرات کے لئے مقررہ معاوضہ لینا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ معلوم ہونے پر چند نعت خوانوں کو تنبیہہ بھی فرمائی' البتہ عام جماعت کو علماء کرام کی تعظیم اور مالی خدمت کی بھی ترغیب دیا کرتے تھے تاکہ وہ دلجمعی سے دین کا کام کرسکیں اور ان کو معاشی پریشانی لاحق نہ ہو۔"

خوشخطی :۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ خود بھی خوشخط تھے اور دینی مدارس کے طلبہ و علماء کے لئے اس کو ضروری بھی سمجھتے تھے۔ اس سلسلہ میں سرحد پنجاب اور بلوچستان کے لوگوں کی تعریف فرماتے تھے کہ وہ طلبہ کو خطاطی کی خاص مشق کراتے ہیں۔ جتنے ان کے خطوط آتے ہیں' عموماً" ان کا خط اچھا ہوتا ہے ' جب کہ ہمارے سندھ میں اس طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی ' نتیجتہ" یہاں

پرائمری سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کئی طلبہ کا خط بالکل نکما رہتا ہے۔ مختصر وقت کے لئے آپ نے کاتب محمد صادق اور مولانا مشتاق احمد صاحب کو مدرسہ میں متعین فرمایا تاکہ طلبہ کو خوشخطی سکھا دیں، گو تھوڑا عرصہ ہی خوشخطی کی تربیت رہی، مگر محنتی طلبہ کو اس سے کافی فائدہ حاصل ہوا۔

ورزش :۔ کافی عرصہ تک مدرسہ میں ورزش و تفریح کا کوئی انتظام نہ تھا، مگر بعد میں صحت کی گرتی ہوئی صورتحال کے پیش نظر خلفاء کرام کے مشورہ سے طلبہ و اساتذہ کو مختصر وقت کے لئے والی بال، بیڈمنٹن وغیرہ کی اجازت دی گئی۔ چونکہ مدرسہ ایک قسم کی تربیت گاہ ہے اور اس میں ہر قسم کی مفید تربیت دی جانی چاہئے۔ چنانچہ گزشتہ زمانوں میں گھوڑ سواری تیز اندازی وغیرہ کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا تھا، اس سلسلہ میں آپ نے محترم اورنگ زیب خان کو (جو حضور کے مرید اور مورو گورنمنٹ کالج میں طلبہ کو فوجی ٹریننگ دیا کرتے تھے) فرمایا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مدرسہ سے طلبہ ہرفن مولا ہو کر نکلیں۔ لہٰذا آپ کسی فرصت کے دن آکر ان کو فوجی تربیت دیا کریں۔ حسب فرمان وہ آکر اپنے طریقہ کار کے مطابق پی ٹی وغیرہ سکھلاتے تھے۔ حضور بھی اکثر و بیشتر قریب کھڑے ہو کر محظوظ ہوتے تھے، مگر ان کا تبادلہ کچھ ہی عرصہ کے بعد صوبہ سرحد ہو گیا، اور اس طرح یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

آپ نے کبھی مدرسہ کی شہرت یا محض طلبہ کی تعداد بڑھانے کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا، بلکہ جو اقدام بھی کیا بڑی دیانتداری سے یہ دیکھ کر کیا کہ وہ مدرسہ کے مقاصد اور مشائخ طریقت کے مقررہ اصول و ضوابط سے کس قدر ہم آہنگ ہے۔

نیز مدرسہ کی ظاہری زیب زینت اور عمدہ تعمیرات کی طرف بالکل توجہ نہ کی، بلکہ اس کو پسند ہی نہیں کرتے تھے اور برملا فرمایا کرتے تھے کہ دینی مدارس اور خانقاہوں میں جتنی سادگی اور فقیری نمایاں ہوگی اسی قدر برکت و رحمت بھی

زیادہ ہوگی۔ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسے کے کمرے سیدھے سادے اور کچے ہوں۔ البتہ موسم کی موافقت سے سردی و گرمی کا پورا لحاظ رکھا جائے' سیم اور تھور کی وجہ سے چند فٹ تک دیوار پختہ ہو' مزید دیوار اور چھت کچی ہونی چاہئے ایسے کمرے موسمی لحاظ سے مناسب رہتے ہیں۔ سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں سرد رہتے ہیں' پکی عمارات میں ایک تو یہ فائدے نہ ہوں گے' دوسرا یہ کہ طلبہ میں سادگی و فقیری کی بجائے شوقیہ پن اور آزادی بڑھ جائے گی۔ تعلیم میں کمزوری ہوگی' اور پہلی سی برکت بھی نہ رہے گی۔

بالخصوص اس بات پر آپ اور بھی کبیدہ خاطر ہوتے تھے کہ دینی مدرسہ مسافر خانہ یا مسجد کا کام ہو اور فقراء آرام سے گھر بیٹھے رہیں اور مزدور آکر کام کریں۔ مزید فرماتے تھے کہ مزدور اور مستری حضرات کا خرچہ بھی تقریباً" اتنا ہی آجاتا ہے' جتنی تعمیری سامان کی قیمت ہوتی ہے۔ نیز فقراء اس ثواب سے محروم رہ جائیں گے جو گھر بیٹھے حاصل کرسکتے ہیں۔

نظر داری:۔ ظاہر ہے کہ آپ عیال دار بھی تھے' ذاتی زمین' گھریلو مسائل اور ذمہ داریاں بھی دوسروں سے کچھ کم نہ تھیں' ملک گیر تبلیغ کی ذمہ داریاں اس کے علاوہ تھیں' پھر بھی مدرسہ کی تعلیم و اخلاقی تربیت سے لے کر کھانے پینے تک تمام امور کی نگرانی خود ہی کیا کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہ ہوا کہ مدرسہ کو انتظامیہ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہو' کبھی بتا کر اور کبھی اچانک درسگاہ یا قیامگاہ میں تشریف لے جاتے' خود بیٹھ کر درس سنتے' ہر ایک طالب علم کا نام لے کر اساتذہ سے اس کی تعلیم و اخلاق کا پوچھتے' اسی طرح طلبہ کو کبھی جماعت میں اور کبھی انفرادی طور پر بلا کر اس کی ذاتی ضروریات یا تعلیم کے متعلق پوچھتے' کوئی شکایت یا کوئی کوتاہی معلوم ہوتی تو اس کا تدارک فرماتے' بعض اوقات مسجد شریف میں زیر تعلیم کتابیں لانے کا حکم فرماتے اور مقام درس دیکھتے اور کبھی امتحان کے طور پر کسی مقام سے پوچھ بھی لیتے' وقفہ وقفہ سے کسی خاص فن کی کتاب کے تکرار کا

حکم فرماتے تھے' باری باری ایک طالب علم کتاب لے کر عبارت پڑھتا' دوسرے طلبا صرف و نحو کے سوالات کرتے اور وہ جوابات دیتا تھا۔ حضور خود بیٹھے سنتے رہتے تھے' اور اساتذہ بھی بیٹھے سنتے رہتے' آپ مناسبت سے ہمت افزائی بھی کرتے اور ضرورت ہوتی تو تنبیہہ اور فہمائش بھی کرتے تھے۔

خور دو نوش کے سلسلے میں بھی آپ طلبہ کی خواہش کو مدنظر رکھتے تھے' مگر اس میں بھی قناعت' سادگی اور ماسلف کا طریقہ نمایاں ہوتا تھا' مدرسہ قائم ہونے کے بعد شام کے لنگر میں یہ تبدیلی کی گئی کہ شام کے وقت جو چاول پکتے تھے ان میں پانی پہلے سے کم ڈالا جانے لگا۔ آخری چند سال تو سردیوں کے موسم میں طلبہ کے لئے اکثر ایام روٹی پکائی جاتی تھی۔ جبکہ دیگر مسافروں کے لئے پہلے کی طرح چاول پکتے تھے۔

نیز لنگر کے بارے میں طلبہ کی جائز شکایات بھی غور سے سنتے تھے اور بروقت تدارک فرماتے تھے۔ چند ایک بار سالن غیر مناسب ہونے کی وجہ سے معائنہ کے لئے طلبہ نے حضور کی خدمت میں بھیجا' اور آپ نے بروقت اس کا تدارک اس طرح فرمایا کہ دوبارہ سالن بنوا کر طلبہ کو دیا گیا۔ مورخہ ۷ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ طلبہ کی سالن کے بارے میں شکایت پر بعد از مراقبہ فجر طلبہ ' لانگری صاحب اور مقامی فقراء سے جو مختصر خطاب فرمایا' اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

فرمایا! یہاں آنا' رہنا' دوستی' رفاقت محض دین کے لئے ہے۔ اس لئے طلباء کو بھی چاہئے کہ سالن وغیرہ کی معمولی باتوں پر لانگری صاحب سے زیادہ نہ الجھیں' کچھ صبر بھی اختیار کریں' اپنے گھر میں بھی تو سالن وغیرہ میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اتفاقیہ کمی بیشی ہونے پر یہاں جو کچھ بھی ملے اسی پر گزارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور لانگری صاحب کو بھی طلبہ کی قدر کرنی چاہئے۔ جو محض دین کی تعلیم حاصل

کرنے کے لئے والدین، بہن بھائیوں کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ جس طرح ماں باپ کو اولاد کے ناز برداشت کرنا پڑتے ہیں اسی طرح لانگری صاحب بھی ان کی تھوڑی بہت زیادتی برداشت کریں، بلکہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان طلبہ کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ طلبہ نہ آتے تو لانگری صاحب کو اور ہم کو یہ سعادت کیسے حاصل ہوتی۔ ویسے بھی طلبہ کے لئے یہ مشہور ہے کہ انہوں نے مسجد پر اونٹ چاڑھایا تھا (اڈیرو لعل ضلع حیدر آباد کی ایک مسجد پر) ان کی یہ عمر ہی ایسی ہے کہ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں جو بڑے ہوتے ہیں وہ بوجھ بھی بھاری اٹھاتے ہیں، اس لئے لانگری صاحب صبر اور شکر کریں۔

ناغہ :۔ اسباق میں ناغہ (کسی دن سبق نہ ہونا) آپ کو از حد ناگوار ہوتا تھا۔ بعض اوقات اچانک پوچھتے کہ کون کونسے اسباق پڑھائے گئے، کوئی سبق رہ تو نہیں گیا؟ چھٹی پر جانے والے طلبہ کو مقرر وقت پر پہنچنے کی تاکید فرماتے تھے، پھر بھی اگر کوئی بلاعذر دیر سے آتا تو خود ہی اس کو تنبیہہ فرماتے تھے۔ مزید فیصلہ کرنے کے لئے اساتذہ کو ارشاد فرماتے۔ حضرت قبلہ صاجزادہ مدظلہ العالی جب کبھی گیارہویں شریف کے لئے درگاہ فقیر پور شریف جاتے تو وہاں کے اساتذہ کو فرماتے تھے کہ ان کو پابندی سے بٹھا کر اسباق پڑھائیں، کوئی سبق رہنے نہ پائے یہی نہیں بلکہ ایک مرتبہ جب محترم حاجی جان محمد صاحب کھونہارو کی دعوت اور جلسہ پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کاچھو تشریف لے جا رہے تھے، صاحب دعوت حاجی صاحب نے حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ کو ساتھ لے چلنے کی عرض کی، اس پر آپ نے فرمایا ان کو رہنے دیں جلسہ میں جانے کی وجہ سے ان کی تعلیم میں رخنہ پڑے گا، پھر بھی وہ اپنے اصرار پر قائم رہے تو آپ نے فرمایا۔

"یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کے تمام ہم سبق ساتھی اور استاد صاحب

بھی ساتھ چلیں تاکہ وہاں بھی تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔" آخر ایسے ہی ہوا' لیکن جاتے وقت اتفاقاً" جیپ راستے میں خراب ہوگئی' جیپ سے اترتے ہی حضور نے استاذ محترم علامہ مولانا محمد نواز صاحب کو فرمایا نہ معلوم یہاں کتنی دیر لگے اور مقام جلسہ پر پہنچے کے بعد وقت ملے یا نہ ملے اس لئے آپ کسی درخت کے نیچے طلبہ کو بٹھا کر تعلیم شروع کریں حسب فرمان ایک کریر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر مولانا صاحب نے اسباق پڑھائے۔ حاجی جان محمد صاحب کے یہاں دو رات جلسہ مقرر تھا دوسرے دن بھی باقاعدگی سے تعلیم جاری رہی۔

مختلف فنون میں مہارت :۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کمال درجہ انسان شناس اور بے انتہا مشفق مربی تھے جس آدمی میں جس قسم کی صلاحیت اور لگن دیکھتے اسی نہج پر اس کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام فرماتے تھے۔

چنانچہ مدرسہ میں داخل ہونے والے طلبہ میں سے کسی میں تدریسی صلاحیت دیکھتے تو اس کو مستقل درس نظامی پڑھنے کا ارشاد فرماتے تھے' بشرطیکہ والدین بھی یہی چاہتے اور اگر ذہن کم ہوتا یا زیادہ عرصہ رہنا نہ چاہتا تو اس کو وقت اور استعداد کی مطابقت سے منتخب آیات قرآنیہ اور احادیث کا ترجمہ اور صرف و نحو' ادب کی چھوٹی سی کتابیں اور تھوڑی بہت تقریر سکھانے کا حکم فرماتے اور اگر طالب علم کو تجوید و قرءۃ کا شوق ہوتا اور آواز بھی اچھی ہوتی تو اس کے لئے تجوید و قرآت سیکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں مختلف مذہبی اور ادبی فنون میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مدرسے کے باصلاحیت ذہین طلبہ کو سندھ و پنجاب کے معیاری مدارس میں پڑھنے کے لئے بھیجا۔

۱۔ **مدرسہ امداد العلوم بندیال شریف ضلع سرگودھا۔** منطق کبریٰ کی تعلیم کے لئے مدرسہ جامعہ غفاریہ کے استاد محترم مولانا علامہ رضا محمد صاحب کو استاد العلماء حضرت مولانا عطا محمد صاحب چشتی بندیالوی مدظلہ کی خدمت

میں بھیجا۔

۲۔ مدرسہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد میں۔ تفسیر بیضاوی شریف ' منطق و فلسفہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے استاد العلماء شیخ الحدیث و التفسیر مناظر اسلام مولانا محمد اشرف سیالوی کی خدمت میں حضرت علامہ مولانا رضا محمد صاحب ' مولانا محمد رمضان صاحب' مولانا محمد داؤد صاحب' مولانا محمد نواز صاحب' مولانا محمد بشیر صاحب ' مولانا عزیز الرحمن صاحب ' مولانا غلام حسین صاحب' مولانا غلام حیدر صاحب اور اس عاجز فقیر حبیب الرحمان کو بھیجا۔

واضح رہے کہ مدرسہ رکن الاسلام (اسی طرح کئی دوسرے مدارس) میں بھیجتے وقت حضور کے فرمان سے منتظمین حضرات نے نماز باجماعت ' تہجد مراقبہ' مسواک ' عمامہ ' مطالعہ اور اسباق کی پابندی اساتذہ کے احترام اور غیر ضروری گھومنے پھرنے سے پرہیز وغیرہ کے شرائط لکھ کر ان پر تمام طلبہ سے دستخط کروائے تھے۔ اور اس کی ایک کاپی یادداشت کے طور پر دے دی تاکہ بار بار مطالعہ کرکے شرائط پر عمل کرتے رہیں۔ نیز زبانی طور پر نہ معلوم کتنی بار بلا کر حضور نے تعلیم کی اہمیت اساتذہ کے احترام کے بارے میں سمجھایا اور فرمایا کہ بچہ روتا ہے تو والدین کی شفقت اس پر اور زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح جس قدر اساتذہ کی خدمت اور ادب کروگے' شوق سے پڑھوگے۔ اساتذہ کی شفقت بھی اسی قدر زیادہ ہوگی۔

چونکہ اکثر طلبا غریب تھے اور اپنی طرف سے اساتذہ کی مالی خدمت نہیں کرسکتے تھے۔ اس لئے اپنی طرف سے آپ نے کئی بار شہد اور کئی دیگر تحفے بھیجے اور نقد پیسے بھی دیئے تاکہ فروٹ وغیرہ لے کر اساتذہ کو پیش کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ تعلیم کے لئے جانے والے طلبہ کو خواہ خوشحال بھی ہوتے پھر بھی نقد پیسے اور دیگر ضروریات کی چیزیں دیتے تھے تاکہ شوق سے پڑھتے رہیں۔

۳۔ مدرسہ جامعہ نظامیہ لاہور ۔ میں مختلف فنون میں مہارت حاصل کرنے کے لئے مدرسے کے ذہین طالب علم مولانا غلام حسین صاحب کو بھیجا۔

۴۔ دارالعلوم کورنگی کراچی ۔ میں مختلف فنون کی کتابیں پڑھنے کے لئے مولانا عبدالرحیم صاحب ' مولانا حافظ شبیر احمد صاحب ' مولانا رشید احمد صاحب' مولانا محمد حسن محراب پوری' مولانا غلام رسول صاحب کو بھیجا' مولانا حافظ شبیر احمد صاحب نے دورہ حدیث شریف بھی اسی مدرسہ میں پڑھا۔

۵۔ ۱۳۹۶ھ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف ضلع سرگودھا۔ میں مختلف فنون کی تعلیم کے لئے حضرت شیخ الحدیث و التفسیر مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی کی خدمت میں مولانا محمد سعید صاحب' مولانا عبدالحلیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ ' مولانا قائم الدین صاحب مولانا قاری خادم حسین اور اس عاجز فقیر حبیب الرحمن کو بھیجا۔

۶۔ دارالعلوم نعیمہ کراچی ۔ میں مختلف فنون کی تعلیم کے لئے مولانا عبدالغفور صاحب ' مولانا ارشاد اللہ صاحب کو بھیجا۔

۷۔ قمر الاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی ۔ میں مختلف فنون خاص کر شیخ الادب ' شیخ جواد مصری کے یہاں علم ادب و لغت عربی حاصل کرنے کے لئے مولانا ارشاد اللہ صاحب' مولانا عبدالغفور صاحب' مولانا قائم الدین صاحب اور مولانا قاری خادم حسین صاحب کو بھیجا۔

۸۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ مدرسہ جامعہ غفاریہ سے فارغ تحصیل مولانا عزیز الرحمن صاحب نے دورہ حدیث شریف مذکورہ مدرسہ میں پڑھنے کے بعد جب تنظیم المدراس پاکستان کے زیر نگرانی امتحان دیا تو صوبہ پنجاب کی بنیاد پر پہلا نمبر

(فرسٹ کلاس فرسٹ ڈویژن) حاصل کیا۔ جب کہ مرکزی بنیاد پر دوسرا نمبر (فرسٹ کلاس سیکنڈ پوزیشن) حاصل کیا۔

۹۔ **المرکز القادریہ کراچی۔** حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے خصوصی فرمان سے حضرت سائیں مولانا رفیق احمد صاحب کی رفاقت میں حضرت قبلہ صاجزادہ سجن سائیں مدظلہ اور ان کے ساتھیوں مولانا محمد سعید صاحب ' مولانا عبدالرحیم صاحب ' مولانا غلام مصطفے صاحب' مولانا محمد عاشق صاحب مولانا محمد شفیع صاحب' مولانا محمد سلیمان صاحب نے بالائی کتب کے علاوہ دورہ حدیث شریف بھی مذکورہ مدرسہ میں حضرت علامہ مولانا منتخب الحق صاحب کے پاس پڑھا۔ گو مذکورہ مدرسہ میں پاکستانی طلبہ کے علاوہ بیرونی ممالک افریقہ ' انڈونیشیا' گھانا ' برما اور افغانستان کے بھی کئی طالب علم زیر تعلیم تھے، مگر مدرسہ کے منتظمین اور اساتذہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے بھیجے ہوئے طلبہ کے اخلاق ' تعلیم ' تقوے اور نیکی سے اس قدر متاثر تھے کہ بقول مولانا عبدالرحیم صاحب' دستار بندی کے موقع پر مذکورہ مدرسے کے مہتمم ڈاکٹر علوی صاحب کہنے لگے افسوس کہ آج ہمارے مدرسہ سے بہتر سے بہتر طلبہ رخصت ہو رہے ہیں۔ اس پر شیخ الحدیث مولانا منتخب الحق صاحب نے فرمایا! یہ آپ حضرات کی خوش قسمتی ہے کہ مدرسہ کی ابتداء ان ذہین اور باصلاحیت طلبہ سے ہوئی ہے۔ شیخ الحدیث مولانا منتخب الحق صاحب ایک معمر و مسلم مشہور عالم دین ہیں' حضور کے بھیجے ہوئے طلبہ بالخصوص حضرت قبلہ صاجزادہ مدظلہ سے اس قدر متاثر تھے کہ کراچی میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا! سینکڑوں طلبہ میرے پاس تعلیم حاصل کرتے رہے' لیکن میں اپنے تقریباً" پچاس سالہ تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر یہ کہتے ہوئے فخر و خوشی محسوس کرتا ہوں کہ اتنے عرصہ بعد سہی' مگر میرے پاس ایک طالب علم ایسے بھی پڑھے ہیں جو صحیح معنوں میں صاحب تقوی بزرگ صفت عالم

دین ہیں اور وہ حضرت سوہنا سائیں اللہ آباد شریف والوں کے صاحبزادے مولوی محمد طاہر صاحب ہیں۔ واضح رہے کہ بالائی کتب کے سالانہ امتحان میں پہلی پوزیشن (فرسٹ کلاس ' فرسٹ پوزیشن) بھی حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ ہی نے حاصل کی۔ دوسرے اور تیسرے سال بھی امتحانات میں عموماً" پہلے دو یا تین نمبر حضور کے غلام طلبہ ہی حاصل کرتے رہے۔

۱۰۔ مدرسہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد میں۔ دورہ حدیث شریف مولانا رحمت اللہ صاحب اور محترم مولانا محمد صالح صاحب نے پڑھا۔

۱۱۔ مدرسہ احسن البرکات حیدر آباد۔ میں مولانا محمد رمضان صاحب ' مولانا محمد داؤد صاحب نے دورہ حدیث پڑھا۔ ان دونوں مولوی صاحبان اور مولانا رحمت اللہ صاحب اور مولانا محمد صالح صاحب نے بھی بالائی کتب کی تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی۔

۱۲۔ جامعہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور۔ ۱۳۹۴ھ میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے حضرت قبلہ شیخ التفسیر الحاج مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی خدمت میں دورہ تفسیر کے لئے مولانا غلام حسین صاحب' مولانا محمد سعید صاحب' مولانا نورالحق صاحب' مولانا محمد رفیق صاحب ' مولانا غلام سرور صاحب اور اس عاجز حبیب الرحمن کو بھیجا۔ چونکہ مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ اولیاء اللہ کے سچے پکے خادم ہیں۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے بھیجے ہوئے طلبہ کی نیکی' تقویٰ ' تعلیمی محنت اور ان سے حضور قلبی و روحی فداہ کی دینی خدمات اور فیوض و برکات کا سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ جب میرپور خاص میں جلسہ عام میں شرکت کرنے تشریف لائے اور وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر کمبھار بستی نزد ہنگورنہ میں حضور تشریف فرما ہوئے ہیں تو جلسہ سے فارغ ہوکر دوست و احباب کی ایک بس بھر کر حضور کی خدمت

میں کمبھار بستی تشریف لے گئے، حضور کو بھی پس غائبانہ ان کا تعارف تھا، آپ نے بھی احترام اور از حد محبت سے گلے لگایا اور جلسہ میں خطاب کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد تو استاد موصوف اور بھی زیادہ معتقد بن گئے۔ اور آج تک فقراء سے اس یادگار ملاقات کا تذکرہ فرماتے رہتے ہیں۔

۱۳۔ جامعہ عربیہ بخشیہ نوڈیرو (لاڑکانہ) بہاولپور میں ہونے والے تفسیری دورہ سے حضور خوش ہوئے اور فرمایا اس قسم کے پروگرام ہم بھی اپنے حلقہ احباب میں رکھیں تاکہ طلبہ اور فقراء صحیح معنوں میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر سیکھ سکیں، اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضور کے خلیفہ محترم حاجی محمد عیسیٰ صاحب نے مذکورہ مدرسہ میں دورہ تفسیر القرآن کا اہتمام کیا اور مدرسہ کے مدرس مولانا محمد رمضان صاحب کی معرفت دورہ تفسیر پڑھانے کے لئے شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا سید محمد ہاشم فاضل شمسی (خطیب جامع مسجد و عید گاہ رانی باغ حیدر آباد) تشریف لائے اور رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ میں تفسیر القرآن کا یہ بابرکت دورہ ہوا جس میں شیخ التفسیر مدظلہ کے معاون مولانا الحاج محمد ادریس صاحب تھے اور صوبہ بھر کے تیس سے زائد علماء کرام اور طلباء اس میں شریک ہوئے جن میں حضور کے مریدین کے علاوہ کئی اور علماء کرام بھی شامل تھے۔

۱۴۔ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد چونکہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو قرآن مجید سے محبت کے پیش نظر اس کے ترجمہ و تفسیر اور قرءۃ و تجوید سے بھی خاص انس و الفت تھی اور خود بھی محترم قاری و حافظ استاذ القراء قاری خان محمد صاحب کے پاس مختصر وقت تجوید و قرءۃ سیکھی تھی ، مگر فرماتے تھے کہ چونکہ بچپن کے زمانے میں قرآت سیکھنے کا اتفاق نہ ہوسکا رحمت پور شریف کے زمانے میں قرءۃ سیکھنے کی کوشش تو کافی کی مگر عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے کما حقہ تجوید سے فائدہ حاصل نہ ہوسکا، اسی وجہ سے محض

سات برس کی معصومانہ عمر میں حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ کو قرءۃ سیکھنے کے لئے شیخ القراء حافظ و حاجی و قاری مولانا محمد طفیل نقشبندی کے پاس بھیجا' جن کے ساتھ حضرت سید حاجی عبدالخالق شاہ صاحب' قاری خادم حسین صاحب ' مولانا جلال الدین صاحب' مولانا امام علی صاحب اور مولانا یار محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی قرآت سیکھنے گئے۔

قاری صاحب موصوف فن قرات کے ماہر معمر استاد ہیں' چند سال مدینہ منورہ میں بھی تجدید و قرءۃ کے استاد رہ چکے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کی تعلیم کے دوران ایک مرتبہ سالانہ جلسہ میں شرکت کرنے درگاہ فقیرپور شریف بھی تشریف لائے تھے' صبح کی مجلس میں جب تلاوت فرمائی تو تمام جماعت پر گریہ کی حالت طاری تھی۔ استاد محترم مولانا الحاج کریم بخش صاحب نے تو یہاں تک تاثر کا اظہار فرمایا کہ ان کی تلاوت کے وقت میں یہ سمجھ رہا تھا گویا کہ ابھی ابھی قرآن مجید کا نزول ہو رہا ہے۔ قاری صاحب موصوف کے ساتھ مدرسہ رکن الاسلام کے مدرس محترم علامہ محمد رفیق صاحب بھی تشریف لائے تھے اور خطاب بھی کیا تھا۔ اس کے بعد بھی حضور کی خدمت میں تشریف لاتے رہے۔

واضح ہو کہ مدرسہ رکن الاسلام جامعہ مجددیہ میں مسلسل کئی سال تک حضور کے غلام طلبہ پڑھتے رہے جن کے اعلیٰ اخلاق اور تعلیمی محنت سے مدرسہ کے اساتذہ اور منتظمین بے حد متاثر تھے' یہاں تک کہ مذکورہ مدرسہ کے بانی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ قبلہ مولانا مفتی محمود الوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار دوسرے طلباء کو حضور کے غلاموں کا طرز عمل اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

" اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے دور ضلالت میں اپنے فضل و کرم سے ہمیں ذاکر و شاکر اور تہجد گزار طلبہ عطا کئے ہیں۔"

۱۵۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی اور تجوید القرآن لاہور۔ چونکہ محترم مولانا محمد داؤد صاحب و محترم مولانا قاری خادم حسین صاحب کی آوازیں بھی عمدہ تھیں اور قرآت سیکھنے کا شوق بھی تھا۔ اس لئے آپ نے قاری مولانا محمد داؤد صاحب کو تجوید و قرآت سیکھنے کے لئے مدرسہ امجدیہ کراچی اور محترم قاری خادم حسین صاحب کو تجوید القرآن لاہور بھیجا۔

واضح رہے کہ اس سے پہلے حضور نے یہ کوشش بھی فرمائی تھی کہ تجوید و قرآۃ سیکھنے کے لئے محترم قاری محمد داؤد صاحب کو جامع ازہر مصر بھیجا جائے اور اعلیٰ عربی تعلیم کے لئے مولانا محمد رمضان صاحب کو بھی جامعہ ازہر بھیجا جائے، مگر بعض رکاوٹوں کے پیش نظر آپ کا وہ مدعا پورا نہ ہوسکا اور ان دونوں حضرات کو پاکستان کے معیاری مدارس میں قراۃ سیکھنے کے لئے بھیجا۔

جدید علوم

۱۶۔ المرکز الاسلامی، "اسلامک سینٹر" نارتھ ناظم آباد کراچی ۔ میں عربی، انگریزی تعلیم اور تبلیغی تربیت کے لئے مولانا انوار المصطفیٰ صاحب، مولانا محمد حسن صاحب، مولانا غلام محمد شر صاحب، مولانا نور علی نوری صاحب، مولانا محمد صادق بلوچ صاحب، مولانا محمد صادق نوید صاحب اور شیخ محمد اقبال صاحب کو بھیجا۔ آپ کو پاکستان کا یہ معیاری تعلیمی ادارہ اس لحاظ سے اور بھی زیادہ پسند تھا، کہ اس ادارہ کا قیام ہی اسلامی تبلیغ و اشاعت کی بنیاد پر ہوا تھا اور اس مقصد کے لئے اس ادارہ سے استفادہ کے لئے دنیا بھر کے ممالک سے طلبا آتے ہیں اور یہاں تعلیم بھی صرف عربی یا انگریزی زبان میں ہوتی ہے جس وجہ سے پاکستانی طلبہ کے اندر بھی مختصر وقت میں انگریزی بولنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ حضور کا تبلیغی پروگرام عالمگیر

نوعیت کا تھا۔ اس کے لئے دیگر ممالک کی زبانوں میں مہارت کی ضرورت تھی اسی لئے آپ وقتاً" فوقتاً" مذکورہ مرکز میں طلبہ بھیجتے رہے۔ جن کی نیکی اور محنت کو دیکھ کر مرکز کے مدرسین بھی متاثر ہوئے اور پاکستانی خواہ بیرونی ممالک کے طلبہ بھی قریب ہونے لگے۔ پانچ سالہ کورس پڑھنے کے دوران اکثر امتحانات میں مولانا انوار المصطفےٰ صاحب نے خصوصی پوزیشن حاصل کی۔ اساتذہ اور منتظمین اس قدر متاثر ہوئے کہ مولانا انوار المصطفےٰ صاحب اور مولانا غلام محمد صاحب دونوں کو بطور مدرس مقرر کیا۔ دوران تعلیم جب بھی دربار عالیہ پر حاضر ہوتے عموماً" کوئی نہ کوئی بیرونی ممالک کا ساتھی شامل ہوتا تھا' ساؤتھ ' امریکہ ' گھانا ' جنوبی افریقہ ' اسٹریلیا سوڈان اور افغانستان کے کئی مولوی صاحبان ان کی معرفت دربار عالیہ پر حاضر ہوئے' جن کی وجہ سے حضور درس و وعظ کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور مولانا انوار المصطفےٰ صاحب یا کوئی اور ترجمانی کے فرائض انجام دیتا تھا' یادگار کے طور پر اس عاجز نے اس وقت کا ایک درس ٹیپ ریکارڈر میں محفوظ کر لیا تھا۔

دینی مدارس

حضور کے ذاتی اخراجات یا خلفاء کرام اور فقیروں کی کوششوں سے ویسے تو ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم سمیت مجموعی طور پر سینکڑوں مدارس جاری ہوئے' متحدہ عرب امارات میں بھی اس قسم کے ایک دو مدرسے قائم ہوئے یہاں اختصار سے صرف ان مدارس کے نام اور پتے درج کئے جاتے ہیں جہاں درس نظامی کی تعلیم دی جاتی رہی اورر حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے زمانہ میں قائم ہوئے جبکہ بعد میں کافی اور مدارس بھی قائم ہوئے۔

۱۔ مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو! فی الوقت مرکزی حیثیت اسی مدرسہ کو حاصل ہے۔ دیگر مدارس کے طلبہ بالائی کتب اور دورہ

حدیث کے لئے یہاں داخل ہوتے ہیں۔ یہاں دورہ حدیث سمیت ایک سو کے لگ بھگ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ یہ مدرسہ حضرت صاحب مدظلہ کے براہ راست زیر نگرانی چلتا ہے۔ جس کے جملہ اخراجات بھی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ برداشت کرتے ہیں مدرسہ کے لئے نہ تو سوال و چندہ کیا جاتا ہے نہ ہی گورنمنٹ سے کوئی امداد لی جاتی ہے۔

۲۔ مدرسہ جامعہ غفاریہ درگاہ فقیر پور شریف نزد اسٹیشن رادھن۔ (ضلع دادو)

اس مدرسہ کے جملہ اخراجات بھی حضرت صاحب مدظلہ ہی برداشت کرتے ہیں۔

۳۔ جامعہ عربیہ طاہریہ درگاہ طاہر آباد شریف متصل جار کی تحصیل ٹنڈو والہ یار ضلع حیدر آباد۔ اس مدرسہ کے مہتمم بھی حضرت صاحب مدظلہ ہی ہیں۔

۴۔ جامعہ محمدیہ شاہ پور جہانیاں تحصیل مورو (مہتمم خلیفہ مولانا حاجی محمد ادریس صاحب۔)

۵۔ جامعہ بخشیہ نوڈیرو ضلع لاڑکانہ (مہتمم خلیفہ حاجی محمد عیسیٰ صاحب۔)

۶۔ کنز العلوم بخشیہ نزد بس سٹینڈ دادو (مہتمم مولانا مولوی محمد نواز صاحب)

۷۔ دار الفیوض مہاجر کیمپ (مہتمم حضرت صاحب قبلہ مدظلہ)

۸۔ نور الاسلام بخشیہ مجددیہ نارتھ ناظم آباد کراچی (مہتمم خلیفہ قاری شاہ محمد صاحب)

۹۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اوتھل بلوچستان (مہتمم صوفی عبد العزیز چنہ)

۱۰۔ مدرسہ روح الاسلام جامع مسجد عثمانی موسیٰ گوٹھ کراچی (مہتمم خلیفہ مولانا عبد الغفور صاحب)

۱۱۔ روح القرآن لوہار مسجد ہالا ضلع حیدر آباد (مہتمم خلیفہ حاجی عبد الحکیم

صاحب۔

۱۲۔ دارالعلوم نورانی بخشی شاہ نورانی روڈ بلوچستان (مہتمم مولانا ولی محمد صاحب)

۱۳۔ مدرسہ بخشیہ طاہریہ، صوبھو دیرو ضلع خیرپور میرس (مہتمم خلیفہ حاجی محمد صالح صاحب)

۱۴۔ مدرسہ امانیہ گوٹھ مولوی عبداللہ صاحب (مہتمم مولانا حاجی محمد ہاشم مری صاحب)
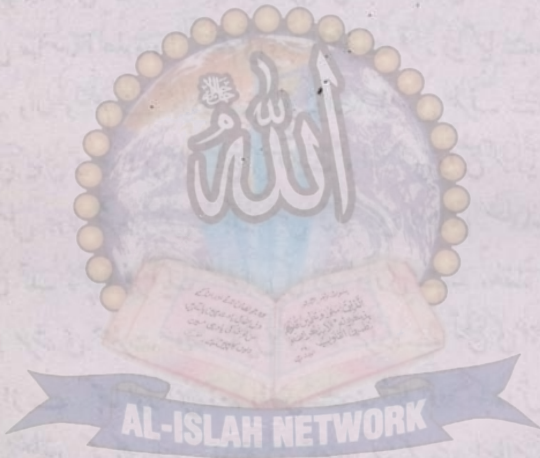
آپ کا محبوب مشغلہ

تبلیغ اسلام

تبلیغ اسلام کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہو سکتی ہے کہ قرآن مجید میں امر بالمعروف (نیکی کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنے) کو ہی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کی وجہ افضلیت قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً (میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو) فرما کر تبلیغ کی اہمیت کو اور بھی واضح کر دیا کہ تبلیغ کے لئے عالم فاضل ہونا شرط نہیں۔ بلکہ جس قدر بھی اسلامی معلومات حاصل ہوں، دوسروں تک پہنچانا ہر ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ بفضلہ تعالیٰ عالم و عامل سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے تبلیغ کی اہمیت و ضرورت کو اسی انداز سے سمجھا اور اس ذمہ داری سے نہ فقط خود سبکدوش ہوئے بلکہ اپنے لاکھوں متعلقین کو بھی اسی راہ حق پر گامزن کر کے دین اسلام کی تبلیغ کی طرف متوجہ کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک دو نہیں ہزاروں ایسے مبلغ تیار کئے جو باقاعدہ عالم فاضل تو نہیں لیکن انہوں نے حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کے حکم سے ضروریات دین کی تعلیم حاصل کی اور اپنی زندگیاں دین اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جن حضرات کو آپ کی صحبت با برکت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل رہی ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کا محبوب مشغلہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہی تھا۔ سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا علالت ہر حال میں امت محمدیہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام کی اصلاح و فلاح کا فکر دامنگیر رہتا تھا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

اس دعوتی کام کی راہ میں کوئی بھی عذر و مجبوری کبھی حائل نہ ہو سکی، مدۃ العمر تبلیغی سفر جاری رکھے۔ آخری چند برسوں میں جسمانی صحت اس قدر گر چکی تھی کہ سفر تو بجائے خود ڈاکٹروں نے آپ کو گھر بیٹھے بھی زیادہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا تھا، لیکن جس کی روح کی غذا ہی دین اسلام کی اشاعت و سرفرازی ہو وہ جسمانی عوارض سے دعوتی کام سے کیسے رک سکتا ہے، آپ ایک ایک فرد سے وعظ و تبلیغ میں گھنٹوں مصروف رہتے تھے، اپنی حیات ظاہری کی آخری نماز عصر کے بعد بھی کافی دیر تک تبلیغی خطوط سنتے رہے۔ بعد ازاں بدین سے آئے ہوئے ایک مرد اور عورت کو ذکر کا طریقہ سمجھایا اور اذان مغرب تک وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ آپ کے بے لوث تبلیغی اصلاحی مشن کی صدائے بازگشت بھی تاریخ اسلام کے اوائلی دور کی نشاندہی کرتی ہے۔

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

بلاشبہ آپ کی زندگی ارشاد رسول صلی اللہ تعالے علیہ والہ وسلم **مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ** (جس راہ پر میں ﷺ اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں) کی عملی تصویر تھی، یوں آپ کے تبلیغی کام کی ابتدا تو طالب علمی کے زمانہ سے گھر اور پڑوس کی سطح سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت و خلافت کے بعد باقاعدگی اور تسلسل سے زندگی تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دی، سندھ کے اکثر اضلاع میں بالخصوص دیہی علاقوں میں بڑی جانفشانی سے تبلیغ کی، نواب شاہ، لاڑکانہ، دادو کے اضلاع میں تھوڑے ہی عرصہ میں کچھ ایسے فراد بھی تیار ہو گئے، جنہوں نے تبلیغی کام میں آپ کا ہر طرح کا ساتھ دیا، آپ اکثر ان اضلاع میں تبلیغ کے لئے جاتے رہے، یہاں تک کہ ۱۳۸۶ھ میں

مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ کی تبلیغ کا دائرہ سندھ کے علاوہ پنجاب، بلوچستان، سرحد، بلکہ بیرون پاکستان تک پھیل گیا۔ اور آپ باری باری تمام صوبوں میں تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ اور مختلف مقامات پر علاقائی سطح کے سینکڑوں مراکز بھی قائم فرمائے، تاہم مرکزی ادارہ کی حیثیت ضلع نوشہروفیروز کے مرکز درگاہ اللہ آباد شریف اور ضلع دادو کے مرکز درگاہ فقیر پور شریف کو حاصل رہی۔ سالانہ جلسے ان ہی دو مقامات پر ہوتے رہے جہاں پاکستان کے علاوہ بڑی تعداد میں بیرونی ممالک سے بھی مریدین تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔

اگرچہ آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ تبلیغی سفروں میں گزرا ہے۔ لیکن ان مختصر اوراق میں نہایت اختصار سے مشت از نمونہ خروار صرف چند ایک تبلیغی دوروں کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

تبلیغ کا حرص اور سادگی

محترم مولانا محمد نواز صاحب نے بتایا کہ دادو شہر سے سات میل کے فاصلہ پر ہماری بستی فقیر محمد صالح بروہی کے نام سے مشہور ہے، وہاں جانے کے لئے اب بھی کچی سڑک ہی اصل راستہ ہے، مگر پہلے تو یہ سڑک بہت زیادہ خستہ حال تھی، جگہ جگہ جھاڑیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ حضور اس دور میں بھی اونٹ پر اور کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر تبلیغ کے لئے ہمارے یہاں تشریف لاتے تھے۔

ایک بار دیگر فقراء کے ہمراہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ گھوڑے پر سوار تھے، جب ایک جھاڑی کے قریب پہنچے جہاں کئی چرواہے مال مویشی چرا رہے تھے۔ جن میں سے ہمارے ایک پڑوسی لڑکے نے آپ کو پہچان لیا، اور سلام کرنے کے لئے قریب آیا۔ عام طور پر ایسے غریب اور سادہ لوح چرواہوں سے کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ خاص کر چلتے راہ جبکہ کئی مرید و خادم بھی ساتھ ہوں اور موسم بھی گرمی کا ہو، آپ نے بڑی فراخدلی سے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا، خیریت دریافت

فرمائی اور وہیں گھوڑے سے نیچے اترے اور زمین پر بیٹھ ہی رہے تھے۔ مگر ہم نے جلدی سے کپڑا بچھا لیا' جس پر آپ بیٹھ گئے۔ اس گنوار لڑکے کو ذکر بتایا۔ ذکر کرنے کا طریقہ سمجھایا۔ والدین کے ادب ' نماز اور دیگر احکام شرعیہ کے متعلق کافی دیر تک سمجھانے کے بعد آگے روانہ ہوئے۔

کاچھو کا تبلیغی دورہ :۔ محترم مولانا امام علی صاحب نے بتایا کہ کاچھے (دریائی آبادی سے دور پہاڑوں کے قریب واقع بارانی علاقہ کو سندھی میں کاچھو کہتے ہیں) کے علاقہ میں چوں کہ زراعت کا دارو مدار بارش کے پانی پر ہوتا ہے' عموماً وہاں کے باسی اندرون سندھ آکر محنت مزدوری کرتے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو درمیانی پورا علاقہ سیلاب کی زد میں آجاتا ہے اور آمدورفت کے تمام راستے مسدود ہوجاتے ہیں۔ اس کے باوجود لوگ جوق در جوق کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچ کر اپنی زمین خود ہی کاشت کرتے ہیں۔

اسی طرح ۱۹۷۶ء میں سخت قسم کا سیلاب آیا تھا اور ان ہی دنوں درگاہ فقیر پور شریف میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا عرس شریف ہوا۔ کھیتی باڑی کی مصروفیات اور آمدورفت کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے چند فقراء کے علاوہ ہمارے علاقہ کے تمام فقراء غیر حاضر رہے۔ آپ نے محترم خلیفہ مولانا فضل احمد صاحب (جو کہ مذکورہ علاقہ سے آئے ہوئے تھے) سے دریافت فرمایا! کیا وجہ ہے تمہارے علاقہ کے پرانے مخلص فقراء بھی اس بابرکت عرس شریف میں شامل نہ ہوئے؟ مولانا صاحب نے ڈرتے ہوئے مؤدبانہ آمدورفت کی سہولت نہ ہونے کا عذر پیش کیا' جس سے آپ مطمئن نہ ہوئے اور دکھ بھرے لہجہ میں فرمایا۔

مولوی صاحب یہ خواہ مخواہ کے عذر ہیں' جو اپنے پیرو مرشد کے عرس میں آکر شامل نہیں ہوتا وہ سچا غفاری نہیں ہے۔

خلیفہ صاحب موصوف حضور کے عتاب سے بڑے شرمسار اور پریشان ہوئے اور دل ہی دل میں حضور کی خوشنودی رضا جوئی کے طریقے سوچتے رہے'

حضور کے مزاج سے تو واقف تھے ہی، آخر ایک تجویز ان کے ذہن میں آئی جو کارگر ثابت ہوئی، وہ یہ کہ حضور کو تبلیغ کے سلسلے میں وہاں لے جایا جائے۔ عرض کی یا حضرت! ہمارا علاقہ پسماندہ ہے، مقامی لوگ عموماً" سندھ کے دوسرے علاقوں میں رہتے ہیں، مگر بارش کی وجہ سے اب سارے وہاں آکر اکھٹے ہوئے ہیں، اگر حضور مہربانی فرما کر وہاں تشریف لے چلیں تو تبلیغی کام بڑا اچھا ہوگا۔ پرانے فقراء کے علاوہ اور بھی کافی لوگ مستفیض ہوں گے وغیرہ، جن لوگوں کو آپ کی صحبت بابرکت میسر ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے بڑھ کر آپ کو دنیا میں کوئی چیز پیاری نہ تھی۔ اس لئے خلیفہ صاحب کی مذکورہ گذارش سے نہ فقط آپ کا غصہ فرو ہوا بلکہ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ (دوستی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور غصہ بھی اسی کے لئے) کے مطابق آپ کا نورانی چہرہ خوشی سے مہک اٹھا اور فرمایا:۔

> ضرور چلیں گے انشاء اللہ تعالیٰ، دوستوں سے مل کر پروگرام طے کرو۔ غرضیکہ پروگرام بنایا گیا، حضور تشریف لے گئے بارش کی وجہ سے جگہ جگہ راستے خراب تھے، بچاؤ بند سے لے کر میلوں تک سیلاب کا پانی پھیلا ہوا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور بھی فقراء کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔

عجیب روح پرور منظر تھا، اعلائے کلمتہ الحق کے لئے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا ایک عالم ربانی و ولی اللہ عاشقان رسول کا ایک مختصر سا قافلہ لے کر فی سبیل اللہ ایک ساتھ بحر و بر کے تبلیغی دورے پر جا رہا تھا، جس سے صحابی رسول حضرت علاء الحضرمی اور ان کے ساتھیوں "رضی اللہ عنہم" کے بحری سفر کی یاد تازہ ہو رہی تھی، ذکر خدا اور عشق رسول ﷺ کی باتیں کرتے ہوئے تقریباً" پانچ چھ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد فقیر علی مراد کی بستی پہنچے۔ اس تبلیغی دورے کا پہلا پروگرام اس بستی میں رکھا گیا تھا، یہ بستی کیا تھی سر اور

لکڑیوں سے بنی ہوئی چند جھونپڑیاں تھیں اور بس، حضور کے لئے ایک چھوٹا سا شامیانہ کہیں سے لے آئے تھے، بظاہر صورت حال ایسی تھی کہ چالیس پچاس افراد کا اس جگہ آکر شامل جلسہ ہونا بھی غنیمت تھا، مگر نہ معلوم کہاں کہاں سے جوق در جوق پیدل اور سواریوں پر آنے والوں کا تانتا بندھ گیا، شام گئے تک سینکڑوں افراد کا عظیم الشان مجمع ہوگیا، آپ کے ساتھ خلفاء کرام و علماء کرام بھی تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بھی وعظ نصیحتیں کیں، جب حضور وعظ فرمانے سپیکر پر تشریف لائے تو اللہ اللہ کی صدا بہار صداؤں سے فضاء گونج اٹھی، جیسا کہ فقراء کا معمول ہے کہ حضور کو دیکھتے ہی ذکر الٰہی میں محو ہوجاتے ہیں اور یہی ولی کامل کی نشانی ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اِذَا رُءُوۡا ذُکِرَ اللّٰہُ (حدیث) ترجمہ:۔ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے۔

آپ نے دوران خطاب ارشاد فرمایا:۔ آپ سیلاب کی وجہ سے دربار پر نہیں آئے تھے، یہ کوئی عذر نہیں تھا بلکہ نفس و شیطان کا دھوکہ تھا، ہمارا کشتیوں کے ذریعے یہاں آجانا اس کا ثبوت ہے کہ تمہارا یہ عذر غیر معقول تھا۔ کیا تم لوگوں نے سیلاب کی وجہ سے لاڑکانہ اور دیگر شہروں میں آنا جانا چھوڑ دیا ہے؟ اگر دنیاوی کاموں کے لئے اور کہیں جاسکتے تھے تو نیکی اور دین کے حصول کی خاطر دربار میں آنا چاہیے تھا وغیرہ۔

سفید سانپ یا جن:۔ مولانا امام علی صاحب نے بتایا کہ مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تھا، میں حضور کے خیمے سے کسی کام کے لئے باہر نکلا تھا، اچانک سفید رنگ کا ایک سانپ حضور کے خیمے کی طرف آتے ہوئے نظر آیا قریب ہی محترم مولانا حکیم محمد عظیم صاحب رہڑو شریف والے کھڑے تھے میں نے ان کو لاٹھی لے آنے کا کہا اور واپس خیمے میں داخل ہوا، جہاں حضور اکیلے تشریف فرما تھے، اتنے میں سانپ بھی خیمے میں داخل ہوا اور نہ معلوم کس طرح آنکھوں سے اوجھل ہوگیا، حضور نے مجھے فرمایا، یہ سانپ نہیں تھا کوئی اور چیز تھی۔ مزید

وضاحت فرمائی' اور نہ مجھ میں اتنی ہمت کہ پوچھ لیتا کہ حضور کیا چیز تھی نہ تو میں نے تو یہی سمجھا کہ یہ کوئی صالح جن تھا جو حضور کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ مگر حضور اس کا اظہار فرمانا نہیں چاہتے۔

واضح ہو کہ حدیث شریف میں جنوں کا سانپ کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ثابت ہے۔ (مدارج النبوۃ صہ ۴۳۱ جلد دوم)

اسی طرح صالح جنوں کا امتہ محمدیہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام کے اولیاء کاملین کی خدمت میں آنا سینکڑوں واقعات و مشاہدات سے ثابت ہے۔

غیبی دیرو کا پروگرام :۔ دوسرے دن چانڈیو قوم کے سردار اور رکن قومی اسمبلی نواب سلطان احمد خان چانڈیو کے گاؤں غیبی دیرو میں جانے کا پروگرام تھا۔ صبح کو نواب مذکور کا فرزند محترم محمد خان حضور کو لے جانے کے لئے جیپ لے کر حاضر ہوا' فقیر نوکر الدین کا گھر غیبی دیرو کے راستے میں واقع ہے۔ (فقیر نوکر الدین ایک انتہائی مسکین' ان پڑھ اور ٹھیٹھ دیہاتی آدمی ہے) مگر مخلص' صاف گو' بے طمع اور کمال درجہ کا مخلص انسان ہے۔ ہروقت تبلیغ کرتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سیدھی سادی زبان میں اتنی تاثیر رکھی ہے کہ اس کے وعظ سے اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر تھوڑی دیر کے لئے اپنے غریب خانہ پر رکنے کے لئے عرض کی' حضور نے بخوشی اس کی دعوت قبول فرمائی' حضور کی ویسے بھی یہ عادت مبارکہ تھی کہ امیر کی بہ نسبت مخلص غریبوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور ہر موقعہ پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ فقیر کی خواہش کے مطابق کوئی آدھ گھنٹہ اس کے یہاں ٹھہرے' اس دوران وہ کئی نئے آدمیوں کو لے آیا' جن کو حضور نے نصیحت فرمائی' ذکر کی تلقین کی' غیبی دیرو اچھی خاصی بڑی بستی ہے' جہاں کے لوگ کافی تعداد میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے جماعت میں داخل ہیں۔ غیبی دیرو کے فقراء نے آپ کا والہانہ استقبال کیا' بڑی تعداد میں لوگ جلسے میں شامل

ہوئے اور آخر تک بڑی محبت سے علماء کرام اور حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ کے مواعظ حسنہ سے مستفیض ہوتے رہے۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے قلبی ذکر کا وظیفہ بھی سیکھا۔

کرامت :۔ اس سال سرسوں کی فصل میں کیڑے کی بیماری پریشانی کی حد تک پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ آدمی دعا کے لئے حضور کی خدمت میں پہنچے' آپ نے ریت لانے کا حکم فرمایا۔ کاشتکار بڑی مقدار میں ریت کی گٹھڑیاں باندھ کر لائے۔ جن پر آپ نے دم کیا' اور فصل پر چھڑکنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی بارگاہ الٰہی میں اس آفت سے محفوظ رہنے کی دعا بھی فرمائی۔ بفضلہ تعالیٰ جن لوگوں نے بھی آپ سے ریت دم کروا کر اپنی فصلوں پر ڈالی ان کی فصلوں میں کیڑے کا نام و نشان تک نہ رہا اور ان کی فصلیں سو فیصد محفوظ و سلامت رہیں' آج بھی جاگیر کے سینکڑوں باشندے آپ کی اس کرامت کے ظہور کے گواہ موجود ہیں۔

واضح ہو کہ صوبہ سندھ میں چانڈیو قبیلہ بڑا سرکش اور طاقتور قبیلہ ہے مگر حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی مخلصانہ محنت اور تبلیغی جدوجہد سے غیبی دیرو' اس کے قرب و جوار اور دوسرے اضلاع کے ہزاروں چانڈیو قبیلہ کے افراد خائف خدا' متقی و پرہیزگار بن گئے ہیں' آج ان میں سے کئی مستند عالم دین اور مبلغ اسلام بھی ہیں۔

(حضرت مولانا فقیر امام علی چانڈیو)

جاگیر کا تبلیغی دورہ :۔ ۱۹۶۵ء میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے ملک گیر سطح پر جماعت کا جو اجمالی دورہ فرمایا تھا' اس دورے میں آپ چند خلفاء کرام کے ہمراہ بڈھانی جاگیر (کاچھو کی ایک بستی) میں بھی تشریف لے گئے تھے' بڈھانی بستی میں کچھ لوگ فقراء کے سخت مخالف تھے' مگر آپ کے تنقید و مخالفت' اتار چڑھاؤ سے پاک محض امرونہی پر مشتمل فکر انگیز

خطاب، باطنی تصرف اور چند ایک عجیب کرامات کے ظہور سے لوگوں کے قلوب از خود آپ کی طرف اس طرح جھکے کہ بیگانے بھی اپنے معلوم ہونے لگے۔ پوری بستی میں شاید ہی کوئی ہو جو بیعت ہونے سے رہ گیا ہو، الحمدللہ آج بھی وہاں آپ کے مریدین کی بڑی تعداد موجود ہے۔

کرامت :۔ عشاء کی نماز سے پہلے ہی وعظ و نصیحت اور حمد و نعت کا سلسلہ شروع ہوا، کئی فقراء بے اختیار جذب و وجد کی حالت میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے، کوئی بے ساختہ بھاگ رہا تھا، کوئی کہیں گر رہا تھا، اللہ اللہ کے پرسوز نعرے فضا میں گونج کر محفل کی رونق کو دوبالا کررہے تھے کہ کسی مجذوب کے گرنے سے مشہور و معروف ڈاکو بنام محمد قادو چانڈیو کی پگڑی گر پڑی، جس سے وہ برہم ہوگیا، فقراء نے بڑی نرمی سے سمجھایا کہ یہ مجذوب تھا، غیراختیاری اور غیرارادی اس فعل سے اتنا برہم ہونا درست نہیں۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا، اور عامیانہ بلوچی نظریہ کے مطابق اسے ناقابل معافی بڑا جرم سمجھتے ہوئے رائفل لے کر لڑنے کے لئے تیار ہوگیا۔ دفاعی طور پر فقراء بھی رائفلیں اور بندوقیں لے کر آن پہنچے، اتنے میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ، نماز عشاء کے لئے تشریف لے آئے، جیسے ہی آپ کے چہرۂ انور پر ڈاکو کی نظر پڑی تو اس کی حالت دگرگوں ہوگئی، اور اس کو اتنا سخت جذبہ ہوگیا کہ رائفل ہاتھ سے چھوٹ گئی، پگڑی گر گئی اور دوسرے مجذوبوں کی طرح اللہ اللہ کا ورد کرتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتا پھر رہا تھا۔ کیا ہی سہانی رات تھی وہ کہ مشائخ طریقت کے توسل سے فیوض و برکات کا نزول، سکینۃ و طمانیت کی عجیب کیفیت تھی کہ جو شخص بھی حضور کو دیکھتا جذب و مستی میں سرشار ہوجاتا، فقراء کے جذب و مستی کی یہ حالت نماز عشاء کے بعد بھی کافی دیر تک جاری رہی۔

تواضع اور انکساری :۔ جلسہ گاہ سے کچھ فاصلہ پر کھلے میدان میں آپ کے لئے

بستر بچھایا گیا تھا' نماز عشاء کے بعد جب آپ وہاں تشریف لے گئے' ایک ہنس مکھ فقیر نے خوش طبعی کرتے ہوئے کہا:۔ ''حضور اوروں کی نیند خراب کر کے خود آرام کرنے تشریف لائے ہیں۔'' آپ نے سن کر انتہائی انکساری سے فرمایا:۔ ''یہ میرا کمال نہیں ہے' یہ میرے پیرومرشد حضرت رحمت پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیض و کمال ہے کہ ایسے سرکش لوگ بھی ذکر خدا میں محو ہو کر مدہوش ہوگئے ہیں۔

کاچھو' ضلع دادو کا تبلیغی دورہ

کاچھو ضلع دادو کا بارانی رقبہ بڑا وسیع و زرخیز ہونے کے باوجود دریائی پانی نہ ہونے کی وجہ سے بڑی حد تک پسماندہ' غریب اور ناخواندہ افراد پر مشتمل ہے۔ اس بارانی علاقے میں بھی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ' بارہا تشریف لے گئے تھے۔ ایک مرتبہ حاجی جان محمد صاحب کھو نہارو اور محترم خلیفہ مولانا عبدالسلام صاحب نے ایک ساتھ تبلیغی دورے کے لئے عرض کی' آپ نے خوشی سے ان کی دعوت منظور فرمائی' پہلے حاجی جان محمد صاحب کے ہاں پروگرام رکھا گیا تھا' اس کے بعد حاجی عبدالسلام صاحب کے ہاں جانا تھا۔

چونکہ یہ علاقہ بارانی تھا اور مسلسل کئی سال سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سخت قحط سالی میں مبتلا تھے' حضور جیسے ہی جان محمد صاحب کی بستی میں پہنچے' ہر طرف سے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا' کچھ تو محض حضور کی زیارت اور وعظ و نصیحت سننے کے لئے حاضر ہوئے' کئی بیچارے بارش کے لئے دعا کرانے کے لئے آئے تھے' اور یہ بھی از روئے شریعت و طریقت جائز ہے کہ کسی مشکل کے وقت صالحین سے دعا کرائی جائے۔ خاص کر جب کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔ وَ بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِهِمْ تُرْزَقُوْنَ۔ ترجمہ:۔ ان صالحین کے طفیل

تمہارے لئے بارشیں برستی ہیں اور ان کے صدقے تمہیں رزق ملتا ہے۔

بارش اور کرامت:۔ مذکورہ بستی کے مرد صالح فقیر گل شیر صاحب نے بتایا کہ حضور کی موجودگی اور دعا کی برکت سے اتنی بارش ہوئی کہ پورے علاقے کی زمین سیراب ہوگئی۔ یہاں تک کہ پانی کے دباؤ کی وجہ سے میری زمین سمیت کئی آدمیوں کی زمینوں کے بند ٹوٹ گئے اور پانی بہہ کر ضائع ہوگیا۔ حضور کے واپس تشریف لے جانے کے بعد میں اور فقیر در محمد دونوں دعا کرانے کے لئے دربار فقیر پور شریف گئے، صورت حال بیان کر کے دعا کی درخواست کی، حضور نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

گوٹھ پہنچ کر میں نے اپنی زمین کا بند مضبوط ہی کیا تھا کہ پہاڑوں پر بارش برسی ہوئی تھی جس کا پانی ندی کے ذریعے اتر آیا اور میری زمین سیراب ہوگئی، جب کہ فقیر در محمد نے پہلے ہی بند مضبوط کرلیا تھا، ابھی وہ واپس گھر پہنچا ہی تھا کہ اس کی زمین بھی پانی سے بھر گئی، خدانخواستہ اگر ہمارے علاقے میں بارش برستی تو جن کی زمینیں پہلے سیراب ہوچکی تھیں انکا نقصان ہوتا، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے بھی شامل حال رہا، اور ہماری زمینیں بھی بھر گئیں اور اچھی خاصی پیداوار ہوئی، اور دوسروں کی بھی بہتر پیداوار ہوئی۔

تبلیغ کا شوق اور وعدہ وفائی

حاجی جان محمد صاحب کی بستی میں دو رات کا پروگرام تھا۔ اس کے بعد محترم خلیفہ حاجی عبدالسلام صاحب کے ہاں دعوت تھی، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، سخت بارش برسی، بڑے بڑے بند سیلاب کا منظر بنے ہوئے تھے۔ آمدورفت کے راستے پانی کی زد میں آچکے تھے۔ مولانا مفتی عبدالرحمان صاحب نے حضور سے عرض کی کہ خلیفہ مولوی عبدالسلام صاحب کی بستی چونکہ کافی فاصلہ پر دور ہے،

سخت بارش کی وجہ سے راستے خراب ہوچکے ہیں اور گاڑی بھی نہیں چل سکتی اس لئے اگر حضور اجازت دیں تو ہم حاجی صاحب کا پروگرام فی الحال ملتوی کر دیں، موسم خوشگوار ہونے کے بعد ان کے ہاں پروگرام رکھیں گے۔ حضور نے سنتے ہی فرمایا :۔ مولوی صاحب،ہم نے ان سے وعدہ کرلیا ہے، دین کی تبلیغ کا کام ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے کہ لوگ ہماری وجہ سے جمع ہوں اور ہم یہاں سے ہی جلسہ ملتوی کرکے واپس چلے جائیں، اس لئے کچھ بھی ہو ہمیں پروگرام کے مطابق ضرور چلنا چاہیے، چنانچہ سواری کے لئے اونٹ لائے گئے، خلفاء و فقراء سمیت حضور حاجی صاحب موصوف کی بستی گئے، جہاں سخت بارش کے باوجود لوگ ہر طرف سے جوق در جوق اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار اور پیدل آرہے تھے۔ جلسہ شروع ہونے تک سینکڑوں لوگ آچکے تھے، لوگوں کے خلوص و محبت اور مثالی تبلیغی کام سے حضور بہت خوش ہوئے۔ (حاجی عبدالسلام صاحب)

کراچی کا تبلیغی دورہ

کراچی شہر اور گردونواح میں حضور کے خلفاء کرام اور علماء حضرات بڑی تعداد میں قیام پذیر ہیں اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے اس قدر کوشاں ہیں کہ علاقائی سطح پر روزانہ ایک سے چھ یا سات جلسے منعقد ہوتے ہیں، جابجا صبح و شام ذکر کا حلقہ ہوتا ہے۔ آپ کے حکم سے ہر اسلامی ماہ کے پہلے جمعہ کو مرکز روحانی مہاجر کیمپ ساڑھے چار نمبر میں پابندی سے جلسہ عام ہوتا ہے، جس میں شہر بھر سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ کراچی کے مبلغ حضرات کی دعوت پر ہر سال ایک دو بار حضور کراچی میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ عاجز سیہ کار بھی بارہا حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے ہمراہ کراچی گیا تھا اور ہر بار پہلے سے کہیں زیادہ تبلیغی فائدہ نظر آیا۔ ان پروگراموں کی طویل فہرست میں سے مشت از نمونہ خروار شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ کے چھ روزہ تبلیغی دورے کا احوال ذکر کیا جاتا ہے۔

مورخہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ اول وقت میں نماز فجر باجماعت پڑھ کر طاہر آباد شریف سے روانہ ہو کر ٹنڈو اللہ یار سے مہران ایکسپریس کے ذریعے کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کے ہمراہ صرف تین چار خادم تھے، جیسے ہی ٹرین حیدر آباد اسٹیشن پر رکی، تو بڑی تعداد میں فقراء اور روحانی طلبہ جماعت کے نوجوان قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے، جو کہ پروگرام معلوم ہونے پر استقبال اور ملاقات کے لئے پہلے سے اسٹیشن پر انتظار کررہے تھے، اپنے ساتھ کئی نئے افراد کو بھی لے آئے تھے۔ حضور کو پھولوں کے ہار پہنائے، نئے افراد کی ملاقات کرائی۔ حضور نے وقت کی مطابقت سے مختصر نصیحت بھی فرمائی۔

پروگرام کے مطابق اسٹیشن سے سیدھے کھنڈو گوٹھ کراچی تشریف لے گئے، سوموار ۲۱ شعبان کی رات یہیں قیام فرمایا۔ ملاقات کے لئے جوق در جوق فقراء آتے رہے۔ جلسے کا پروگرام دوسرے دن نورانی مسجد صالح محمد گوٹھ ہارون آباد میں تھا۔ ہارون آباد پہنچنے کے بعد جوق در جوق نئے اور پرانے احباب تشریف لاتے رہے، یہاں تک کہ مسجد کھچا کھچ بھر گئی، معمول کے مطابق جلسہ عصر سے شروع ہوا، حسب دستور حضور نماز مغرب پڑھ کر قیام گاہ پر تشریف لے گئے، قدرت الہٰی، اس قدر سخت بارش شروع ہوئی، کہ عشاء کے بعد بھی کافی دیر تک جاری رہی۔ جس کی وجہ سے سامعین از خود مسجد میں بیٹھے رہے، انتظامیہ نے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تقریر کے لئے مولانا مشتاق احمد صاحب کو کھڑا کر دیا۔ کوئی ڈیڑھ دو گھنٹہ تک ان کا خطاب بھی جاری رہا۔ اس کے بعد مجلس برخواست ہوئی دور فاصلہ کے فقراء رات یہیں ٹھہر گئے، صبح کو مراقبہ اور مختصر نصیحت کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا۔ اسی دن کراچی سے کوئی ۳۰ میل کے فاصلہ پر گڈاپ سے آگے محترم خلیفہ مولانا حاجی محمد آدم صاحب کے یہاں جلسہ رکھا ہوا تھا، سواری کے لئے ویگن لے آئے تھے۔ گڈاپ سے آگے کچی سڑک پر کئی جگہ بارش کا پانی جمع تھا، دو جگہ تو ویگن کیچڑ میں جام ہوگئی، دھکیل کر اسے نکالنا پڑا۔

بہر حال اس قدر بارش اور راستے خراب ہونے کے باوجود توقع سے بڑھ کر چاروں طرف سے پیدل اور گھوڑوں اونٹوں پر سوار ہو کر آدمی آتے رہے۔ مرد ہی نہیں، گرد و نواح سے ایک سو سے زائد خواتین بھی جلسہ میں شرکت کے لئے آئی تھیں۔ شہری لوگوں سے کئی گنا زیادہ محبت و اخلاص ان لوگوں میں دکھائی دے رہا تھا، حضور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج کل فوجی حکومت ہے ہر معاملہ میں لوگ ان سے ڈرتے ہیں کیا اپنے خالق و مالک رب العزت کا بھی کچھ خوف دل میں ہے اس کے یہاں حاضر ہونے کی فکر ہے، اگر کچھ فکر ہے تو اعمال صالحہ کی طرف رغبت بھی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو خداوند تعالیٰ کا ذکر بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرتے رہو، از خود احکام الٰہی کی تعمیل کا شوق پیدا ہو گا۔ چند ہی دن بعد رمضان المبارک آرہا ہے، اس بابرکت مہمان کے استقبال کی تیاری کرو، جن پر روزے فرض ہیں پابندی سے روزے رکھیں، اپنی زندگی اس طرح بسر کریں جس طرح ماسلف بزرگان دین نے اپنی زندگیاں بسر کی ہیں۔ الخ

سادگی:۔ چونکہ مذکورہ بستی میں جمعرات اور جمعہ دو رات جلسے کا پروگرام تھا، اور جمعرات کے دن معائنہ کرانے کے لئے حضور کو کراچی جانا تھا، صاحب دعوت حضرات کے پاس موٹر سائیکل اور گدھے گاڑی کے سوا کوئی سواری نہیں تھی۔ بہر حال حضور بخوشی گدھے گاڑی پر سوار ہو کر سڑک پر پہنچے۔ نیز جاتے وقت فرمایا، انشاء اللہ تعالیٰ شام کو پھر یہ عاجز آجائے گا۔ آخر حسب وعدہ آپ شام کو تشریف لے آئے دوسرے دن بھی کوئی ساٹھ ستر نئے افراد ذکر سیکھنے کے لئے آئے، آپ نے ان کو ذکر کا وظیفہ سمجھایا اور نصیحت فرمائی، اور ذکر اللہ کی فضیلت و اہمیت بتا کر احساس دلاتے ہوئے فرمایا۔ اپنی تعریف کرنا گناہ ہے، یہ عاجز اپنے آپ کو بزرگ سمجھ کر نہیں بلکہ حقیقت حال اور آپ کے فائدے کے لئے عرض کرتا ہے کہ کل ہم جس ویگن پر آئے کئی جگہ پر پھنس کر رہ گئی، اگر ہم نہ آتا

چاہتے تو بارش کا عذر معقول اور کافی تھا۔ مگر آپ حضرات کی ملاقات اور دین کی تبلیغ کے پیش نظر ہم چلے آئے۔ آپ سے کچھ لینا بھی نہیں ہے' پھر مجبوراً" علاج کے سلسلے میں کراچی جانا تھا تو گدھے گاڑی پر ہی یہ عاجز چلا گیا' کیا دوسرے پیر صاحبان اسی طرح آتے ہیں۔ لہٰذا جب ہم اس قدر تکلیف برداشت کر کے آپ کے پاس آئے ہیں تو تمہیں بھی چاہیے کہ ہمارے پاس آیا کریں' اور ذکر اللہ پر مداومت کریں۔ تمام حاضرین نے بیک آواز لبیک کہا' صبح کو پردہ میں مستورات کو خطاب فرمایا اور ذکر کا وظیفہ سمجھایا۔ بستی والوں کے کہنے کے مطابق صبح کو تین سو کے قریب عورتیں قرب و جوار سے وعظ سننے کے لئے آئی تھیں۔

جمعرات کے دن میمن گوٹھ کا پروگرام تھا' صاحب دعوت حضرات حضور اور جماعت کی سواری کے لئے ٹرک لے آئے تھے' کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کا یہ سفر نعت' منقبت پڑھتے طے ہوا۔

ساتھیوں کا خیال :۔ چونکہ میمن گوٹھ کے لوگ نئے تھے' حضور کے ساتھ آنے والے احباب کے لئے بروقت کھانے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا' جب کہ حضور کے خادم خاص محترم مولوی خدا بخش صاحب حضور کے لئے مولانا محمد آدم صاحب کے یہاں سے سبزی وغیرہ لے آئے تھے' جب حضور کے لئے کھانا تیار ہوا مولانا خدا بخش صاحب سے فرمایا پتہ کرو ہمارے ساتھیوں کے لئے کھانا آیا ہے کہ نہیں؟ جب بتایا گیا' حضور ابھی ان کے لئے کھانا نہیں آیا' تو فرمایا یہ مروت کے خلاف ہے کہ میں ان سے پہلے کھانا کھالوں' جب ان کے لئے کھانا آئے گا' تو میں بھی کھالوں گا' کوئی بات نہیں۔

الحمد للہ میمن گوٹھ میں بھی بہتر تبلیغی کام ہوا' کافی نئے آدمی طریقہ عالیہ میں داخل ہوئے' حضور نے ان کو ذکر کا وظیفہ سمجھایا اور نصیحت کی' رات کو بھی جلسہ رہا۔ جمعہ کی نماز کے لئے پروگرام کے تحت حضور مرکز روحانی مہاجر کیمپ تشریف لے گئے۔ شام کو جیجاں ہال بہار کالونی میں جلسہ رکھا ہوا تھا' جیجاں ہال

میں پہلی ہی بار حضور کا جلسہ رکھا گیا تھا' صاحب دعوت حضرات سمیت سبھی نئے آدمی تھے۔ حضور کے وعظ، ذکر قلبی کی برکت سے گردونواح کے کافی افراد پکے فقیر بن گئے' اس کے بعد بھی وہاں حضور کے جلسے ہوتے رہے رات جیجاں ہال قیام کے بعد حضور واپس طاہر آباد تشریف لے گئے۔

کندھ کوٹ کا سفر:۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ مقامی فقراء کی دعوت پر دوبار کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد میں تشریف لے گئے تھے' الحمدللہ آپ کے جانے کی برکت سے کافی تبلیغی فائدہ ہوا۔ جس کا تفصیلی احوال مذکورہ علاقہ کے خلیفہ صاحب محترم مولانا مولوی امام علی صاحب نے یوں بیان فرمایا! پہلی بار حضور مسلسل تین راتیں محترم محمد رمضان صاحب سبزوئی بلوچ کے یہاں قیام فرما رہے' روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں نئے نئے آدمی حضور کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ جماعت اسلامی کے ایک سرگرم کارکن حضور کی پرنور شخصیت جماعت اور حضور کا حسن اخلاق' اتباع سنت کی تعلیم و ترویج دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ مسلسل تینوں دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔

دوسری بار محترم حاجی محمد ابراہیم ملک صاحب کی دعوت پر کندھ کوٹ تشریف لے گئے تھے' جب کہ انہوں نے کئی لاکھ روپے کی لاگت سے ایک مکان تعمیر کرایا تھا اور یہ نذر مانی تھی کہ جب تک میرے پیرومرشد اپنے خاندان سمیت اس مکان پر تشریف فرما نہ ہوں گے' میں اس میں سکونت اختیار نہ کروں گا' حاجی صاحب موصوف نے عظیم الشان جلسہ کا پروگرام بنایا۔ الحاج مولانا محمد ادریس صاحب' مولانا جان محمد صاحب' مولانا محمد اسلم صاحب اور دیگر جماعت کے علماء کرام کو بھی مدعو کیا' اور حضور سے پروگرام لے کر تاریخ کا اعلان کیا۔

حضور کو گیارہویں شریف کے سلسلے میں فقیرپور تشریف جانا تھا' اس لئے حاجی صاحب کو شعبان ۱۴۰۳ھ کی گیارہویں شریف سے پہلے شعبان کی تین راتوں ۴'۵'۶ کا پروگرام عنایت فرمایا۔ جیکب آباد کشمور کے علاقوں سے جماعت حاضر

ہوئی، حاجی صاحب کی کوشش سے کندھ کوٹ شہر کے بھی سینکڑوں نئے آدمی جلسہ میں شامل ہوئے، حاجی صاحب نے پر تکلف انتظامات کئے تھے، جبکہ حضور ذاتی طور پر سادگی پسند تھے، غیر ضروری تکلفات کبھی پسند نہ کئے۔ اس لئے صاحب دعوت حضرات کو فرمایا، اتنے تکلف کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اگر اسی قسم کے تکلفات کرو گے تو آئندہ یہ عاجز آپ کے یہاں نہیں آئے گا۔ بہرحال مسلسل تین رات جلسے ہوتے رہے اور روزانہ نئے نئے افراد طریقہ عالیہ میں داخل ہوتے رہے۔

صاحبزادہ صاحب ذکر بتائیں :۔ چونکہ شہر کے کاروباری لوگ عشاء تک آتے رہے اور حضور نماز عشاء کے بعد زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتے تھے، اس لئے اس عاجز (مولینا امام علی صاحب) کو بلا کر فرمایا، اگر نماز عشاء کے بعد لوگ ذکر سیکھنا چاہیں تو مولوی محمد طاہر صاحب کو کہیں کہ وہ ذکر سمجھائیں۔

کرامت :۔ کندھ کوٹ شہر سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر رئیس خیر محمد خان سہریانی کی بستی ہے، جہاں سے رئیس عبدالوحید حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا حضرت ہمارا آپس میں قومی جھگڑا ہے ہر وقت جانی و مالی نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔ صلح مصالحت کے لئے بارہا کوششیں کی ہیں، مگر ہر بار ناکام ہوئے ہیں۔ براہ کرم ایک آدھ گھنٹہ کے لئے حضور ہمارے غریبخانہ پر تشریف لے چلیں، ہوسکتا ہے۔ حضور کی تشریف آوری اور دعا کی برکت سے ہماری جان اس مصیبت سے آزاد ہو۔ بہرحال اس کی پریشانی اور اصرار کی بنا پر حضور تشریف لے گئے، جاتے ہوئے راستے کے کنارے دیہاتی مزارعین کو چاول بوتے ہوئے دیکھ کر فرمایا! دیکھو یہ جسمانی خوراک کے لئے کس قدر تکلیف برداشت کرتے ہیں، اور یہ جائز محنت کرنی بھی چاہیے لیکن مومن کے روح کی غذا ذکر اللہ اور عشق رسول ﷺ ہیں، چاہیے کہ ظاہری جسمانی غذا سے بڑھ کر باطنی قلبی غذا کی

فراہمی کی کوشش کی جائے۔ حضور کے استقبال اور زیارت کے لئے کافی تعداد میں بلوچ صاحبان منتظر کھڑے تھے، گو وقت بہت ہی کم تھا، تاہم حضور نے ان کو نصیحت کی، استغفار اور رجوع الی اللہ کی تلقین کی، اور دعا فرما کر واپس تشریف لائے۔ حضور کی تشریف آوری اور دعا کے چند ہی دن بعد سہریانی حضرات کی باہمی مصالحت ہوگئی، جو مخالف فریق دو لاکھ روپے جرمانہ لے کر بھی صلح کے لئے آمادہ نہ تھے صرف چالیس ہزار روپے جرمانہ لے کر بخوشی مصالحت کی۔ بقول رئیس صاحب حضور کی دعا کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس قدر مہربانی فرمائی کہ ایک طرف صلح ہوگئی، جس کے بظاہر امکان کم تھے۔ اور دوسری طرف جرمانہ بھی معمولی دینا پڑا۔ (از مولانا امام علی صاحب)

سفر کا سامان :۔ سفر میں آپ کپڑوں کے چند جوڑے تہمبند کے لئے چادر وضو کے لئے لوٹا، مسواک، سرمہ، کنگھی، شیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے بھی دوران سفر آخر الذکر چار اشیاء کا ساتھ رکھنا درج ذیل حدیث شریف سے ثابت ہے۔ **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ حَمَلَ السِّوَاكَ وَالْمُشْطَ وَالْمُكْحُلَةَ وَالْمِرْآةَ** صفہ ۱۱۳ مرقات :

چونکہ دوران سفر بھی کسی سے کھانا مانگ کر کھانا آپ کے مزاج و مذاق کے خلاف تھا۔ جس سے فقراء و خلفاء کرام کو بھی منع فرماتے تھے، اور خالی ہاتھوں سفر میں نکلنا بعض اوقات پریشانی کا سبب بن سکتا تھا۔ اس لئے اوائلی زمانے میں جب آپ تبلیغی سفر میں نکلتے۔ فقراء کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ، ستو، چنے، سیاہ مرچ اور نمک پیس کر یا میٹھی پکی ہوئی روٹی جو کئی دن تک خراب نہ ہوتی، اپنے ساتھ لے جاتے تھے، حسب ضرورت سیاہ مرچ اور نمک میں پانی ڈال کر ان سے روٹی کھاتے، اسی طرح ضرورت کے وقت گڑ اور ستو پانی میں بھگو کر کھالیتے

صوبہ پنجاب کا تبلیغی دورہ

یوں تو حضور ہر سال کم از کم ایک بار ضرور دس سے بیس دن تک کے لئے پنجاب کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تھے۔ اور پنجاب کے خلفاء کرام سال بھر بڑی جانفشانی سے تبلیغ کا کام کرتے رہتے تھے اس لئے حضور کی آمد کے موقع پر مختلف مقامات پر جلسوں کا اہتمام کیا جاتا تھا اور ہر سال سامعین اور زیارت کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوتا تھا.....!

یہاں پنجاب کے ان دوروں میں سے صرف ایک دورے کے تفصیلی حالات تحریر کئے جاتے ہیں۔ جس میں یہ سیہ کار بھی آپ کے ہم رکاب تھا۔ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ جمعہ کی رات بذریعہ سپر ایکسپریس روہڑی سٹیشن سے روانہ ہونا تھا۔ جمعرات کو ظہر کے وقت سندھ کے تمام اضلاع سے فقراء روہڑی سٹیشن پر جمع ہونا شروع ہوگئے تھے۔ تقریباً" ساڑھے دس بجے میر کارواں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ دربار فقیرپور شریف سے ضلع دادو اور لاڑکانہ کے فقراء کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے' پلیٹ فارم پر نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ محدود ریزرویشن کی وجہ سے نشستوں کی بکنگ بہت کم ہوئی' جب کہ اس تبلیغی و تربیتی پروگرام میں شامل حضرات کی تعداد ستر افراد کے لگ بھگ تھی۔ کراچی اور حیدرآباد سے شامل ہونے والے احباب پروگرام کے مطابق اسی ٹرین پر سوار تھے۔ چونکہ سالار قافلہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی جماعت کے ساتھ تھرڈ کلاس (موجودہ سیکنڈ) میں سفر کررہے تھے۔ اس لئے اکثر فقراء بھی اسی ڈبے میں سوار ہوگئے۔ نتیجتہ" اس ڈبہ میں غیر معمولی رش ہوگیا' نشستیں نہ ہونے کی وجہ سے اکثر فقراء کو نیچے کپڑا بچھا کر گذارہ کرنا پڑا' تاہم اس وقت حضور کی اعلیٰ تربیت و باہمی اخوت و ایثار کا جذبہ قابل دید تھا کہ بلاامتیاز ہر ایک دوسرے کو سیٹ پر بٹھا کر خود نیچے بیٹھنے کی کوشش کررہا تھا' جسے دیکھ کر پہلے سے ٹرین پر سوار شیعہ مسلک کا ایک بڑا ہوشیار فرد از حد متاثر ہوا۔ صبح دس بجکر چالیس منٹ پر

ٹرین جونہی لاہور سٹیشن پر رکی' تو پورا پلیٹ فارم اللہ' اللہ کی پر کیف صداؤں سے گونج اٹھا۔ استقبال کے لئے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ اور فیصل آباد کے خلفاء کرام اور سینکڑوں فقراء موجود و منتظر تھے۔ حضور ٹرین سے اتر کر پلیٹ فارم کی ایک بنچ پر تشریف فرما ہوئے۔ پنجاب کے فقراء نے زیارت کی' مصافحہ کیا' بعض فقراء پر وجد و جذب کی کیفیت طاری ہوگئی' اتنے میں ایک قسم کے اسلامی لباس میں ملبوس باریش نورانی چہروں والوں کی اتنی کثیر تعداد دیکھ کر پلیٹ فارم پر موجود ہزاروں افراد دیکھنے کے لئے جمع ہوگئے' تعارف کے بعد وہ بھی مصافحہ کرنے اور دعا منگوانے شروع ہوگئے' مجمع بڑھتا جارہا تھا کہ خلفاء کرام نے حضور کو تشریف لے چلنے کی گذارش کی' پروگرام کے مطابق یہ روحانی تبلیغی قافلہ پکو مسجد بادامی باغ لاہور پہنچا' حضور کا قیام محترم محمد اشرف بٹ صاحب کے مکان پر تھا' حضور جب نماز جمعہ کے لئے مذکورہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت مسجد کے خطیب حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب تقریر فرما رہے تھے' آپ درمیان میں ایک جگہ پر بیٹھ رہے تھے' کہ مولانا موصوف نے آپ کو دیکھ کر پہلی صف میں تشریف لانے کی باادب اپیل کی۔ مگر آپ معذرت کرتے ہوئے بلاامتیاز وہیں صف میں بیٹھ رہے' مولانا موصوف نے حضور کا مختصر تعارف کرایا' آپ کے تبلیغی اصلاحی مشن کا ذکر کیا۔ نماز جمعہ کے بعد جماعت سے مل کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے بعد آپ قیام گاہ پر تشریف لے گئے' جبکہ مسجد میں کافی دیر تک وعظ و نصیحت ہوتی رہی۔

اگلے دن صبح سویرے بذریعہ ٹرین لاہور سے چک نمبر ۵۶۲ ظفروال ضلع فیصل آباد جانا تھا۔ اس لئے نماز فجر اور مراقبہ کے بعد اکثر جماعت ریلوے سٹیشن کی جانب روانہ ہوگئی' جبکہ آپ بمع چند احباب دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ (عموماً" جب بھی آپ لاہور تشریف لے جاتے تھے تو داتا دربار کے علاوہ تبرکات کی زیارت کرنے شاہی مسجد شریف اور

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم اور آپ کے فرزندان گرامی کے استاد محترم حضرت خواجہ محمد طاہر بندگی رحمتہ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے میانی تشریف لے جاتے تھے) جاتے وقت ساتھیوں سے فرمایا:۔ دربار شریف کی حدود میں میرے پیچھے چل کریا اسی قسم کا کوئی ادب بجا نہ لانا جس سے امتیازی حیثیت معلوم ہو۔ الغرض مسجد شریف کی طرف بیٹھ کر ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا' اس کے بعد پھر ہاتھ اٹھا کر دوبارہ دعا مانگ کر کھڑے ہوگئے' جالی سے مزار اقدس کی زیارت کی' پھر پائنتی کی طرف آکر کھلی ہوئی کھڑکی سے دوبارہ زیارت کی۔ اس کے بعد حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے چلہ کے مقام پر تشریف لے گئے' زیارت کی تعارفی تختی (جس پر حضرت اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چلے کے متعلق مختصر معلومات درج ہے) پر ہاتھ پھیر کر اپنے بدن مبارک پر ہاتھ پھیرے' اس کے بعد ریلوے سٹیشن تشریف لے گئے جہاں جملہ فقراء پہلے ہی منتظر تھے۔ اس ٹرین میں بھی دیگر فقراء کے ہمراہ آپ نے تھرڈ کلاس ہی میں سفر کیا۔

ساتھیوں سے حسن سلوک :۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ معمول تھا کہ اگر ٹرین میں زیادہ رش نہ ہوتا تو بہ سہولت سیٹ پر لیٹ کر سفر فرماتے تھے اور اگر رش ہوتا تو بھی فقراء یہ چاہتے اور عرض بھی کرتے کہ حضور آرام سے تشریف رکھیں' ہمیں کھڑا ہو کر سفر کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی' پھر بھی باوجود عوارض کے ساتھیوں کا کھڑا رہنا آپ کو گوارہ نہ ہوتا تھا' کئی ایک فقیروں کو بلا کر اپنے ساتھ سیٹ پر بٹھاتے تھے۔ اس کے علاوہ کھانے کے لئے جو کچھ پیش کیا جاتا' اگر وہ آپ کا ذاتی ہوتا یا کسی بے تکلف نے دیا ہوتا تو عموماً" وہاں موجود ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیتے یا بچا کر عنایت فرماتے۔

چونکہ اس بار محترم حاجی محمد حسین اور یہ عاجز آپ کے ساتھ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے' اس لئے جب دوران سفر پینے کے لئے سیون اپ کی بوتل پیش کی گئی'

آپ نے بمشکل نصف پی کر بقیہ ہمیں عنایت فرمائی۔ گو بظاہر یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے، مگر ان معمولی باتوں میں اتباع سنت کا لحاظ کرنا غیر معمولی شخصیتوں ہی کا کام ہے۔ ۹۶ کلومیٹر کا فاصلہ طے ہونے پر جب ٹرین سٹیشن ظفروال پر رکی تو دیکھا سخت دھوپ کے باوجود فقراء بڑی تعداد میں اپنے پیرومرشد حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی زیارت کے لئے بیتاب کھڑے ہیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے حضور سے مصافحہ کے لئے نماز ظہر تک انتظار کرنے کا کہا گیا یہ قافلہ اللہ اللہ کا ورد کرتا ہوا چند فرلانگ کے فاصلے پر دربار پیر مٹھا نامی مرکز پر پہنچا، نماز ظہر کے بعد فقراء نے مصافحہ کیا، خلیفہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب اور دیگر مقامی احباب کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ نعت خواں حضرات عشق و مستی کے عالم میں حضور کی تعریف میں نئی نئی منقبتیں پڑھ رہے تھے جن میں ایک منقبت کا عنوان یہ تھا۔

چمن دا آگیا مالی بہاراں مسکرا پیاں

ان کے محبت بھرے اشعار سن کر پنجاب اور سندھ کے فقراء پر وجد و گریہ کی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ کافی دیر بیٹھنے کے بعد حضور قیام گاہ پر تشریف لے گئے، اس مرکز پر دو دن اور دو رات کا پروگرام تھا۔ یہ پورا عرصہ ذکر و فکر وعظ و نصیحت میں گذرا اوقات نماز پر نئے آدمی طریقہ عالیہ میں داخل ہوتے رہے، مئورخہ ۲۴ جمادی الثانی ضلع سیالکوٹ پاک بھارت سرحد پر واقع سٹیشن چک امرو میں جلسہ کا پروگرام تھا۔ چونکہ سفر بہت طویل تھا، اس لئے صبح سویرے نماز فجر پڑھ کر پہلی ٹرین پر لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ لاہور سے ٹرین تبدیل کرکے نارووال، شکر گڑھ، چک امرو جانے والی ٹرین پر سوار ہوئے، اس سفر میں سندھ سے جانے والوں کے علاوہ پنجاب کے بھی کافی فقراء قافلہ میں شامل ہوگئے، جو آخر تک شامل رہے۔ عصر کے وقت ٹرین چک امرو سٹیشن پر پہنچی، جہاں ایک سو سے زائد فقراء حضور کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ گو وہاں کے اکثر لوگ غریب و مسکین ہیں، مگر محبت و خلوص والے ہیں۔ انتظامات بھی بڑی فراخدلی سے

کئے تھے یہاں مقامی فقراء نے ایک بڑی اور شاندار مسجد تعمیر کرائی ہے' جہاں حضور کے پیارے خلیفہ مولانا سردار احمد صاحب بکثرت تبلیغ کے لئے جاتے رہتے ہیں' حضور بھی اس سے پہلے ایک بار وہاں جاچکے تھے اس بار پہلے سے کہیں زیادہ لوگ دور دور سے آئے تھے' جلسہ عصر کی نماز کے بعد شروع ہوا اور رات گئے تک جاری رہا۔ صبح کو مراقبہ وعظ و نصیحت ہوئی۔ حضور نے نئے واردین کو طریقہ عالیہ میں داخل کیا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد بستی سینگیاں کے لئے روانہ ہوئے جہاں ۲۶ جمادی الثانی کی رات جلسہ ہونا تھا۔ یہ جلسہ ایک فوجی افسر کی خواہش پر منعقد کیا گیا' جو پہلے ہی سے طریقہ عالیہ میں داخل تھا۔ جلسہ کے انتظامات بہت اچھے تھے' یہ بستی کافی بڑی تھی جس میں پہلے بھی حضور کے خلیفہ محترم تشریف لاتے رہے اور کافی آدمی ان سے بیعت ہوچکے تھے۔ اس بستی کے علاوہ قریب کی بستیوں سے بھی بڑی تعداد میں مرد اور عورتیں آکر جلسے میں شامل ہوئے۔ جلسہ رات کافی دیر تک جاری رہا۔ تلاوت کلام پاک' حمد و نعت کے بعد باری باری سے مقررین نے خطاب کیا' اور لوگوں نے بڑی تعداد میں حضور سے ذکر کا طریقہ سیکھا۔ طریقہ عالیہ کے مطابق شرعی پردے کا لحاظ رکھتے ہوئے مسجد شریف سے ہی سپیکر کے ذریعے عورتوں کو ذکر کا طریقہ سمجھایا۔ کچھ دیر مراقبہ وعظ و نصیحت کے بعد مجلس برخواست ہوئی' اس کے بعد پروگرام کے تحت یہ روحانی تبلیغی قافلہ اپنے ظاہری اور باطنی قائد و رہنما کی قیادت میں نونار بستی پہنچا' جہاں پہلے ہی سے جلسہ کا پروگرام شروع تھا۔ جلسے کے اشتہارات بھی چھپوائے گئے تھے۔ اس بستی میں بھی بہتر تبلیغی کام ہوا۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے خطاب کے علاوہ وفد میں شامل کئی علماء کرام نے بھی خطاب کیا' حضور نے ذکر کا طریقہ سمجھایا' اتباع شریعت و سنت کے موضوع پر نصیحت فرمائی۔

فیصل آباد:۔ چونکہ جمعرات ۲۷ جمادی الثانی کے دن فیصل آباد سے کوئی ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر نتھو چک نامی بستی میں جلسہ مقرر ہوچکا تھا' سفر بہت طویل اور سواری

کا بھی عام جماعت کے لئے کوئی معقول انتظام نہ تھا' اس لئے صبح سویرے سے تیاری کی' بس پر سوار ہو کر لاہور پہنچے' یہاں تک تو سپیشل بس تھی' تمام فقراء ذکر و فکر کرتے نعتیں' غزلیں' منقبتیں پڑھتے ہوئے بڑے سکون سے لاہور پہنچے' جہاں سے روٹ کی متعدد بسوں پر سوار ہو کر فیصل آباد آئے وہاں کافی دیر انتظار کے بعد روٹ کی بسوں کے ذریعے مغرب کے وقت نتھو چک پہنچے۔ الحمد للہ حضور لاہور سے بذریعہ کار پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ جلسے کی کارروائی شروع تھی۔ یہ جلسہ ایک گھر میں رکھا گیا تھا' صاحب دعوت حضور کے پرانے مخلص مرید ہیں' جب بھی نتھو چک حضور کا پروگرام ہوتا تھا تو جلسہ ان ہی کے گھر میں ہوتا تھا' اور بڑی فراخدلی سے جلسہ کے جملہ انتظامات کیا کرتے تھے۔ یہاں بھی حسب معمول تلاوت' حمد و نعت کے بعد محترم مولانا مشتاق احمد صاحب کراچی والوں نے تفصیلی خطاب فرمایا جس کے بعد نئے واردین کو حضور نے ذکر کا طریقہ سمجھایا' قریب ہی دوسرے گھر میں باپردہ عورتیں جمع تھیں' حضور نے لاؤڈ سپیکر پر ہی ان کو ذکر کا طریقہ سمجھایا' حضور نے توکل اور رضائے الٰہی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ "آپ سے کوئی سوال و چندہ نہیں کیا جائے گا' آپ مطمئن رہیں ہم نذرانہ لینے والے پیر نہیں ہیں' یہ قافلہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر آپ کے یہاں آیا ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دے رکھا ہے' ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ یہ ذکر جو آپ کو بتایا گیا ہے' اس پر عمل کرنے سے آپ کا اپنا فائدہ ہوگا۔ دنیاوی عزت اور دولت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت شامل ہوگی اور آخرت میں بھی فائدہ ہوگا۔"

ڈجکوٹ :۔ جمعہ کی شام کو محترم حکیم عبدالستار صاحب کے ہاں ڈجکوٹ میں جلسہ کا پروگرام تھا' شام ہوتے ہی ہوا اور باران رحمت (بارش) کا نزول ہوگیا' بارش اتنی زیادہ نہ تھی تاہم طوفانی قسم کی سخت ہوا اور متوقع بارش کے پیش نظر منتظمین نے ڈجکوٹ کا پروگرام ملتوی کرنا چاہا۔ خاص کر اس لئے بھی کہ حضور کی طبیعت

اتنے سفر اور مسلسل تقاریر کی وجہ سے مزید تکلیف کی متحمل نہیں تھی۔ مگر عین وقت پر حکیم صاحب آن پہنچے اور چلنے کے لئے گذارش کی، حضور تو ویسے بھی پروگرام طے ہونے کے بعد ایسی رکاوٹوں سے کم ہی رکا کرتے تھے۔ خاص کر جب کہ صاحب دعوت لینے بھی آگئے۔ اس لئے آپ اسی وقت روانہ ہوگئے، اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد فقرا بھی اپنا اپنا سامان لے کر بس سٹاپ پر پہنچنے کی تیاری میں مصروف تھے کہ سخت آندھی اور بارش آپہنچی، صاحب دعوت اور محترم خلیفہ مولانا محمد رمضان صاحب (جن کی کوشش سے یہاں روحانی تبلیغ کا کام شروع ہوا اور اسی بستی میں عرصہ سے مسلسل گیارہویں شریف کا جلسہ بھی کراتے ہیں۔) تو پہلے سے ہی جانے سے منع کر رہے تھے کہ ایسی صورت حال میں جانا مناسب نہیں۔

غرضیکہ فقراء نے اللہ اللہ کر کے دوسری رات بھی یہاں گذاری۔ اس رات بھی حسب معمول وعظ، تبلیغ، طریقہ عالیہ کے مطابق ذکر اذکار کا حلقہ وغیرہ ہوتے رہے۔ ادھر حضرت قبلہ ابھی چند میل ہی یہاں سے دور گئے ہوں گے کہ آندھی اور بارش نے گھیر لیا۔ پھر بھی تبلیغی فائدے کے پیش نظر اپنی صحت کا خیال کئے بغیر آگے بڑھتے گئے۔ ڈجکوٹ میں روحانی تبلیغ کا یہ کام ابتدائی مراحل ہی میں تھا لیکن حکیم صاحب کی دعوت، محنت و کوشش کی وجہ سے بڑی تعداد میں ہر طبقہ کے لوگ شدت سے آپ کی آمد کے منتظر تھے، جن میں علماء اہل سنت کے علاوہ مقامی علماء اہل حدیث (غیر مقلد) بھی شامل تھے۔ دوسری طرف بارش کی وجہ سے اکثر خلفاء کرام اور مبلغین حضرات جو پورے سفر میں دست راست کی حیثیت میں ممد و معاون تھے، ڈجکوٹ نہیں پہنچ سکے۔ جب کہ سرد ہوا لگنے کی وجہ سے آپ کی طبیعت اور بھی خراب ہو چکی تھی۔ تاہم جس کا اوڑھنا اور بچھونا دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہو وہ ظاہری اسباب و عوارض سے قطع نظر کر کے وہ کچھ اصلاحی کام کر سکتا ہے، جتنا ایک بڑی جماعت سے بھی متوقع نہ ہو۔ الغرض

آپ نے ذکر اللہ کے فضائل و فوائد اور اتباع سنت کے موضوع پر مختصر مگر جامع و جاذب خطاب فرمایا کہ لوگ حیران رہ گئے' اپنی زندگی میں پہلی بار ایسا عامل قرآن و متبع سنت رسول اللہ ﷺ مرشد کامل دیکھ کر اوروں کے علاوہ علماء اہل حدیث بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ حضور کے تشریف لے جانے کے بعد بھی وہ حکیم صاحب مذکور سے رابطہ میں رہے۔

پچیکی ضلع شیخوپورہ

ہفتہ کی شام محترم خلیفہ مولانا سردار احمد صاحب کے یہاں دربار رحمت پور شریف نزد پچیکی میں بڑے پیمانے پر جلسے کا پروگرام تھا۔ ننکانہ صاحب کے فقراء نے بھی موقع کو غنیمت جان کر نماز عصران کے ہاں ادا کرنے کی گذارش کی' ساتھ ساتھ مختصروقت کے لئے مسجد اہل سنت ننکانہ صاحب میں جلسہ کا پروگرام بھی رکھا۔ نماز عصر سے پہلے حضور ننکانہ صاحب تشریف لائے۔ تھوڑی دیر بعد دوسرے احباب بھی نتھو چک سے ننکانہ صاحب آپہنچے۔ نماز سے پہلے ہی جلسہ کی کارروائی شروع ہو چکی تھی۔ نماز عصر کے بعد نئے واردین کو آپ نے طریقہ عالیہ کے مطابق ذکر قلبی کا وظیفہ سمجھایا' مختصر نصیحت کی' جس کے بعد یہ پورا روحانی قافلہ نماز مغرب سے پہلے دربار رحمت پور نزد پچیکی پہنچا۔

رحمت پور شریف "پچیکی" :۔ چونکہ مولانا موصوف اپنے پیرومرشد حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی آمد سے پہلے بڑے بڑے اشتہارات چھپوا کر چاروں طرف شہروں اور دیہاتیوں میں پھیلانے کے ساتھ ساتھ خود بھی جماعت کا تفصیلی دورہ کر کے حضور کی آمد کے سلسلے میں رحمت پور آنے کی دعوت دے آئے تھے۔ اس لئے کئی اضلاع سے سینکڑوں نئے اور پرانے فقراء پہلے سے جمع ہو چکے تھے' جلسہ کی کارروائی شروع تھی ننکانہ صاحب سے حضور کی آمد کا سن کر پورا مجمعہ آپ کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوگیا۔ ایک ساتھ اللہ اللہ اور حق سوہنا

سائیں کے پر فیض نعروں کا شور بلند ہوگیا' اسپیکر پر عشق و محبت سے پر استقبالیہ منقبتیں پڑھی جارہی تھیں۔ حضور کی زیارت و مصافحہ کے بعد سندھی پنجابی پیر بھائی آپس میں گلے مل کر خیریت دریافت کرنے لگے۔ گو اکثر پنجابی فقرا سندھی نہیں سمجھتے مگر پھر بھی پیر کی مادری زبان ہونے کی وجہ سے سندھی زبان کو بہت پسند کرتے ہیں' اور بعض فقراء تو سندھی سمجھنے کے علاوہ سندھی بول بھی سکتے ہیں' جبکہ سندھی سمجھنے والوں کی تعداد تو کافی زیادہ ہے' اس لئے پنجابی فقرا نے سندھی میں نعتیں سننے کی خواہش ظاہر کی' نعت خواں فقیر نوازل اور غلام سرور نے سندھی نعت

دنيا دغاباز بڻي انداز برملا
محل اٿئي اڄ هتي آيو، ولي الله

پڑھی' اس کے علاوہ اپنی سندھی نعت کا پنجابی منظوم ترجمہ بھی سنایا' جس کا عنوان تھا۔ اٹھ اٹھ جلدی مرد مجاہد' سوہنے محمد دا اے غلام۔ باوجودیکہ یہاں کے اکثر فقراء پرانے صحبت یافتہ تھے' پھر بھی وہ اپنے اپنے ساتھ بڑی تعداد میں بالکل نئے آدمیوں کو لے آئے تھے جن کو حضور نے ذکر کا طریقہ سمجھایا' کافی نصیحت کی' اگرچہ یہاں کی مسجد شریف بھی کافی کشادہ تھی' پھر بھی اتنی ساری جماعت کے لئے ناکافی ثابت ہوئی (.بفضلہ تعالیٰ اب اس جگہ شاندار بڑی مسجد شریف تعمیر ہوچکی ہے اور ۱۴۰۷ھ میں حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کا پروگرام اسی نئی مسجد شریف میں ہوا۔

بگے دا چک:۔ اتوار کی شام نماز عصر کے بعد پروگرام کے تحت جڑانوالہ سے کچھ فاصلہ پر محترم جناب خلیفہ ریاست علی صاحب کی بستی بگے دا چک کے لئے روانہ ہوئے۔ بگے دا چک میں غالباً" حضور کا یہ پہلا ہی پروگرام تھا' چند آدمیوں کے علاوہ بستی کے تمام احباب نے پہلی بار حضور کی زیارت کی اور طریقہ عالیہ میں

داخل ہوئے۔ مگر محترم مولوی ریاست علی صاحب کی نیکی اور محنت سے اس قدر متاثر تھے اور حضور کی آمد سے خوش ہوئے کہ عقیدت و محبت میں پرانے فقراء سے کسی طرح کم نظر نہ آئے۔ مہمان فقراء کی خاطر و مدارات میں بھی کوئی کسر روا نہ رکھی، جلسہ سننے کے لئے بھی چھوٹے بڑے بے تاب نظر آئے، قریب کے مکانات میں جلسہ سننے کے لئے بڑی تعداد میں عورتیں جمع ہوگئیں، رات کو بعد نماز عشاء مولوی مشتاق احمد صاحب نے خطاب فرمایا جو کہ کافی دیر تک جاری رہا، صبح کو حضور نے نئے واردین کو طریقہ عالیہ کے مطابق ذکر بتا کر، ذکر کرنے کا طریقہ سمجھایا اور کافی دیر نصیحت کی۔

کرامت :۔ محترم مولانا ریاست علی صاحب نے بتایا کہ شروع میں جب میں حضور سے بیعت ہوا، آپ سے بے حد محبت اور عقیدت پیدا ہوئی تو آپ کے حکم کے مطابق دوسری بستیوں میں تبلیغ کے لئے جاتا تھا، مگر دیگر بستی والوں کی طرح میرے گھر میں بھی پردہ نہ تھا، ایک مرتبہ جیسے ہی گھر آیا تو دروازہ پر پردہ لٹکا ہوا نظر آیا، میں سمجھا شاید کوئی اجنبی عورت میرے گھر آئی ہے، اس لئے میں باہر ہی کھڑا ہوگیا معلوم ہونے پر جب گھر گیا، جاتے ہی بیوی سے کہا، اگر پردہ کرنا ہے تو پھر پردہ اتارنا نہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ چار دن بعد پھر گھر سے بے پردہ باہر نکلو، اس سے بہتر ہے کہ شروع سے پردہ نہ کرو، اس پر کہنے لگی کہ میں نے از خود پردہ نہیں کیا، مجھے پردہ کا حکم دیا گیا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک پردہ میں رہوں گی۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ خواب میں حضور سوہنا سائیں نظر آئے آپ نے مجھے فرمایا، کیا یہ مناسب ہے کہ ہمارا فقیر ریاست علی تبلیغ کرتا پھرے اور اس کے گھر میں پردہ نہ ہو۔ بس میں نے حضور کے حکم سے پردہ کی ابتداء کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ان کے طفیل انتہا تک پردہ رہے گا، بگے داچک کے بعد

سچا سودا ضلع شیخوپورہ :۔ میں چیئرمین فقیر عبدالرحیم صاحب کی دعوت پر سچا

سودا جانا تھا (جہاں پچھلے سال بھی حضور تشریف فرما ہوئے تھے' اور کافی اصلاحی تبلیغی فائدہ ہوا تھا) جس کے لئے طفیل شہید اسٹیشن سے بذریعہ ٹرین جانا تھا۔ سواری کا معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حضور کے لئے ایک گھوڑا لے آئے' طفیل شہید اسٹیشن سے ٹرین میں بیٹھ کر شیخوپورہ اسٹیشن پر اترے' جہاں پروگرام کے مطابق صاحب دعوت حضرات بس لے آئے۔ حضور بھی جماعت کے ساتھ بس پر سوار ہوئے' نماز عصر کے وقت سچا سودا پہنچتے ہی جلسہ کی کارروائی شروع کی گئی' (سچا سودا میں حضور کے کافی محبت والے مریدین رہتے ہیں جن میں صاحب دعوت فقیر عبدالرحیم صاحب سابق چیئرمین ٹاؤن کمیٹی سچا سودا کی محبت کا یہ عالم ہے کہ سابقہ دعوت کے موقعہ پر حضور کی رہائش کے لئے پسند کے مطابق مکان نہ ہونے کی وجہ سے اس سال مسجد کے قریب ایک بہتر مکان تعمیر کرایا تھا تاکہ جب بھی حضور تشریف لے آئیں تو اس پر سکون مکان میں ٹھہریں)

رات کو تلاوت کلام پاک کے بعد وفد میں شامل نعت خوان حضرات نے نعتیں پڑھیں' علماء کرام نے باری باری سے تقاریر کیں' صبح کو مراقبہ سے قبل حضور نے نئے آدمیوں کو ذکر کا وظیفہ سمجھایا' ذکر کا طریقہ' نماز باجماعت مسواک اور ڈاڑھی کے بارے میں کافی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد مراقبہ کرایا نماز ظہر تک یہاں قیام رہا۔ نماز ظہر کے وقت دوسری مسجد شریف میں مختصر جلسہ کا پروگرام رکھا گیا تھا' وہاں بھی کچھ دیر تک وعظ و نصیحت فرمایا۔ اس کے بعد دسہرہ گراؤنڈ

شیخوپورہ :۔ میں مقررہ جلسہ کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوئے' جہاں محترم خلیفہ مولانا ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کی خواہش کے مطابق جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس جلسہ میں عوام الناس کے علاوہ شہر کے چند علماء کرام بھی شریک ہوئے۔ یہاں بھی محترم مولانا مشتاق احمد صاحب نے عقائد اور طریقہ عالیہ کے اصول و ضوابط کے موضوع پر خطاب کیا۔ دوران تقریر کافی فقراء کو وجد و جذبہ ہوگیا' خاص کر محترم

ڈاکٹر محمد یوسف صاحب تو بے ساختہ کھڑے ہو کر حضرات پیران کبار رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام لے کر پکارنے لگے کہ آگئے فلاں بزرگ، ابھی فلاں بزرگ تشریف لارہے ہیں، کافی دیر تک ان پر بے اختیار جذب و نزول ارواح کی حالت طاری رہی۔ صبح نماز فجر کے بعد حضور نے نئے آدمیوں کو ذکر سمجھایا، جو رات بعد نماز مغرب ذکر سیکھنے سے رہ گئے تھے یا بعد میں تشریف لائے تھے صبح بھی کافی دیر تک حضور نے ذکر کا طریقہ سمجھایا، نصیحت کی اور مراقبہ بھی کرایا، جس کے بعد لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ لاہور میں پورے قافلہ کے قیام کا انتظام محترم عبدالرشید صاحب کے مکان پر تھا، جہاں سے کچھ دیر کے لئے حضرت مولانا محمد داؤد صاحب کے متعلقین کے پاس باغبانپورہ بھی تشریف لے گئے۔

تبرکات کی زیارت:۔ یہ عاجز حاجی محمد حسین صاحب اور فقیر غلام حسین بوٹ ہاؤس والے حضور کے ذاتی مطالعہ اور مدرسہ کیلئے کتابیں خریدنے کے بعد تبرکات کی زیارت کے لئے شاہی مسجد گئے، ہم ابھی مسجد شریف میں داخل ہو ہی رہے تھے کہ حضور تبرکات کی زیارت سے فارغ ہو کر نیچے اترے، ہم بھی ادباً" کھڑے ہوگئے، اتفاقاً" اس دن سکھوں کا بھی کوئی مذہبی تہوار تھا۔ ہندوستان سے بھی حسب معمول بڑی تعداد میں سکھ لاہور آئے ہوئے تھے۔

شاہی مسجد کے قریب والے گوردوارے سے کافی سکھ نکل کر شاہی مسجد کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ جیسے ہی حضور کے پرکشش نورانی چہرہ پر نظر پڑی باادب کھڑے ہوگئے، کئی جھک کر سلام کرنے لگے، یہاں تک کہ حضور کار میں بیٹھ کر روانہ ہوگئے، وہ باادب کھڑے رہے، حالانکہ اس وقت حضور کے ساتھ صرف چند فقراء ہی تھے، اور وہ بھی خاموش۔ اس وقت اگر کوئی متاثر و متوجہ کرنے والی شخصیت تھی تو صرف اور صرف آپ کی ذات گرامی ہی تھی، جسے دیکھ کر بن پوچھے بن بتلائے دل گواہی دے رہے تھے کہ بلاشبہ یہ ایک عالم ربانی اور ولی کامل ہیں۔ جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔ "جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو آسمان اور زمین والوں کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی اس سے محبت رکھو، جس کی وجہ سے تمام اہل آسمان اور اہل زمین اس سے محبت رکھتے ہیں۔" تفسیر مظہری صہ ۱۶۲ جلد ۶۔

اس قسم کے اور بھی کئی واقعات ملتے ہیں کہ کئی ہندو اور عیسائی آپ کو دیکھ کر اتنے متاثر ہوئے کہ مجبور ہو کر ان کو کہنا پڑا کہ ان کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ واقعی مذہب اسلام برحق ہے، یہاں تک کہ کئی اپنا باطل مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔

جماعت کا اہتمام :۔ اسی دن یعنی مورخہ ۴ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ صوبہ پنجاب کا مختصر دورہ مکمل ہوا اور ۵ رجب المرجب جمعہ کی رات بذریعہ تیز رو یہ روحانی تبلیغی قافلہ واپس ہوا۔ دوران سفر بھی حتی المقدور حضور نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے تھے۔ اگرچند منٹ کے لئے ہی ٹرین کا اسٹاپ ہوتا تو پہلے سے فقراء کو وضو بنا کر تیار رہنے کا حکم فرماتے تھے، جب ٹرین اسٹیشن پر رکتی فوراً" پلیٹ فارم پر جماعت کھڑی ہو جاتی تھی، اس مرتبہ نماز فجر کے وقت چونکہ کوئی اسٹاپ نہیں تھا اور ٹرین میں اتنی جگہ بھی نہ تھی کہ تمام جماعت سے مل کر نماز پڑھتے، اس لئے سفر کے خادم خاص حاجی محمد حسین شیخ صاحب کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے خود امامت فرمائی تاکہ زیادہ آدمی نہ سہی پھر بھی جماعت کا ثواب رہ نہ جائے۔

تبلیغی سفر سے واپسی کے موقعہ پر عموماً" آپ سفر میں شامل تمام فقراء کے لطائف و اسباق طریقت کی تجدید فرماتے تھے بلکہ بیشتر فقراء کو اضافی لطیفہ بھی عنایت فرماتے تھے۔ البتہ کوئی شریعت و سنت کے مطابق عمل کرنے میں سستی کرتا تو اس کو سابقہ لطیفہ پر محنت اور اتباع شریعت و طریقت کی تاکید فرماتے تھے۔ روہڑی سے چونکہ حضور کو لاڑکانہ جانا تھا، جب کہ بیشتر فقراء وہیں سے اپنے اپنے مقامات کی طرف روانہ ہونے والے تھے، اس لئے چلتی ٹرین ہی میں آپ نے تمام فقراء کے لطائف و اسباق کی تجدید فرمائی، کچھ دیر نصیحت کی اور سب کو

اپنی مستجاب دعاؤں سے رخصت فرمایا۔

ٹریکٹر اور بائیسکل پر سفر:۔ پنجاب کے ایک اور تبلیغی سفر کے متعلق محترم حاجی محمد علی صاحب نے بتایا جو خود اس سفر میں حضور کے ساتھ تھے کہ محترم مولانا خلیفہ سردار احمد صاحب کی جماعت میں دیہات کی ایک بستی میں جلسہ رکھا گیا تھا، جماعت کے ساتھ حضور بھی بس پر سوار تھے۔ ابھی تین چار میل کا فاصلہ باقی تھا کہ اتفاقاً" جس سڑک سے جا رہے تھے واٹر کورس ٹوٹنے سے اس پر پانی آنے سے راستہ بالکل خراب ہوچکا تھا۔ جس کی وجہ سے بس والوں نے آگے جانے سے صاف انکار کر دیا۔ آخر کار حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ تمام جماعت کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے، گو صحت کے زمانے میں تین چار میل کا فاصلہ پیدل جانا آپ کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی، بلکہ پیدل چلنا فطرۃ" آپ کو پسند تھا، لیکن اس وقت بڑھاپے اور کثیر عوارض کی وجہ سے اس کے متحمل نہیں تھے، پھر بھی ہم خادمین اس معاملہ میں ذرا پریشان ہوئے، لیکن آپ بخوشی منزل کی طرف روانہ ہوئے، تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک مقامی باشندے سے ایک فقیر نے بائیسکل لے لی، اور حضور کو اس پر بیٹھنے کی عرض کی، حضور نے پہلے تو انکار کر دیا کہ ساتھیوں کے ساتھ پیدل چلتے ہیں سائیکل کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کے زیادہ اصرار کرنے پر سوار ہوئے اور وہ ہاتھ میں سائیکل لے کر چل رہا تھا، مگر وہ کنٹرول نہیں کر سکا۔ اس لئے آپ پھر بھی فقراء کے ساتھ پیدل چلتے رہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد سورج غروب ہوا، قریب ہی چند خوش قسمت پنجابیوں کے گھر تھے، وضو کے لئے وہ پانی لے آئے، مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ان کے کہنے کے مطابق گھر کے صحن میں باجماعت نماز ادا کی گئی، صاحب مکان کی باہمت صالحہ بیوی نے خاوند سے کہا کہ ایسے بزرگ از خود جماعت سمیت ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے، ان سے عرض کریں کہ براہ کرم رات یہاں آرام کریں، ہم خوشی سے لنگر کا انتظام ابھی کر لیتے ہیں، مائی صاحبہ اور اس کے خاوند کے اخلاص اور خوشی کو دیکھ کر میں نے بن پوچھے

کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ رات ہو چکی ہے، ابھی کوئی دو میل کا فاصلہ باقی ہے، اس وقت حضور کو آگے چلنے کی تکلیف نہیں دی جا سکتی، تمام جماعت جلسے کے لئے مقررہ بستی جائے گی، حضور رات یہاں قیام کے بعد واپس جائیں گے۔ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ حضور نے غصہ کے عالم میں فرمایا! "حاجی صاحب خاموش رہو، کچھ بھی ہو ہم ضرور جائیں گے، ہماری وجہ سے وہاں آدمی جمع ہوئے ہوں گے، ان بیچاروں نے جلسے کے انتظامات کئے ہوں گے، بہر حال بعد میں صاحب دعوت حضرات ایک ٹریکٹر لے آئے جس پر سوار ہو کر حضور جلسہ گاہ تک پہنچے" واقعی ان فقیروں نے جلسے کے کافی انتظامات کئے ہوئے تھے، اور کافی آدمی وہاں پر منتظر تھے۔
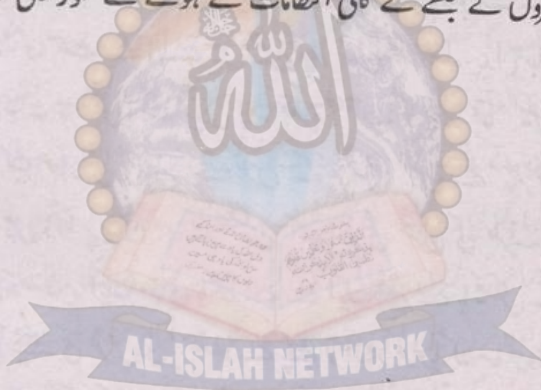
دیگر مذاہب کے پیروؤں کو تبلیغ

فرمایا! ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب مرحوم نے بتایا تھا کہ آج کل پاکستان میں عیسائی مشینری بہت کام کررہی ہے' انہوں نے اپنے مذاہب کی تبلیغ کے مقصد سے پاکستان میں کئی پرائیویٹ سکول' کالج اور ہسپتال قائم کرر کھے ہیں' جہاں معمولی فیس لے کر بہتر تعلیم دی جاتی ہے۔ بڑی سوسائٹی کے لوگ شوق سے اپنے بچے ان کے یہاں داخل کراتے ہیں' اسی طرح ہسپتالوں میں مریضوں سے غیر معمولی ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے' جس سے ان کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ طالب علم یا مریض اور ان کے متعلقین یا تو ہمارے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر ہمارا مذہب اپنالیں گے' اگر اتنا اثر نہ ہوا پھر بھی کم از کم پکے سچے مسلمان تو نہ رہیں گے۔

خدارا ہم اور آپ بھی پانچ منٹ کے لئے عادل و منصف ہو کر سوچیں کہ غیر مذاہب کے پیرو اپنا گھر وطن چھوڑ کر ہمارے ملک میں آکر ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کریں اور ہم خاموش تماشائی بن کر بیٹھے رہیں' ہم نے اپنے مذہب کے لئے کیا قربانی دی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے تبلیغی حرص کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ **بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔** (شعراء۔ ۳) (شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے) ہم برحق نبی کے پیروکار محمدی کہلانے والے گھر بیٹھ گئے' ہندو' عیسائی قادیانی' بہائی باطل فرقے ہمارے ملک میں تبلیغ کریں' کیا یہ ہماری کمزوری نہیں؟ کیا غیر مسلم اقوام میں جاکر مذہب حق کی تبلیغ کرنا ہمارا ذمہ نہیں ہے؟ کیا یہ بیٹھنے کا وقت ہے؟ یہ تھے پر تاثیر اور فکر انگیز ارشادات حضور شمس العارفین سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے' جن کی پوری زندگی اشاعت اسلام میں صرف ہوئی۔

گو حضور کے خلفاء کرام نے اندرون ملک نہایت جانفشانی سے غیر مسلم قوموں میں تبلیغی کام کیا' جس کے نتیجے میں کئی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے'

تاہم وسائل اور فعال کارکنوں کی کمی کے باعث آپ کی خواہش کے مطابق شریعت و طریقت کا یہ پیغام غیر مسلم ممالک میں کماحقہ، نہ پہنچا (جزوی طور پر برطانیہ، امریکہ، کینڈا، وغیرہ میں حضور کے مریدین نے تبلیغی کام کیا جو ملازمت وغیرہ کے سلسلے میں وہاں گئے ہوئے تھے) البتہ اس عرصہ میں آپ نے فعال کارکنوں اور مخلص مبلغین کی جو معتدبہ تعداد تیار کی ہے ان سے یہ توقع کی؟ جاسکتی ہے کہ حضرت قبلہ صاجزادہ بجن سائیں مدظلہ کے فرمان سے ماضی قریب میں غیر مسلم ممالک میں بھی ملازمت، تجارت یا کسی اور طریقے سے جاکر وہاں کاروبار کے ساتھ تبلیغی کام بھی کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ

البتہ آپ کی بے لوث تبلیغی محنت اور آپ کے یہاں عملی طور پر دین اسلام کا صحیح نقشہ دیکھ کر خاصی تعداد میں اندرون ملک کے غیر مسلم، ہندو، عیسائی، کوھلی، بھیل، ماھی اور قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ چنانچہ ضلع لاڑکانہ کے کاچھو کے علاقہ میں حضور کے پیارے خلفاء محترم مولانا فضل احمد صاحب اور مولانا مولوی امام علی صاحب و دیگر فقراء کی کوشش سے کئی قادیانی، جن میں ان کے سرگرم کارکن شامل ہیں تائب ہو کر دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے، سپر ہائی وے کے قریب محترم حاجی محمد رمضان گبول صاحب کی کوشش سے عیسائیوں کا ایک پورا خاندان حضرت الحاج خلیفہ مولانا محمد ادریس صاحب کے ہاتھ مسلمان ہوا، ضلع بدین کے دیہی علاقوں کے کئی غیر مسلم، کولھی، بھیل گھرانے محترم فقیر رحمتہ اللہ صاحب لیکچرار گورنمنٹ کالج بدین کی تبلیغی کوشش سے اپنے مذاہب چھوڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، اسی طرح محترم خلیفہ مولانا عبدالغفور صاحب نے بتایا کہ میری کوشش سے ضلع سانگھڑ اور ضلع تھرپارکر کے آٹھ غیر مسلم (ماھی بھیل کرسچن وغیرہ) دین اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے، جبکہ اسلام کے زریں اصولوں سے متاثر ہونے والوں میں سے کھائی ضلع سانگھڑ کا کرشن نامی ایک ہندو مہاراجہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں درگاہ طاہر آباد شریف

حاضر ہوا، گو بدقسمتی سے مسلمان تو نہ ہوا مگر حضور کے یہاں دین اسلام کی عملی تصویر دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ حضور سے ذکر قلبی کا وظیفہ سیکھ کر رخصت ہوا۔

واضح رہے کہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ تبلیغ یا اشاعت اسلام کے سلسلہ میں اس قدر حریص تھے کہ جب محترم قبلہ خلیفہ سید جمیل شاہ صاحب جیلانی مدظلہ (جیکب آباد) نے بذریعہ خط حضور سے دریافت کیا کہ حضور بعض غیر مسلم افراد، دین اسلام کے احکام سے متاثر تو ہوتے ہیں، مگر اپنے مذہب کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جب کہ وہ ذکر قلبی کا وظیفہ سیکھنے پر آمادہ ہیں، تو کیا اسلام لائے بغیر ان کو قلبی ذکر کا وظیفہ بتا دیا جائے؟ جواباً" ارشاد فرمایا۔ "ایسی صورت میں ان کو ذکر سکھا دیا کریں، انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ذکر کا یہ بابرکت وظیفہ اپنی تاثیر دکھا کر رہے گا۔"

اسی طرح چارسدہ پشاور سے آئے ہوئے خلیفہ قبلہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کو بھی مورخہ ۷ صفرالمظفر ۱۴۰۴ھ ارشاد فرمایا:۔ "شاہ صاحب! اگر کوئی ہندو غیرمذہب کا آدمی بھی ذکر سیکھنا چاہے تو اس کو بھی محروم نہ لوٹانا چاہیے، اللہ تعالیٰ کو وہ بھی مانتے ہیں، اس لئے اس کے قلب پر انگلی کے اشارے سے اللہ اللہ کے وظیفہ کی تعلیم دی جائے۔"

بعض خلفاء کرام اور مبلغین حضرات تبلیغ کرنے کے بعد ایسے افراد کو حضور کی خدمت میں لے آتے تھے تاکہ دین اسلام کی عملی صورت حال دیکھ کر اسے اسلام سے مزید لگاؤ، و محبت پیدا ہو، اور حضور کی دعا سے استقامت بھی نصیب ہو۔ چنانچہ ایک کر ، جس کا نام حضور نے مشورہ سے محمد علی تجویز فرمایا تھا اور مسلمان ہونے کے ساتھ اسی وقت حضور کے ہاتھ پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوا، واپسی پر اپنے رشتہ داروں کی ملامتوں اور طرح طرح کی سختیوں کے باوجود استقامت سے رہا اور فقراء کے مشورہ سے فوج میں بھرتی ہوگیا، فی الوقت

راولپنڈی میں فوج میں ملازم ہے۔ اسی طرح حضور کے وصال سے صرف دو ماہ قبل ۶ محرم الحرام ۱۴۰۴ محترم مولانا دھنی بخش سکندری صاحب' مشتاق مسیح نامی ایک عیسائی کو تبلیغ و ترغیب کے بعد مسلمان ہونے کے لئے حضور کی خدمت میں لے آئے۔ کلمہ طیبہ پڑھانے اور اسلام کے احکام مجمل طور پر سمجھانے کے بعد حضور نے اور تمام جماعت نے اسے مبارکباد دی' حضور نے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ و السلام پر استقامت سے رہنے کی تلقین فرمائی' ذکر قلبی کا وظیفہ سمجھایا اور اس کا نام محمد مشتاق رکھا۔

بیرونی ممالک میں تبلیغ

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو شروع ہی سے یہ فکر اور شوق تھا کہ شریعت و طریقت کا یہ پیغام (یعنی حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور ماسلف علماء و مشائخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم کے نقش قدم پر چلنا اور دوسروں کو یہی تعلیم دینا) پورے عالم میں پھیل جائے، اسی مقصد سے مبلغین کو انگریزی، عربی، فارسی، فرانسیسی و دیگر غیرملکی زبانیں سیکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چونکہ بیرونی ممالک میں جاکر تبلیغ کرنا ایک بہت مشکل کام ہے۔ خاص کر ایک بے لوث غریب ادارہ و جماعت کے کسی فرد کے لئے جس میں سوال و چندہ کی بھی سختی سے ممانعت ہو، اس لئے آپ کے نزدیک اس کا واحد طریقہ یہی تھا، کہ مبلغ حضرات تجارت یا ملازمت کے سلسلے میں کسی ملک چلے جائیں اور وہاں دنیاوی کاروبار کے ساتھ ساتھ فرصت کے اوقات میں دین اسلام کی اشاعت کے لئے کام کریں۔

چنانچہ اسی طریقہ کے مطابق کوئی ۱۶ برس پہلے مبلغین کا ایک مختصر سا قافلہ محترم جناب حاجی احمد حسن صاحب کی قیادت میں محض تبلیغ کے لئے متحدہ عرب امارت پہنچا۔ ظاہری مادی وسائل نہ ہونے کے برابر تھے، اس لئے اپنی حیثیت کے مطابق ہر ایک محنت مزدوری بھی کرتا اور موقعہ پاکر انفرادی تبلیغ بھی کرتا، کچھ عرصہ بعد محترم الحاج احمد حسن صاحب منتقل ہو کر مدینہ عالیہ زادھا اللہ شرفاً" میں قیام پذیر ہوگئے (جن کا حجاز مقدس میں قیام کا اصل مقصد بیرونی لوگوں سے رابطہ قائم کرنا تھا اور حتی المقدور تبلیغ و اشاعت اسلام کرنا تھا، اسی وجہ سے حجاز مقدس جانے سے پہلے تبلیغ اسلام کے حوالہ سے حضور ان کی زیارت کے لئے فرماتے تھے) اور بقیہ ساتھی پاکستان چلے آئے۔ لیکن محترم حاجی رب نواز صاحب بڑی ہمت و جوانمردی سے اکیلے رہ کر تبلیغ کرتے رہے۔ جب کہ دیگر احباب کے

ہوتے ہوئے مرکز بنانے کے لئے ایک پلاٹ حاصل کیا تھا اور سارے ساتھی مل کر رات کو مرکز میں کام کرتے رہے۔

غرضیکہ حاجی صاحب موصوف مسلسل دس سال تک دبئی، قصیص، عمان وغیرہ میں تبلیغ کرتے رہے۔ حضور کی توجہات عالیہ اور نیم شبی دعاؤں کے صدقے عربی خواہ عجمی بڑی تعداد میں حاجی صاحب سے متاثر ہوئے، کئی ان کے ساتھ حضور کی زیارت کے لئے پاکستان بھی آئے۔ حاجی صاحب نسوار اور سگریٹ کے عادی لوگوں کو ادرک اور چھوٹی الائچی دم کرکے دیتے تھے۔ دیگر مریضوں کو تعویذ دیتے یا دم کرتے ۔ جس سے فوری فائدہ ہوجاتا، اور ان کی عقیدت و محبت میں بھی اضافہ ہوتا، غرضیکہ حاجی صاحب موصوف کے پاکستان منتقل ہوجانے کے بعد بھی ان کی محبت اور حضور سے تعلق بڑھتا ہی گیا۔ تبلیغی فائدہ اور غیر معمولی مقبولیت کے پیش نظر حضور نے محترم حاجی محمد صدیق صاحب اور محترم حاجی محمد اکرم صاحب کو عرب امارات میں تبلیغ کے لئے مامور فرمایا۔ الحمدللہ ان دونوں حضرات کی محنت اور کوشش بھی حاجی رب نواز صاحب سے کچھ کم نہ تھی، ان کی رات دن کی تبلیغی کوششوں سے حضور کی حیات مبارکہ میں ہی ہزاروں کی تعداد میں وہاں کے باشندے طریقہ عالیہ میں داخل ہوکر متقی و پرہیزگار بنے اور خاصی تعداد میں حضور کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے اور بڑے اصرار سے مذکور خلفاء کرام اور ان کے متعلقین نے عرب امارات کے تبلیغی دورہ کے لئے حضور کو عرض کی، یہاں تک کہ غالباً" دسمبر ۱۹۸۲ء میں محترم محمد اقبال صاحب حضور اور آپ کے تین ساتھیوں (حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ، مولانا جان محمد صاحب اور مولانا محمد رمضان صاحب) کے لئے ویزے بھی لے آئے مگر اس وقت حضور کی صحت اتنے طویل سفر کی متحمل نہ تھی، آپ نے معذرت کرتے ہوئے ان کو فرمایا۔ آپ کی محبت اور تبلیغی مفاد کا اس عاجز کو بہت احساس اور قدر ہے، یہی نہیں بلکہ یہ میری دلی خواہش ہے کہ چار دن دین کی تبلیغ میں گذریں تو بہتر ہے،

نہ معلوم زندگی کس قدر وفا کرے مگر کیا کروں کافی عوارض ہیں جو سنانا دل گوارہ نہیں کرتا کہ کہیں بے صبری میں شمار نہ ہو۔ لہٰذا آپ مجھے معذور سمجھ کر چلنے کے لئے مجبور نہ کریں، میاں محمد طاہر (حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ) اور دوسرے ساتھیوں (مولانا جان محمد صاحب اور مولانا محمد رمضان صاحب) کو لے جائیں، اصل مقصد دین کی تبلیغ ہے، جو بخوبی یہ حضرات انجام دے سکتے ہیں، بہرحال اس بار اقبال صاحب نے ویزے منسوخ کرائے تاکہ حضور کی صحت اچھی ہونے پر دوبارہ دعوت کے لئے حاضر ہوں گے، ۱۹۸۳ء میں پھر غالباً" محترم محمد اقبال صاحب پروگرام لے کر حاضر ہوئے، مگر اس بار بھی کافی عوارض جسمانی کے پیش نظر آپ نے معذرت چاہی اور مذکور ساتھیوں کو ساتھ لے جانے کے لئے فرمایا۔ مزید فرمایا کہ مولوی محمد طاہر صاحب فارغ التحصیل عالم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو کافی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، ان کو تبلیغ اور ذکر سمجھانے کی بھی اجازت ہے حال ہی میں تبلیغ کے سلسلے میں ایک دو جگہ گئے تھے، اور کافی فائدہ ہوا، تاہم وہ اپنے عشق و مستی کی بنا پر پھر بھی بضد رہے کہ حضور تشریف لے چلیں۔ ہم ہر طرح کی سہولت کا انتظام کرسکتے ہیں۔ بیشک حضور تقریر وعظ نہ بھی فرمائیں، ہمارے لئے حضور کی زیارت ہی کافی ہے وغیرہ۔ بہرحال اس بار بھی اپنی محبت صداقت اور حضور کی زیارت بابرکت کی امید رکھتے ہوئے انہوں نے پروگرام ملتوی کردیا۔ آخر حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد مورخہ ۶ شوال ۱۴۰۵ھ کو حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ متحدہ عرب امارات کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے اور مثالی تبلیغی فائدہ ہوا جس کا تفصیلی احوال "الطاہر" کی چند قسطوں میں شائع ہوچکا ہے۔ اسی طرح محترم خلیفہ حاجی محمد علی مری صاحب نے کئی سال تک شام اور عمان میں تبلیغ کی، اور فی الوقت مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں۔ انجنیئر فقیر عبدالحمید منگی صاحب کئی سال تک عراق میں ملازمت کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر تبلیغ بھی کرتے رہے اور وہاں حضور کی کئی ایک کرامات کا

بھی ظہور ہوا۔

عمرہ اور حج کے لئے حجاز مقدس جانے والے فقراء و خلفاء کو حرمین شریفین کے متعلق دیگر اہم نصائح کے علاوہ یہ بھی فرماتے تھے کہ حجاز مقدس میں پوری دنیا کے مسلمان آتے رہتے ہیں، آپ ان سے ملاقاتیں کرکے ان کے ممالک کے حالات اور وہاں جانے کے ذرائع اور طریقہ کار بھی معلوم کریں۔ ہوسکتا ہے کہ جس طرح شریعت و سنت کے اہم پیغام کی ابتداء حرمین شریفین سے ہوئی تھی اسی طرح اب بھی وہاں سے عالمگیر سطح پر تبلیغ اسلام کی راہیں کھلیں۔ اسی نوعیت کا خواب مورخہ ۱۷ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ کو تہجد کے وقت اس عاجز نے دیکھا اور محترم قبلہ مولانا جان محمد صاحب سے بیان بھی کیا تھا، وہ یہ کہ حضور شمس العارفین سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سمیت بڑی تعداد میں جماعت کے خلفاء و فقراء کو روضۂ رسول مقبول ﷺ کی حاضری نصیب ہوئی ہے۔ جبکہ ہزاروں کی تعداد میں پوری دنیا سے آئے ہوئے حاضرین بھی حضور کے گرد جمع ہیں، اور آپ گنبد خضرا کی طرف رخ کئے ہوئے کچھ فاصلہ پر بڑے ادب سے آہستہ آہستہ وعظ فرما رہے ہیں، جسے حاضرین پوری توجہ اور انہماک سے سن رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری دنیا کے ریڈیو اسٹیشن براہ راست مدینہ منورہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَ تَعْظِیمًا سے حضور کا خطاب نشر کررہے ہیں۔

الحمدللہ حضور کی مستجاب و مقبول دعاؤں کے صدقے، حجاز مقدس میں بھی حضور کے پیارے خلیفہ عالم باعمل حضرت الحاج مولانا محمد ادریس صاحب کو اس قدر مقبولیت عامہ حاصل ہے کہ ہر سال دو سے چار ماہ تک حرمین شریفین قیام کے دوران روزانہ ایک دو مقامات پر خطاب کے لئے بلائے جاتے ہیں۔ سندھی اردو بولنے والے ایشیائی لوگوں کے علاوہ کئی عربی ترکی وغیرہ بھی آپ کی شخصیت خطاب اور اس سے بڑھ کر عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت بے حد متاثر ہیں۔ کئی غیرملکیوں نے آپ سے قلبی ذکر کا وظیفہ بھی حاصل کیا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ مولانا موصوف کو عربی میں تقریر و تحریر کا خاصہ عبور حاصل ہے..... اللّٰھمَّ زِدْ فزِدْ۔ گو غیر مسلم ممالک میں حضور کی منشاء کے مطابق مستقل طور پر تبلیغ کے لئے آپ کے خلفاء کرام نہ جاسکے تاہم جزوی طور پر کچھ نہ کچھ کام ضرور ہوا ہے۔ چنانچہ بزرگان دین کے مزارات کی حاضری اور عرس میں شرکت کے سلسلے میں محترم خلیفہ مولانا عبدالغفور صاحب اور محترم قبلہ خلیفہ سید جنیل شاہ صاحب بھارت تشریف لے گئے ۔اور وہاں کے مقامی لوگوں کو طریقہ عالیہ اور حضور کے درباروں کا تعارف کرایا تو وہ حیران ہوگئے کہ دور حاضر میں بھی کہیں ایسے اللہ والے موجود ہیں، جن کے یہاں شریعت مطہرہ کی پوری پابندی کی جاتی ہے۔ ان میں سے کئی افراد نے اپنے پتے دیئے اور پر زور اپیل کی کہ ہمارے یہاں آکر اس قسم کی تبلیغ کریں۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات میں بیرون ممالک کے کئی اہل علم، حضور کی خدمت میں آتے رہے۔ خاص کر اسلامک سینٹر کراچی میں زیر تعلیم مغربی ممالک کے طلبہ اور بعض فضلاء حضور کی زیارت بابرکت اور عملی طور پر اسلامی شریعت کا نفاذ دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ وقفے وقفے سے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی لے آتے تھے۔ ان میں سے محترم محمد عباس قاسم جو ڈربن جنوبی افریقہ کے باشندے تھے، مذکورہ ادارہ سے فراغت کے بعد جب اپنے وطن پہنچے تو وہاں سے حضور کی خدمت میں خط لکھا کہ میں حضور کے اصلاحی تبلیغی مشن سے اس قدر متاثر ہوا ہوں کہ آئندہ جب بھی پاکستان آنے کا پروگرام بنا سب سے پہلے حضور کے دربار عالیہ پر حاضر ہوں گا۔ یہ صاحب پہلے طریقہ عالیہ قادریہ کے کسی بزرگ سے بیعت تھے اور بعد میں حضور سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے تھے، دوسرے محترم صدیق احمد ناصر صاحب (گیانا ساؤتھ امریکہ کے) جن کو حضور سے والہانہ عقیدت و محبت تھی، جلدی جلدی حضور کی خدمت میں آتے اور کئی کئی دن صحبت میں رہتے۔ ان کی نیکی، تقویٰ، علمی لیاقت دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فکر دیکھ کر حضور نے ان کو خلافت بھی عطا فرمائی

تاکہ امریکہ میں جاکر شریعت مطہرہ کے ساتھ ساتھ طریقہ عالیہ کی بھی اشاعت کا کام کرسکیں۔ اجازت طریقہ عالیہ کے وقت انہوں نے اپنے علاقہ کے ماحول کے مطابق حضور سے چند سوالات بھی کئے جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

س :۔ حضور اگر کوئی شخص مثلاً" ہندو ہے' وہ اسلامی تبلیغ اور طریقہ عالیہ سے متاثر ہو کر ذکر سیکھنا چاہتا ہے' مگر وہ مسلمان نہیں ہوتا تو اس کو ذکر سمجھایا جائے۔

ج :۔ کیوں نہیں بالکل سمجھائیں۔

س :۔ ذکر سیکھنے والے اگر قمیص اوپر کرنے میں عار محسوس کریں تو ان کو کس طرح سے ذکر سمجھایا جائے۔

ج :۔ پہلے ان کو سمجھائیں کہ ذکر سیکھنے کا اصل طریقہ یہ ہے کہ قمیص اوپر کرکے قلب کے مقام پر انگلی کے اشارے سے ذکر کی تلقین کی جائے' پھر بھی اگر کوئی نہ مانے تو قمیص کے اوپر ہی انگلی رکھ کر ذکر سمجھائیں۔ بہرحال بہتر صورت تو پہلی ہے۔ البتہ مجبوری (مثلاً" کثرت کے وقت) کے تحت تو زبانی طور پر بھی مردوں کو ذکر سمجھایا جاسکتا ہے' جس طرح عورتوں کو پردہ میں زبانی طور پر ذکر سمجھایا جاتا ہے۔

(مولانا جان محمد صاحب)

ان کے علاوہ ساؤتھ امریکہ کے علی مرتضیٰ صاحب' ماریشس جنوبی افریقہ کے عبداللہ ابراہیم صاحب' گھانا کے اسحاق عبداللہ صاحب بھی کئی ایک بار حضور کی خدمت میں درگاہ طاہر آباد شریف اور درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوتے رہے۔ دربار عالیہ کا طریقہ کار دیکھ کر از خود عمامہ خرید کر باندھنے لگے' مراقبہ میں بڑے شوق سے بیٹھتے تھے۔ حضور کے وعظ یا علماء کی تقاریر اور درس کے وقت مولانا انوار المصطفیٰ صاحب یا کوئی دوسرا ترجمانی کے فرائض انجام دیتا تھا' جب کہ

محترم عباس قاسم صاحب اور محترم صدیق احمد ناصر صاحب اردو سمجھ اور بول سکتے تھے۔ وطن جانے کے بعد بھی ایک بار حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' اللہ تعالیٰ ان کو مزید استقامت اور شریعت و طریقت کی اشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

محترم محمد عبداللہ کا "بی بی سی" لندن سے انٹرویو

حضور کی حیات مبارکہ میں جمعرات کے پروگرام میزان میں پروڈیوسر محمد غیور صاحب نے ان کا تفصیلی انٹرویو نشر کیا جو بہت سے پاکستانیوں نے سن کر دربار عالیہ سے محترم محمد عبداللہ کا تعارف چاہا۔

تفصیلی انٹرویو میں انہوں نے بتایا کہ میرا آبائی مذہب تو عیسائیت تھا مگر میں مذاہب عالم کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام ہی برحق مذہب ہے' اس لئے میں مصر کے ایک حنفی بزرگ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوا' اس کے بعد پاکستان میں ایک بزرگ کے ہاتھ پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کی' ان بزرگوں کے یہاں سختی سے شرعی احکام کی پابندی کرائی جاتی ہے۔ ان بزرگوں سے میں نے ذکر کا وظیفہ سیکھا اور ان کے حکم کے مطابق مراقبہ بھی کرتا ہوں' دوسرے لوگوں کو بھی ان کے فرمان کے مطابق تبلیغ کرتا ہوں' جس کے نتیجے میں بفضلہ تعالیٰ ایک سو تیس افراد آج تک حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں' غیور صاحب کے پوچھنے پر انہوں نے بڑے منکے والی تسبیح (جیسا کہ دربار عالیہ پر مروج ہے) بجا کر سمجھایا کہ ہم چہرے پر کپڑا ڈال کر تسبیح کی کھٹ کھٹ کو دل سے لفظ اللہ ' اللہ کا تصور کرتے ہیں' وغیرہ۔ اس کے بعد غیور صاحب نے عبداللہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والے ایک مرد اور خاتون سے بھی انٹرویو کیا' جنہوں نے اسلام سے والہانہ محبت کا اظہار کیا۔

حضور کے وصال کے بعد بھی بیرونی ممالک بالخصوص امارات عربیہ متحدہ میں

شریعت و طریقت کی تبلیغ و اشاعت کا مثالی کام ہوا ہے۔ حضرت قبلہ صاجزادہ سجادہ نشین مدظلہ العالی بنفس نفیس دوبار عرب امارات کے دورے پر تشریف لے گئے اور ہر بار ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔

آپ کی نورانی مجالس

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عاشق صادق، متبع کامل سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی نورانی مجالس کی ظاہری صورت بھی وہی ہوتی تھی جو آقائے دو جہاں ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجالس کی ہیئت و صورت۔ چنانچہ کنزالعمال صہ ۱۵۲ پر حضرت قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے **كَانَ اِذَا جَلَسَ، جَلَسَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهٗ حِلَقًا حِلَقًا** ''کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حلقہ بنالیتے تھے۔''

اسی طرح سیدی و مرشدی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی مجلس ذکر و مراقبہ کے وقت گول دائرہ کی شکل میں بیٹھا جاتا تھا۔ عام مجلس وعظ و نصیحت کے وقت بھی وعظ سننے کے لئے قریب ہونے کے باوجود آپ کے سامنے سے کچھ جگہ خالی چھوڑ کر فقراء بیٹھا کرتے تھے (جیسا کہ فی الوقت بھی دربار عالیہ پر مروج و معمول ہے۔ چونکہ آپ پرانی قسم کے صوفی بزرگ نہیں تھے، بلکہ آپ قدیم و جدید کا مجموعہ تھے، اس لئے آپ کی مجالس میں صوفی، زاہد اور عالم بھی شریک ہوتے تھے، تو جدید تعلیم یافتہ افراد بھی جن میں افسران، کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ لیکچرارز اور پروفیسرز وغیرہ شامل ہوتے تھے اور سبھی یکساں مستفیض ہوتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ مختلف قسم کے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و فضلا اور عوام الناس عقیدت و محبت سے آپ کی زیارت کرنے اور وعظ سننے، دعا

کرانے کی نیت سے یا محض رسمی طور پر آتے تھے وہ بھی آپ کی للّٰہیت اور دینی فکر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے، جس کے نتیجے میں کئی ایسے افراد جو پہلے دوسرے مکاتب فکر کے سرکردہ کارکن اور مبلغ تھے، آپ کی زیارت اور مختصر وقت صحبت بابرکت میں رہنے سے۔ یکسر بدل گئے، نہ پہلے کی خلاف شرع سیرت رہی نہ باطل عقائد و نظریات۔

عنوان و موضوعات :۔ آپ کی مجالس میں توحید، ذِکر اللہ، عشق و محبت اور اتباع رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، صحابہ اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور ماسلف بزرگان دین کے حالات واقعات تصوف و سلوک کے اسرار و رموز، دنیا کی حقیقت، آخرت کا بیان اور مناسبت سے تاریخی واقعات، نصیحت آموز لطیفے بھی پر لطف انداز میں بیان فرماتے تھے، خاص کر یہ کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں اپنی زندگی کس طرح گذارنی چاہیے، مسلمانوں کا سابقہ عروج اور دور حاضر میں پستی اور حالت زار، اس کے اسباب اور ان کے حل کی اصلاحی اسلامی تدبیروں کا بیان ہوتا تھا۔

ان کے علاوہ ملکی صورت حال، بیرونی حالات اور وقتی تقاضوں کے مطابق دیگر دنیاوی حالات اور معاملات کے متعلق بھی بے تکلف بات چیت فرماتے تھے۔ اور یہ بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ سلم ہے۔ (دیکھئے شمائل نبوی صہ ۱۹۱)

خصوصیت :۔ آپ کی مجالس کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ نجی محفل ہوتی یا عام مجلس وعظ و نصیحت چار، چار، پانچ، پانچ گھنٹوں کی طویل مجالس میں کبھی کسی کی غیبت نہ کی جاتی، اگر کوئی دوسرا آدمی اس قسم کی بات کرتا تو اسے روک کر کوئی دوسری بات کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ تاہم بعض اوقات خاص کر پندرہ شعبان المعظم (شب برات) ۲۷ رمضان المبارک (لیلتہ القدر) کی رات اور عیدین کی صبح تمام جماعت سے معذرت خواہ ہوتے تھے کہ احتیاط کے باوجود شاید کبھی میں نے

تمہاری غیبت کی ہو یا کسی اور طرح سے تمہیں تکلیف پہنچائی ہو تو معاف فرما دیں اور میرے متعلق اس قسم کی بات اگر کسی نے کی ہے تو میں نے اسے معاف کر دیا۔ (حقوق العباد اور معاملات میں ہمیشہ آپ کھرے رہے' کبھی پیری مریدی اور شیخی آپ کے سامنے نہیں آئی) اگر کسی کی اصلاح کی خاطر اس کے متعلق کوئی بات کرنا ہوتی تو بھی نجی محفل میں متعلقہ افراد سے رازداری کے انداز میں بیان فرماتے' اسی طرح خط و کتابت میں بھی بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔

اوقات مجالس :۔ آپ کی مجالس کے روزانہ تین اوقات مقرر ہوتے تھے صبح نماز فجر کے بعد ایک دو گھنٹہ' نماز ظہر کے بعد بھی عموماً" ایک گھنٹہ' اور نماز عصر سے لے کر مغرب تک' روزانہ کے حاضرین میں مقامی فقراء و طلباء کے علاوہ بڑی تعداد میں بیرونی فقراء بھی شامل ہوتے تھے جن کی آمدورفت کا سلسلہ پورا سال جاری رہتا تھا' ان اوقات میں حسب ضرورت کبھی خود وعظ فرماتے' نئے واردین کو ذکر کی تلقین فرماتے' یا کسی مبلغ کو وعظ یا تبلیغی احوال سنانے کے لئے کھڑا کرتے تھے یا تبلیغی خط سنتے تھے۔

پرتاثیر خطاب :۔ آپ کسی تصنع و تکلف کے بغیر نہایت سلیس سندھی یا اردو میں حقوق اللہ' حقوق العباد اور امرونہی کے متعلق وعظ فرماتے تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے عالم تھے' لیکن کبھی اپنا سکہ بٹھانے کے لئے علمی نکات چرب زبانی اختیار نہ کی نہ ہی کسی مسلک و مذہب کو تنقید کا نشانہ بنایا' باوجودیکہ آپ بڑے پیر بھی تھے' لیکن آپ کے وعظ میں تاثیر کے علاوہ شیخی اور بزرگی کا نشان تک نظر نہ آتا تھا۔

دوران تقریر قرآن و حدیث کے علاوہ بزرگان دین کے حالات' تاریخی واقعات اور حکایات اس قدر شوق و ذوق اور پرتاثیر انداز میں بیان فرماتے تھے کہ سامعین کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے' بلکہ بعض اوقات سامعین کے علاوہ خود

آپ پر بھی رقت و گریہ کی حالت طاری ہوجاتی۔ خاص کر جب سالانہ اجتماعات کے موقعہ پر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ و السلام کی موجودہ حالت زار بیان فرما کر کبھی باد صبا کے ذریعے بارگاہ رسالتماب ﷺ میں دست بستہ التجا فرماتے اور کبھی سراپا مجسمۂ ادب و احترام بن کر براہ راست آقا و مولیٰ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے :-

"اے میرے آقا' اے میرے مولیٰ' اے شہنشاہوں کے شہنشاہ یہ عاجز پیر نہیں' فقیر نہیں' بزرگ نہیں' نفسانی خواہشات کا غلبہ ہے' شیطان نے تباہ و برباد کیا ہے' حال یہ ہے کہ آقا! آپ سے دوری ہے' مجبوری ہے' تیرے سوا کوئی نہیں' بس آپ ہی کا سہارا ہے' آپ ہی کی نظر کرم کے خواہاں ہیں۔"

یہ الفاظ فرما کر پر سوز و گداز انداز میں حضرت جامی قدس سرہ السامی کے یہ روح پرور اشعار پڑھتے تھے :-

نسیما جانبِ بطحا گذر کن
زاحوالم محمد را خبر کن

لبے اندر عذابم یا محمد
علاجِ غم ندارم یا محمد

بہ برایں جانِ مشتاقم بہ آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن

توئی سلطانِ عالم یا محمد
زروئے لطف سوئے من نظر کن

بروں آور سراز بردِیمانی
زروئے تست صبحِ زندگانی

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم

ﷺ

سالانہ جلسہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ میں فقیر پور شریف میں کرسی پر بیٹھے تقریر فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور خلاف معمول سامعین کی طرف پیٹھ کر کے قبلہ رو ہو کر جس وارفتگی و کیف و مستی کے عالم میں مذکورہ اشعار پڑھ رہے تھے' یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا بارگاہ رسالمتاب ﷺ میں روبرو حاضر باادب کھڑے ہونے پر اپنے دل کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ جس رقت آمیز اور ولولہ انگیز لہجہ میں دل کی گہرائیوں سے بار بار آپ یہ اشعار دہراتے رہے وہ عجیب و غریب روح پرور لمحہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آج بھی معمولی تصور کرنے پر آپ کے ملفوظات کی یک گونہ لذت و حلاوت کانوں میں محفوظ محسوس ہوتی ہے .... اور کبھی حالی کے یہ اشعار پڑھ کر تڑپتے اور تڑپاتے تھے :-

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے گر حال بُرا ہے

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے

صفیں کج، دل پریشان سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

بخدا اس وقت ارشاد رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم :۔ **لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ** (مشکوٰۃ)

یعنی جو لوگ مل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں۔ رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے۔ اطمینان نازل ہوتا ہے اور اپنے پاس موجودہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ ان کو یاد فرماتا ہے۔ (یعنی مقرب فرشتوں یا ارواح انبیاء علیہم السلام میں) کے مطابق راحت و سکون کی صورت میں رحمت خداوندی کا بے پایاں نزول محسوس ہوتا تھا اور بڑی تعداد میں اہل ذکر سامعین پر وجد و جذب کی غیر اختیاری حالت طاری ہو جاتی، کئی مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ادھر ادھر بھاگتے، زمین پر گرتے نظر آتے جس سے عین الیقین کے طور پر **اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ** (جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں) کا مفہوم سمجھ میں آجاتا تھا۔ کئی مجذوب فقراء پر مشائخ کرام کی ارواح کا نزول ہوتا تھا اور وہ بے ساختہ کہتے فلاں بزرگ تشریف لائے ہیں، یہ دیکھو فلاں بزرگ تشریف لارہے ہیں وغیرہ۔

اے غلاموں کا لہو گرمانے والے الوداع
آگ سی الفاظ میں برسانے والے الوداع
خود تڑپ کر بزم کو تڑپانے والے الوداع
اے جگا کر ملک کو سوجانے والے الوداع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آج بھی حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ کی بابرکت مجالس سے وہی سکون وہی تاثیر حاصل ہوتی ہے۔

آپ عام واعظ حضرات سے ہٹ کر از حد محتاط رہتے تھے، جو بات بھی

بیان فرماتے وہ کسی مستند کتاب یا کسی مستند عالم کے حوالے سے بیان فرماتے یہاں تک کہ اگر کوئی واقعہ تو یاد ہوتا مگر واقعہ نگار کا نام یاد نہ ہوتا تو اس کی بھی تصریح فرما دیتے اور کبھی ماسلف کے دینی خدمات اور موجودہ غفلت و سستی بیان فرما کر حاضرین سے اشاعت اسلام کے لئے اٹھ کھڑا ہونے کا عہد لیتے اور اس کے لئے ہاتھ اٹھانے کا فرماتے، تو چاروں طرف سے حاضر سائیں، وعدہ سائیں کی گونج کے ساتھ بیک وقت ہزاروں ہاتھ بلند ہو جاتے۔ کئی مرتبہ فرمایا صرف ہاتھ اٹھانے اور جی حضور کرنے سے تو کچھ نہیں بنتا، جو دین اسلام کے لئے نکلنا چاہتے ہیں اپنے نام لکھوائیں، اس وقت چند دن، چند ماہ و سال سے لے کر بعض فقراء تو اپنی پوری زندگی اشاعت اسلام کے لئے وقف کرنے کا اعلان کرتے تھے آج بفضلہ تعالیٰ جماعت اصلاح المسلمین کی جملہ برانچیں جس ہمت و جوانمردی اور جانفشانی سے مصروف عمل ہیں۔ یہ سبھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی حسن تربیت اور نظر کرم کا کرشمہ اور جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اللھم زد فزد۔

محویت:۔ وعظ و نصیحت میں بعض اوقات اس قدر محو ہوجاتے تھے کہ اپنے جسم و جان بلکہ دنیا و مافیہا سے بے تعلق ہوجاتے۔ کئی عوارض اور ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود مسلسل کئی کئی گھنٹے تقریر فرماتے تھے۔ ۱۹۷۳ء کی بیماری اور مسلسل تین بار آپریشن کے بعد تقریر کرنے سے دماغ پر منفی اثر پڑتا تھا اور عموماً" جب بھی آپ باہر تشریف لاتے کوئی نہ کوئی نیا آدمی ذکر پوچھنے آیا ہوتا یا ویسے ہی آپ فقراء کو وعظ و نصیحت فرماتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کے مخلص دوست اور معالج خصوصی ڈاکٹر عبداللہ فاضلی کشمیری (جناح ہسپتال کراچی) نے یہ تجویز پیش کی کہ حضور گھر پر ہی چند فقیروں کو بلا کر نماز باجماعت ادا کریں مسجد شریف میں آنا ترک کر دیں، آپ کی طبیعت مزید تکلیف کی متحمل نہیں ہے، مگر جس کے روح کی غذا ذکر خدا اور اوڑھنا بچھونا تبلیغ و اشاعت اسلام ہو، وہ کہاں پابند رہ سکتے ہیں۔

بہرحال اس کے بعد عموماً" احتیاط کرتے ہوئے پہلے سے بہت کم وعظ فرماتے تھے۔ تاہم بعض اوقات ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ وعظ فرماتے تھے۔ (اس سے قبل کبھی تین تین گھنٹہ تک مسلسل وعظ فرماتے تھے) جس کی وجہ سے خلفاء کرام جاکر ادب سے عرض کرتے:۔ "حضور نصیحت کافی ہو چکی ہے۔ تاہم مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ "جی ہاں" فرماکر پھر وعظ کرنے شروع ہو جاتے۔"

پانی پینا:۔ دوران تقریر اگر پانی پینے کی حاجت ہوتی تو پانی ہاتھ میں لے کر پانی پینے کا مسنون طریقہ سمجھاتے' اس کے بعد مسنون طریقہ کے مطابق تین سانس میں پانی پیتے اور ہر بار پانی کا برتن منہ سے کافی دور کرتے اور اور سمجھاتے کہ پانی کا برتن دونوں ہاتھ میں لیں یا کم از کم دائیں ہاتھ میں لے کر پانی پیو۔ ہر بار برتن منہ سے دور کر کے مسنون دعا پڑھو' اس سے تمہاری پیاس بھی ختم ہوگی' اور عنداللہ اجر و ثواب کے مستحق بھی بن جاؤ گے۔

درس:۔ آپ کی مجالس میں مستقل طور پر تو کسی درس کا اہتمام نہیں ہوتا تھا' البتہ اگر زیادہ آدمی آجاتے تو صبح کی مجلس میں حسب فرمان یہ عاجز صحبت صالحین' ذکر اللہ یا کسی اور موضوع پر درس قرآن مجید بیان کرتا اور محترم مولانا محمد سعید صاحب درس حدیث اور محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فتح الربانی یا مکتوبات امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ سے درس بیان فرماتے تھے' اسی طرح ماہانہ اور سالانہ جلسوں کے موقعوں پر بھی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نورانی خطاب کے بعد عموماً" مذکورہ درس ہوتے تھے۔

آپ ان میں سے ہر ایک درس کو بغور سنتے تھے' خواہ کتنی بار پہلے بھی وہی درس بیان کیا جاچکا ہوتا' خاص کر درس قرآن کے وقت تو دو زانو ہو کر انتہائی ادب سے متوجہ ہو کر بیٹھتے تھے اور دوسروں کو بھی باادب متوجہ ہو کر بیٹھنے کا فرماتے تھے' اور مدرس کے لئے مصلٰی یا کپڑا وغیرہ بچھایا جاتا تھا آخر میں ہر درس کی

مناسبت سے تائیدی تبصرہ اور مزید وضاحت بھی بیان فرماتے تھے۔ آپ کی حیات ظاہری کے آخری ۲۷ صفر کے ماہانہ جلسہ پر بھی آپ کے فرمان سے اس عاجز سیہ کار نے حضور کے نورانی خطاب کے بعد درس قرآن مجید بیان کیا تھا۔

تمام اہل مجلس آپ کی نظر میں یکساں ہوتے تھے' عملی طور پر آپ کے یہاں امیر و غریب' خلیفہ و فقیر' مقیم و مسافر کی کوئی اصطلاح نہ تھی۔

تبلیغی خط :۔ خلفاء کرام و دیگر مبلغین حضرات اور دعا کرانے والوں کی طرف سے پانچ' سات سے لے کر پندرہ' سولہ تک خط روزانہ آتے تھے۔ شاید ہی کوئی ایسا دن ہو جس میں کوئی نیا تبلیغی خط نہ آیا ہوتا' اور تمام کے تمام تبلیغی خط بڑی دلچسپی اور شوق سے متوجہ ہو کر سنتے تھے اگرچہ ان میں بہت دور سے آئے ہوئے خط اکثر و بیشتر آپ پہلے خود پڑھتے' دوبارہ جماعت کو سنانے کے لئے مجلس میں لے آتے تھے' تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلے میں کوئی نئی بات تحریر ہوتی۔ مثلاً" یہ کہ اتنے بے نمازی ہماری کوشش سے نماز روزہ کے پابند ہوگئے' یا منشیات کے عادی آدمیوں نے توبہ کی وغیرہ۔ تو اس پر اور خوش ہو کر مناسبت سے سبحان اللہ' الحمدللہ' بیشک وغیرہ فرماتے۔ بعض اوقات دوبارہ سہ بارہ وہی جملہ دہرانے کا حکم فرماتے اور کبھی خود ہی وہ جملہ دہرا کر سامعین کو احساس دلاتے' شام کی مجلس میں عموماً" روزانہ تبلیغی خط پڑھے جاتے جب کہ کسی سفر یا عذر کی وجہ سے بکثرت تبلیغی خط رہ جاتے یا مثلاً" رمضان المبارک میں بیس پچیس تک روزانہ خط آتے تو صبح کی مجلس میں اور ظہر کی مجلس میں بھی تبلیغی خط سماعت فرماتے تھے۔ اگر آپ کی پسند کے مطابق بہتر تبلیغی مواد کا کوئی خط ہوتا اور اس وقت سامعین کم ہوتے تو دو تین مجالس میں وہی خط پڑھنے کا ارشاد فرماتے' اور اس کے سننے کے لئے فقراء و طلبہ کے علاوہ خواتین کو بھی سننے کا حکم فرماتے تھے۔ اگر مدرسہ یا طلبہ کے مناسب حال کوئی خاص بات ہوتی تو وہ خط اساتذہ کو دیتے تاکہ اسمبلی میں تمام طلبہ کو سنایا جائے۔ محترم خلیفہ حاجی محمد صدیق صاحب بروہی کا جب حیران

کن حد تک کامیاب تبلیغی احوال پر مشتمل خط دوبئی سے آیا تو ایک دو مرتبہ جماعت میں سنانے کے بعد اس عاجز کو فرمایا، اس کا فوٹو اسٹیٹ بنوا کر رکھیں تاکہ اگر خوانخواستہ اصل گم ہوجائے تو عکس موجود رہے۔

بعض حریص مبلغ حضرات پچیس چھبیس صفحات پر مشتمل طویل تبلیغی خط بھی بھیجتے تھے، پھر بھی آپ بیزار ہونے کی بجائے بڑی محبت اور لگن سے سنتے تھے بلکہ جن کے تبلیغی احوال کے خط زیادہ آتے ان پر اور بھی زیادہ خوش ہوتے اور ہر خط سننے کے بعد عموماً" اس مبلغ کی محنت و کوشش کی تعریف فرما کر اس کے لئے دعا فرماتے تھے اور ان ہی دعاؤں کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِہٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْہِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ** (رواہ مسلم، مشکوٰۃ المصابیح صہ ۱۹۴)

اور جو خط لکھنے میں سستی و کوتاہی کرتا اس کو خط لکھنے کے لئے تاکید فرماتے، بعض اوقات خلفاء و فقراء کو احساس دلاتے ہوئے فرماتے کہ جو کچھ آپ تبلیغی کام کریں اگر بالمشافہ آکر احوال سنانے کا موقع نہیں ملتا، بلکہ جو روبرو آتے ہوں وہ بھی تحریری طور پر تبلیغی احوال بھیجتے رہیں، تمہاری یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی، بلکہ یہ خط محفوظ رکھے جائیں گے، تمام اہل ذکر سن کر آپ کے دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعا مانگیں گے، کتنا بڑا فائدہ ہے، اس کے مقابلے میں چالیس پیسے کا لفافہ کوئی بڑی بات نہیں، ویسے بھی خط کو نصف ملاقات کہا جاتا ہے، اس سے ایک دوسرے کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

کسی بزرگ سے ایک مرید نے جاتے وقت عرض کی یا حضرت مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کریں، انہوں نے فرمایا، کوئی ایسی چیز رکھ کر جائیں جس کو دیکھنے سے تمہاری یاد آتی رہے۔ وہ مرید گیا اور لوٹا خرید کر لے آیا، بزرگ کی خدمت میں پیش کیا، اگرچہ اس بزرگ کو اس کے لوٹے کی کوئی ضرورت نہ تھی، مگر

یاددہانی کے لئے لوٹا رکھالیا' ہم تو لوٹا دے جانے کا بھی نہیں کہتے' پھر بھی خط لکھنے میں سستی کرتے ہو۔

محترم خلیفہ مولانا محمد رمضان صاحب (فیصل آباد) جو پنجاب کے علاوہ آزاد کشمیر تک تبلیغی سلسلے میں جاتے رہے ہیں' بڑے مخلص اور متوکل آدمی ہیں' وہ خط کے آخر میں عموماً" لکھتے تھے' کہ خط کافی لمبا ہوگیا ہے' ممکن ہے پڑھتے وقت حضور کو تکلیف ہو' اس لئے معافی کا خواستگار ہوں وغیرہ۔ بالمشافہ دربار عالیہ پر حاضر ہونے پر ان کو فرمایا۔ "زیادہ سے زیادہ خط لکھا کرو' یہ بھی نہ لکھو کہ خط اتنا طویل ہوگیا ہے وغیرہ۔ خط خواہ کتنا ہی طویل ہو' ہمیں خوشی ہوگی' اسی طرح ایک مرتبہ آپ دربار سے متصل باغ سے سیرو تفریح کے بعد واپس ہوئے' پنجاب سے آئے ہوئے خلفاء کرام مولانا ریاست علی صاحب اور محترم مولانا اللہ یار صاحب کو دیکھ کر ان کے پاس گئے' اور مولانا اللہ یار صاحب سے فرمایا:۔ آپ خط لکھنے میں کیوں سستی کرتے ہیں' تبلیغ کا احوال ضرور لکھا کریں' جس پر انہوں نے کہا' حضور ان پڑھ آدمی ہوں' ڈرتا ہوں کہ خط لکھنے میں کوئی غلطی یا بے ادبی نہ ہوجائے' ورنہ تبلیغ تو بہت کرتا ہوں' سن کر فرمایا:۔ "آپ کی غلطی معاف' بے ادبی معاف خط ضرور لکھا کریں۔

کافی عرصہ تک تبلیغی خط بذات خود جماعت میں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور جواب بھی خود ہی تحریر کیا کرتے تھے بلکہ خط آئے بغیر رشتہ داروں' دوستوں اور فقیروں کے نام پندو نصیحت کے خط خود ہی بھیجا کرتے تھے اور بعض اوقات محترم مولانا جان محمد صاحب' مولانا عبدالرحمٰن صاحب یا کسی دوسرے کو خط پڑھنے یا جواب لکھنے کا امر فرماتے تھے۔

البتہ صحت کمزور پڑ جانے پر' بالخصوص آنکھ کے آپریشن کے بعد اکثرو بیشتر خط پڑھنے اور آپ کی طرف سے جواب دینے کی سعادت اس عاجزو گنہگار کو حاصل رہی' جسے میں اپنی بے مایہ زندگی کا عظیم سرمایہ سمجھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں

سر بسجود ہوں، الحمد للہ و المنتہ، (جب کہ ان برسوں میں بھی کبھی محترم مولانا جان محمد صاحب و محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب، مولانا محمد اسماعیل صاحب، مولانا مشتاق احمد صاحب شر، مولانا مشتاق احمد صاحب پنجابی، مولانا محمد سعید صاحب و مولانا رحمت اللہ صاحب اور دیگر احباب کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی ہے) عموماً" آپ اس عاجز کو زبانی جواب سمجھا دیتے تھے۔ یہ عاجز خط لکھ کر بھیج دیتا اور اگر کوئی ضروری احوال ہوتا تو لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا، پسند فرما کر دستخط کرتے، بعض اوقات مختصر نوٹ لکھتے، کبھی کبھی تو میرے مضمون کے مساوی بلکہ اس سے بھی زیادہ خود تحریر فرماتے تھے، آخری ایام میں خطوں کی بھی بہتات تھی، روزانہ کئی ایک جواب طلب خط بھی ہوتے تھے، یہاں تک کہ ایک ہی دن میں اس عاجز نے حسب حکم ۲۰، ۲۲ خط بھی ارسال کئے تھے۔

رمضان المبارک میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت تبلیغی کام بہت زیادہ ہوتا تھا اور تبلیغی خط بھی اتنے ہی زیادہ آتے تھے۔ ۱۴۰۲ھ کے رمضان المبارک کے بعد میں نے اپنے پاس موجودہ تبلیغی خط لفافوں کے بغیر وزن کئے تو ان کا وزن گیارہ سو چالیس گرام بنا، جب کہ حضور کے پاس نہ معلوم کتنے خط ابھی باقی تھے جو بعد میں بتدریج باہر لے آئے اور جماعت میں پڑھے گئے۔

آج بھی آپ کے زمانہ اقدس کے اصلاحی تبلیغی احوال پر مشتمل کئی ہزار خطوط کا وافر ذخیرہ موجود ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان میں سے اہم تبلیغی خط منتخب کر کے علاقہ وار ترتیب دے کر شائع کئے جائیں۔

آخری خط: گو آخری چند برسوں میں آپ نہ تو زیادہ خط لکھتے تھے، نہ ہی مجلس میں پڑھ کر سنانے کا معمول تھا تاہم بعض مبلغین کی دلجوئی کے پیش نظر کبھی کبھی خود ہی جواب تحریر فرماتے تھے، اسی طرح تبلیغی احوال سے دلچسپی اور حرص کی وجہ سے بعض اوقات خط پڑھ کر سناتے بھی تھے، اسی قسم کا ایک خط ۱۹۸۲ء میں آپ نے صبح کی مجلس میں پڑھ کر سنایا، جسے اس عاجز نے یادگار کے طور پر ٹیپ ریکارڈ

میں محفوظ کرلیا۔

آپ اپنی حیات ظاہری کی آخری مجلس بعد از نماز عصر ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۴ھ میں بھی تبلیغی احوال کے خط سنتے رہے۔ آخر میں یہ عاجز محترم ماسٹر ذوالفقار علی صاحب کا طویل خط پڑھ رہا تھا کہ آپ نے فرمایا' بقیہ خط بعد میں سنیں گے' فی الحال یہ آدمی (ایک مرد ایک عورت) ذکر سیکھ لیں۔ بالاخر چند دن کے وقفہ سے حضرت قبلہ سیدی سجن سائیں مدظلہ کے روبرو پرنم آنکھوں سے خط کا بقیہ حصہ پڑھ کر پورا کیا۔ بفضلہ تعالیٰ خط و کتابت کا وہی دستور العمل آج بھی جاری و ساری ہے۔

بیعت کا طریقہ

حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا مریدین سے بیعت لینے کا طریقہ بھی بالکل سادہ اور از حد بابرکت تھا' آپ نہ کسی سے نام پوچھتے نہ قومیت اور نہ وطنیت' بلکہ جب بھی کوئی نیا آدمی بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوتا' تو آپ کسی تکلف یا خصوصی اہتمام کے بغیر عام جماعت میں اپنے مشائخ طریقت کے مروجہ اصول کے تحت شریعت و سنت کے عین مطابق اسے دو زانو بیٹھنے کا حکم فرماتے' اور خود بھی دو زانو ہو کر مصافحہ کے طریقہ پر اپنے دونوں ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے اور ٹھہر ٹھہر کر ایمان مجمل' کلمہ تشہد اور استغفار پڑھتے اور وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتا جاتا تھا' آخر میں دعاء خیر فرما کر مقام قلب پر انگلی رکھ کر دل سے اللہ' اللہ' کے تصور کی تلقین فرماتے تھے' جب کہ بعض اوقات صرف قلب پر انگلی رکھنے پر اکتفا کرتے' جب کہ سالانہ جلسہ یا دوسرے اجتماع کے موقعوں پر ہاتھ ملانا خواہ ہر ایک کے قلب پر انگلی رکھنا از حد دشوار ہوتا تھا' اس لئے ایسی صورت میں حضور اپنے ہاتھ میں کپڑا لے لیتے' قریب بیٹھے ہوئے افراد بھی کپڑا ہاتھ میں لے لیتے' جب کہ ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے افراد ان کی پیٹھوں پر ہاتھ

رکھتے۔ اسی طرح بیک وقت ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوتے اس کے بعد چند افراد کے قلب پر انگلی رکھ کر ذکر کرنے کا طریقہ سمجھا دیتے تھے۔ ہر ایک ذکر سیکھنے والے کو نماز باجماعت مسواک، داڑھی، قبضہ برابر رکھنے اور نیک صحبت اختیار کرنے کی خصوصی تاکید فرماتے تھے۔ جب کہ باقاعدگی سے ذکر و شغل جاری رکھنے کے اہل افراد کو دو تسبیح درود شریف دو تسبیح کلمہ طیبہ لَاالٰہ اِلَّا اللہ متوسط آواز سے اور ہر تسبیح کے آخر میں محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پورا کلمہ پڑھنے اور دو تسبیح استغفار پڑھنے کا بھی حکم فرماتے تھے۔

اس کے علاوہ امور شرعیہ کے اہتمام اور پابندی کے لئے سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق بعض اوقات خصوصی طور پر بھی بیعت لیتے تھے، جس طرح رسول ﷺ نے محبت، اطاعت اور غزوات کے لئے کئی بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی تھی کنز العمال صہ ۳۳۶ ج۱۔ پرانے مخلص مریدین خلفاء اور مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ سے ہی خصوصی طور پر بیعت لیتے تھے۔

مستورات کی بیعت کا طریقہ

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور شمس العارفین سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ مروجہ رسمی پیری مریدی سے ہٹ کر متبع شریعت قرآن و سنت کے تابع بزرگ تھے۔ اس لئے آپ کے یہاں مستورات کی بیعت کا طریقہ بھی وہی مروج تھا جو آج سے چودہ سو برس پہلے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رائج فرمایا تھا۔ یعنی مردوں کو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنا اور عورتوں کو زبانی طور پر احکام بتا دینا۔

چنانچہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔ **اِنَّمَا دَخَلْتُ فِیْ نِسْوَۃٍ تُبَایِعُ فَقُلْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ**

اُبسطُ یدکَ نُصافِحک فقالَ اِنّیِ لاَ اُصَافِحُ النِّسَاءَ وَلٰکِنْ سَاٰخُذُ عَلَیکُنّ فَاَخذَ علینا حتّٰی بَلَغَ وَلاَ یَعصِینَکَ فِیْ مَعرُوفٍ الخ تحفتہ الاحوذی صہ ۲۲۰ جلد خامس یعنی میں دوسری عورتوں کے ساتھ حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئی، عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھائیں، ہم آپ سے بیعت کرلیں، پس فرمایا میں (بیعت لیتے وقت) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا، لیکن تم سے (شرعی احکام پر عمل کرنے کا) عہد لیتا ہوں، پس آپ نے عہد لیا، یہاں تک کہ وَلاَ یَعصِینَکَ.الاٰیۃ (اور آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی) تک آیت مبارک پڑھی اور حضرت عقیلہ بنت عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں وَلاَ اَمُسُّ اَیدِیَ النِّسَاءِ۔ کنز العمال صہ ۱۰۱ (کہ میں عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا) کے الفاظ درج ہیں۔

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ ہمیشہ پس پردہ عورتوں کو ذکر کی تلقین کیا کرتے تھے اور اپنے جملہ خلفاء کرام کو بھی اس بات کا پابند بنالیا تھا (جواب بھی سختی سے اس پر کاربند ہیں) کہ کسی عورت کو بالمشافہ نہ بیعت کریں نہ نصیحت بلکہ لاؤڈ سپیکر پر یا اگر سپیکر نہ ہو تو بھی درمیان میں کوئی دیوار وغیرہ حائل ہو تب غیر محرم عورتوں کو بیعت یا نصیحت کریں۔

الحمدللہ آپ کے اتباع شریعت و طریقت کے صدقے مردوں کی طرح لاکھوں عورتوں کی بھی اصلاح ہوئی ہے۔

ذکر کا حلقہ اور مراقبہ

حضرت رسول مقبول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا (کہ جب تم جنت کے باغوں کے قریب سے گذرو تو ان سے سیر ہو کر کھایا کرو۔

حلقہ کے لغوی معنی ہیں گول دائرہ بنانا، اور مراقبہ کے معنی ہیں گردن جھکا

کر انتظار کرنا' صوفیاء کرام کی اصطلاح میں گول دائرہ کی شکل میں مل بیٹھ کر فیضان الٰہی کے انتظار کرنے کو حلقہ و مراقبہ کہا جاتا ہے۔

مراقبہ کی ہیئت:۔ مختلف زمانوں میں طریقت کے مجتہدین و مجددین بزرگان دین نے اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کے مزاج و مذاق کی رعایت رکھتے ہوئے اپنے صوابدید کے مطابق ذکر الٰہی کے لئے نئے نئے مفید طریقے اپنائے ہیں' اسی مناسبت سے کہیں ذکر بالجہر (بلند آواز سے ذکر کرنے کا رواج ہوگیا' اور کہیں ذکر قلبی و خفی کی ترویج ہوئی' یہ سبھی وصول الی اللہ (اللہ تعالٰی تک پہنچنے) کے لئے برحق طریقے ہیں اور ان کی بنیاد للٰہیت پر رکھی گئی ہے۔

ہمارے مشائخ طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم کے یہاں ذکر قلبی کا طریقہ معمول و مروج ہے' الحمدللہ ہر دور میں اس کی مقبولیت و افادیت میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ عرصہ تک تو صرف گول دائرہ کی شکل میں باہمی مل کر بیٹھ جاتے اور خاموشی سے ہر کوئی ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتا تھا۔ مگرچونکہ قرب قیامت کی وجہ سے دن بدن دنیاوی خیالات و تفکرات بڑھتے ہی جارہے تھے' خاموشی کی صورت میں نئے حلقے میں شامل ہونے والوں اور پرانے مگر سست اور دنیاوی حالات و معاملات میں الجھے ہوئے فقیروں کے دل بھی اپنے ذاتی خیالات و تفکرات میں محو ہوجاتے تھے۔ ذکر کی طرف کم ہی خیال رہتا تھا' اس لئے توجہ الی اللہ مستقل ہونے کے لئے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بعض مشائخ کبار رضی اللہ عنھم نے دوران حلقہ و مراقبہ' تلاوت کلام پاک' حمد باری تعالٰی' نعت رسول اللہ ﷺ اور اپنے پیرو مرشد کی تعریف میں منقبت پڑھنے کو رواج دیا۔ ساتھ ساتھ موٹی منکوں والی تسبیح بھی بجاتے ہیں' جس کے ٹھک ٹھک کی آواز سے دل سے اللہ ' اللہ کی آواز تصور کرنے سے دل میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ موٹے منکے والی تسبیح کو رواج دیئے تقریباً" سو سال کا عرصہ ہوچکا ہے' جہاں تک میری یاد داشت کا تعلق ہے' حضور سوہنا سائیں نوراللہ

مرقدہ اس تسبیح کی ترویج کے سلسلے میں غالب گمان کے ساتھ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کا نام لیتے تھے' مزید فرماتے تھے کہ حضرت سید محمد بقادار شاہ' پیر صاحب پاگارہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھی ذکر کے لئے موٹے منکوں والی تسبیح ہوتی تھی جو کہ آج تک خاندانی تبرکات میں موجود و محفوظ ہے۔ (خطاب مؤرخہ ۵ صفرالمظفر ۱۴۰۳ھ)

غرضیکہ یہ سہل طریقہ نہایت کامیاب ثابت ہوا۔ حلقہ و مراقبہ میں شامل ہونے والوں کے دل مستقل طور پر متوجہ الی اللہ ہونے لگے۔ کئی اہل ذکر فقراء کو اس سے اس قدر مناسبت پیدا ہوئی کہ جس وقت بھی فرصت ہوتی' تسبیح لے کر بیٹھ جاتے۔ مرشدنا حضرت پیر فضل علی قریشی مسکین پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو تو اس تسبیح سے اس قدر محبت تھی کہ بعض اوقات اپنے گلے میں ڈال کر چلتے تھے۔ الحمدللہ آج بھی سینکڑوں مقامات پر روزانہ پابندی سے اس طریقہ سے مراقبہ ہو رہا ہے۔

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو ذکر کے حلقہ و مراقبہ سے بڑی دلچسپی تھی' صبح نماز فجر کے فوراً" بعد تمام جماعت ذکرالٰہی کے لئے گول دائرہ کی شکل میں بیٹھ جاتی تھی' اس کے بعد پابندی سے مسواک کی حاضری ہوتی تھی' اس کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف' اس کے بعد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے پانچ سو مرتبہ آیت شریفہ "**وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی**" اس کے بعد پھر ایک سو مرتبہ درود شریف تمام فقراء ملکر پڑھتے تھے' بعد ازاں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص اور گیارہ مرتبہ سورہ قریش ہر ایک پڑھتا تھا۔ (خطاب مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ)

آخر میں تمام حضرات باآواز بلند ختم شریف کا ثواب آپ کے سپرد کرتے اور آپ حضور پرنور ﷺ' جملہ انبیاء کرام علیہم السلام' صحابہ واہل بیت عظام

رضی اللہ عنہم و جملہ مشائخ کبار رحمہم اللہ تعالٰی کو ایصال فرماتے تھے اس کے بعد تمام احباب کو منہ پر کپڑا ڈال کر آنکھیں بند کر کے دنیا و مافیہا کے خیالات و تفکرات سے فارغ و آزاد ہو کر تسبیح کی ٹھک ٹھک کو دل سے لفظ اللہ' اللہ تصور کر کے بارگاہ الٰہی سے رحمت و فیوض و برکات کے لئے منتظر رہنے کا حکم فرماتے تھے' اور حصول فیض کے لئے فرماتے تھے کہ یہ تصور کرو کہ رسول الثقلین ﷺ کے سینہ اطہر کا فیض پیران کبار طریقہ عالیہ کے سینوں سے ہوتا ہوا میرے پیرو مرشد کے سینے سے میرے دل میں پہنچ رہا ہے۔ اس طریقہ پر روزانہ پندرہ سے تیس منٹ تک مراقبہ کیا جاتا تھا' مراقبہ کے شروع میں سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ یا کوئی اور خلیفہ صاحب مراقبہ کراتے۔ اس کے بعد حضور مراقبہ کراتے تھے' مراقبہ ختم ہونے پر کبھی طویل اور کبھی مختصر دعا مانگتے تھے۔

مراقبہ میں اضافہ

واضح ہو کہ حضرت قبلہ پیر مٹھا صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی کے زمانے میں مسجد شریف میں صرف ایک مرتبہ ہی مراقبہ کیا جاتا تھا' مگر حضور پیر سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے بعد نماز عشاء مراقبہ کا اضافہ فرمایا۔ تمام بستی کے فقراء اور مسافر حضرات مل کر مراقبہ کرتے تھے۔ بلاعذر اگر بستی کے فقراء میں سے کوئی مراقبہ میں سستی کرتا تو اس پر سخت ناراض ہوتے تھے' البتہ مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کو مطالعہ اور کافی دیر تک جاگنے کی وجہ سے عشاء کے مراقبہ سے مستثنٰی قرار دیا تھا۔

مراقبہ کی پابندی:۔ مؤرخہ ۳۰ رجب اور یکم شعبان ۱۴۰۳ھ بعد از نماز فجر لنگر کے کام کی وجہ سے مراقبہ نہ ہوسکا' بعد از نماز ظہر صبح کے معمول کے مطابق ختم شریف اور مراقبہ کرایا۔

مراقبہ کی برکت :۔ محترم مولوی عبدالرسول صاحب نے بتایا کہ ہمارے میہڑ کے علاقے میں مولانا قاضی امان اللہ چانڈیو صاحب بہت بڑے عالم اور باأثر شخصیت تھے، ایک دو مرتبہ جاڑا نامی بستی میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی صحبت میں بھی آئے تھے۔ مگر ذکر نہیں سیکھا، کہتے تھے کہ جب تک خود مجھے فقیروں کی طرح وجدوجذب نہیں ہوگا میں ذکر نہیں سیکھوں گا، یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب حضور کھوندی نامی بستی میں تبلیغ کے لئے تشریف فرما ہوئے، مولانا موصوف بھی مراقبہ میں شامل ہوگئے، دوران مراقبہ ان پر جذب و مستی کی ایسی حالت طاری ہوگئی کہ بے ساختہ ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے اسی حالت میں ان کی پگڑی بھی کہیں گر گئی، مگر ان کو مطلق خبر نہ ہوئی، مراقبہ ختم ہوتے ہی از خود آگے بڑھے اور حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے ذکر سیکھا، بعد میں خود ہی کہنے لگے نہ معلوم آج مجھے کیا ہوگیا تھا، بے اختیار دیوانہ وار دوڑتا پھر رہا تھا، مگر اپنے جذب پر کنٹرول نہ کرسکا۔ حضور کی توجہ اور مراقبہ کی برکت سے مولانا موصوف کی حضور سے عقیدت و محبت اور بھی بڑھ گئی، حضور کو دعوت دے کر اپنی بستی لے گیا، اور اپنی بیوی بچوں کو بھی طریقہ عالیہ کے مطابق بیعت کروایا۔

مراقبہ میں کئی اہل ذکر فقراء کو حضور پرنور والی کوثر ﷺ کئی صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی مشہور مشائخ طریقت کی زیارتیں ہوئیں، ان سے ہدایات ملیں، یہ سب کچھ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی نسبت اور اتباع شریعت و طریقت کا صدقہ تھا۔

حضور کے پیارے خلیفہ حضرت حافظ محمد حبیب اللہ صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے (انا للہ و انا الیہ راجعون) باقاعدہ مستند عالم نہیں تھے، مگر تبلیغی دینی خدمات میں کئی مستند علماء کرام سے بھی آگے تھے، تبلیغی سلسلے میں عموماً وہ دینی مدارس یا علماء کرام کے بڑے بڑے اجتماعات میں بے خوف و خطر چلے جاتے تھے (جن کے متعلق حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ، فرمایا کرتے تھے کہ حافظ

حبیب اللہ صاحب بڑے دلیر آدمی ہیں، بڑی بڑی شخصیتوں کے سامنے تقریر کرنے سے نہیں گھبراتے) کئی بار علماء کرام نے ان سے ایسے ایسے تصفیہ طلب مسائل پوچھے جن کے متعلق ان کو کوئی خبر نہیں ہوتی تھی، تو فوراً گردن جھکا کر مراقب ہوتے، پس حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی طرف متوجہ ہونے کی دیر ہوتی فوراً حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی زیارت ہوجاتی، اور آپ اس کو تفصیل کے ساتھ مسئلہ سمجھا دیتے، اور حافظ صاحب مراقبہ سے سر اٹھا کر اسی وقت ایسا مدلل جواب دیتے کہ بڑے علماء کرام بھی دنگ رہ جاتے۔

(حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تحریر کردہ خط سے ماخوذ)

ہمیشہ مراقبہ کے وقت اپنے مشائخ طریقت کے طریقہ پر موٹی منکوں والی تسبیح استعمال فرماتے تھے ایک مرتبہ موسیٰ گوٹھ کراچی میں مولانا عبدالغفور صاحب کے یہاں تشریف فرما ہوئے، ان کے پاس چھوٹے منکوں والی تسبیح تھی، مراقبہ تو آپ نے اس کے ساتھ کرالیا، لیکن بعد میں فرمایا کہ ہمارے مشائخ ہمیشہ بڑے منکوں والی تسبیح استعمال کرتے تھے اس لئے آپ بھی بڑے منکوں والی تسبیح ہی رکھا کریں، اور مراقبہ سے پہلے کنکریوں پر آیت ختم :۔ **وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی** پڑھا کریں۔ مولانا موصوف نے حسب فرمان دونوں باتوں کا اہتمام فرمایا۔ خلیفہ مولانا ریاست علی صاحب نے بتایا کہ حضور کے وصال کے بعد ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر راستے میں چلتے چلتے آرمی کے چند جوانوں سے ملاقات ہوگئی۔ حضور کے فیوض و برکات کی باتیں سن کر ازحد متاثر ہوئے اور مجھے دعوت دے کر اپنے پاس لے گئے، جہاں وعظ و نصیحت سننے کے لئے ادنیٰ سے اعلیٰ افسر تک اکٹھے ہوئے، وعظ کے آخر میں طریقہ عالیہ کے مطابق موٹے منکوں والی تسبیح سے میں نے مراقبہ کرایا، مراقبہ کے دوران مجھے یہ فکر لاحق ہوگئی کہ یہ تسبیح تو صرف ہمارے مشائخ کے یہاں مروج ہے، دوسرے سلسلوں کے کئی بزرگ اور عالم بھی اس پر اعتراض کرتے ہیں، یہ تو فوجی آدمی ہیں کہیں اس سے متنفر نہ

ہوجائیں۔ بہتر یہ تھا کہ بغیر تسبیح مراقبہ کرالیتا۔

بس یہ خیال آنا تھا کہ شامیانے کے باہر سے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی آواز سنائی دی، فرمایا! ریاست فکر نہ کرو، تسبیح کی وجہ سے کوئی بھی متنفر نہیں ہوسکتا، جس سے میری ہمت بندھ گئی، اور واقعی ایسا ہوا کسی نے اعتراض نہیں کیا، سبھی متاثر ہوئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخلاق و عادات

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے حسن اخلاق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (بے شک آپ عظیم خلق والے ہیں) اور آپ کی امت مرحومہ کو ارشاد فرمایا وَلَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (یعنی تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ہستی بہترین نمونہ ہے) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور اکرم ﷺ کے اخلاق عظیمہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ (قرآن ہی آپ کا خلق تھا) یعنی آپ کی حیات طیبہ قرآن مجید کی عملی آئینہ دار تھی۔

ایک صاحب بصیرت بزرگ نے حضور اکرم شفیع محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل شریفہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

شعر
اَخِلَّایَ اِنْ شَطَّ الْحَبِیْبُ وَدَارُہٗ
وَعَزَّ تَلَاقِیْہِ وَ نَاَتْ مَنَازِلُہٗ
وَفَاتَکُمْ اَنْ تُبْصِرُوْہُ بِعَیْنِکُمْ
فَمَا فَاتَکُمْ مِنْہُ فَھٰذِہٖ شَمَائِلُہٗ

یعنی اے میرے دوستو! اس وقت رسول عربی فداہ امی و ابی ﷺ کی ذات اقدس بظاہر ہم سے قریب نہیں، آپ کا ملک اور مرقد منیف بھی کافی دور ہیں، اور ان ظاہر بین آنکھوں سے ہم آپ کی زیارت بھی نہیں کرسکتے، لیکن آپ کے اخلاق و عادات تو اب بھی موجود ہیں۔ یعنی حضور پر نور ﷺ کے اخلاق و اعمال کو اپنا کر ہی کسی حد تک ہم آپ کے قریب ہوسکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سعید سے

لے کر اب تک جملہ مشائخ عظام و علماء ربانی قدم قدم پر رسول اللہ ﷺ کی سنتِ سنیہ پر عمل کرتے آئے ہیں' اور سرمو بھی رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے انحراف نہیں کیا۔

بفضلہ تعالیٰ ماضی قریب میں میرے پیرو مرشد ولئ کامل' عالم و عامل حضرت قبلہ الحاج اللہ بخش قریشی نقشبندی فضلی غفاری قدس سرہ کی بابرکت شخصیت سراپا قرآن و سنت کی عملی تفسیر تھی' بلاشبہ آپ خلق و سیرت رسول عربی ﷺ کے نمونۂ مجسم تھے' قول و فعل' عمل و اخلاص میں اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیوں کے آئینہ دار تھے' یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ خلاف شریعت تو درکنار' مدتوں آپ کے قریب رہنے والا خواہ آپ کا عقید تمند نہ بھی ہو' پھر بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ کا فلاں کام شریعت کے خلاف تھا' غرضیکہ جملہ اخلاق حمیدہ پر عمل کرنا اور اخلاق رذیلہ سے بچنا آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی' حتی المقدور آپ کوئی مستحب بھی ترک نہیں کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے جس اہتمام سے اپنے متعلقین و احباب کو فرائض' واجبات' سنن و مستحبات پر عمل کرایا' کم از کم دور حاضر میں اس کی نظیر ملنا مشکل اور یقین آنا دشوار ہے۔

حسن معاشرہ

(لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ)

شریعت مطہرہ میں حقوق اللہ (اللہ تعالیٰ کے حقوق) سے بھی زیادہ حقوق العباد (انسانوں کے حقوق) کی تاکید کی گئی ہے اور حقوق العباد میں سب سے زیادہ تاکید اپنے رشتہ داروں کے حقوق کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ جب رسول خدا ﷺ سے پوچھا گیا۔ **اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** تمام لوگوں میں افضل کون ہے؟ ارشاد فرمایا۔ **اَتْقَاھُمْ لِلّٰہِ وَ اَوْصَلُھُمْ لِرَحْمِہٖ وَ اٰمَرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ** رواہ الطبرانی (الاحیاء) جو دوسروں سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہو' اوروں سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو' اوروں سے زیادہ نیکی کا حکم کرنے والا ہو' اوروں سے بڑھ کر برائیوں سے روکنے والا ہو'

بفضلہ تعالیٰ سیدی و مرشدی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی میں مذکور حدیث شریف میں بیان کردہ تمام علامات فضل و کمال اعلیٰ وجہ الاتم والا کمل موجود تھیں۔

رشتہ داوں سے سلوک : رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ **بِرَّ اُمَّکَ وَاَبَاکَ وَ اُخْتَکَ وَ اَخَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ فَاَدْنَاکَ۔** (رواہ النسائی و الاحیاء) یعنی بھلائی کرو اپنی ماں کے ساتھ اور اپنے باپ کے ساتھ اور اپنی بہن کے ساتھ اور اپنے بھائی کے ساتھ اس کے بعد جو تجھ سے قریب ہو' اس کے بعد جو تجھ سے قریب ہو۔

سیدی مرشدی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ' حسب مراتب جملہ قریب وبعید رشتہ دار' متعلقین و احباب بلکہ حیوانات کے ساتھ بھی حسن سلوک (اچھا برتاؤ) فرماتے تھے اور متعلقین و احباب کو بھی تاکید فرماتے تھے۔

والدین کے ساتھ سلوک :۔ جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ ابھی آپ

صرف ۵ ماہ کے معصوم بچے ہی تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) اور آپ کو جسمانی خدمت کا موقعہ میسر نہیں ہوا۔ تاہم اس خدمت سے محروم رہنے پر آپ کو جو قلبی خلش، اداسی اور ان کی زیارت کا فطری شوق تھا، بارہا حسرت کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے تھے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے، ان کے لئے ایصال ثواب کرتے تھے اور عیدالضحیٰ کے موقعہ پر ان کی طرف سے قربانی بھی کیا کرتے تھے۔ (حضرت صاحب مدظلہ) البتہ آپ کی والدہ صاحبہ کافی عرصہ بعد تک زندہ رہیں، آپ اپنی پیرسن والدہ ماجدہ کی خدمت خود کیا کرتے، جو کام کرنا ہوتا پہلے ان سے مشورہ لیتے تھے۔ جب پڑھنے کے لئے اور بعد میں تبلیغ کے لئے یا حضرت صاحب پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جانا چاہتے تھے تو پہلے اپنی والدہ محترمہ سے اجازت لیتے، اس کے بعد جاتے تھے اور جب واپس تشریف فرما ہوتے تو بھی سب سے پہلے والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی کوشش کرتے، لیکن آپ کی رابعہ صفت والدہ ماجدہ کی دوربین نگاہ بھی آپ کی اہلیت، ولایت اور مستقبل کے معمار ہونے سے بے خبر نہ تھیں، اس لئے قدم بوس ہونے اور ہاتھ چومنے نہیں دیتی تھیں، مصافحہ کے بعد آپ دوزانو باادب بیٹھ جاتے تھے، اور وہ دل کھول کر آپ کو دعائیں دیتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو طویل عمر عطا فرمائے، اولاد صالح سے نوازے، عالم باعمل کرے وغیرھم۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اکثر وقت گھر سے باہر پڑھنے میں یا تبلیغ اسلام میں گذارا، لیکن آپ کی والدہ ماجدہ پھر بھی ہمیشہ آپ سے راضی رہیں، اور جب دین پور شریف منتقل ہوئے، تو اپنی والدہ ماجدہ کو بھی دین پور شریف لے آئے تاکہ ان کی خدمت کا موقعہ زیادہ مل سکے۔

والدین کی محبت! ویسے تو ہمیشہ اپنی تقاریر میں والدین کے ساتھ حسن سلوک، ادب اور خدمت کی تاکید کرتے تھے۔ لیکن جب مدرسہ عالیہ کے طلبہ کی چھٹی ہوتی تو اس دن طلبہ کو دیگر نصیحت کے علاوہ والدین کی قدم بوسی دعا طلبی اور

خدمت کے لئے خصوصی تاکید فرماتے تھے، ساتھ ساتھ عموماً اپنے والدین کا ذکر فرماتے ہوئے بڑی حسرت کے ساتھ فرماتے تھے کہ والدین کے برابر دنیا میں کوئی نعمت ہو ہی نہیں سکتی، وہ بڑے خوش قسمت ہیں جن کے ماں، باپ دونوں یا ان میں سے ایک زندہ ہے آپ کو اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے، ان سے دعائیں لینی چاہیں، حقیقت یہ ہے کہ جس کے والدین، خاص کر والدہ صاحبہ اگر دل سے دعا مانگے تو دونوں جہانوں میں کامیابی اس کے قدم چومے گی، افسوس کہ ہم سے یہ نعمت جاتی رہی، ان کی شخصیت کا اب قدر ہے، لیکن اب کیا ہو سکتا ہے، والد صاحب کی وفات کے وقت تو میری عمر کوئی ۵ ماہ کے لگ بھگ تھی، باقی والدہ صاحبہ کافی عرصہ زندہ رہیں، الحمدللہ حسب توفیق ان کی خدمت بھی کرتا رہا۔ مگر وہ زمانہ عموماً سفر میں گزرا اور کماحقہ، ان کی خدمت نہیں کرسکا، اب تو دل چاہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری یہ دعا قبول فرمائے اور یہ ارشاد ہو کہ تیرے والدین دونوں یا ان میں سے ایک زیادہ نہیں صرف اتنی دیر زندہ ہوجائیں کہ تو ان کی زیارت کرلے اور وہ تیرے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائیں اور اس کے بدلے تجھے اپنی تمام جائیداد دینی پڑیگی، پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ تیرے پاس اور کچھ نہ رہے گا، تو میں تہہ دل سے کہتا ہوں کہ ایسا دن میرے لئے عید سے کم نہ ہوگا۔ والدین میرے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں تو اور کیا چاہیے۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ملکیت کافی کچھ ہے، مگر اس نعمت کے مقابل کچھ نہیں (مذکور ارشادات فرماتے وقت بارہا آپ پر سکتہ و گریہ کی حالت طاری ہوجاتی تھی) واضح رہے کہ حضور اپنے والدین، اہلیہ اور دیگر رشتہ داروں کے مزارات پر ایصال ثواب کے لئے جایا کرتے تھے، مورخہ ۷۹-۸-۲۷ کو یہ عاجز بھی حضور کے ہمراہ آپ کے والد ماجد نوراللہ مرقدہ کے مزار پر حاضر ہوا تھا کافی دیر تک سرہانے بیٹھ کر ختم شریف پڑھ کر واپس آئے۔

دیگر رشتہ داروں سے سلوک:۔ والدہ ماجدہ کے علاوہ اپنی ہمشیراؤں،

بہنوئیوں، بھانجوں خواہ دور کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی مثالی سلوک فرماتے تھے، مسند نشینی کے بعد بھی کوئی رشتہ دار خواہ دور کا ہوتا، جب بھی آجاتا آپ بلاتکلف پیش آتے، اس کے لئے کھانے پینے کا انتظام اپنے گھر میں کرتے، خصوصی ملاقات کرتے، بعض اوقات ان کے لئے تحفے تحائف بھیجتے۔

تعلیم اور بعد میں بھی کافی عرصہ تک آپ کی مالی حالت کافی کمزور ہی تھی، پھر بھی حسب توفیق مستحق رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی مالی مدد کیا کرتے تھے، بالخصوص جب آپ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی میاں صاحب ڈنو رحمتہ اللہ علیہ (جو نہایت درجہ خائف خدا، نماز و روزہ کے پابند بزرگ صفت انسان تھے) سارا دن محنت مزدوری یا کھیتی باڑی کا کام کرکے رات کو کافی دیر تک قرآن شریف کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جوانی ہی میں فوت ہوگئے، تو آپ ان کی زوجہ محترمہ اور بچوں کا از حد خیال رکھتے تھے۔ ہر طرح سے دل کھول کر نقدی، کپڑے، اناج وغیرہ کی صورت میں ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے لئے جب کپڑے سلواتے تو ان کے بچوں میں سے بھی کسی ایک یا زیادہ کے لئے وہی کپڑا لے کر سلا دیتے۔ اپنے کھانے کے لئے جو گھر میں تیار ہوتا مرحوم صاحب ڈنو کے بچوں کے لئے بھی اس میں سے کچھ حصہ ضرور دے دیتے تھے۔

ہمشیراؤں سے سلوک :۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ان کے تمام بچے کم سن تھے، آمدنی کا بھی کوئی معقول ذریعہ نہ تھا، حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہوش سنبھالتے ہی والدہ ماجدہ کے حکم سے پڑھنے اور بعد میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوگئے، اس لئے آپ کا گھریلو سابقہ حال بدستور قائم رہا۔ لیکن پھر بھی چونکہ آپ ہی گھر کے سربراہ تھے، اس لئے حتی المقدور تمام اشیاء ضروریہ فراخدلی سے مہیا کرکے دے جاتے تھے اور آبائی زمین سے بھی جو آمدنی ہوتی تھی وہ بھی آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس رہتی تھی اور وہی حسب ضرورت خرچ کیا کرتی تھیں لیکن چونکہ

زمین کی آمدنی بھی کوئی زیادہ نہ تھی اور بعض اوقات سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ بھی کافی دیر بعد تشریف لاتے تھے اور بعض ضروریات کے لئے پیسہ بالکل نہ ہوتا پھر بھی تمام افراد خانہ صابر و شاکر رہتے تھے ہمیشہ یہی محسوس ہوتا کہ ان کے پاس سب کچھ ہے اور یہ ہے بھی حقیقت کہ **مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ** جس کا ترجمہ آپ ان الفاظ سے فرماتے تھے۔ **جنھن جو رب تنھن جو سپ یعنی تو خدا کا ہو** کہ ہوجائے خدا تیرے لئے۔ ظاہری مال و اسباب نہ ہونے کی وجہ سے پریشان حالی ظاہر کرنا مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

ایک مرتبہ جیسے ہی آپ درگاہ عاشق آباد شریف (ضلع ملتان جہاں آپ کے مرشد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ قیام پذیر تھے) سے خانواہن گھر تشریف لائے دیکھا کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ (جو ابھی تک حیات اور لنگر کی بڑی خدمت کرتی ہیں) کے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے اسی وقت دس روپے جیب سے نکال کر ان کو دیدیئے کہ اپنے لئے کپڑے خریدلیں، لیکن آپ کی صابرہ شاکرہ ہمیشرہ چونکہ آپ کے حال سے واقف تھیں اس لئے پیسے لینے سے صاف انکار کر دیا اور رو کر کہنے لگیں بھائی جان! میں گھر میں رہتی ہوں، میرے لئے یہ پیوند لگے ہوئے پرانے کپڑے کافی ہیں۔ آپ دین کی خدمت کرتے ہیں، تبلیغی سلسلہ میں دور کے سفر پر جاتے ہیں، یہ پیسے آپ کو سفر میں کام دیں گے، مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم حضور نے ان کو کافی دیر منت و سماجت کے بعد پیسے قبول کرنے پر آمادہ کرلیا۔

دینی ہمدردی:۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ صرف ظاہری اور مالی ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ اپنے رشتہ داروں کی دینی ترقی کے لئے عملی کوششیں کرکے ان کی حقیقی خیرخواہی اور صلہ رحمی کا حق ادا فرماتے رہے۔ آپ کے بعض رشتہ دار خالص دنیا دار ذہنیت کے حامل تھے۔ اس کے باوجود بھی آپ زبانی طور پر بھی اور خطوط کے ذریعہ بھی ان تک دینی دعوت پہنچاتے رہتے تھے اور دینی فکر

رکھنے والے اہل قلم کی کتابیں بھی ان کو تحفتہ" بھیجتے رہتے تھے۔

گھر میں حُسن سلوک اور تربیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَحْسَنُھُمْ خُلُقاً وَ خِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَائِہٖ (رواہ الترمذی)

(ایمان والوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خلق دوسروں سے اچھا ہو' اور تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بہتر ہوں)۔

یعنی جو رہن سہن اور جملہ معاملات میں اپنی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہو' وہ مرد بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہے' اور جس کا گھر میں رویہ اچھا نہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ مرد اچھا نہیں ہے۔ خواہ وہ بظاہر عالم اور صالح' زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ نیک عورت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک بڑی نعمت ہے' مرد کو اس کی قدر کرنی چاہیے' آدمی گھر جائے تو ہشاش بشاش ہنستا ہوا گھر جائے کہ دیکھ کر بیوی کا دل خوش ہو۔ وہ لوگ بدبخت ہیں جو باہر دوستوں میں تو بڑے بڑے قہقہے مارتے پھریں' لیکن گھر جائیں تو منہ چڑھائے خان صاحب بن کر رعب رکھیں کہ بچاری بیوی بات بھی نہ کر سکے۔ یاد رکھو دوست' احباب سے زیادہ قرب و پیار کے حقدار اپنے اہل خانہ ہیں' اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان کو کھانے اور پہننے کے لئے اچھا دو۔ یہ طریقہ انتہائی غلط اور شریعت کی حدود سے متجاوز ہے کہ دوست یار آجائیں تو مرغے کا گوشت' پلاؤ پکیں' لیکن بیوی بچوں کا فکر ہی نہ ہو۔

بچوں سے پیار:۔ عاشق رسول متبع سنت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا گھریلو رہن سہن بھی مثالی تھا' اہلیہ اور اولاد کے ساتھ ہمیشہ خوش خلقی' پیار و محبت سے رہے کبھی بھی ترش روئی یا غصہ کا اظہار نہ فرمایا۔ اہل خانہ اور بچوں کے

ساتھ پیار و محبت کا وہی طریقہ اپنایا جو آقائے نامدار ﷺ کا تھا۔ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ بعض اوقات اپنے نواسوں یا نواسیوں کو مسجد شریف میں لے آتے تھے۔ اسی طرح حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی صغر سنی میں حضرت صاحبزادہ مدظلہ' صاحبزادیوں نواسیوں اور نواسوں کو کبھی اٹھائے ہوئے اور کبھی ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے مسجد شریف میں تشریف لاتے اور وہ مصلے پر بیٹھ جاتے' کبھی سائیں' سائیں کہہ کر اپنی معصومانہ باتیں شروع فرماتے' بعض اوقات وعظ و نصیحت کے درمیان آجاتے اور حضور کے کلام میں خلل انداز ہوتے تو قبلہ سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جن کو حضرت کے بچے نانا کہہ کر پکارتے تھے) سید عبدالخالق شاہ صاحب یا لانگری صاحب لے کر دروازہ پر چھوڑ آتا تھا۔

گھر میں اگر کوئی بات خلاف طبع ہوجاتی تو اس قدر احسن طریقے سے سمجھاتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہوتی تھی۔ جہاں تک ممکن ہوتا اپنے ذاتی کام کے لئے کسی کو تکلیف نہیں دیتے تھے۔ بات چیت سنجیدگی کے ساتھ مگر بے تکلف فرماتے تھے۔ بلکہ موقع کی مناسبت سے ہنستے ہنساتے بھی تھے اور یہ بھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے میں بالکل عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں فقراء کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ بعض اوقات دربار عالیہ پر مقیم فقراء سے امتحان کے طور پر اچانک پوچھتے بھی تھے کہ آج تم نے بیوی کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟ اثبات میں جواب ملنے پر بہت خوش ہوتے تھے اگر اس معاملہ میں سستی و غفلت معلوم ہوتی تو فرماتے کل پھر تم سے پوچھوں گا' آپ کی اس حسن تربیت کے نتیجہ میں دوسرے دن جواب اثبات ہی میں ملتا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ آج تک آپ کی جماعت عالیہ میں بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانے کا عام رواج ہے۔ یہاں تک کہ اس عاجز کو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ حضور کے فرمان عالیہ سننے کے بعد چچا فقیر عرض محمد صاحب نے بیوی بچوں

کے ساتھ مل کر کھانے کا اس قدر اہتمام کیا ہوا ہے کہ شاید ہی کبھی تنہا کھانا کھایا ہو۔ (کئی ایسے اور اہل ذکر بھی ہوں گے) بیوی کے ساتھ مل کر کھانا کھانے کے بارے میں ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث کثرت سے بیان فرماتے تھے کہ گوشت کی بوٹی جہاں سے میں کھاتی، حضور اکرم ﷺ وہ بوٹی مجھ سے لے کر اسی جگہ سے تناول فرماتے۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے اخلاق حمیدہ بزرگی اور حسن سلوک ہی تھا کہ عام مریدین سے بڑھ کر اہل خانہ کی آپ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور سارا گھرانہ آپ کے فرمان اور رضا کے طالب رہتے تھے۔

حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی اہلیہ محترمہ (جن سے طالب علمی کے زمانہ میں شادی کی تھی اور جلد ہی ان کا انتقال ہوگیا تھا) کی عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ جیسے ہی سفر سے واپس گھر تشریف فرما ہوتے، حضور کو دیکھتے ہی ان پر جذبہ طاری ہوجاتا تھا اور اسی بے خودی و بے اختیاری کے عالم میں اپنی گردن سے ہار اتار کر حضور کی گردن مبارک میں ڈال دیتیں اور حضور تبسم فرماتے ہوئے ہار نیچے رکھ دیتے تھے اور آپ کے بھی حسن سلوک، خلق محمدی ﷺ اور ان کے ساتھ ہمدردی اور دلجوئی کا یہ عالم تھا کہ مرض الموت میں جب بی بی صاحبہ وبائی مرض چیچک میں مبتلا ہوئیں اور تمام بھی خواہوں نے آپ کو زوجہ محترمہ سے دور رہنے کے لئے کہا کہ یہ متعدی مرض ہے کہیں آپ کو بھی تکلیف نہ ہوجائے۔ لیکن آپ نے زوجہ محترمہ کی دلجوئی کی خاطر ان کے منع کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور حسب دستور ان کے قریب بیٹھ کر شریعت مطہرہ کے مسائل و احکام سنا سنا کر ان کے دل بہلانے کی کوشش کرتے اور وہ صابرہ و شاکرہ پارسا خاتون بھی آپ کی ان باتوں سے بے حد مانوس و محظوظ ہوتی تھیں، یہاں تک کہ ان کی وفات کی رات بھی حضور اسی چارپائی پر ساتھ لیٹے کہ کہیں ان کے دل میں یہ حسرت نہ رہ جائے کہ اور تو اور اپنے خاوند نے بھی منہ پھیرلیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم کرو۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ. الآیۃ اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ الآیۃ اسی طرح برے نام اور القاب رکھنے ' گالی دینے اور لعنت کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی کے مطابق سیدی و مرشدی عامل قرآن اور متبع سنت خیرالانام علیہ الصلوۃ والسلام حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو تو صغر سنی سے اللہ تعالیٰ نے ان تمام اخلاق رزیلہ سے محفوظ فرمایا تھا۔ لیکن جیسے ہی آپ بڑے ہوئے' اپنی ذمہ داری سمجھ کر بڑوں کا ادب رکھتے ہوئے پیار و محبت سے گھر میں نیک اخلاق کی تعلیم دینا شروع کی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں پردہ شرعی اور نماز کی پابندی کی تلقین کرتے تھے اور گالی گلوچ' مال مویشی پر لعنت اور دیگر خلاف شرع باتوں سے منع فرماتے تھے۔ (یہ باتیں اس وقت اور اب بھی دیہاتوں میں عام ہیں) خاص کر سردیوں کے موسم میں جب تمام چھوٹے بڑے چولھے پر بیٹھ کر غیر ضروری بات چیت شروع کرتے تو آپ کوئی دینی کتاب لے آتے یا زبانی نصیحت فرماتے خاص کر نماز کے احکام و مسائل زیادہ بیان فرماتے اور سبھی خاموش ہو کر توجہ سے سنتے اور بڑی حد تک عمل بھی کرتے تھے اور آپ کے بتائے ہوئے مسائل یاد بھی کرتے تھے۔

آپ عورتوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتے اور بلند آواز سے بات چیت کرنے سے بھی سختی سے منع فرماتے تھے' تاکہ کسی غیر محرم کے کان تک آواز بھی نہ پہنچے' جس سے شریعت میں سخت منع اور گناہ ہے۔ ایک دفعہ آپ وضو بنا کر نماز کے لئے مسجد شریف میں پہنچے ہی تھے کہ گھر میں کسی خاتون کی آواز سنی' فوراً" گھر واپس لوٹ آئے اور عورتوں کو کافی دیر تک آہستہ آہستہ بات چیت کرنے کے متعلق احکامات شریعت سنانے کے بعد پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ کے سسر مرحوم کا گھر خانواہن ہی میں تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ لیکن

جب بھی اپنی صاجزادی لے جانے کے لئے آتے' حضور ان سے فرماتے تھے کہ نماز عشاء کے بعد لے جایا کرو۔ تاکہ بے پردگی کا احتمال نہ رہے:

ایک مرتبہ آپ اپنے پیارے دوست حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے پیارے خلیفہ مولانا عبدالواحد صاحب کو دعوت دے کر اپنے ہاں خانواہن لے آئے اور مسجد شریف میں ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو کسی طرح پتہ چل گیا کہ گھر میں کسی خاتون نے بچے کو بُجّا دے دیا (سندھ کی اصطلاح میں اس انداز سے ہاتھ اٹھا کر کسی کو دکھانا کہ انگلیوں کا رخ اس کے چہرے کی طرف ہو جائے اس کو بُجا کہتے ہیں اور اس کو گالی کے طور پر برا سمجھا جاتا ہے) آپ اسی وقت اٹھ کر گھر تشریف لائے اور فرمایا کس نے بچے کو بجا دیا؟ اور کیوں دیا؟ پھر نرمی سے سمجھایا کہ اگر بچے پر غصہ آجائے تو بھی بُجا نہ دو' اور نہ ہی مارو۔ ان سے بچے کی اصلاح نہیں ہوگی اور تمہارے لئے بھی یہ اچھی عادتیں نہیں ہیں۔ بچے کو زبانی نصیحت کرو اور اچھی دعائیں دو۔ مثلاً" یہ کہ اللہ تعالیٰ تجھے نیک صالح کرے تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ اللہ تعالیٰ تجھے طویل عمر عطا فرمائے۔ تیرے لئے یہ مناسب نہیں وغیرہ۔ ایسا کرنے سے تمہارا غصہ بھی کم ہو جائے گا اور بیہودہ کلام سے بھی بچ جاؤ گے' ساتھ ساتھ بچے کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور اس میں سرکشی پیدا نہ ہوگی' برخلاف اس کے کہ اگر تم مارو گے' سختی کرو گے تو بچہ ضدی اور سرکش ہوتا جائے گا۔ وغیرہ۔

آخر تک یہ آپ کی عادت مبارکہ رہی کہ کسی بھی غلطی پر بچہ کو مارتے نہیں تھے بلکہ زبانی تنبیہہ فرماتے تھے اور نتیجتاً" بچے بھی نرم دل فرمانبردار اور صالح ہو جاتے۔

نماز کا وقت ہوتے ہی آپ خود عموماً" اذان سے بھی پہلے وضو کر لیتے' دوسرے اہل خانہ کو بھی اذان کی آواز آتے ہی اٹھ کر آرام سے وضو بنا کر اول وقت میں خشوع وخضوع اور اطمینان قلب سے نماز پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔

اتفاقاً" اگر کسی کو تیزی سے نماز پڑھتے دیکھتے۔ یا نماز کے لئے اٹھنے میں کوئی سستی
کرتا تو بڑے پیار و محبت سے اور کبھی تنبیہہ سے اٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم فرماتے
تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ برآمدہ میں تیزی سے نماز پڑھ رہی تھیں'
جلدی کی وجہ سے تعدیل ارکان کا پورا پورا لحاظ نہیں کر رہی تھیں' جیسے ہی نماز
سے فارغ ہوئیں تو ان کو پاس بلا کر فرمایا۔ تو نماز پڑھتی ہے' یا مرغ کی طرح
ٹھونگیں مار رہی تھی؟ نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے؟ یہ فرمانے کے بعد نماز کے
بارے میں ایک کتاب لے آئے۔ گھر کے تمام افراد جمع کر کے نماز کے فرائض'
واجبات' سنتیں اور مستحبات تفصیل سے سمجھائے اور ان کے یاد کرنے کی تاکید
فرمائی۔ (حضرت صاحبزادہ مدظلہ)

واضح ہو کہ اس طرح جلدی جلدی نماز پڑھتے دیکھ کر کسی کو نماز کی تربیت
دینا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' اس قسم کی کافی روایات احادیث نبویہ
ﷺ میں ملتی ہیں۔ حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں **نَقْرَةُ
الْغُرَابِ** (کوے کی طرح ٹھونگیں مارنا) کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (سنن نسائی)

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی عمدہ تربیت

حضور رحمت دو عالم ﷺ نے پڑوسیوں کے حقوق تفصیل سے بیان
فرمائے خود عمل کیا اور امت کو بہت زیادہ تاکید سے ان کے حقوق کی رعایت کا
حکم فرمایا ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ **مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ
سَيُوَرِّثُهٗ** ابوداؤد صہ ۳۵۴ جلد ثانی)

ترجمہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پڑوسیوں کے متعلق وصیت کر
رہے' یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کو وارث بنادیں گے۔

نائب نبی کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم' سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں
نوراللہ مرقدہ بھی پڑوسیوں کے حقوق کا بہت خیال کرتے تھے' خانواہن کے

سالی سے لے کر اللہ آباد شریف کی پیرانہ سالی تک آپ کے جتنے بھی پڑوسی ہوئے سب کے ساتھ آپ کا حسن سلوک، لین دین مثالی رہا، اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً جب ضرورت محسوس کرتے تھے تو احیاء علوم الدین یا کسی اور کتاب سے درس دینے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ زبانی نصیحت بھی فرماتے تھے، کبھی کسی مبلغ کو اس موضوع پر تقریر کا حکم فرماتے تھے۔

آپ احیاء العلوم میں بیان کردہ درج ذیل حدیث نبوی ﷺ کو بکثرت بیان فرماتے تھے کہ پڑوسی تین قسم کے ہیں، ایک قسم وہ جس کا صرف ایک حق ہے، دوسرا وہ جس کے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہیں، تین حق والا پڑوسی مسلمان رشتہ دار ہے۔ جس کا ایک حق پڑوسی ہونے کی وجہ سے دوسرا حق رشتہ دار ہونے کا اور تیسرا حق مسلمان بھائی ہونے کا ہے اور دو حق اس مسلمان پڑوسی کے ہیں جو رشتہ دار نہیں ہے ایک حق پڑوسی ہونے کا ہے اور دوسرا حق مسلمان بھائی ہونے کا ہے اور ایک حق اس پڑوسی کا ہے جو صرف پڑوسی ہے نہ رشتہ دار نہ مسلمان۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی مبارک زندگی اس حدیث شریف کی عملی تفسیر و تشریح تھی۔ خانواہن میں آپ کے رشتہ دار بھی بکثرت آباد تھے، دیگر مسلمان قومیں بھی آباد تھیں اور کافی ہندو بھی رہتے تھے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا یہ مختصر سا بیان پہلے کیا گیا۔ عام مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ تمام مسلم برادریوں میں آپ یکساں مقبول تھے، کبھی بھی کسی سے شکر رنجی نہیں ہوئی، یہاں تک کہ جن پڑوسیوں نے آپ کے دادا جان رحمتہ اللہ علیہ کی زمینوں پر ناجائز قبضے کر رکھے تھے، پڑوسی ہونے کی وجہ سے ان سے بھی آخر تک اچھا سلوک رکھا، باوجود قدرت رکھنے کے بھی کبھی زمین واپس لینے کی کوشش تک نہیں کی۔

خانواہن میں قاضی دین محمد صاحب آپ کے ہمسایہ، دوست اور پیر بھائی

بھی تھے، چونکہ قاضی صاحب غریب آدمی تھے، حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ سے ادھار لے کر تجارت کرتے تھے، بقول قاضی صاحب موصوف میں نے کافی عرصہ تک حضور کے پیسوں سے تجارت کی، لیکن آپ نے کبھی مجھ سے آمدنی میں سے کوئی حصہ نہیں لیا، ان کے علاوہ بھی درگاہ رحمت پور شریف، درگاہ فقیر پور شریف اور درگاہ اللہ آباد شریف میں بھی بارہا بستی کے ضرورت مند آپ سے پیسے ادھار مانگتے تھے اور آپ بخوشی عنایت فرماتے تھے، بلکہ بارہا ایسا بھی ہوا کہ کسی غریب نے ادھار پیسے لئے اور جب واپس دینے آیا تو آپ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں نے پیسے آپ کو فی سبیل اللہ دیئے تھے، اسی وقت واپس نہ لینے کا ارادہ کرلیا تھا۔

غرضیکہ مسلمان پڑوسیوں کے ساتھ تو آپ کا حسن سلوک تھا ہی، لیکن خانواہن کے ہندو پڑوسی بھی آپ کے حسن اخلاق سے نہ فقط متاثر بلکہ انتہائی عقیدت مند بھی تھے، یہاں تک کہ جب حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ جلسہ کرواتے تھے اور وعظ کے لئے اپنے مخلص دوست اور پیر بھائی مولانا غلام جعفر صاحب کو دعوت دے کر لے آتے تھے تو مسلمانوں کے علاوہ کافی تعداد میں ہندو بھی آکر وعظ شریف سنتے تھے۔

ہندو بھی روئے:۔ جب دین پور کے فقراء کی محبت اور دینی تبلیغی فائدہ کے پیش نظر آپ نے خانواہن کو چھوڑ کر دین پور جانے کا فیصلہ کرلیا، اور سامان اٹھانے کے لئے دین پور سے حضرت قبلہ سید نصیرالدین شاہ صاحب بیل گاڑیاں لے آئے تو بڑی تعداد میں خانواہن کے مسلمان اور ہندو اکٹھے ہوگئے، یک آواز ہو کر والہانہ محبت سے خانواہن ہی میں رہنے کی عرض کررہے تھے کہ براہ کرم آپ ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں آپ بیشک تبلیغ کریں، خواہ زیادہ عرصہ باہر ہی رہیں، لیکن آپ کا گھر ہمارے پڑوس میں ہو مستقل چلے جانے کے بعد نہ معلوم کب آپ کی زیارت دوبارہ نصیب ہو۔ وغیرہ۔ ان کی یہ گذارشات رسمی نہیں تھیں،

بلکہ کئی بے اختیار رو بھی رہے تھے۔ کئی ہندو زارو قطار روتے ہوئے یہ کہہ رہے
تھے کہ ھھڑو مشلمان پچو کا عورت نہ چڻندي ھھڑو مشلمان شهر
مان لڏي وجي پيو، هتي ڪو بہ اهڙو مشلمان نہ آهي جو هن مشلمان
کي رهائي. (ایسا مسلمان بچہ کوئی عورت نہ جنے گی' ایسا مسلمان شہر چھوڑ کر جارہا ہے'
کیا کوئی ایسا مسلمان یہاں نہیں جو اس مسلمان کو یہاں رہنے کے لئے مجبور کرے
وغیرہ۔

یہ چند واقعات تو آپ کے اوائل دور کے تھے' اس کے بعد تو (بقول کسے!
سالک وہی ہے جس کا ہر قدم پچھلے دن سے آگے ہو) پڑوسیوں کے ساتھ قرب'
محبت ظاہری خواہ باطنی عطیات کی تو کوئی حد ہی نہیں تھی۔

مالی اور اخلاقی ہمدردی :۔ حضور پرنور سرور کائنات ﷺ کی ایک طویل
حدیث میں یہ مروی ہے کہ **اَتَدرُونَ مَاحَقُّ الْجَارِ اِنِ اسْتَعَانَ بِکَ اَعَنْتَهٗ وَاِنِ
اسْتَنْصَرَکَ نَصَرْتَهٗ وَاِنِ اسْتَقْرَضَکَ اَقْرَضْتَهٗ وَاِنْ افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَیْهِ وَاِنْ مَرِضَ
عُدْتَهٗ وَاِنْ مَاتَ تَبِعْتَ جَنَازَتَهٗ وَ اِنْ اَصَابَهٗ خَیْرٌ هَنَّأْتَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِیْبَةٌ عَزَّیْتَهٗ
اِلٰی اٰخِرِهٖ** (الاحیاء والمکاشفتہ للغزالی)

ترجمہ :۔ کیا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا حق کیا ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) اگر وہ
تعاون چاہے تو اس سے تعاون کرو' اگر وہ مدد چاہے تو اس کی مدد کرو۔ اگر وہ
قرض مانگے تو قرض دو' اگر فقیر ہوجائے تو اس پر احسان کرو' اگر وہ بیمار ہوجائے تو
اس کی عیادت کرو' اگر مرجائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ اگر اسے کوئی
خوشی پہنچے تو مبارک دو اگر تکلیف پہنچے تو اسے تسلی دو۔ الیٰ آخرہ۔

اس حدیث شریف کے علاوہ اور بھی احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا
وسلم میں پڑوسیوں کے حقوق بیان کئے گئے ہیں' حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ
حتی المقدور (ان تمام حقوق کی کماحقہ' رعایت فرماتے تھے۔ مدد طلب کرنے پر تو
مدد کرتے ہی تھے۔ لیکن بارہا کہے بغیر معلوم ہوجانے پر از خود مالی خواہ اخلاقی مدد

فرماتے تھے۔ آپ فقراء کو قرضہ لینے سے منع فرماتے تھے کہ اس سے باہمی محبت والفت ہی ختم ہوجاتی ہے۔ لیکن اپنے لئے فرماتے تھے کہ جب بھی ضرورت ہو مجھ سے لے لیا کرو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی بساط کے مطابق ضرور تعاون کروں گا۔ مسکین فقراء اور طلبہ کو کپڑے نقدی اور سردیوں کے موسم میں گرم سوئیٹر' اجرک شالیں' دیا کرتے تھے۔ اگر کوئی بیمار ہوجاتا تو جماعت سمیت اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور اس انداز سے اس کی ہمت افزائی کرتے اور علاج کے لئے پیسے دیتے تھے' کہ آج تک کسی کو ایسی ہمت و ہمدردی کرتے نہیں دیکھا گیا' نماز جنازہ خود پڑھاتے' یا کوئی اور صاحب نماز جنازہ پڑھاتے' مگر چارپائی کو کندھا دے کر ضرور ساتھ چلتے تھے۔

حاجی محمد علی صاحب نے بتایا کہ دربار رحمت پور شریف قیام کے دوران ایک مرتبہ مجھے اپنے آبائی گاؤں جارکی ضلع حیدر آباد جانا تھا' میرے پاس پیسے نہیں تھے' اس وقت کرایہ کے لئے بیس روپے کافی تھے۔ حضرت سوہنا سائیں (حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ مبارکہ میں) پوری بستی میں سخاوت و ہمدردی میں یکتا تھے۔ اکثر حاجتمند آپ سے ادھار لیتے تھے' میں بھی آپ کے پاس گیا اور صورت حال عرض کی' فوراً" بیس روپے گھر سے لاکر مجھے دیئے اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہ ادھار نہیں بلکہ عطیہ کے طور پر دے رہا ہوں' تاہم گاؤں سے واپسی پر میں نے بیس روپے پیش کئے' لیکن آپ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کیا کہ ہم نے تو آپ کو عطیہ کے طور پر دیئے تھے۔ (خلیفہ حاجی محمد علی صاحب بوزدار)

یہی نہیں بلکہ آپ بن مانگے بھی پڑوسیوں کو بہت کچھ عنایت کرتے تھے۔ چونکہ احقر کا ملک بھر کے کتب خانوں سے واسطہ تھا' مدرسہ عالیہ کے لئے طلبہ فقراء اور خود حضرت صاحب قبلہ نوراللہ مرقدہ کے لئے بھی مطلوبہ کتابیں ڈاک کے ذریعے اور کبھی خود جاکر لے آتا تھا۔ آپ نے چند بار مجھے فرمایا کہ درسی

کتابیں اور دیگر تبلیغی اصلاحی کتابیں اپنے پیسوں سے منگوا کر رکھیں' اس سے طلبہ فقراء کو بھی سہولت ہوگی۔ آپ کے لئے دنیوی فائدہ بھی ہوگا اور ثواب بھی۔ حسب فرمان میں نے اس کام کی ابتداء تو کی۔ لیکن زیادہ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے محدود کتابیں ہی رکھتا تھا۔ تو آپ نے از خود عاریتہ" سات سو روپے مولانا جان محمد صاحب کے ہاتھ بھیج دیئے کہ مولوی صاحب سے کہیں زیادہ کتابیں منگوائیں۔

الحمدللہ حضرت کی دعا اور عطیہ کی بدولت آج کتب خانہ غفاریہ کی صورت میں متعدد کتابوں کا ذخیرہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد مذکورہ پیسے احقر نے جناب قبلہ حضرت صاحبزادہ مدظلہ العالی کو پیش کئے لیکن آپ نے لے کر دوبارہ مولانا جان محمد صاحب ہی کی معرفت عنایت فرمائے۔ **فالحمدللہ علیٰ ذالک**

آپ کے لنگر خانہ کا یہ مستقل دستور تھا کہ مدرسہ کے طلبہ اور مسافر فقراء کے علاوہ دربار شریف پر مقیم فقراء کو بھی روزانہ لنگر سے سالن ملتا تھا (اب بھی یہی دستور ہے) یہی نہیں بلکہ اگر کسی بھی طلبہ اور مسافروں کی ضرورت سے زائد ہوتی تو وہ بستی کے مقیم فقیروں کو دی جاتی تھی۔ واضح ہو کہ آپ کا یہ عمل اور بستی کے فقراء اور بیرونی متعلقین کو کشادگی سے سالن پکا کر پڑوسیوں کو دینے کی ترغیب دینا رسول خدا ﷺ کے اس ارشاد مبارک کے عین مطابق ہے۔ جب آپ نے اپنے پیارے صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو فرمایا' جب تم ہنڈیا پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال دو' پھر اپنے پڑوسیوں میں سے گھر گھر کو دیکھو (ان کی خبر گیری کرو) ان کے لئے ایک چمچہ بھر کر دو (یعنی اگر زیادہ نہ دے سکو تو تھوڑا ہی سہی مگر دیا کرو) "مکاشفتہ القلوب" اس سلسلہ میں آپ فرمایا کرتے تھے یہ ضروری نہیں کہ جب عمدہ سالن گھر میں پکے تب کسی کو دو' بلکہ اپنی بساط کے مطابق جو بھی سالن گھر میں پکے بلا حجاب دے دیا کرو۔

دین کی خاطر دوستی: واضح ہو کہ دربار عالیہ اللہ آباد شریف خواہ فقیر پور شریف میں مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والی کئی قومیں آباد ہیں، جن میں اکثریت ایسے افراد کی ہے، جن کا کوئی رشتہ دار نہ تو دربار عالیہ پر رہتا ہے اور نہ ہی قرب و جوار میں کہ عند الضرورت کام آسکیں، نہ ہی کوئی دنیاوی مفاد حاصل ہے، بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت اور رضا جوئی کے لئے دربار عالیہ پر آکر اکٹھے ہوئے ہیں اور ان پر پوری درج ذیل حدیث قدسی سچی آتی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے (ضرور میں ان کو دوست رکھوں گا) جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کریں، اور میرے تعلق کی وجہ سے آپس میں مل کر بیٹھیں اور میری وجہ سے باہمی ملاقات کریں اور میری ہی وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ (موطا امام مالک رحمتہ اللہ علیہ) غرضیکہ پیر بھائی ہونے کے ناطے تمام فقراء آپس میں شیروشکر رہتے ہیں۔ کوئی بھی اپنے آپ کو اجنبی یا اکیلا محسوس نہیں کرتا۔ بالخصوص حضور کی نظر کرم بلا تفریق رنج و راحت میں سبھی پر یکساں رہتی ہے۔•

عیادت: اگر کوئی مدرسہ کا طالب علم یا بستی کا فقیر چند دن نظر نہ آتا۔ یا دور رہنے والا کوئی مخلص زیادہ عرصہ نہ آیا ہوتا تو معلوم کرتے تھے کہ کیا وجہ ہے کہ فلاں نظر نہیں آرہے۔ اگر بتا دیا جاتا کہ بیمار ہیں تو اس کی صحت کے لئے دعا فرماتے، مریض دربار شریف میں یا قریب کسی بستی میں ہوتا تو جماعت سمیت اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور یہی سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ ! **كَانَ اِذَا فَقَدَ الرَّجُلَ مِنْ اِخْوَانِهٖ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ غَائِبًا دَعَالَهٗ وَاِنْ كَانَ شَاهِدًا زَارَهٗ وَاِنْ كَانَ مَرِيْضًا عَادَهٗ** (کنزل العمال صہ ۱۵۳ جلد ۷ حدیث

نمبر ۱۸۴۸۲

جب حضور شہنشاہ عرب و عجم ﷺ تین دن تک اپنے کسی بھائی (صحابی) کو موجود نہ پاتے تھے' اس کے متعلق پوچھتے تھے اگر وہ غائب (دور) ہوتا تو اس کے لئے دعا فرماتے تھے' اور اگر حاضر (قریب) ہوتا تو اس کو ملنے جاتے تھے' اور اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ آخری چند برسوں میں حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو کافی عوارض لاحق تھے' چلنا پھرنا از حد دشوار ہوتا تھا' تاہم عصا مبارک کے سہارے خوش قسمت مریض کے گھر تشریف لے جاکر سنت نبویہ ﷺ کی تعمیل کرتے تھے' ایسے وقت میں گھر بیٹھے شرف زیارت سے مشرف ہونے والے مرید صادق کے دل میں جو خوشی کی لہر دوڑ رہی ہوگی اس کا صحیح اندازہ تو اسی کو ہوگا' لیکن جو ظاہری کیفیت احقر نے ہر بار دیکھی' وہ یہ کہ آپ کے چہرہ انور پر نظر پڑتے ہی مریض کا جسم و جان باغ باغ ہوجاتا تھا۔

خوش است زیادِ تو پیوستہ جامی ☆ ولے اکنوں بدیدارِ تو خوشتر

گر بر سرِ بیمار خود آئی بعیادت ☆ صد سال بامیدِ تو بیمار تواں بود

عموماً" نحیف و ناتواں مریض بھی خوشی کے عالم میں استقبال کے لئے اٹھنے کی کوشش کرتے تھے' لیکن آپ ایک شفیق والد کی طرح فوراً" فرماتے تھے کہ بیٹھے رہو' اٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں' اور اگر مریض لیٹا ہوا ہوتا تو اسے اٹھ کر بیٹھنے سے بھی منع فرماتے تھے اور قریب بیٹھ کر خیریت دریافت فرماتے' ہاتھ پکڑ کر اور کبھی سر پر ہاتھ رکھ کر دیکھتے اور تسلی دیتے۔ طبع پرسی کرتے وقت آپ مریض کے مزاج کے مطابق ہمت افزائی کے کلمات ارشاد فرما کر ہمت بندھاتے تھے' مثلاً" یہ کہ آپ تو کوئی بڑے زور آور آدمی ہیں' بلاوجہ سست ہورہے ہیں۔ آپ تو بالکل خوش ہیں۔ پرواہ نہ کریں' فکر کرنے کی کوئی بات نہیں' وغیرہ اس کے بعد تمام فقراء سے مخاطب ہو کر مریض کا نام لے کر فرماتے' ان کے لئے دعا کرو اللہ

تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہوتا تو اسے طبعیت دیکھنے اور علاج تجویز کرنے کا فرماتے تھے، غرضیکہ چند منٹ مریض کے پاس بیٹھنے کے بعد دعا فرما کر واپس ہوتے وقت مریض کو اٹھنے سے منع کرتے ہوئے روانہ ہوتے تھے اور عیادت کا مسنون طریقہ بھی یہی ہے، یاد رہے کہ مریض کے پاس بلاضرورت زیادہ بیٹھنا سنت کے خلاف ہے اور بعض اوقات اہل خانہ اور مریض کے لئے باعث ملال بھی۔ خود رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے' **لَابَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی** کنز العمال صہ ۱۵۴ جلد ۷۔ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں' اللہ تعالیٰ نے چاہا تو خیریت ہی ہے، اس سلسلہ میں آپ فقراء کو فرماتے تھے کہ مریض کی عیادت کے وقت ہمت افزائی کرتے ہوئے اس انداز سے کلام کریں کہ مریض بیمار ہوتے ہوئے بھی اپنے آپکو صحت مند محسوس کرے۔ سویا ہوا مریض اٹھ کر بیٹھے اور بیٹھا ہوا اٹھ کھڑا ہو' نہ اس انداز سے کہ مریض الٹا اور بھی ست ہوجائے مثلا" یہ کہ واقعی تجھے تکلیف ہے، آپ کی بیماری کو کافی عرصہ ہوچکا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی صحت یا بیماری پر نفسیاتی اثر زیادہ اور جلدی ہوجاتا ہے۔ خود آپ کے عیادت کرنے کا کچھ انداز ہی ایسا تھا کہ مریض بڑی حد تک اپنے آپ کو صحت مند تصور کرنے لگتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ میاں عبدالرسول صاحب فقیر پوری اس قدر بیمار تھے کہ کسی کے علاج سے فائدہ نہیں ہورہا تھا' لانگری صاحب نے اسے فرمایا کہ جن کا اثر معلوم ہوتا ہے' لہٰذا جب تک تیرے گھر میں پیپل کا درخت موجود رہے گا صحت مشکل ہے، اس سے تو مریض کی پریشانی میں اور اضافہ ہوگیا۔ خوش قسمتی سے جلد ہی حضور گیارہویں شریف کے لئے فقیرپور تشریف لائے۔ فقیر صاحب بمشکل مسجد تشریف لے گئے اور حضور سے دعا کی درخواست کی، پوچھنے پر جن کا تذکرہ بھی کیا' جس پر آپ نے پرجوش انداز میں ارشاد فرمایا کہ کون کہتا ہے کہ تجھے جن کا اثر ہے، لانگری

صاحب نے غلط کہا ہے۔ تو رسول خدا ﷺ اور اپنے مرشد کامل کا مدح خوان اور تجھے جن کا اثر ہو؟ تو بالکل تندرست ہے، تجھے صرف وہم ہے اور کچھ نہیں ہے، جاؤ کوئی کام کرو فارغ نہ بیٹھو۔ میاں صاحب نے عرض کی یا حضرت دعا تو فرمائیں، فرمایا بس یہی دعا ہے کہ تو کسی کام سے لگ جا۔ بہرحال بقول فقیر میاں عبدالرسول صاحب جیسے ہی میں مسجد شریف سے باہر نکلا اپنے جسم میں اس قدر توانائی محسوس کرنے لگا کہ خود حیران ہوگیا کہ چند لمحات میں اس قدر فائدہ کیسے ہوگیا؟ اس کے بعد نہ تو کسی قسم کی تکلیف محسوس ہوئی نہ علاج کرایا اور جب لانگری صاحب آپ سے ملے ان کو فرمایا کہ تم انصار ہو مہاجرین کی دل شکنی کرتے ہو۔ (ان دنوں یہ صاحب نئے نئے فقیرپور شریف میں مقیم ہوئے تھے)

نماز کے وقت مریض کے کسی رشتہ دار کو بلاکر خیریت دریافت فرماتے تھے اگر کوئی اچھا حکیم یا ڈاکٹر معلوم ہوتا تو اس کے پاس جانے کا حکم فرماتے تھے پرہیز کے لئے زیادہ تاکید فرماتے تھے، علاج کے لئے ہدیتاً نقدی بھی عطا کرتے تھے۔ اگر کوئی علاج میں سستی کرتا تو اس پر سخت رنجیدہ ہوتے تھے اور عموماً فرماتے تھے کہ بہت سے سیدھے سادے فقیر علاج میں غفلت کرتے ہیں۔ اگر کوئی دوسرا خیرخواہی کرکے علاج کا کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت صاحب سے نمک پانی دم کروالیا ہے۔ وہی کافی و شافی ہے۔ کسی اور علاج کی کیا ضرورت؟ ایسا کرنا غلطی اور جہالت ہے۔ شریعت خواہ طریقت علاج سے منع نہیں کرتے، ہاں واقعی کسی اہل دل کا دم کردہ نمک یا پانی اچھی چیز ہے اس میں بڑی تاثیر ہے، اس سے منع نہیں لیکن علاج کرنا بھی تو سنت خیرالانام ﷺ ہے اس میں سستی کیوں ہو۔ اگر پیسے نہیں ہیں تو بلاحجاب اس عاجز کو بتادیں، انشاء اللہ تعالیٰ جو حال ہوگا یہ عاجز بخوشی تعاون کرے گا۔ ہماری ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا اپنی ذمہ داری کی ادائیگی ہے کہ آپس میں پڑوسی ہیں، پڑوسی کا بڑا حق ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی طالب علم یا مسافر بیمار ہوتا تو لانگری صاحب سے فرماتے اسے

ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق پرہیزی کھانا دلیہ وغیرہ بنا کر دیں، بارہا اپنے گھر سے دلیہ یا کھچڑی بنا کر مریض طلبہ کے لئے بھیجتے تھے۔

اس کے علاوہ بخار، سر درد، کھانسی و دیگر عمومی امراض کے لئے مختصر دوائیں انجکشن و ٹیبلیٹ وغیرہ ہمیشہ آپ کے گھر میں موجود رہتی تھیں اور حسب ضرورت طلبہ اور بستی کے فقیروں کو مفت دی جاتی تھیں۔

طالب علمی کا زمانہ لاپرواہی کا ہوتا ہے، عموما" لڑکے سردی گرمی سے بچنے کی فکر کم ہی کرتے ہیں۔ اس لئے آپ سردی، گرمی سے بچنے کے لئے احتیاط سے رہنے کی تاکید فرماتے تھے۔ خاص کر سردیوں میں جس رات زیادہ سردی کا اندیشہ ہوتا، نماز عشاء پڑھ کر گھر جانے سے پہلے فقراء اور طلبہ سے تاکیدا" فرماتے تھے کہ آج رات سخت سردی کا اندیشہ ہے، تہجد یا نماز فجر کے وقت خاص خیال رکھیں، بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔ اگر کسی کام کے لئے باہر نکلنا ہو تو احتیاط سے نکلیں، وغیرہ۔

نماز عشاء اور نماز فجر کے وقت کافی فقراء حضرت کی زیارت و استقبال کے لئے دروازے پر جاتے تو آپ ان کو منع فرماتے تھے۔ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۱ء کو یہ عاجز بھی دیگر فقراء کے ہمراہ استقبال کے لئے دروازہ مبارک پر کھڑا تھا، باہر آتے ہی السلام علیکم کہہ کر فرمایا کتنی سردی ہے، یہاں کھڑے ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اندر مسجد میں بیٹھ جاتے میں خود آرہا تھا، اپنے آپ کو خواہ مخواہ تکلیف میں کیوں ڈالتے ہو:

ہر سال سردیوں کی ابتداء ہی میں مسجد شریف کے تمام بیرونی دروازے اینٹوں سے یا سرکنڈے کی کڑیوں سے بند کرواتے تھے۔ بعض اوقات خود کھڑے ہو کر اس کام کی نگرانی فرماتے تھے۔

وبائی امراض کے دنوں میں کم عمر طلبہ کے لئے ٹیکوں کا بھی اہتمام فرماتے تھے، عرصہ تک یہ خدمت محترم محمد عیسیٰ صاحب میمن اور محترم مولانا محمد عظیم

صاحب انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۹ء میں جب آپ نے حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کو صرف سات برس کی عمر میں تجوید و قرأت قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حیدر آباد محترم قاری محمد طفیل صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا' ان دنوں چیچک کی بیماری وبائی صورت اختیار کرچکی تھی۔ آپ نے خادم خاص حضرت قبلہ سید حاجی عبدالخالق شاہ صاحب کو خط لکھا کہ یہ خط پہنچتے ہی (حضرت قبلہ سیدی و مرشدی) محمد طاہر اور دیگر طلبہ کو چیچک کے ٹیکے ضرور لگوائیں' تاکید' تاکید۔

عیادت اور کرامت :۔ حضرت قبلہ خلیفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب لانگری نے بتایا کہ ایک مرتبہ درگاہ فقیرپور شریف کے مقیم فقیر محمد پناہ (حال مقیم دبئی) کو سخت بخار ہوا' ایک مقامی حکیم نے اسے ٹائیفائیڈ کا بخار بتا کر اور سست کر دیا' یہاں تک کہ بخار کی شدت' پریشانی اور بے سمجھی کے عالم میں کبھی کبھی کپڑے بھی اتار پھینکتا تھا' اس کی بیوی بے چاری بڑی پریشان ہوئی اور مجبور ہو کر حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو اطلاع بھیج دی۔ نماز عشاء کے بعد کا وقت تھا۔ حضور نے مجھے بلایا اور فرمایا' چلو فقیر محمد پناہ کی عیادت کر آئیں' اگر کوئی دوائی ہو تو ساتھ لے چلیں۔ میں نے تھوڑا سا خمیرہ لے لیا' اس کے گھر گئے' حضور نے دعا فرمائی' تسلی دے دی اور دیکھ کر فرمایا' خواہ مخواہ سست ہوئے ہو' کہاں ہے ٹائیفائیڈ؟ معمولی سا بخار ہے' کوئی فکر نہ کریں۔ میں نے خمیرہ کے دو وزن دے دیئے۔ صبح کو دیکھا کہ نماز باجماعت میں شامل ہے۔ پوچھنے پر بتایا کہ حضور کی دعا اور تشریف آواری کی برکت سے اسی وقت سے صحت اچھی ہونے لگی' اور نماز صبح تک بالکل تندرست ہوگیا' اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔

میں خود کئی بار بیمار ہوا تھا آدھی آدھی رات کو حضور عیادت کے لئے تشریف فرما ہوتے تھے' یہی نہیں بلکہ آپ یقین مانیں کہ اب بیمار ہوتا ہوں تو خواب میں حضرت سوہنا سائیں اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہما عیادت کرتے

نظر آتے ہیں؟ جب میرے لڑکے کا پوتا فیض محمد پیدا ہوا تھا تو حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ خواب میں تشریف لائے اور مجھے پوتے کی مبارکباد دی۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرا یہ پوتا بابرکت ہوگا' اب بھی اپنے بڑے بھائی سے کافی ہوشیار ہے (محترم لانگری مولانا عبدالرحمان صاحب)

عیادت اور خدمت

فقیر غلام محمد کلہوڑو دین پوری (حال مقیم کنڈیارو) سے جب احقر نے حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قیام دین پور شریف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے چند اہم واقعات اور کرامات بتائے ان کی زبانی درج ذیل ہیں۔

نمبرا۔ میری والدہ صاحبہ حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کے گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹاتی تھی' چونکہ اس وقت دودھ نہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا نہ ہمارے پاس' اس لئے قریب ہی ایک رشتہ دار کے گھر سے میری والدہ صاحبہ جاکر حضرت نور اللہ مرقدہ کے معصوم فرزند حضرت محمد مطیع اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لئے دودھ لے آتی تھی' دین پور کی پوری بستی جنگل ہی میں واقع تھی ایک مرتبہ مغرب کے بعد اندھیرے میں دودھ لینے جا رہی تھی کہ کسی بڑے سانپ نے ڈس لیا' ان کو گھر لے آئے' جیسے ہی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو پتہ چلا اسی وقت اندھیری رات میں عیادت کے لئے ہمارے گھر تشریف لے آئے' اس زمانے میں کچے کے علاقہ میں علاج معالجہ کا خاطر خواہ انتظام نہیں تھا' سانپ ڈسنے کا علاج فصد (نشتر لگا کہ خون نکالنے) کے ذریعے کیا جاتا تھا' حضرت صاحب قبلہ قلبی و روحی فداہ و نوراللہ مرقدہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے فصد کے ذریعے خون نکالا' لیکن مقدر کی بات آخر ہو کر ہی رہتی ہے' اس بچاری کی زندگی ہی اتنی تھی ' فوت ہوگئی' (انا للہ وانا الیہ راجعون)بہر حال جب حضرت مخدوم سعیدی موسانی رحمتہ اللہ علیہ کے قبرستان میں دفن کرکے

لوٹ آئے، تو تین دن تک مسلسل قبر سے اللہ، اللہ کی آواز سنائی دیتی رہی، بقول مجاور پہلے تو میں اس وہم میں مبتلا ہوگیا کہ کہیں یہ فقیر زندہ عورت کو دفن کر کے تو نہیں گئے، لیکن بعد میں پتہ چلا کہ یہ زندہ دل ذاکرہ بندی تھی، بعد مرگ قبر میں بھی اس کو ذکر خدا کی نعمت حاصل ہوئی ہے،

۲، جون ۱۹۷۲ء میں مجھ پر فالج کا اتنا شدید حملہ ہوا کہ سخت گرمی کے باوجود گرم کمبل اوڑھے ہوئے ایک کمرے میں پڑا ہوا تھا، کنڈیارو ہیلتھ سینٹر کے ڈاکٹر غلام سرور مستوئی نے کافی کوشش کے بعد میرے رشتہ داروں کو بلا کر کہا کہ اب اس کا بچنا مشکل ہے، اس سے پریشانی مزید بڑھ گئی، بس اسی امید و یاس (ناامیدی) کی کشمکش میں مبتلا تھے کہ خوش قسمتی سے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ محترم ڈاکٹر حاجی عبداللطیف چنہ کی دعوت پر کنڈیارو تشریف لائے، کسی فقیر نے میری بیماری کے متعلق آپ کو بتایا، صبح سویرے آپ ڈاکٹر عبدالطیف چنہ، حضرت سائیں نصیر الدین شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ اور سید عبدالخالق شاہ صاحب کے ہمراہ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میرے قریب بیٹھ کر کافی دلجوئی کی اور میرے رشتہ داروں کو فرمایا، فکر نہ کریں عنقریب خوش ہو جائے گا، مختصرا" یہ کہ میری صحت کے لئے دعا فرما کر آپ تشریف لے گئے، تھوڑی ہی دیر بعد ڈاکٹر مستوئی نے آکر معائنہ کیا اور حیرت سے کہنے لگا کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ کل تو آپ کے بچنے کی کوئی خاص امید نہ تھی، آج تو آپ کی صحت کافی اچھی ہے خون کی گردش بھی معمول کے مطابق ہے، اب تو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے، اس پر میں نے بتایا کہ آج صبح خوش قسمتی سے میرے پیرو مرشد قدم رنجہ فرما کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے تھے، یہ ان کی نظر کرم اور دعا کا صدقہ ہے کہ اتنی جلدی مجھے فائدہ ہوا ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے، اس کے بعد صرف پانچ دن ہسپتال میں رہ کر بالکل تندرست ہو کر دین پور چلا گیا (فقیر غلام محمد صاحب)

صحت کے زمانہ میں تو آپ مریضوں کی عیادت کے لئے جاتے ہی تھے،

لیکن خود بیمار ہوتے ہوئے بھی کئی مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے' چنانچہ جب فقیر عبداللہ چانڈیو کا ٹریفک کے حادثہ میں پاؤں ٹوٹ گیا' ان دنوں حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ عوارض کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھ سکتے تھے' چلنا پھرنا از حد دشوار تھا اور فقیر مذکور کا گھر بھی درگاہ اللہ آباد شریف کے آخری کونے میں واقع تھا' پھر بھی ازراہ شفقت عصا مبارک کے سہارے بنفس نفیس جماعت سمیت اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے' آپ کے چہرہ انور پر نظر پڑتے ہی فقیر صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے دھیمی دھیمی آواز میں قربان' قربان' صدقے' صدقے' کہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی' مگر حضور نے اٹھنے سے روکتے ہوئے' بیٹھنے کا حکم فرمایا' طبع پرسی کے بعد ان کی صحت کے لئے دعا فرما کر واپس تشریف لائے'

عیادت اور قدر دانی :- غالباً" ۱۴۰۴ھ میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اپنے علاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے تھے' آپ کا قیام مرکز روحانی مہاجر کیمپ میں تھا ان دنوں مولانا سائیں رفیق احمد شاہ صاحب مسکین پوری (جو کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مخلص مرید ساتھ ساتھ آپ کے مرشد کامل حضرت فضل علی قریشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے اور عالم باعمل ہیں) بھی کراچی میں زیر علاج اور کھنڈو گوٹھ میں مقیم تھے' معلوم ہونے پر اچانک حضور ان کی عیادت کے لئے تشریف لے آئے اور ان کے علاج کے سلسلے میں ہر طرح تعاون فرمایا' (مولانا قاری شاہ محمد صاحب کھنڈو گوٹھ کراچی)

حضور جامشورو ہسپتال میں زیر علاج تھے' قریب ہی دوسرے کمرے میں کوئی دوسرا مریض تھا' اچانک ایک رات اس کمرے سے رونے کی آواز سنائی دی' تھوڑی دیر میں وہاں سے ایک آدمی آیا' اور عرض کی یا حضرت مریض سخت تکلیف میں مبتلا ہے' ڈیوٹی پر کوئی ڈاکٹر بھی نہیں ہے' ازراہ کرم آپ تشریف لے

چلیں اس کے لئے دعا فرمائیں' یہ سن کر فرمایا' مجھے سہارا دے کر اٹھائیں' نہ معلوم کتنی دیر سے وہ بیچارہ تکلیف میں ہے' ہم اس کے پاس جائیں گے' حالانکہ خود حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کا آپریشن ہو چکا تھا' ابھی زخم مندمل نہیں ہوئے تھے' حضرت صاحب کے خادم خاص جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس آدمی کو سمجھانا شروع کر دیا کہ حضرت صاحب کا آپریشن ہو چکا ہے' ڈاکٹروں نے اٹھنے سے منع کر دیا' لہٰذا آپ حضرت صاحب کو چلنے کی تکلیف نہ دیں وغیرہ' غرضیکہ حضرت صاحب قبلہ نوراللہ مرقدہ دو آدمیوں (ڈاکٹر عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ اور محترم فتح محمد صاحب عرف بیدار مورائی) کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سہارے مریض کے پاس پہنچے' حالانکہ اس وقت خود آپ کی حالت قابل رحم تھی' پاؤں زمین سے گھسیٹتے آرہے تھے' جسم پر لرزہ طاری تھا لیکن پھر بھی ایک مسلمان بھائی کی تکلیف برداشت نہ کر سکے' مریض کے پاس پہنچ کر دعا فرمائی اور واپس اپنے کمرے میں تشریف فرما ہوئے' تھوڑی دیر بعد وہی آدمی حاضر ہوا اور عرض کی حضور آپ کی نظر کرم اور دعا سے اب مریض کی حالت کافی حد تک ٹھیک ہے' (بیدار مورائی)

ہمدردی اور عیادت :۔ خلیفہ مولانا حاجی عبدالسلام صاحب نے بتایا کہ جب حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ آنکھ کے آپریشن کے لئے شجاع آباد تشریف لے گئے تھے' تو میں بھی اپنی آنکھ کے آپریشن کے لئے آپ کے ساتھ گیا تھا' آپ کے لئے خادمین نے کرایہ پر پرائیویٹ کمرہ لے لیا تھا' مجھے بلا کر فرمایا' مولوی صاحب آپ غریب آدمی ہیں' ہمارے ساتھ اسی کمرہ میں رہیں' دوسرا کمرہ لینے کی ضرورت نہیں' تاہم ساتھیوں کے مشورہ سے ہم نے دوسرا کمرہ لے لیا کہ کہیں حضور کے ساتھ رہنے میں بے ادبی نہ ہو جب میری آنکھ کا آپریشن ہوا' حضور عیادت کے لئے میرے پاس تشریف لے آئے' حالانکہ حضور کی آنکھ کا آپریشن ہوا تھا' اور ابھی تکلیف باقی تھی'

موت سعید:۔ محترم خلیفہ ڈاکٹر حاجی عبداللطیف چنہ صاحب حضور کے مخلص مرید خدمتگار اور خصوصی معالج تھے، درگاہ اللہ آباد شریف کی تعمیران کی کوشش، محبت اور اخلاص کا واضح ثبوت اور ثمرہ ہے، رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ میں جب علاج کے لئے حیدر آباد لائے گئے ان کے خدمتگار رشتہ داروں نے غفلت کی، بروقت حضور کو اطلاع نہ کی، جب اطلاع پہنچی تو حضرت عیادت کے لئے تشریف لے گئے، یوں محسوس ہو رہا تھا کہ حاجی صاحب موصوف آپ ہی کے منتظر تھے، خوش قسمت حاجی صاحب نے مصافحہ کیا، ہاتھ مبارک چومے، اپنی کوتاہیوں کی معذرت چاہی اور کافی دیر تک اللہ، اللہ کرتے ہوئے جان، جان آفرین کے سپرد کر دی، **اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**۔

خدا کا شکر ہے تم آگئے ہو میری بالیں پر
میری قسمت میں تھا یہ آخری دیدار ہو جانا
نکل جائے دم تیرے قدموں کے آگے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حاجی صاحب مرحوم کی جدائی کا حضور کو بہت دکھ ہوا، واپسی پر طاہر آباد شریف آکر فرمایا، آج ایک ولی اللہ کا انتقال ہوا ہے، دوسرے دن بعد از نماز فجر و مراقبہ آپ کے حکم سے آپ کی موجودگی میں قرآن مجید کا ختم شریف پڑھا گیا، آپ نے ایصال ثواب کیا اور کافی دیر تک ان کی تعریف کی اور حاجی احمد حسن صاحب نے، حاجی صاحب موصوف کی نیکی، دینی خدمات کی روشنی میں ایک مرثیہ تیار کیا جو غالباً تیسرے دن حضور کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا، حضور توجہ سے سنتے رہے اور آخر تک آپ پر گریہ طاری رہا،

مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۷۹ء کو حضور چند فقراء کے ہمراہ، حاجی صاحب کی آبائی بستی خالصہ تشریف لے گئے، ان کے مزار پر کافی دیر تک ختم شریف پڑھ کر

ایصال ثواب کیا' چونکہ حضور کی وجہ سے نئے و پرانے احباب کافی تعداد میں وہاں آئے ہوئے تھے' آپ نے نئے لوگوں کو ذکر کا وظیفہ سمجھایا' عام نصیحت کے علاوہ حاجی صاحب موصوف کی بہت تعریف کی اور اس کے رشتہ داروں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دی' (راقم الحروف بھی اس سفر میں آپکے ساتھ تھا)

نماز جنازہ :۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق نماز جنازہ میں شریک ہوتے تھے' جنازہ کو کندھا دے کر ساتھ چلتے تھے' میت کے اعمال صالحہ کا جماعت میں بیان فرماتے اور ایصال ثواب کے لئے ختم شریف خود بھی پڑھتے اور فقراء کو بھی فرماتے اور آخر میں خود ایصال ثواب کرتے تھے دور ہونے کی صورت میں ختم شریف پڑھ کر بخشتے اور رشتہ داروں کے نام تعزیتی خط ارسال فرماتے اور بالمشافہ آنے پر ختم پڑھ کر ایصال ثواب بھی کرتے تھے اور تعزیت بھی'

یہی نہیں بلکہ کئی بار کافی دور چل کر بھی نماز جنازہ میں شریک ہوئے' فقیر عبداللہ کا والد فوت ہو گیا' اگرچہ اس کا گھر اللہ آباد شریف سے ' (بستی سومر چیٹر میں) کافی فاصلہ پر تھا' لیکن جب وہ لینے کے لئے آیا تو آپ تشریف لے گئے' نماز جنازہ اور ایصال ثواب کے بعد واپس آئے' آپ کے پرانے ساتھی مخلص دوست مرید اور خلیفہ حضرت حاجی بخشل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کی اطلاع اللہ آباد شریف پہنچی' ۲۰ دسمبر ۱۹۸۲ء کا دن تھا سرد ہوائیں چل رہی تھیں' آپ کو کافی نزلہ زکام بھی تھا' پھر بھی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے فقیر پور شریف تشریف لے گئے' (واضح ہو کہ حاجی صاحب کا انتقال تبلیغی سفر میں ڈیپر فقیروں کی بستی میں ہوا' وفات کی رات بھی وعظ کیا تھا' تدفین کے لئے فقیر پور شریف لائے گئے' تاریخ وصال برات سوموار ۳ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ) نماز جنازہ میں نہ فقط شامل ہوئے' بلکہ ورثاء کی گزارش پر خود نماز جنازہ پڑھائی' چارپائی کو کندھا دے کر چلے اس دن آپ پر سخت گریہ کی حالت طاری تھی' حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف میں کافی دیر تک تقریر فرماتے رہے' بار بار گریہ طاری ہو جاتا تھا اور

آواز دھیمی پڑ جاتی تھی جس کا ریکارڈ احقر راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے'

اسی طرح مورخہ یکم ذیقعد ۱۴۰۳ھ جمعرات کی رات کو آپ کے سب سے پرانے وفادار مخلص مرید خلیفہ اجل سید سادات حضرت سائیں نصیر الدین شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے جناح اسپتال کراچی میں انتقال ہو جانے کے بعد جب طاہر آباد شریف (جہاں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ قیام فرما تھے لائے گئے' آپ پر سخت گریہ کی حالت طاری تھی' پچاس سالہ سفرو حضر کے ساتھی کی جدائی سے جو بار آپ کے نازک مزاج پر پڑا اس کا صحیح اندازہ کرنا بڑا مشکل ہے' تجہیز کے وقت حضور نے اپنی اوڑھنے کی نورانی سفید چادر مبارک بھیجی جو کفن میں شامل کی گئی' نماز جنازہ پرنم آنکھوں سے خود پڑھائی' خود اتنے بیمار تھے کہ چلنا پھرنا دو بھر ہوگیا تھا' پھر بھی تھوڑے فاصلہ تک چارپائی کو کندھا دے کر چلے اس کے بعد کھڑے ہو کر دیکھتے رہے جب تک کہ نظر پہنچی بعد میں گھر تشریف لے گئے' قرآن مجید کے ختم شریف میں خود شامل ہوئے اور ایصال ثواب کیا' کئی دن تک تقاریر میں ان کی خداداد صلاحیت' تقویٰ' لنگر کی خدمت وغیرہ کا ذکر فرماتے رہے' مزید فرمایا کہ اگر شاہ صاحب پر کسی کا قرضہ ہو تو یا معاف کر دیں یا مجھے اطلاع کریں' میں ان کا قرضہ ادا کروں گا' آپ کا یہ ارشاد دوستی اور پڑوسی کی حق ادائی بھی ہے تو اتباع رسول ﷺ کی عملی تصویر بھی چنانچہ سنن نسائی شریف میں ہے' **لَمَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ وَ عَلَیْہِ دَیْنٌ فَعَلَیَّ قَضَائُہٗ وَ مَنْ تَرَکَ مَالاً فَھُوَ لِاَھْلِہٖ** صہ ٦٦ ج ۴' (جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم پر فتوحات ارزاں فرمائیں تو فرمایا! میں مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے عزیز تر ہوں' لہٰذا جو وفات پا جائے اور اس پر قرضہ ہو تو وہ میں ادا کروں گا اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے اہل خانہ کو ملے)

انتقال پرملال سے چند ماہ قبل جب بیماری اور کمزوری کی وجہ سے خود نہیں جاسکتے تھے' کئی مقامات پر تعزیت اور عیادت کے لئے حضور قبلہ صاحبزادہ بجن

سائیں مدظلہ کو بھیجا' چنانچہ مورخہ ۱۵ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ کو محترم خلیفہ حاجی خیر محمد صاحب کلہوڑو (بستی چنیھائی تحصیل کنڈیارو) کے انتقال پر نماز جنازہ میں شرکت کے لئے حضرت صاجزادہ صاحب مدظلہ کو بھیجا'

اسی طرح فقیر غلام رسول منگی ولد حاجی فقیر محمد منگی اور فقیر محمد حیات کی تعزیت کے لئے بھی حضرت صاجزادہ مدظلہ کو بھیجا' جب کہ عیادت کے لئے بھی اپنی طرف سے ان کو کئی مقامات پر بھیجا'

آپ مخلصین' صالحین کے مزارات پر بھی تشریف لے جاتے تھے' چنانچہ خلیفہ حضرت مولانا فضل محمد صاحب بروہی رحمتہ اللہ علیہ (جن کا ریلوے حادثہ میں انتقال ہوا تھا اور نواب شاہ میں ان کا مزار ہے) کے مزار پر فقراء کے ہمراہ گئے' ختم شریف پڑھا' کافی دیر تک مزار کے قریب بیٹھے رہے'

محترم خلیفہ عبدالکریم صاحب منگی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے ختم شریف پڑھا کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فرمایا' یہاں جنت کی خوشبو آتی ہے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا' (حاجی محمد حسین صاحب لاڑکانہ)

دین پور شریف میں حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ کی قیام گاہ کے قریب ہی فقیروں کا قبرستان تھا' کئی صالح بزرگ صفت اہل ذکر وہاں مدفون تھے کئی بار صبح کو بعد نماز و مراقبہ آپ وہاں تشریف لے گئے' اسی طرح فقیر پور شریف سے متصل قبرستان جو حضرت عارف شہید رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے' کئی بار آپ اس قبرستان میں تشریف لے گئے' کافی جماعت بھی ساتھ تھی' ختم شریف بخش کر واپس تشریف لے آئے'

قبرستان سے اللہ' اللہ کی آواز

مولوی محمد ایوب کے والد فقیر محمد صالح صاحب رحمتہ اللہ علیہ فی الواقع صالح اور بزرگ تھے' ان کی وفات کے وقت خوش قسمتی سے حضور سوہنا سائیں نور اللہ

مرقدہ درگاہ فقیر پور شریف ہی میں موجود تھے' حسب معمول نماز جنازہ میں شرکت کے بعد فقراء کے ساتھ کندھا دے کر چلے' جب فقراء قبرستان کی حدود میں اللہ ' اللہ کرتے ہوئے داخل ہوئے تو پورے قبرستان سے اللہ ' اللہ کی آواز سنائی دی' ایک قسم کے ذکر اللہ کا شور مچ گیا' کچھ لوگ حضرت عارف شہید رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کا کام کر رہے تھے' انہوں نے حضرت عارف شہید رحمتہ اللہ علیہ کے مزار سے اللہ ' اللہ کی آواز سنی' اسی طرح پورے قبرستان میں ذکر اللہ کی دھوم مچ گئی' حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سمیت پوری جماعت نے ذکر اللہ کی صدائیں سنیں' یہاں تک کہ دربار شریف کی مسجد شریف کے کام کرنے والوں میں کچھ مخالف ذہنیت کے آدمی بھی تھے' جن کے حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے کوئی عقیدت نہ تھی' الٹا مخالف تھے' قبروں سے ذکر کی آواز سن کر وہ بھی حیرت و تعجب کے علاوہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے عقیدت مند بن گئے' (محترم لانگری عبدالرحمن صاحب' محترم مولوی رب نواز و دیگر احباب)

سخاوت و ہمدردی :۔ مناقب و شمائل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کمالات ظاہرہ میں ایک **اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا** (دل کی سخاوت میں اوروں سے بڑھ کر تھے) بیان کیا گیا ہے نائب نبی عاشق رسول سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ میں وصف سخاوت بھی کمال درجہ کی موجود تھی' درگاہ اللہ آباد شریف اور فقیر پور شریف میں ایک سو پچاس کے قریب مدرسہ کے طلبہ و دیگر مقیم و مسافر آپ کے لنگر خانہ کے مستقل مہمان ہوتے تھے' (اور اب بھی وہی دستور ہے) ہر ماہ باقاعدگی سے گیارہویں شریف کا جلسہ فقیر پور شریف میں اور ستائیس کا اللہ آباد شریف میں ہوتا تھا (اور اب بھی پابندی سے ہوتے ہیں) جن میں ہزاروں افراد شامل ہوتے تھے' ان کے علاوہ دو عظیم الشان جلسے جن میں بیس سے پچیس ہزار کا جم غفیر شریک ہوتا تھا' ان کی رہائش اور خورد و نوش کا مکمل انتظام آپ کی دریا دلی کا واضح ثبوت ہے' سوال و چندہ کو از حد ناپسند کرتے

تھے' جب کہ از خود اگر کوئی تعاون کرتا تو بھی اگر دینے والا غریب ہوتا تو اس سے نہیں لیتے تھے بلکہ بعض اوقات اپنی طرف سے مزید پیسے ملا کر دیتے تھے' البتہ اگر دینے والا خوشحال ہوتا تو اتباع سنت خیر الانام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہوئے لے لیتے تھے' اور مدرسہ یا جماعت کی کسی ضرورت میں صرف کرتے تھے'

آپ کے استغناء اور توکل علے اللہ کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تقریباً" ہر تقریر میں برسر منبر اعلان فرماتے تھے کہ ہم چندہ لینے اور سوال کرنے والے نہیں ہیں' نہ ہی رسمی پیری مریدی ہے' بلکہ آپ جن بزرگوں کے مرید ہوں انکے مرید رہیں جو کچھ صدقات' خیرات یا زکواۃ دینا ہو ان کو ہی دے دیں یا کسی دوسرے مذہبی دینی ادارہ میں دے دیں' ہم فی سبیل اللہ خدمت کرنے والے ہیں' ہمیں اپنے خالق و مالک آقا نے اتنا کچھ دے رکھا ہے کہ کسی سے کچھ لینے کی حاجت ہی نہیں رہی' بعض اوقات بھری مجلس میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے تھے' تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے' یہاں ٹھہرو دین کے احکام سیکھو اور واپس جاکر اپنے شہر' بستی بلکہ علاقہ بھر میں دین کی تبلیغ اور شریعت و طریقت کی اشاعت کرو' اتنی زندگی دنیاوی کام کاج میں صرف کر دی' کچھ دن تو یہاں بھی ٹھہر کر دیکھو' جو کچھ ساگ بھت سیدھا سادا لنگر ہوگا مل کر کھائیں گے' اس میں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی کمی نہیں آئے گی'

بزرگی و مسند نشینی کے بعد ہی نہیں بلکہ شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ خدمت خلق' سخاوت اور ہمدردی کا جذبہ عطا فرمایا تھا' پرانے زمانے کے مخلصین بتاتے ہیں کہ عالم شباب میں بھی آپ کبھی دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوئے تھے' آبائی زمین بھی مزارع آباد کرتے تھے اور ان سے حساب کتاب بعض دوسرے رشتہ دار یا آپ کے دوست کیا کرتے تھے'

فقیر محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ جن کا چند سال قبل انتقال ہو چکا ہے' وہ بتاتے تھے کہ درگاہ رحمت پور شریف کے قیام کے زمانہ میں کافی عرصہ تک

حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے گھر میں پانی پینے کے لئے نل بھی نہیں تھا' پہننے کے لئے صرف ایک جوڑا کپڑوں کا تھا' اور اشیاء ضروریہ رکھنے کے لئے ایک چھوٹی سی پیٹی آپ کے گھر کا جملہ اثاثہ تھا' (از حضرت قبلہ صاجزادہ سجن سائیں مدظلہ)

مسند نشینی کے بعد آمدن میں اللہ تعالیٰ نے کافی برکت عطا فرمائی' لیکن ذاتی موروثی زمین کی آمدن سمیت سبھی کچھ اہل ذکر فقراء' مدرسہ اور تبلیغ اسلام کے لئے وقف تھا'

مدرسہ کے طلبہ اور بستی کے فقیروں کو وقتاً" فوقتاً" ' نقدی اور کپڑے بھی دیا کرتے تھے' اگر مدرسہ کے طلبہ کے لئے زکوٰۃ کے پیسے ملتے تھے تو اہل بیت کو اپنی طرف سے ان کے حصے کے برابر پیسے دیا کرتے تھے (اس لئے کہ اہل بیت کو زکواۃ لینا جائز نہیں ہے' ہر سال گرمیوں میں طاہر آباد شریف (ضلع حیدر آباد) جاتے اور آتے وقت طلبہ کا مکمل کرایہ ادا کرتے تھے مکمل نہیں تو تعاون ضرور کرتے تھے'

آپ کے خلفاء کرام اکثر مسکین تھے' ملازمت یا تجارت اور محنت و مزدوری کرکے اپنا گزارہ کرتے تھے' اور اسی سے تبلیغ کا کرایہ وغیرہ بھی ' ایسے خلفاء کرام کو وقتاً" فوقتاً" کرایہ کے لئے نقدی اور کپڑے بھی دیا کرتے تھے' تاکہ کسی طرح کا احتیاج نہ رہے اور دل جمعی سے تبلیغی کام کرتے رہیں' جب کہ خلافت کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ کسی سے صراحتہ یا کنایتہ کوئی سوال چندہ نہیں کریں گے' اسی قسم کے چند واقعات بعض خلفاء اور فقراء کی زبانی' پیش خدمت ہیں'

ایک مرتبہ فقیر پور شریف میں آپ نے جملہ خلفاء کرام کو بلا کر کافی دیر تک تقوے' تواضع اور تبلیغ کے سلسلہ میں تفصیلی نصیحت فرمائی' ہر ایک کے اسباق و لطائف تازہ کئے' اور آخر میں ہر ایک خلیفہ کو پانچ پانچ روپے عنایت

فرمائے' (خلیفہ مولانا عبدالغفور صاحب)

رحمت پور شریف میں رمضان المبارک میں تجوید و قرأت کا تعلیمی دورہ تھا' میں بھی شامل تھا' ان دنوں میں نے نئی شادی کی تھی' استاد صاحب سے اجازت لے لی' انہوں نے حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو جانے کی وجہ بتائی آپ گھر تشریف لے گئے اور کافی ضروری اشیاء لا کر مجھے عنایت فرمائیں کہ یہ بطور تحفہ آپ کے لئے لے آیا ہوں گھر لے جائیں' جب حضور نے خلافت عنایت فرما کر تبلیغ کی ڈیوٹی لگا دی' غربت کا زمانہ تھا' عموماً" جب بھی تبلیغ کے لئے اجازت لے کر کراچی آتا تو آپ کرایہ عنایت فرماتے تھے' ایک مرتبہ گڑ اور روٹی لا کر دے دیئے کہ سفر میں لے جائیں (خلیفہ مولانا قاری شاہ محمد صاحب کراچی)

فقیر پور شریف میں حضور سے اجازت لے کر تبلیغ کے لئے روانہ ہوا' ابھی رادھن اسٹیشن تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ فقیر عبداللہ دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے یہ پیسے (۶ چھ روپے اس وقت کے لحاظ سے کافی زیادہ تھے) عنایت فرمائے کہ نہ معلوم آپ کے پاس کرایہ ہے یا نہیں' یہ کرایہ میں استعمال کرنا' (خلیفہ قبلہ محمد بخش صاحب اللہ آبادی والد ماجد احقر مئولف)

تبرک میں برکت: رحمت پور شریف میں ایک مرتبہ آپ نے بلا کر مجھے ایک روپیہ دیا جو کہ اس وقت کے لحاظ سے کافی رقم تھی' ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کو تبلیغی کرایہ میں صرف کرنا' چونکہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ کے زمانہ میں بھی آپ سے ہماری انتہائی عقیدت ہوتی تھی میں نے وہ روپیہ تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھ لیا' تقریباً" تین چار سال تک وہ روپیہ میرے پاس محفوظ رہا' اور اس کی وجہ سے میری پیسوں کی تھیلی کبھی خالی نہ ہوئی' حالانکہ اس وقت میں بہت پیسے خرچ کرتا تھا' لیکن جب غلطی سے وہ روپیہ صرف ہوگیا وہ برکت بھی جاتی رہی' (محترم مولانا بخش علی صاحب حیدر آباد)

ایک مرتبہ حضور کے فرمان سے میرپور خاص کے علاقہ میں رمضان المبارک کی تبلیغ کی، ۲۷ کی رات کو حضور کی خدمت میں طاہر آباد شریف حاضر ہوا، صبح کو حسب معمول حضور تفریح کے لئے باہر آئے، اکیلے کھیت میں گھوم رہے تھے میں نے جا کر دس روپے خدمت میں پیش کئے اور عرض کی کہ حضرت ۶ روپے فطرہ اور ۴ روپے میری طرف سے خیرات کے ہیں، آپ نے خوشی سے قبول فرمالئے، نماز ظہر کے بعد دروازہ مبارک پر پہنچ کر مجھے بلایا میں حاضر ہوا تو آپ نے تنہائی میں میرا ہاتھ پکڑ کر کچھ روپے تھما دیئے، اور فرمایا صبح آپ کا دل محبت سے بھرا ہوا تھا، ہم نے آپ سے پیسے لے لئے، آئندہ آپ کچھ دینے کی فکر نہ کریں، آپ خود غریب آدمی ہیں، یہ روپے لے کر عید کے لئے گھر جائیں والدین اور بچوں کے ساتھ جا کر عید کریں، میں نے باہر جا کر دیکھا تو کافی اور پیسے ملا کر آپ نے دیئے تھے، (فقیر عبدالغفار شر بلوچ)

میرے بیعت ہونے کے بعد دوسری مرتبہ جب حضور کراچی تشریف لے آئے میں نے حسب توفیق تھوڑے سے پیسے ہدیتہ آپ کی خدمت میں پیش کئے، لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا ہم پیسے لینے والے نہیں ہیں، اپنی کسی ضرورت میں صرف کرو، الغرض میرے اصرار کرنے پر قبول فرمائے، (فقیر عبدالحمید کھنڈو گوٹھ کراچی)

ہمدردی کا ایک اور واقعہ: دربار شریف پر قیام کے دوران چونکہ میں مال مویشی کی تھوڑی بہت تجارت کرتا تھا، ایک مرتبہ لنگر سے چند بکریاں خریدنے کے لئے بات کی تو کسی نے جا کر حضور سے شکایت کی کہ یہ تو پہلے سے فلاں، فلاں آدمی کا اتنا مقروض ہے، غریب آدمی ہے، بہتر یہ ہے کہ اس کو بکریاں نہ دی جائیں وغیرہ، حضور نے مجھے بلا کر فرمایا یہ بکریاں لے لیں اور بیچ کر اپنا قرضہ ادا کریں، (البتہ لین دین کے معاملہ میں آپ عموماً" درمیان نہیں آتے تھے،) اس لئے ایک منتظم دربار (نام لکھنا مناسب نہیں) کے نام فرمایا قیمت وغیرہ کے بارے

میں ان سے بات چیت کریں، جب میں ان سے ملا قیمت کی بات تو خیر طے ہوگئی، البتہ ادائیگی کے طریقہ کار میں اختلاف ہوگیا، اس نے کہا کہ فلاں تاریخ کو کسی بھی صورت میں پیسے لا کر دینا، میں نے حضور سے جاکر اس کی شکایت کیے بغیر عرض کی کہ ہوسکتا ہے میں غریب آدمی ہوں بروقت پیسے ادا نہ کرسکوں، اس لئے یہ بکریاں نہیں لینا چاہتا آپ حقیقت حال سمجھ گئے، بڑی شفقت سے فرمایا، آپ بکریاں لے جائیں، ان کی ملکیت تو نہیں ہیں، پھر اس کو بلا کر تنبیہہ فرمائی کہ تمہیں سختی کرنے کا کیا حق ہے، جب ایک غریب کا کوئی کام ہوتا ہے، میں اسے دیتا ہوں تو تم کیوں ان کو تنگ کرتے ہو، خیر بکریاں تو میں نے لے لیں، کچھ عرصہ کے بعد میں نے قیمت میں سے کچھ پیسے اس کو لاکر دیئے، مجھ سے لے کر جب حضور کو دینے لگا تو کہا حضور کچھ پیسے یہ دیئے ہیں، باقی اتنے رہتے ہیں، تو فرمایا کیا ہم نے آپ سے پیسے نہ ملنے کی شکایت کی ہے، یا پوچھا ہے کہ کتنے پیسے باقی رہتے ہیں، (حاجی منظور احمد)

واضح رہے کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا یہ معمول تھا کہ حتی المقدور کسی کی شکایت سننا ہی نہیں چاہتے تھے، تاہم اگر کسی کے خلاف شکایت پہنچی تو شکایت کرنے والا خواہ کتنا ہی چرب زبان، یا صالح ہوتا آپ اس کی بات پر اعتبار کرکے کسی پر رنجیدہ نہیں ہوتے تھے، نہ ہی شکایت کرنے والے کو غلط قرار دے کر اس کی دل شکنی کرتے، یا جس کی شکایت کی گئی اس کے متعلق دل میں کدورت رکھ کر سپرد خدا کہہ کر خاموش ہو جاتے (کہ غلط شکایت ہونے کی صورت میں بلاوجہ کینہ و کدورت رکھنا لازم آئے گا اور شکایت صحیح ہونے کی صورت میں اس کی اصلاح نہیں ہوگی) بلکہ حسن تدبیر سے اس بات کی تحقیق فرماتے تھے، شکایت صحیح ثابت ہونے پر عموماً" علیحدگی میں بلا کر تنبیہہ یا نصیحت فرماتے البتہ بعض اوقات ضرورت اور مصلحت کے تحت جماعت میں (جب کوئی مسافر یا نیا آدمی نہ ہوتا) بلا کر تنبیہہ فرماتے، بعض اوقات مناسب سزا بھی

دلاتے تھے'

میرا دل صاف ہے :۔ ذاتی معاملات اور اختلافی امور سے آپ دور رہتے تھے' بیرونی فقراء کے مسائل خواہ درگاہ شریف کے انتظامی حل طلب مسائل کے متعلق فرماتے تھے کہ مجھ تک نہ پہنچائیں' مجھے اپنے مسائل میں الجھا کر دل میں خواہ مخواہ کی کدورت اور میرے لئے پریشانی پیدا نہ کریں' آپس میں بیٹھ کر طے کرلیں' دراصل یہ بھی سنت حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے عین مطابق ہے' چنانچہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے' **كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَ اَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ**' (احیاء علوم الدین صہ ۳۷۸ ج ۲) ﷺ فرماتے تھے' تم میں سے کوئی دوسرے میرے صحابی کی بات (شکایت) مجھ تک نہ پہنچائے' میں یہی چاہتا ہوں کہ جب تمہاری طرف آؤں تو (ہر ایک کے لئے) میرا دل صاف ہو' البتہ اگر کوئی انتظامی مسئلہ حل طلب ہوتا اور منتظمین سے حل نہ ہو پاتا تو آپ مختصر سے وقت میں طرفین کو رواداری کا احساس دلا کر خوشی خوشی میں صلح کرا دیتے کہ عقل دنگ رہ جاتی'

السلام علیکم :۔ سلام میں آپ پہل کی کوشش کرتے تھے' اگر سامنے چھوٹا مگر سمجھدار بچہ ہوتا تو اس کو بھی السلام علیکم فرماتے تھے' واضح رہے کہ بچوں پر سلام کرنا اور سلام میں پہل کرنا دونوں سنت رسول اللہ ﷺ ہیں **يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ** (شمائل) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کی ابتدا کیا کرتے تھے) مدرسہ یا مسجد شریف تک آتے وقت اگر کئی جگہ آدمی کھڑے ہوتے تو ہر جگہ سلام فرماتے تھے' یہی نہیں بلکہ! درگاہ فقیرپور شریف میں جب آپ کی صحت درست تھی مسجد شریف کا کام ہوتا تھا گھنٹوں تک آپ جماعت سے مل کر مٹی اٹھاتے تھے' تقریباً" ڈیڑھ دو ایکٹر کے فاصلے سے کبھی اور بھی دور سے مٹی لائی جاتی' جگہ جگہ سامنے

سے فقراء آ جاتے آپ ایک ایک چکر میں نہ معلوم کتنی بار السلام علیکم فرماتے تھے' اس سلسلہ میں آپ احادیث نبویہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روشنی میں کثرت سے سلام کہنے کی ترغیب بھی دیتے تھے' کہ سلام کہنے سے دل میں ایک دوسرے کی محبت پیدا ہوتی ہے' دل میں اگر کوئی کدورت ہوگی تو وہ بھی اس کے صدقہ سے نکل جائے گی' واپس جاتے وقت بھی آپ ضرور السلام علیکم فرما کر گھر تشریف لے جاتے تھے' اور یہ بھی سنت رسول کریم ﷺ ہے (سنن ابی داؤد)

آپ کو اگر کسی کے سلام پہنچا دیئے جاتے تو و علیکم السلام فرماتے' اسی طرح جوابی خط کے شروع میں و علیکم السلام لکھتے' راقم الحروف نے ایک بار آپ کی طرف سے جوابی خط میں السلام علیکم لکھا تھا' فرمایا' یہ غلط ہے' آئندہ جوابی خط میں و علیکم السلام لکھا کریں'

ہاتھ پھیرنا:۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (میں ابھی چھوٹا ہی تھا کہ بیمار پڑ گیا' میری خالہ مجھے حضرت شہنشاہ دو عالم شافع روز جزا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دعا کرانے لے گئی' تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی) اسی طرح سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں جب کوئی بیمار یا ویسے ہی دعا کے لئے کوئی بچہ لایا جاتا تو آپ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر اس کی صحت اور دینداری کے لئے دعا فرماتے' اگر کوئی شرارتی سمجھدار بچہ دعا کے لئے لایا جاتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے تھے' اور اس کی سمجھ کے مطابق کچھ نصیحت بھی فرماتے تھے'

پھونک مارنا:۔ نعت خوان محمد رفیق فیصل آبادی نے بتایا کہ حضور چوہڑ کانہ ضلع شیخوپورہ تشریف فرما تھے' میں بھی اس تبلیغی سفر میں آپ کے ساتھ تھا' چونکہ اکثر احباب سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے' نماز ظہر پڑھ کر سو گئے' میں بھی سو گیا' نماز

عصر سے پہلے پہلے تمام احباب کو اٹھایا گیا' مجھے حاجی محمد حسین صاحب (جو سندھ سے اس سفر میں شامل تھے) نے کہا رفیق بھائی میں نے ابھی ابھی خواب میں دیکھا کہ سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں فقیروں کو فرما رہے ہیں کہ رفیق کے لئے دعا کرو' یہ سن کر میں بڑا خوش ہوا' نماز عصر کے لئے وضو بنایا' جس حویلی میں حضور تشریف فرما تھے وہاں چلا گیا' دیکھتے ہی حضور نے بلایا اور فقیروں سے فرمایا کہ آؤ مل کر رفیق کے لئے دعا کریں' اس سے تو اور بھی میری خوشی کی حد ہو گئی کہ از خود آقا نے یاد فرما کر دعا کی ہے' پھر مجھے قریب بلا کر میری گردن پر ہاتھ پھیرا اور تین بار میرے منہ پر پھونک ماری اور اپنے پاس پڑے ہوئے نمک میں سے تھوڑا سا نمک اٹھا کر مجھے دے دیا' میں نے خوشی خوشی لے کر اپنے پاس محفوظ کر لیا' ابھی تک تبرک کے طور پر وہ نمک میرے پاس محفوظ ہے' آپ کا دیا ہوا نمک اور پھونک کی تاثیر ابھی تک محسوس کرتا ہوں کہ اس دن سے میرا گلا اس قدر صاف ہے کہ مسلسل کئی کئی گھنٹے نعتیں پڑھتا رہتا ہوں پھر بھی گلا نہیں بیٹھتا' یہ محض حضور کی کرم نوازی تھی کہ آپ مجھے قریب بلا کر پیار سے فرماتے تھے کہ رفیق آؤ نعت شریف سناؤ'

معاملات کی صفائی :- آپ فرماتے تھے کہ بزرگی' فقیری' محض زہد عبادت' وجد و جذب کا نام نہیں ہے' بلکہ اس سے بڑھ کر معاملات میں صفائی کی ضرورت ہے' اگر کوئی کتنا ہی عابد و زاہد کیوں نہ ہو' مگر جب تک اپنے اہل خانہ' پڑوسی' دوست احباب اور دیگر مستحقین کے حقوق ادا نہیں کرتا' تو وہ فقیر نہیں ہے' کئی لوگ زہد و عبادت کی وجہ سے تو بزرگ نظر آتے ہیں' مگر ان کے عام معاملات کو دیکھا جائے تو بقول حضرت پیر محمد زمان لنواری رحمتہ اللہ علیہ'

جارئي پلو چڪ ۾ پچين پاريھر وٽ
اھڙي احتياط سين ڦٽ پجاڻان ڦٽ

(کپڑے پر کبوتر کی بیٹ لگ جائے تجھے اس سے تو نفرت ہے' مگر اسی کپڑے کے

چاروں کنارے غلاظت سے بھرے پڑے ہیں' ان کی تجھے کوئی پرواہ نہیں) کے قول کے مصداق نظر آئیں گے' اپنے گھر والوں سے حسن سلوک نہیں' خندہ پیشانی سے بات نہیں کرتے' دوست احباب کے لئے تو گوشت حلوے' زردے اور پلاؤ کا انتظام کریں گے مگر اس دن بھی اہل خانہ کی یاد نہیں' پڑوسیوں کی معمولی تکلیف بھی برداشت نہیں کرتا' معمولی سی بات پر بھی ان سے لڑائی جھگڑا ہوتا ہے' ان کی کوئی چیز ہاتھ لگ جائے تو اس کے واپس کرنے کی فکر نہیں' یہ بھی کوئی فقیری ہے؟ فقیر تو وہی ہے جو معاملات میں متوازن ہو' بعض کہتے ہیں کہ سائیں فلاں آدمی سے جو ہمارا جھگڑا ہے' اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں' اس نے ہمیں ستایا' پہل اس نے کی' ہم نے جوابی طور پر مقدمہ دائر کر دیا' یا اس کے ساتھ لڑے ہیں وغیرہ وغیرہ' میں کہتا ہوں کہ اگر تو نے پہل نہیں کی تو یہ ایک اچھی خصلت ہے' مگر یہ دوست یا پڑوسی کی حق ادائیگی نہیں ہے' اس سے تو تو اپنی ایک ذمہ داری سے سبکدوش ہوا ہے' اس کا حق تو یہ ہے کہ اگر وہ تجھے تکلیف دے' اذیت پہنچائے تو بھی تو صبر کرے'

قرضہ :۔ فرمایا ! کچھ لوگ قرضہ لینے کے معاملہ میں تو بہت تیز ہوتے ہیں' لیکن واپسی کی فکر نہیں کرتے' پس ان کا نقطہ نظر یہی ہوتا ہے کہ قرضہ اٹھائیں عیش و عشرت کریں پھر دیکھا جائے گا' یہ عاجز تو بارہا تاکید کرتا رہتا ہے کہ قناعت کرو قرضہ سے بچو' اگر کسی وجہ سے عند الضرورت قرضہ لے لیا ہے تو اس کی واپسی کی فکر کرو' روکھی سوکھی کھا کر بھی قرضہ ادا کرو' یہ نہیں ہو سکتا کہ خرچہ وہی رہے اور قرضہ بھی ادا ہو جائے' خواہ چار چار آنہ ہی بچا سکیں' بچا کر قرض ادا کریں'

بعض فقیر جب کسی سے قرضہ مانگتے ہیں تو وہ فقیر سمجھ کر دیتے ہیں' تحریری صورت میں کوئی ثبوت کسی کے پاس نہیں ہوتا' یہ بھی ایک قسم کی بڑی غلطی اور شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لین دین کے وقت لکھنے کا حکم فرمایا ہے' غرضیکہ ادھار لینے دینے کے بعد بروقت

واپسی ہوتی نہیں، پھر وہ دوستی اور محبت ختم بلکہ بعض اوقات فقیری میں بھی فرق آجاتا ہے، اس سلسلہ میں آپ یہ ایک لطیفہ بکثرت بیان فرماتے تھے جو کہ عجیب لطیفہ بھی ہے اور عمدہ درس نصیحت بھی آپ بھی ملاحظہ کریں

لطیفہ :۔ ایک مزاحیہ شخص نے یہ لطیفہ سنایا، کہ چھنگلی انگلی ساتھ والی انگلی سے کہتی ہے کہ کھاؤ پیو عیش کرو، تو وہ پوچھتی ہے کہ کہاں سے لائیں کہ عیش کریں، تو درمیانی انگلی کہتی ہے کہ قرضہ اٹھائیں اس سے عیش و عشرت کی زندگی گزاریں، اس پر تشہد والی انگلی کہتی ہے کہ قرض اٹھاؤ گے تو سہی لیکن واپسی کس طرح ہوگی؟ قرض کون ادا کرے گا؟ اس پر انگوٹھا پکار اٹھتا ہے کہ میں جو ہوں، تم بے فکر رہو (اصطلاح عام میں انگوٹھا دکھانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کی امید نہ رکھو، کچھ نہیں لے سکتے،)

آپ فرماتے تھے کہ بعض اوقات قرض کی وجہ سے آدمی اس حد تک بھی پہنچ جاتا ہے کہ قرضہ لیتے وقت آپس میں بڑی دوستی اور محبت تھی پھر ادائیگی کے وقت جب پیسے طلب کئے گئے تو لینے والے نے کہہ دیا جناب حاضر دے دوں گا، معاف کرنا، اس وقت موجود نہیں، دوبارہ جب مانگے گئے تو جواب میں کہا، جناب آپ کے پیسے کھا جاؤں گا ؟ نہیں ہیں اس وقت تو کیا کروں؟ فلاں تاریخ کو دے دوں گا، جب پروگرام کے تحت پھر مانگے گئے تو کہا ! جناب آپ تنگ کیوں کرتے ہیں؟ میرے پاس جب پیسے ہوں گے از خود ادا کر دوں گا، اسی طرح بعض اوقات ثبوت نہ ہونے کی صورت میں تو کئی افراد بالکل انکار کر بیٹھتے ہیں، کہ تمہارے پیسے تھے ہی نہیں اگر کوئی ثبوت ہے تو کہہ دیتے ہیں چلو مقدمہ دائر کر دو، یہی سمجھو کہ میں نہیں دیتا وغیرہ،

اس لئے میں یہی کہتا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی فقیر قرضہ لینے آئے اور واقعی اس کو پیسوں کی ضرورت بھی ہے تو ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ چار پیسے مفت دے کر اس کی مدد کی جائے کہ جناب یہ لے لیں مجھ سے زیادہ نہیں ہو سکتا،

ایسا نہ ہو کہ کل آپس میں دوستی بھی ختم ہو جائے' لہٰذا ہماری طرف سے یہ عام اعلان ہوتا ہے کہ ہم کسی کے ذمہ دار نہیں' اگر قرضہ دیتے ہو تو اپنی ذمہ داری پر دے دو ہمارے پاس شکایات لے کر نہ آؤ'

آپ خود اس قدر احتیاط برتتے تھے کہ حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ اقدس میں لنگر کے لئے جو نقدی یا سامان' صدقہ' خیرات زکواۃ ملتی' یا لنگر کے مختلف کاموں میں خرچ ہوتا تو اس کی پوری تفصیل لکھ کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے آپ سے اس کاپی پر تصدیق کے لئے دستخط بھی کرواتے تھے تاکہ دینے والوں کے ذہن میں کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہے' اگر کسی ذاتی کام یا لنگر کے کسی کام کے لئے کسی کو کہیں بھیجنا ہوتا تو اسے بلا کر کرایہ دیتے تھے' اسی طرح کوئی چیز خریدنا ہوتی تو بھی پورے پیسے دیا کرتے تھے' حالانکہ خریدنے والے مخلصین یہی چاہتے تھے کہ بطور نذرانہ اپنی طرف سے ہم وہ چیز خرید کر دیں' مگر آپ اس کو پسند نہیں فرماتے تھے' یہاں تک کہ راقم الحروف کو کسی کے نام خط لکھنے کا حکم فرماتے تھے تو لفافہ یا کارڈ گھر سے لا کر دیتے تھے یا پیسے دیتے تھے' اور اگر کسی کے یہاں مہمان ہوتے تو رسمی پیروں بلکہ عام مہمانوں کی طرح فرمائشیں نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی مطلوبہ چیز کے لئے چپکے سے کسی کو پیسے دیتے تھے کہ فلاں چیز خرید کر لاؤ' مگر یہ خیال رہے کہ کسی طرح صاحب دعوت کو پتہ نہ چلے' بظاہر یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر غور سے دیکھا جائے تو ایک ولی کامل' عالم و عامل' مومن کامل کی علامات ہی یہی ہیں'

سید علی حیدر شاہ صاحب نے بتایا کہ دین پور شریف قیام کے دوران حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بطور امانت میرے پاس پیسے رکھتے تھے' یہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ پیسے رکھتے وقت اور واپس لیتے وقت کسی کو بلا کر گواہ کر لیتے اور مجھے فرماتے تھے کہ شاہ صاحب یہ آپ کے لئے بار خاطر نہ ہو' یہ شریعت مطہرہ کا حکم ہے' اس کی بجا آوری میں آپ کا بھی بچاؤ ہے اور میرا بھی'

شفقت اور رحمدلی

تنبیہہ اور شفقت :- فقیر پور شریف میں ایک مرتبہ دوران نماز کچھ لڑکوں نے شور و غل کیا' نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کون شور مچا رہا تھا؟ بتانے پر لڑکے عبدالواحد کو بلا کر سخت تنبیہہ کی اور دو طمانچے بھی مارے' مجلس برخاست ہونے پر گھر تشریف لے گئے اور جلدی ہی واپس تشریف لائے۔ لڑکے عبدالواحد کو بلایا' بڑی نرمی سے نصیحت کی اور اس کی دلجوئی کے طور پر اسے گڑ عنایت فرمایا۔ (قاری شاہ محمد صاحب کراچی)

تنبیہہ اور معذرت :- ایک مرتبہ چند لڑکوں نے چلتی ٹرین کو پتھر مارے' کسی طریقہ سے آپ تک یہ خبر پہنچ گئی کہ محمد معشوق نامی لڑکے نے پتھر مارے ہیں۔ (یہ دربار شریف کا رہنے والا تھا' اور اس معاملہ میں بے قصور تھا) بستی کے مقیم یا مدرسہ کے مسافر لڑکے ہوتے تو اس قسم کی شرارتوں سے آپ کو سخت کوفت ہوتی تھی۔ عموماً" اساتذہ یا انتظامیہ کو فیصلے کے لئے فرماتے تھے۔ بعض مرتبہ خود ہی "مارو کم اور دھمکاؤ زیادہ" کے تحت سزا دیتے تھے اور آپ کی معمولی سزا کا اثر بھی اچھی خاصی سزا سے کافی زیادہ ہوتا تھا۔ اس شکایت پر آپ نے مذکورہ لڑکے کو بلا کر سخت تنبیہہ کے ساتھ چند طمانچے بھی مارے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لڑکا بے قصور تھا' نہ معلوم کسی اور لڑکے نے یہ شرارت کی تھی یہ معلوم ہونے پر آپ نے محمد معشوق کو بلایا اور اس سے معذرت کی کہ تو بے قصور تھا غلطی سے ہم نے تجھے سزا دی تھی۔ (مولوی محمد مطیع اللہ)

جانوروں پر رحم :- حضور سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ جملہ حالات و معاملات میں سلف صالحین کا مثالی نمونہ تو تھے ہی۔ مگر بعض خصوصیات میں منفرد اور یگانہ روزگار تھے' مثلاً یہ کہ آپ کے مزاج میں صفت

جمالی و رحمدلی کا اس قدر غلبہ تھا کہ کسی جانور کے دل کو ٹھیس پہنچانا بھی گوارا نہ تھا' یہاں تک کہ آپ کے گھر میں کتا آجاتا تو مارنے کی بجائے ایک لاٹھی اٹھا کر اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے یہاں تک کہ وہ گھر سے نہ نکل جاتا۔ اگر کوئی مچھر جسم پر بیٹھتا تو اسے پھونک سے اڑا دیتے تھے۔ خلیفہ مولانا محمد ایوب صاحب نے بتایا بڈھانی سے غیبی ڈیرو جاتے ہوئے بیل گاڑیوں کی سواری تھی' میں حضور کے ساتھ بیل گاڑی میں سوال تھا۔ جسے میرے بھائی امان اللہ چلا رہے تھے' دوسری بیل گاڑی پر دیگر خلفاء کرام سوار تھے' جن میں سے ایک صاحب نے میرے بھائی کو بیل گاڑی تیز چلانے کا اشارہ کیا۔ جسے حضور نے دیکھ لیا۔ پھر فرمایا فرض کرو اگر آپ اس جگہ ہوتے اور آپ کو تیز چلنے کے لئے تنگ کیا جاتا یا مارا جاتا تو آپ کے دل پر کیا گزرتی ؟ جانوروں کو مارنا نہ چاہئے' ان پر رحم کرنا چاہئے' اس کے بعد میرے بھائی امان اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نرمی سے سمجھایا' آج یا اس کے بعد کبھی بلاوجہ محض تیز چلنے کے لئے جانوروں کو ہرگز نہ ماریں۔ حضرت علامہ مفتی کریم بخش صاحب نے بتایا ایک مرتبہ حضور ٹانگے پر سوار تھے' میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ٹانگے والے نے گھوڑے کو دو چار چابک دے مارے' آپ نے فرمایا' کیوں بیچارے گھوڑے کو مار رہے ہو' اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ ٹانگے والے عموماً" بے غور مارنے کے عادی ہوتے ہیں۔ فوراً" کہہ دیا جناب یہ گھوڑا ایسے سیدھا نہیں ہوتا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا بتاؤ ہم اور آپ اپنے مالک سے کس قدر سیدھے ہیں ؟ یہ بیچارہ چلتا تو ہے۔ (خلیفہ مولانا استاد کریم بخش صاحب)

ہاکو خان گوٹھ میں جلسہ تھا' قیام گاہ پر چیونٹے کافی زیادہ تھے' ایک چیونٹا حضور کی قمیض کے بازو تک پہنچ گیا' فرمایا دیکھو کوئی کیڑا قمیض میں داخل ہوگیا ہے' لیکن احتیاط سے نکالیں اسے کوئی گزند نہ پہنچے' بہرحال میں نے اسے پکڑے رکھا۔ حضور نے گلے کی جانب سے نکال کر آرام سے باہر رکھ دیا اور فرمایا' حدیث شریف میں ہے کہ جو زمین والوں پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم

کرے گا۔ اس لئے کھٹل ہو ' چیونٹی ہو یا کچھ اور ان کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔
(مولانا خدا بخش صاحب کراچی)

گیدڑ کی خوش قسمتی :۔ درگاہ فقیر پور شریف میں جب نیا نیا مدرسہ شروع ہوا تھا تو اکثر لڑکے سیدھے سادے اور دیہات کے آزاد ماحول میں رہنے والے تھے' ایک مرتبہ حضرت جناب سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تبلیغی سفر میں گئے ہوئے تھے' بدقسمتی سے دن دہاڑے قریبی قبرستان کے گھنے جنگل سے ایک گیدڑ جو غالباً" دیوانہ بھی تھا نکل کر مسجد شریف کے سامنے والے میدان میں آگیا۔ لڑکوں نے اسے پکڑ لیا' کوئی کچھ مارتا' کوئی کچھ مارتا' یہاں تک کے وہ بیچارہ زخمی ہوگیا' اتنے میں حضرت سوہنا سائیں قلبی و روحی فداہ بھی جماعت سمیت اسٹیشن کی جانب سے آتے نظر آئے' لڑکے ادھر ادھر بھاگ گئے۔ نہ معلوم حضرت صاحب بھی دور سے لڑکوں کو مارتے اور پھر بھاگتے دیکھ رہے تھے' گیدڑ آپ کے دروازہ کے قریب پڑا ہوا تھا' اس کی قابل رحم حالت دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ پھر خلیفہ حاجی محمد علی صاحب بوز دار کو (جو تھوڑا بہت حکمت کا کام بھی جانتے ہیں) بلا کر فرمایا کہ اس بیچارے کو ہمارے مدرسہ کے طلبہ نے اتنی اذیت پہنچائی ہے۔ لہٰذا ہمارے اوپر لازم ہے کہ اس کی خدمت کریں۔ اس کی مرہم پٹی آپ کے ذمہ ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضور کے دروازہ کے قریب ہی اینٹوں کا معمولی سا حصار بنایا گیا' حاجی محمد علی صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے ' بڑی خوشی سے اس کی مرہم پٹی کرتے رہے اور حضور' حاجی صاحب سے گیدڑ کی خیریت دریافت فرماتے رہے' یہاں تک کہ وہ تندرست ہوکر بھاگتا ہوا اسی جنگل میں چلا گیا۔ (مؤلف)

گدھے پر شفقت :۔ ایک مرتبہ ٹنڈو اللہ یار سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے اینٹیں لدے ہوئے کافی گدھے آرہے تھے' میں نے اسپیڈ کم کردی اور سست

رفتاری سے جیپ چلانے لگا، حضور میرے ساتھ اگلی سیٹ پر رونق افروز تھے، ایک گدھا از خود آکر ٹکرایا اور اسے معمولی ٹھوکر آئی، پھر بھی حضور نے دیکھتے ہی فرمایا مولوی صاحب احتیاط کریں یہ تو ناسمجھ جانور ہیں، لیکن آپ تو سمجھدار ہیں۔ جب بھی کوئی جانور سامنے آجائے تو خیال کیا کریں۔ (خلیفہ مولانا محمد قاسم صاحب اللہ آبادی)

چیونٹیوں پر شفقت :۔ خلیفہ مولانا ریاست علی صاحب سیالکوٹی نے بتایا کہ ایک مرتبہ درگاہ اللہ آباد شریف کی مسجد شریف میں ایک چھپکلی مری ہوئی پڑی تھی، جس پر بے شمار چیونٹیاں جمع تھیں، میں بڑی احتیاط سے چھپکلی اٹھا کر باہر پھینکنے جا رہا تھا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نماز ظہر کے لئے تشریف لائے۔ دیکھ کر فرمایا ! سایہ میں رکھنا، دھوپ میں نہ پھینکنا تاکہ چیونٹیوں کو تکلیف نہ ہو۔

عفو و درگزر :۔ شمائل ترمذی میں حضور سرور دو جہاں صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل میں ایک وصف ء عفو درگزر بھی بیان کی گئی ہے۔ خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں دس سال مسلسل حضور نبی کریم روف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہا۔ اس پورے عرصہ میں آپ نے مجھے کبھی بھی اف تک نہ کہا۔ اور نہ ہی کسی کام کرنے پر فرمایا کیوں کیا ہے؟ اور نہ ہی کسی کام نہ کرنے پر فرمایا کہ کیوں نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے عاشق رسول ولی کامل سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ ساتھ اس وصف خاص سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ بیس تیس سال تک آپ کی خدمت میں رہنے والوں کا کہنا ہے کہ آپ نے دنیاوی معاملات میں کوتاہی کرنے پر ہم سے کبھی مواخذہ نہیں کیا۔ البتہ دینی معاملات میں شامل نہ ہونے پر بلاتاخیر سختی سے محاسبہ فرماتے تھے اور یہی سنت خیرالانام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ **فَاِذَا**

انْتُھِکَ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ تَعَالیٰ شَیْءٌ کَانَ مِنْ اَشَدِّھِمْ فِیْ ذَالِکَ غَضَباً۔ (شمائل صفحہ ۲۰۱)

اگر اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی کی ہتک ہوتی (کسی نے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی خلاف ورزی کی ہوتی) تو اس معاملہ میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے زیادہ غصہ والا کوئی دوسرا شخص نہ ہوتا تھا۔

اسی طرح سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی امور شریعت و طریقت میں غفلت برداشت نہیں کرتے تھے' ویسے آپ کی بات ماننے سے کوئی انکار یا ضد تو کرتا ہی نہیں تھا' البتہ غفلت اور سستی کی وجہ سے نماز باجماعت' تہجد یا کسی اور انتظامی معاملہ میں کوئی کوتاہی کرتا تو خوش اسلوبی' پیار و محبت سے سمجھاتے تھے' پھر بھی اگر کوئی باز نہ آتا تو اس کے دوست و احباب کو' یا خلفاء کرام کو سمجھانے کا حکم فرماتے تھے' اس کے باوجود اگر کوئی باز نہ آتا تو دربار عالیہ سے نکال دینے کا حکم فرماتے۔ یہ بھی سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے' دیکھئے شمائل ترمذی شریف بروایت خادم رسول صلی اللہ تعالے علیہ والہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ) آپ کے ذاتی کسی کام میں سستی یا لاپرواہی ہوجاتی تو آپ ناراض نہ ہوتے نہ ہی کسی سے اس کا تذکرہ فرماتے تھے۔ البتہ ہر معاملہ میں احتیاط برتنے کی تاکید فرماتے تھے' اور اصلاح و تربیت کے انداز میں غفلت ہونے پر سمجھاتے بھی تھے اور ایک مصلح و مربی کے لئے ان چیزوں کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ حضور رحمتہ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (کسی کو پچھاڑ دینا پہلوانی نہیں ہے۔ پہلوان اور طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔

حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ تبلیغی سفر میں گزرا ہے' اس دوران بارہا خادمین سے ایسی کوتاہیاں سرزد ہوئیں جن پر فطرۃً

انسان کو غصہ آہی جاتا ہے۔ آپ نے ایسے موقعوں پر بھی انتہائی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ ایک دو مرتبہ خادم خاص کی غفلت کی وجہ سے آپ کا قیمتی سامان ٹرین میں رہ گیا' اور گم ہوگیا' چند مرتبہ آپ کو کھانا نہ ملا' لیکن آپ نے محسوس بھی ہونے نہ دیا کہ ہم فاقہ سے ہیں البتہ معلوم ہونے پر متعلقہ افراد اپنے طور پر بہت شرمندہ ہوئے۔

جب سید علی حیدر شاہ صاحب (جو دربار عاشق آباد شریف کے زمانے سے لے کر آپ کا مخلص مرید اور خادم رہا) کے بھائی محترم غوث محمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی صاحب زادی سے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا عقد ہوا تو اس کے بعد جہاں کہیں بھی کچے کے علاقہ میں باعیال جانا ہوتا تو شاہ صاحب موصوف کی بیل گاڑی پر سوار ہو کر جاتے تھے۔ شاہ صاحب موصوف کا کہنا ہے کہ اتنے طویل عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ کسی ذاتی معاملہ کی وجہ سے حضرت صاحب موصوف میرے اوپر یا کسی اور پر ناراض ہوئے ہوں۔ خود مجھ سے بارہا ایسی نادانستہ غلطیاں سرزد ہوگئیں کہ ایسے مواقع پر ناراضگی فطری ہوتی ہے اور صبر اور کنٹرول کرنا بہت مشکل ہوتا ہے' لیکن آپ نے مجھے کچھ بھی نہیں کہا، حالانکہ میں آپ کا خادم اور مرید تھا' آپ جو کچھ بھی کہتے میں سر تسلیم خم کئے رہتا چنانچہ ایک مرتبہ کچے (دریا کے قریب کا وہ خشک علاقہ جہاں موسم برسات میں دریا کا پانی چڑھ جاتا ہے) کے علاقہ میں حضور باعیال میری بیل گاڑی پر سوار تھے۔ ایک جگہ ڈھلوان سے گزرتے ہوئے بیل گاڑی الٹ گئی' حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور میں چھلانگ لگا کر جلدی سے اتر گئے۔ خواتین ایک جانب گر گئیں، بھوسے سے بھرا ہوا بڑا جوال (بورا) ان کے اوپر گر گیا' شروع میں تو میں ڈر گیا کہ کہیں حضرت ناراض نہ ہوں' مگر حضرت صاحب کی شفقت دیکھ کر مطمئن ہوگیا کہ آپ نے میرے ساتھ جوال اٹھوا کر خواتین کو باہر نکالا، پھر جوال بیل گاڑی پر رکھوایا۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ دوسری بار بھی پیش آیا' جب سخت گرمی کے

وقت آبڑی گاؤں سے لوٹے تو بیل گاڑی الٹ گئی، مگر آپ نے صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے مجھے کچھ نہیں کہا۔

صوبہ پنجاب کے تبلیغی سفر میں محترم خلیفہ مولانا سردار احمد صاحب کی جماعت میں جلسہ کا پروگرام تھا۔ دیہات کی کچی بستی ہونے کی وجہ سے کچھ فاصلہ تک راستہ خراب تھا۔ وہاں بائیسکل کے سوا کوئی سواری نہیں چل سکتی تھی۔ حضرت صاحب جماعت سمیت پیدل مسافت طے کر رہے تھے کہ ایک صاحب نے عرض کی حضور سائیکل حاضر ہے آپ سائیکل پر سوار ہوں۔ میں سائیکل ہاتھ میں لے کر چلتا ہوں۔ فرمایا کوئی خاص فاصلہ نہیں۔ ہم فقیروں کے ساتھ پیدل چلتے ہیں۔ اس نے پھر عرض کی۔ غرضیکہ چند بار آپ نے انکار کیا، مگر وہ نہ مانا، آخر آپ سائیکل پر بیٹھے، چند قدم کے فاصلہ پر ہی وہ سائیکل پر کنٹرول نہ کرسکا، سائیکل الٹ گئی، حضور زمین پر گر گئے۔ کم و بیش ایک سو مریدین کا قافلہ بھی ساتھ تھا، ایسی صورت میں فطرۃ ایک نیک آدمی کو بھی غصہ آہی جاتا ہے، مگر آپ انتہائی صبر و تحمل سے "کوئی بات نہیں" کہہ کر ساتھیوں کے ساتھ پیدل روانہ ہوگئے۔ (خادم خاص خلیفہ حاجی محمد حسین صاحب)

حضور مہاجر کیمپ کراچی میں حکیم محمد ابراہیم صاحب مرحوم کے یہاں قیام پزیر تھے۔ (جس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں حضور کراچی تشریف لے گئے، تو یہ اعتکاف میں تھے، حضور کی آمد کا سن کر اعتکاف سے نکل کر سیدھے حضور کے پاس چلے آئے۔ معلوم ہونے پر حضور نے فرمایا، تم نے ہماری وجہ سے اعتکاف کیوں ترک کیا، وغیرہ) حاجی محمد حسین صاحب ہی نے بتایا کہ ایک مرتبہ سخت سردی تھی، ساتھ ساتھ تیز ہوا بھی چل رہی تھی۔ غلطی سے حکیم صاحب اوڑھنے کے لئے رضائی کمبل وغیرہ دینا بھول گئے۔ حضور کی یہ عادت مبارک تھی کہ کوئی چیز میزبان سے مانگنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔ میرے پاس ایک کمبل تھا جو میں گھر سے لے گیا تھا۔ میرے ساتھی مولوی مولا بخش صاحب

کے پاس ایک شال تھی، ہم نے وہ حضور کی خدمت میں پیش کئے اور خود آگ جلا کر سینکنے بیٹھ گئے، حضور نے صاف انکار کر دیا کہ ہم آپ کے کمبل اور شال نہیں لیں گے، آپ بھی ہمارے ساتھی ہیں، اگر ہم یہ لے لیں تو آپ کیا اوڑھیں گے، بہرحال ہمارے کافی اصرار کے بعد آپ نے قبول فرما لئے۔ اور ہم دونوں نے آگ جلا کر ساری رات اسی طرح گزاری، صبح کو میزبان کے آنے سے پہلے ہمیں فرمایا کہ اس سلسلہ میں میزبان سے کوئی بات نہ کریں، وہ بستر دینا بھول گیا اور رات گزر گئی۔ اب اگر ہماری طرف سے اس سلسلہ میں کوئی بات نکلی تو خواہ مخواہ اس کو سبکی ہوگی۔ حاجی منظور احمد شر نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک گستاخ و بے ادب مولوی نے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ، آپ کی جماعت اور آپ کے مرشد کامل حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف سخت بدکلامی کی، یہاں تک کہ پیٹھ پیچھے گالیاں دیں۔ ہم مریدوں کو سخت دکھ ہوا، چند دوستوں سے مل کر میں نے مذکورہ مولوی صاحب سے انتقام لینے کا پروگرام بنایا۔ دربار حاضری کے دوران حضور سے حقیقت حال عرض کی، آپ نے سنتے ہی فرمایا۔ حاجی صاحب، آپ نے غلط سوچا ہے اس نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا، اس نے اگر مجھے گالیاں دی ہیں تو آخر میرا کیا بگاڑا ہے؟ ہو سکتا ہے، اس کی یہ گالیاں میرے گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔ اور اگر بقول اس کے میرے اندر کوئی کوتاہی ہے تو اس سے سنبھل جاؤں، بہرحال میں نے تو اس کو معاف کر دیا ہے۔ اب میری وجہ سے تمہیں انتقام لینے کا حق نہیں پہنچتا۔ باقی اگر اس نے میرے پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ کی بلاوجہ اتنی گستاخی کی ہے، جیسا کہ پہلے بھی سن چکا ہوں تو بھی تمہاری اس غلط حرکت سے آخر کیا فائدہ ہوگا؟ اللہ تعالیٰ واحد القہار ہے، اپنے اولیاء کی اتنی گستاخی برداشت نہیں کرتا، وہ جب چاہے گا اس سے مواخذہ کر لے گا۔ لہٰذا آپ خاموشی سے ذکر و فکر میں لگے رہیں۔ دل میں دوسرے خیالات کو جگہ ہی نہ دیں۔

اتباع سنت رسول ﷺ

اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قرآن و حدیث کی روشنی میں ہر ایک مسلمان کے لئے انتہائی ضروری و لازمی ہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اتباع سنت کرنے والے کو سو شہید کے برابر اجر پانے والا قرار دیا۔ یہی نہیں بلکہ احیاء سنت کو اپنی محبت کی علامت قرار دے کر بروز قیامت اپنے ساتھ جنت میں رہنے کی بشارت عطا فرمائی۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ **مَنْ اَحیَا سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ** (عن انس کنز العمال صہ ۱۸۴ جلد اول) جس نے میری سنت کو زندہ کیا (اس پر عمل کیا) اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

دوسری طرف سنت سنیہ سے اعراض کرنے والے کے متعلق فرمایا۔ (**وَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ**) (حوالہ مذکور) جو میری سنت سے منہ پھیرتا ہے وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔)

آیت کریمہ :- **اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ** الخ آل عمران، کے تحت جلیل القدر مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جو محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دعوے کرے اور آپ کی بابرکت سنتوں پر عمل نہ کرے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ چنانچہ مفسر و محدث امام ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اپنی معروف تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں۔ **ھٰذہِ الاٰیۃُ الکریمۃُ حاکِمۃٌ علیٰ کلِّ مَنِ ادَّعیٰ مَحَبَّۃَ اللّٰہِ وَلَیْسَ ھُوَ عَلَی الطَّرِیْقَۃِ المحمدیۃِ فَاِنَّہٗ کاذبٌ فِی دعواہ فی نفسِ الامرِ حتیٰ یتبعَ الشرعَ المحمدیَّ والدینَ النبویَّ فِی جَمِیعِ اقوالِہٖ وافعالِہٖ کَمَا ثبت فی الصحیح عن**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (ابن کثیر صہ ۳۵۸ جلد اول) اس مقام پر اس آیت کریمہ سے یہ حکم ثابت ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعوی کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقہ پر کاربند نہ ہو وہ حقیقتہ" اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے قول و فعل میں شریعت محمدیہ اور دین نبویہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تابعداری کرے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا، جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو (خلاف حکم عمل کیا) وہ مردود ہے۔

الحمد للہ سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے بذات خود تو امکانی حد تک رسول اللہ ﷺ کی جمیع سنتوں پر عمل کیا، اور اپنے متعلقین و متوسلین کو بھی عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے کا اس قدر گرویدہ بنادیا کہ سفر میں حضر میں، مسجد مدرسہ بلکہ یونیورسٹیوں اور بڑے بڑے آفسوں میں بھی آپ کے مریدین کے چہرہ پر ریش مبارک، جیب میں مسواک اور سر پر سبز یا سفید عمامہ اس کے نیچے ٹوپی نظر آتی تھی، چنانچہ ایام حج میں ایک فقیر نے مذکورہ علامات کی بناء پر کئی ایک حاجیوں سے پوچھا، آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ اور کن بزرگوں سے نسبت ہے؟ تو وہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مرید نکلے۔

جس قدر آپ کی جماعت اتباع سنت میں پیش پیش ہے، اسی قدر خلاف شرع بدعات رسوم و رواج سے متنفر ہے، آپ سرعام فرماتے تھے کہ جو نماز نہ پڑھے، ڈاڑھی مونڈھے، شادی بیاہ میں خلاف شرع رسم و رواج کا اہتمام کرے یا اس میں شریک ہو، اس سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں، مشت از نمونہ خروار آئندہ چند صفحات میں چند ایک واقعات درج کیے جاتے ہیں، جو قابل توجہ بھی ہیں اور قابل تقلید بھی۔ کھنڈو گوٹھ کراچی کے محترم محمد ایوب چنہ صاحب نے بتایا کہ

آخری چند برسوں میں جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تبلیغ یا علاج کے سلسلے میں کراچی جاتے تھے تو محترم عرفان صاحب کی خواہش اور احباب کے مشورہ سے اس کی کوٹھی پر قیام فرماتے تھے۔ چونکہ عرفان صاحب اخلاص و محبت والے تو تھے، لیکن داڑھی منڈواتے تھے۔ حضور کو سنت رسول ﷺ سے لاپرواہی کی وجہ سے عرفان صاحب کے مکان پر ٹھہرنے سے سخت کوفت ہوتی تھی۔ بادل ناخواستہ دو مرتبہ اس کی کوٹھی میں ٹھہرے دوسری مرتبہ آپ کے اللہ آباد شریف پہنچنے کے بعد جب میں اللہ آباد شریف حاضر ہوا، تو حضور نے تمام احباب کی خیریت دریافت فرمائی۔ جب میں اجازت لے کر واپس کراچی آ رہا تھا تو مجھے تنہائی میں بلا کر فرمایا۔ عرفان صاحب محبت والا آدمی ہے، ہماری رہائش کا بھی اس کے پاس انتظام ہوتا ہے، اس کو ہماری طرف سے یہ پیغام دینا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک داڑھی رکھیں۔ حضور اکرم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو راضی کریں، تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ ہی کے مکان پر ٹھہریں گے۔ اگر آپ داڑھی نہیں رکھیں گے تو آئندہ کبھی آپ کے مکان میں نہیں ٹھہریں گے۔ الغرض جب میں کراچی پہنچا اور حضور کا پیغام عرفان صاحب کو سنایا تو جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے کے مطابق اسی دن سے عرفان صاحب نے داڑھی رکھ لی۔ اور حضور نے بھی وعدہ وفائی کی، جب بھی کھنڈو گوٹھ کراچی کا پروگرام ہوتا عرفان صاحب کے یہاں رہائش پذیر ہوتے تھے، اور اب بھی جب کبھی حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی کھنڈو گوٹھ تشریف لے جاتے ہیں تو عرفان صاحب ہی کے پاس قیام فرما ہوتے ہیں۔

حضور جامشورو اسپتال میں زیر علاج تھے۔ مولوی محمد بلال صاحب عیادت کے لئے آئے ان کے سر پر رومال دیکھ کر فرمایا! دستار باندھا کرو انہوں نے ادب سے عرض کی، حضور یہ بڑا رومال ہے، اس لئے ٹوپی کے اوپر دستار کی جگہ باندھ لیا ہے (اس کے خیال میں دستار کی جگہ یہی کافی تھا فوراً" آپ نے مجھ سے پوچھا

حاجی صاحب یہ رومال ہے یا دستار ؟ میں نے کہا حضور عرف میں تو اسے رومال کہتے ہیں۔ پھر مولوی صاحب مذکور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا عرف میں جسے پگڑی کہتے ہیں وہی سنت رسول ہے' رومال خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو مگر رومال ہی ہے پگڑی نہیں۔ (خلیفہ حاجی محمد حسین صاحب)

خواب میں اتباع سنت کا حکم :۔ مولانا حاجی محمد آدم نے بتایا کہ میں ہمیشہ مونچھیں مختصر ہی رکھتا ہوں مگر ایک مرتبہ غفلت و سستی کی وجہ سے مونچھیں کافی بڑھ گئیں' خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ (اس وقت حال حیات تھے) کی زیارت نصیب ہوئی' مجھے فرمایا! آپ کی مونچھیں اتنی بڑھ گئی ہیں پھر بھی نہیں کاٹتے' اس دنیاوی حیاتی پر کیا بھروسہ' اتنے میں بیدار ہوگیا اور مونچھیں کاٹ کر سنت کے مطابق مختصر کرلیں۔ اسی طرح مولانا مفتی کریم بخش صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا صبح کے وقت حسب دستور حضور تفریح کے لئے قریبی باغ کی طرف تشریف لے جارہے تھے مجھے دیکھ کر بلایا اور فرمایا! مولوی صاحب' دیکھو یہ طالبعلم ہیں' کسی کے سر پر رومال ہے کسی کے سر پر ٹوپی اتباع سنت کا لحاظ نہیں رکھتے کہ پگڑی باندھیں ؟ ہم سے یہ برداشت نہیں ہوسکتا کہ ہمارے مدرسہ کے طالبعلم ہوں اور سر پر پگڑی نہ ہو' آپ ان کے بلکہ ان کے استادوں کے استاد ہیں۔ ان کو نصیحت کریں کہ آئندہ پگڑی سے رہا کریں۔

سزا اور تنبیہہ :۔ ایک مرتبہ جیسے ہی آپ اپنے قریبی باغ سے سیرو تفریح کرکے واپس گھر تشریف لے جارہے تھے آپ کی نظر ایک طالب علم پر پڑی' جو مسجد شریف کے قریب ہی ہاتھ سے اپنی داڑھی چھپا رہا تھا' آپ چپکے سے اس کے قریب پہنچے وہ بے فکر کھڑا ہی تھا آپ نے زور زور سے چند بار عصا مبارک اسے مارا' وہ دیکھتے ہی شرم کے مارے جھک گیا اور رو کر معافی طلب کرنے لگا' مگر

آپ نے اس کی ایک نہ سنی، فرمایا! بے شرم تو مدرسہ کا طالبعلم ہے، تو پڑھ کر عالم دین بنے گا۔ جسے سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قدر نہ ہو، اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، تیرے یہاں رہنے کی ضرورت نہیں، جہاں چاہے چلا جا۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے، مگر بعد میں اس نے سچی ندامت و توبہ کی اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا وعدہ کیا، تب آپ نے معافی دے دی اور مدرسہ میں پڑھنے کی اجازت دی، ساتھ ساتھ سخت تنبیہ بھی فرمائی۔

آلہٰ کہنے پر تنبیہ :۔ بعض لوگ جہالت یا غفلت کی وجہ سے لفظ اللہ کا صحیح تلفظ نہیں کرتے بلکہ ہمزہ کو زیر کی جانب امالہ دے کر اس انداز سے اسم شریف کا تلفظ کرتے ہیں، کہ سننے والے کو آلہٰ معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کی کوتاہی (اسم جلالت کے صحیح تلفظ نہ ہونے) سے آپ کو سخت کوفت ہوتی تھی۔ اگر کسی سے اس طرح سنتے تو سخت تنبیہ فرماتے تھے ایک مرتبہ محمد عمر نامی بوز دار لڑکے نے اسی طرح آلہٰ کہا باوجودیکہ وہ صغیر لڑکا تھا، مگر چونکہ سمجھدار تھا۔ آپ نے اسے بلا کر سخت تنبیہ کی اور تمام جماعت کو نصیحت کی کہ اسم جلالت "اللہ" محبت، ادب اور پوری طرح صحت تلفظ کے ساتھ کہنا چاہیے۔

خوش طبعی :۔ کسی سے ایسی دل لگی یا مزاح کرنا جس سے کسی کی توہین اور ہتک بھی مقصود نہ ہو اور واقعی طور پر جھوٹ بھی نہ ہو تو ایسی ہنسی مزاح کرنا جائز بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے، شمائل شریفہ میں اس قسم کی کئی مثالیں ملتی ہیں، مثلاً حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ایک بار **یَاذَالْاُذُنَیْنِ** (اے دو کانوں والے کہہ کر پکارا، تو اس میں دل آزاری نہیں بلکہ دلجوئی اور محبت کا اظہار ہوتا ہے، اسی طرح ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سواری کے جانور دینے کی عرض کی آپ نے اس کے جواب میں فرمایا **اِنِّیْ حَامِلُکَ عَلٰی وَلَدِ النَّاقَۃِ** (میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا)

اسی طرح حضور سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی بعض اوقات ہنسی مزاح کیا کرتے تھے' مثلاً جب محترم حاجی محمد علی صاحب نے اپنے صاحبزادگان کو موٹر سائیکل خرید کر دے دی تو ان کے فرزند میاں غلام مرتضیٰ (جن کو نہ پڑھنے سے دلچسپی تھی نہ کاروبار سے لگن) کو بار بار موٹر سائیکل پر چکر مارتے دیکھ کر ازراہ مزاح فرمایا! حاجی صاحب نے آپ کو آدھی شادی تو کرا دی ہے کہ موٹر سائیکل خرید کر دی باقی آدھی شادی رہتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ہو جائے گی'

ایک مرتبہ محترم مولوی محمود الحسن صاحب مری نے بیماری سے شفاء کے لئے حضور سے دعا کرائی۔ عموماً" آپ مریض سے علاج کے سلسلے میں بھی پوچھتے تھے کہ کس سے علاج کروا رہے ہو' کتنا فائدہ ہے وغیرہ۔ صورت حال کے مطابق بعض یونانی نسخے خود بھی تجویز فرماتے تھے' یا کسی حکیم اور ڈاکٹر کا نام لے کر فرماتے کہ اس کے پاس جائیں۔ مولوی صاحب مذکور نے پوچھنے پر بتایا کہ ٹھٹھہ کے حکیم سومرو سے دوائی لی ہے' جس کے لئے انہوں نے کہا کہ شہد اور مکھن سے کھانا' یہ سن کر تبسم فرماتے ہوئے فرمایا! اچھا ایسی دوائی تو مجھے بھی لینی چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے خوش طبعی کے بارے میں چند ایک واقعات بھی سنائے۔

ڈاکٹر گل حسن شیخ صاحب سکنہ خیر پور ناتھن شاہ کو جب کوئی ملازمت اور ذاتی ہسپتال وغیرہ بھی نہیں تھی' غالباً" برسر روزگار ہونے کے لئے دعا کی گزارش کرنے پر ہنستے ہوئے مزاحاً" فرمایا: پرواہ نہ کر' ذکر گھوٹ کر' استقامت سان رہ ان شاء اللہ تعالیٰ توکی کنوار بہ جلد ملندی کار بہ ملندی۔ (پرواہ نہ کر' ذکر بکثرت کرتا رہ' استقامت سے رہ انشاء اللہ تعالیٰ بیوی بھی مل جائے اور کار کے بھی مالک بنو گے۔ اسی طرح فقیر عبدالرزاق کلیری جب آتے تو ہنستے ہوئے فرماتے۔ سرکاری ہتھ وحال آھی محترم خلیفہ مولوی اللہ یار صاحب پنجابی سندی

سادے درویش صفت اور بے تکلف مبلغ ہیں۔ ایک بار حضور کو کہا یا حضرت بڑے خلفاء کرام کی تبلیغ تو لوگ توجہ سے سنتے ہیں، مرید ہوتے ہیں، میری تبلیغ اس قدر شوق سے نہیں سنتے۔ دعا فرمائیں کہ میں بھی بڑا خلیفہ ہو جاؤں (یعنی لوگ متوجہ ہو کر میری تبلیغ بھی سنیں) اس پر ہنس کر فرمایا، ڈو نہیں ہتو جیسے (کسی توتلی زبان کے شخص کا یہ کلام اسی انداز سے تشبیہ کے موقع پر ذکر فرماتے تھے) میں اور آپ دونوں ایک جیسے سیدھے سادے آدمی ہیں، برابر بڑے خلفاء کرام کی تبلیغ لوگ توجہ سے سنتے ہیں، لیکن تبلیغ کرنے کا ثواب ہم اور آپ کو بھی اسی طرح ہی ملے گا، تو بڑے خلفاء کرام کی مقبولیت دیکھ کر سست کیوں ہو جائیں۔ ہمارا مقصد بھی تو ثواب ہے نہ کہ لوگوں کا متوجہ کرنا۔ مرید بنانا وغیرہ، اس پر مولوی صاحب موصوف بڑے مطمئن اور خوش ہوئے۔
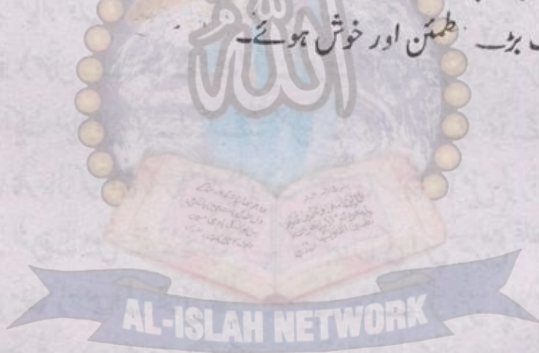
بدعت سے نفرت

آپ کو جہاں شریعت و سنت سے اس قدر قلبی محبت تھی کہ کسی سنت غیر موکدہ اور مستحب و نفل کو چھوڑنا بھی گوارہ نہ تھا' وہاں خلاف سنت بدعات غیر شرعی رسم و رواج سے بھی انتہائی نفرت تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ دین پور شریف کے مال و مویشی میں ایک وبائی بیماری پھیل گئی' یکے بعد دیگرے کئی بکریاں مرگئیں۔ دیہاتی سیدھے سادھے لوگ ان دنوں ہندوانہ رسم کے مطابق ایسے موقعوں پر میانوالوں کو لے آتے تھے' جو نہ معلوم کیا کچھ پڑھ کر دم کرتے اور ساتھ ساتھ ڈھول باجے بجاتے تھے' ایک مرتبہ بعض فقیر بھی دوسروں کے کہنے پر عظیم نامی ایک میانوال کو لے آئے۔ جس نے ڈھول باجے بجائے اور مال مویشی کو ڈنڈے مار مار کر بھگاتا رہا' اس وقت حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ درگاہ رحمت پور شریف میں تھے۔ جب آپ کو فقیروں کی اس صریح غلطی کا علم ہوا تو حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لے کر دین پور شریف تشریف لائے تو اتنے غم و غصہ کا اظہار کیا کہ سب پریشان ہوگئے اور سوچنے لگے کہ آپ کو اب کیسے راضی کیا جائے۔ بہرحال کافی تنبیہہ کے بعد فرمایا کہ جس نے خلاف سنت ایک بدعت کا ارتکاب کیا ہے وہ کامل مومن نہیں ہوسکتا نہ ہی اس کا طریقت اور فقیری سے واسطہ رہا۔ بالاخر دوبارہ ان کو نئے سرے سے تجدید ایمان کی دعائیں پڑھا کر دوبارہ ان سے بیعت لی اور ان سے راضی ہوئے۔ (فقیر غلام محمد کنڈیارو)

اگر کسی فقیر کی مونچھیں غیر ضروری طور پر بڑھی ہوئی دیکھتے خواہ شوقیہ یا غفلت کی وجہ سے تو اسے مونچھیں کم کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ اسی قسم کا ارشاد رسول اکرم

ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ (شمائل نبوی قلمی صہ ۲۵۲ شرح زرقانی صہ ۲۳۴ جلد ۴۔

اسی طرح اگر کسی پرانے فقیر کی داڑھی قبضہ سے بڑھی ہوئی اور کنگھی وغیرہ کے استعمال میں بھی سستی محسوس کرتے تو اسے قبضہ سے بڑھتی ہوئی داڑھی کم کرنے کا حکم فرماتے تھے چنانچہ یکم جمادی الثانی ۱۴۰۰ھ کو فیصل آباد کے ایک عمر رسیدہ فقیر کی از حد لمبی داڑھی دیکھ کر فرمایا' داڑھی کی حد ہے قبضہ' اس قدر داڑھی رکھنی ضروری ہے۔ آپ کی داڑھی غیر ضروری طور پر بڑھ گئی ہے۔ اس کے بعد اپنی ریش مبارک مٹھی میں بند کرکے اسے سمجھایا کہ قبضہ اسے کہتے ہیں جو بال قبضہ سے بڑھ چکے ہیں کاٹ دیں۔

تقریباً" روزانہ کئی ایک آدمی ذکر سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور ہر بار آپ دیر تک وعظ و نصیحت کے علاوہ داڑھی رکھنے کی اہمیت و ضرورت اور داڑھی مونڈھنے کے بارے میں وعید سناتے تھے۔ تاہم براہ راست کسی نئے وارد کو داڑھی نہ رکھنے کی وجہ سے شرماتے نہیں تھے۔ لیکن اگر کوئی پرانا جاننے والا ہوتا اور بار بار آپ کی صحبت میں آنے کے باوجود داڑھی نہ رکھتا تو آپ اس پر انتہائی رنجیدہ ہوتے تھے۔ اس عاجز نے مختلف اوقات میں آپ کو بعض **مخلصین** کو سخت لہجہ میں تنبیہہ کرتے اور شرماتے دیکھا جو آپ سے عقیدت و محبت کے باوجود قبضہ برابر داڑھی نہیں رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ طاہر آباد شریف میں ایسی غلطی پر ایک پرانے مخلص کو اس قدر ڈانٹا اور احادیث نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وعیدیں سناکر اس قدر شرمایا کہ تمام اہل مجلس آپ کی رنجش دیکھ کر کانپنے لگے' کئی حجام (بال بنانے والے) آپ سے بیعت اور ارادت کے بعد اپنے پیشے سے اس لئے دست بردار ہوگئے کہ کسی کی داڑھی مونڈھ کر عنداللہ ماخوذ نہ ہوں۔

درگاہ اللہ آباد شریف کے مؤذن بعض اوقات اذان سے قبل اسپیکر پر حق

پیر مٹھایا حق سوہنا سائیں وغیرہ کہتے تھے‘ اس پر حضور نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے پیرو مرشد کے متعلق کوئی تعریفی کلمہ کہنا گناہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ احادیث نبویہ ﷺ میں اذان کے کلمات مقررہ ہیں۔ لہٰذا اذان سے متصلاً پہلے یا فوراً بعد اذان کے مقررہ کلمات کے علاوہ کوئی جملہ نہ کہیں‘ یہ خلاف سنت فعل ہے‘ اس لئے آئندہ احتیاط کریں۔

خلاف شریعت و طریقت ہونے کی وجہ سے آپ مزامیر یعنی ڈھول باجہ‘ سارنگی وغیرہ سننے کو ناپسند کرتے تھے‘ اور آپ ہی کے صدقہ پوری جماعت میں کسی بھی شادی یا خوشی کے دوسرے موقعہ پر ڈھول‘ باجہ نہیں بجایا جاتا‘ یہاں تک کہ ایک مرتبہ درگاہ اللہ آباد شریف میں تمام فقراء سے یہ عہد لیا کہ کوئی ساز و سرود یا گانا وغیرہ نہیں سنے گا۔ خاص کر جن کے ٹیپ ریکارڈر میں ریڈیو بھی تھا ان کو خصوصی تاکید کی کہ کبھی کوئی گانا یا ساز پر مشتمل کلام نہیں سنیں گے۔

قوالی سننا:۔ سید واحد علی شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضور حیدر آباد تشریف فرما ہوئے تھے۔ وہاں ایک آدمی جو حضور سے بیعت ہونے سے پہلے چشتیہ سلسلہ کے کسی بزرگ سے بیعت تھے۔ چونکہ حضرات چشت رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں عموماً” ساز کے ساتھ قوالی مروج ہے‘ اس لئے اس نے عرض کی کہ حضور قوالی سننے کے بارے میں جو ارشاد ہو مجھے امر فرما دیں (غالباً” وہ قوالی سے زیادہ مانوس تھے اور اب بھی سننا چاہتے تھے) آپ نے فرمایا ہمارے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں تو قوالی نہیں سنی جاتی۔ اس کے بار بار اصرار کرنے پر فرمایا‘ اگر قوالی سننا ہی ہے تو پھر جہاں قوال باشرع اور ذاکر ہوں اور سننے والے حضرات بھی باشرع اور صاحب نسبت ہوں اور جو قوالی گائیں وہ بھی شریعت و سنت کے پابند ہوں‘ مزامیر یا کوئی دوسرا خلاف سنت عمل نہ ہو‘ تو اس صورت میں قوالی سن سکتے ہیں۔

سوال و چندہ:۔ سوال و چندہ کو آپ از حد ناپسند فرماتے تھے‘ اور از روئے شرع

جن کو سوال کرنے کی اجازت نہیں پھر بھی بھیک مانگتے پھرتے ہیں' ان کی سخت مذمت فرماتے تھے' اس کے باوجود اگر کوئی سائل آجاتا اور کچھ مانگتا تو آپ اس کو کچھ نہ کچھ دیا کرتے' ساتھ ساتھ اس کو کسب حلال کی ترغیب دیتے تھے تاکہ محنت و مزدوری کرکے گزارہ کرے۔

ایک مرتبہ اسی قسم کا ایک سائل آیا جو بظاہر صحت مند' ٹھیک ٹھاک تھا' آپ نے کافی دیر تک اسے نصیحت کی سمجھایا' بعد میں جب گھر گئے تو حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ العالی کو پچاس روپے دے کر فرمایا یہ جاکر اسے دے دو' ہم تو اسے فی سبیل اللہ دیتے ہیں' واپس نہیں لیں گے۔ مگر اس کو یہ کہنا کہ آپ کی ضرورت کے تحت یہ پیسے ادھار دیئے ہیں' جاکر محنت مزدوری کریں' جب اپنی ضروریات سے زائد اتنے پیسے جمع ہو جائیں واپس دے جانا' یہ تھی آپ کی ہمدردی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تربیت بھی۔

تقوے کی حقیقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

(اللہ تعالیٰ کے دوست متقی ہی ہیں) لفظ تقویٰ اور اس سے مشتق صیغے اصطلاح شریعت میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں' اور ان کے معنے میں وسعت ہے' عموماً" ترک معصیت (گناہ چھوڑ دینے) عمل صالح' اخلاص' ایمان' پرہیز گاری خوف خدا کے معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔

تقوے کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

"تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و محترم وہ ہے جو زیادہ متقی و خائفِ خدا ہے۔"

حضور اکرم شفیع محتشم ﷺ نے تقوے کی حقیقت اس طرح

بیان فرمائی ہے کہ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَ الْحَرَامُ بَیِّنٌ..... الی اخرہ (تفسیر مظہری) یعنی حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے' ان کے درمیان کئی چیزیں ایسی ہیں' جو مشتبہ ہیں' جنکو بہت سے لوگ نہیں جانتے جو شخص مشتبہ چیزوں سے دور رہے گا وہ اپنے دین اور دنیا دونوں کو محفوظ رکھے گا۔ اور جو مشتبہات میں پڑے گا وہ کسی وقت حرام میں بھی مبتلا ہوگا۔ جس طرح چرواہا اگر کسی کی محفوظ چراگاہ کے قریب بکریاں چرائے گا تو یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں بکریاں چراگاہ کے اندر نہ چلی جائیں۔ خبردار! ہر بادشاہ کے کچھ محفوظ مقامات ہوتے ہیں' اور زمین پر اللہ تعالیٰ کے محفوظ مقامات حرام چیزیں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو انکے قریب جانا ناپسند ہے۔

غرضیکہ لفظ تقویٰ جتنا عام ہے اتنا ہی زیادہ اہم اور عند اللہ قابل احترام ہے اور بفضلہ تعالیٰ جن جن معانی میں قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ میں لفظ تقویٰ استعمال ہوا ہے وہ تمام اوصاف جمیلہ سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ میں بتمامہ موجود تھیں۔

مذکور حدیث شریف کے عین مطابق نہ تو خود کبھی مکروہ یا مشتبہ یا مشکوک چیزوں کو ہاتھ لگایا نہ ہی اپنے متعلقین و احباب کے لئے ان چیزوں کو برداشت کیا مثلاً بازار کا گوشت ' مٹھائیاں' شکر' گڑ اور دیگر جملہ وہ اشیاء جو ہاتھ سے بنتی ہیں اور ان میں تقوے کا لحاظ نہیں کیا جاتا' اسی طرح ہوٹل کے کھانوں سے بھی منع فرماتے تھے۔ اور مشین کی بنی ہوئی ایسی چیزیں جن میں مزدور کچھ کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں' یا جن میں بعض اجزاء بیرون ممالک سے لاکر شامل کئے جاتے ہیں اور ان کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی کہ حلال بھی ہیں یا نہیں' ان کے استعمال سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ بلاضرورت چائے پینے سے سختی سے منع فرماتے تھے کہ یہ اسراف بھی ہے اور صحت کے لئے مضر بھی۔ البتہ بیماری یا تھکن کی وجہ سے چائے کے استعمال کی ضرورت ہوتی تو ایسی صورت میں حضرت صاحب ہوٹل کے بجائے گھر میں چائے بنا کر پینے کی اجازت دیتے تھے۔

ایک بار مدرسہ عالیہ کے بعض طلبہ نے ہوٹل میں چائے پی لی۔ آپ کو معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور تنبیہہ کے طور پر اساتذہ کو حکم فرمایا کہ ان طلبہ کے دو چار دن کے لئے اسباق بند کر دیئے جائیں۔ چونکہ بناسپتی گھی کے بارے میں بھی ایک عرصہ تک معلوم نہ ہوسکا کہ یہ گھی کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس کے استعمال سے بھی روک دیا تھا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک بناسپتی گھی نہ تو لنگر میں استعمال ہوتا تھا اور نہ ہی دربار کے مقیم یا بیرونی فقراء اہل ذکر استعمال کرتے تھے۔ لیکن بعد میں جب تحقیق سے پتہ چلا کہ اس میں مشتبہ یا مشکوک چیز شامل نہیں ہے تو جماعت کے افراد کو اجازت مرحمت فرما دی۔ ذاتی طور پر آپ کی احتیاط پھر بھی جاری رہی۔ نیز آپ فرماتے تھے کہ تقوی محض کھانے پینے کی چیزوں کی حد تک نہ ہو۔ اخلاق و اعمال لین' دین کلام وغیرہ ہر چیز میں تقوے کا مظاہرہ ہو' یہ چیزیں سبھی قرآن و سنت کے عین مطابق ہوں۔

حضور کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ کھانے کی اشتہا کے باوجود آپ کھانا مانگتے نہیں تھے' چاہے آپ کسی مخلص دوست فقیر یا خلیفہ کے ہاں ہی مہمان ہوتے۔ یہی نہیں بلکہ اگر وہ کھانا لاکر حضور کے کمرے میں رکھ جاتے۔ لیکن جب تک وہ زبان سے یہ نہ کہتے کہ یہ کھانا آپ کے لئے لائے ہیں' تب تک آپ اسے استعمال نہ فرماتے تھے' اسی طرح اگر کسی برتن میں آپ کے لئے دودھ لایا جاتا اور خادم مثلا ایک گلاس دودھ دے کر باقی رکھ دیتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ مزید دودھ دے دو۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہوتا کہ دودھ میرے لئے لایا گیا ہے۔ مولانا بخش علی نے بتایا کہ حضرت ایک بار کوٹ لالو (ضلع خیرپور میرس) کے قریب ایک پنجابی فقیر کی دعوت پر تشریف لے گئے' جلسہ منعقد کیا گیا۔ تقریر کے لئے محترم مولانا حاجی بخشل صاحب رحمت اللہ علیہ اور نعت خوان فقیر علی حسن اور باقی کافی احباب بھی ساتھ تھے۔ میں حضور کی خدمت کے لئے حاضر رہتا تھا' آپ نے فرمایا کہ میں جلسہ کے بعد کھانا کھاؤں گا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد فقیر حضور کے

لئے کھانا لایا، میں نے کھانا رکھدیا۔ حضرت صاحب جلسہ سے واپسی کے بعد نوافل میں مصروف ہوگئے۔ آپ کافی دیر تک نوافل اور ذکر اذکار میں مشغول رہے۔ میں اس انتظار میں تھا کہ حضور اٹھیں تو کھانا پیش کروں، آپ اٹھ کر بستر پر لیٹنے لگے۔ میں نے عرض کی حضور کھانا حاضر ہے تناول فرمائیں۔ فقیر آپ کے دعا مانگنے کا منتظر تھا۔ حضرت صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا، کھانا آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ دیں یا نہ دیں، ہمیں مانگنے کا حق حاصل نہیں۔

غرضیکہ حضرت صاحب مانگنے سے احتراز فرماتے تھے۔ چاہے وہ چیز آپ کے لئے ہی کیوں نہ لائی گئی ہوتی۔ حضرت مولانا حاجی محمد علی بوزدار نے بتایا ! ایک بار خلیفہ مولانا محمد داؤد صاحب شر بلوچ کے ہاں حضرت صاحب کی دعوت تھی، یہ عاجز بھی ساتھ تھا۔ اس سفر میں بھی حسب معمول خدمت کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہوئی۔ میزبان حضرات اکثر کھانا مجھے ہی لا کر دیتے اور میں مناسب وقت پر حضور کی خدمت میں پیش کرتا۔ مذکورہ دعوت میں حضرت صاحب کے ساتھ ہی میرا کھانا بھی لایا گیا تھا۔ برتن علیحدہ تھے، دو پلیٹوں میں سالن تھا، اور دو میں روٹی۔ چونکہ برتن ڈھکے ہوئے تھے، میں نے کھولے بغیر اپنی ناقص رائے کے مطابق جو دو برتن بہتر سمجھے حضور کے سامنے رکھ دیئے۔ (جب کہ ان دونوں میں سالن ہی تھا) حضور کے ہاتھ دھلا کر باہر جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اندر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب برتن لے جائیں، پھر خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا! آپ نے میری روٹی بھی اپنے پاس رکھ لی، ہمیں بھی چاہئے تھا کہ آپ کا سالن کھا لیتے۔ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے، آپ اپنا سالن لے جائیں اور میرا بھی بعد میں میں نے کھانے کے لئے عرض کیا، لیکن آپ نے فرمایا، مجھے ضرورت نہیں ہے، میں کافی شرمسار ہوا کہ غلطی سے حضور کی خدمت میں صرف سالن ہی پیش کیا جس میں سے آپ نے قبول دعوت کے طور پر ایک دو بوٹیاں استعمال فرمائیں۔ یہ بات اب بھی جب کبھی یاد آتی ہے تو بڑا شرمسار ہوتا

ہوں، لیکن قربان جاؤں اپنے آقا کے تقوے ، پرہیز گاری اور کرم نوازی پر کہ نہ تو کھانا طلب فرمایا اور نہ ہی خفا ہوئے اور نہ آپ نے کبھی میری اس کوتاہی کا کسی سے تذکرہ ہی فرمایا۔

احقر مرتب یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ حضور بعض **مخلصین** کے ہاں ضرورت کی چیزیں بلا تکلف طلب فرماتے تھے اور یہ بھی شریعت و طریقت کے مطابق ہے۔

مولانا خدا بخش نے بتایا کہ کراچی کے ایک تبلیغی سفر میں میں حضور کے ہمراہ تھا، آپ نے پانی طلب فرمایا، گلاس میں پہلے سے کچھ پانی موجود تھا۔ میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ پانی کافی دیر سے پڑا ہوا ہوگا، اسے پھینک دیا، حضور دیکھ رہے تھے، مجھے بلا کر فرمایا یہ پانی ویسے ہی کیوں ضائع کردیا، خدا تعالیٰ کے ہاں تم سے اس کے ایک ایک قطرہ کی باز پرس ہوگی، پانی اللہ تعالیٰ کی ایک بیش بہا نعمت ہے آئندہ اسے احتیاط سے استعمال کیا کریں، اگر پانی صاف اور پاک ہو تو بہتر ہے کہ یا تو اسے خود پی لیں یا کسی دوسرے کو پینے کے لئے دے دیں، یا کسی پودے کی جڑ میں ڈالدیں ، یا کسی ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کیڑے مکوڑے کے کام آجائے پانی ضائع نہ ہو۔

واضح ہو کہ حضور پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ، حضور قبلہ سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی ترغیب و کوشش سے دین پور شریف کے فقراء دربار عالیہ رحمت پور شریف کے لنگر کے لئے کھیتی باڑی کرتے تھے، گنا، گندم ، کپاس ، چنے وغیرہ بوتے تھے، حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ بذات خود اس کی نگرانی فرماتے تھے، بلکہ فقراء کے ساتھ خود بھی کام کرتے تھے، اور اس میں سے جو آمدنی ہوتی تھی، وہ دربار عالیہ رحمت پور شریف میں لاکر حضور پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے، لاڑکانہ سے دین پور شریف آمدورفت کا کرایہ اپنا خرچ کرتے تھے، اور دین پور شریف میں

قیام کے دوران کھانا بھی اپنا کھاتے تھے' اور دوسرے کام کرنے والے فقراء کے لئے لنگر کا انتظام بھی آپ ہی فرمایا کرتے تھے ..! مولانا بخش علی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ فقراء کے ساتھ یہ عاجز بھی کپاس چن رہا تھا' حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ بھی کچھ دیر کپاس چنتے رہے' قریب ہی لنگر کے ٹینڈے بوئے ہوئے تھے' سید علی حیدر شاہ صاحب کو لے کر حضور وہاں تشریف لے گئے' اور ٹینڈے جمع کرنے لگے۔ اچانک شاہ صاحب نے مجھے بلایا' میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا ' مولوی صاحب یہ لنگر کے ٹینڈے ہیں' فقراء کے سالن پکانے کے لئے لے جاتا ہوں اور روٹی اپنی طرف سے فقراء کے لئے پکوا کر خدمت کرتا ہوں' تو کیا ایسی صورت میں یہ سالن میں خود کھا سکتا ہوں ؟ میں نے عرض کی حضور بالکل جائز ہے' آپ ہمارے ساتھ کپاس بھی جمع کرتے ہیں۔ ہم خود اس کارخیر میں آپ ہی کے مرہون منت ہیں۔ نیز آپ فقیروں کی اتنی ساری خدمت کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ کے لئے اس سالن کا استعمال بطریقہ اولےٰ ازروئے شریعت درست ہے۔ لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ پھر بھی آپ نے فرمایا کہ جائز تو ہے لیکن احتیاط کے طور پر ہم اس کا استعمال نہیں کریں گے۔

حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی ان دنوں ایک بھینس فقیر عبداللہ کے پاس تھی۔ گنے کے سرے پر جو سبز پتے چارہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں وہ عموماً " گنا چھیلنے والے مفت لے جاتے ہیں۔ لیکن حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی عزیمت ملاحظہ ہو کہ آپ لنگر کے اس بے قیمت چارہ کو بھی قیمتاً " خرید کر کے فقیر عبداللہ صاحب کو دیتے اور پیسے لنگر میں جمع فرما دیتے تھے۔ حالانکہ یہ ایسی عام چیز تھی کہ اس کے استعمال سے کسی کو اعتراض کا گمان بھی نہ تھا' لیکن حضور کی پاکیزہ صفت فطرۃ سلیمہ نے اس کو بھی گوارہ نہ کیا۔ (از سید علی حیدر شاہ صاحب دین پوری)

حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مخلص دوست جناب حاجی خیر محمد

صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی اپنے گوٹھ چنیہانی تحصیل کنڈیارو میں لنگر کے لئے گنا کاشت کرتے تھے، گنے کی کاشت، چھیل اور گڑیا شکر بنانے کے وقت یا تو خود وہاں تشریف لایا کرتے تھے، اور کبھی سید عبدالخالق شاہ صاحب مدظلہ کو بھیجتے تھے۔ (جو حضور نور اللہ مرقدہ کے مخلص وفادار اور ان کاموں میں آپ کے دست راست تھے اور اب تک یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔) غرضیکہ گڑ، شکر وغیرہ نہایت احتیاط، تقوی سے بنتے تھے، استعمال کی جانے والی مشین، برتن پورے احتیاط سے دھوئے جاتے، گڑ بناتے وقت کام کرنے والے بڑی احتیاط سے ہاتھ دھو کر گڑ وغیرہ بناتے اور رس کی نگرانی خود سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے، اگر کسی وجہ سے آپ تشریف نہ لاسکتے تو جناب حاجی خیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جو نہایت صالح متقی انسان تھے) اور سید حاجی عبدالخالق شاہ صاحب کو نگرانی پر مامور فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ نے رحمت پور شریف لاڑکانہ سے ان دونوں حضرات کو خط لکھا (جو ابھی تک موجود ہے) کہ چنیہانی کا پنجابی مستری شکر بنانے کا ماہر ہے اس لئے شکر سازی کے سلسلہ میں آپ ان سے مشورہ کریں اور طریقہ کار معلوم کریں، لیکن ان کو چیزوں کو ہاتھ لگانے نہ دیں اس لئے کہ وہ تقوے اور پاکیزگی کا خیال نہیں رکھتے، جب کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کام میں پاکیزگی ہو۔

ایک بار حضور قبلہ باڈہ، وارہ (ضلع لاڑکانہ) کے علاقہ میں خلیفہ مولانا فضل محمد بروہی رحمت اللہ علیہ اور متعلقین کی دعوت پر تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے۔ غالبا" دو دن اور دو راتیں مختلف مقامات پر جلسے ہوتے رہے۔ حضور ہر جگہ ذکر اذکار کا درس دیتے رہے اور معمول کے مطابق وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ مگر صاحب دعوت حضرات کی سادگی اور آپ کے مزاج سے ان کی عدم واقفیت کی وجہ سے حضور کو آخر تک کھانا نہیں ملا آپ نے گھر آکر ہی کھانا کھایا۔

ہوا یہ کہ وہ سیدھے سادے لوگ کھانے کے موقعہ پر کھانا تیار کرکے پیش

کرنے کی بجائے حضور سے آکر پوچھتے کہ حضور کھانا پکا کر لایا جائے؟ آپ فرماتے کہ ضرورت نہیں، اگرچہ ایسی صورت میں کھانا طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن چونکہ آپ کے مزاج میں استغنا کی کیفیت اعلیٰ درجہ کی موجود تھی، آپ کسی کے سامنے سوال نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے ان کو کھانے کے لئے نہیں کہا۔ پھر اخلاق کی بلندی دیکھئے کہ حضرت صاحب نے کسی کو آخر تک احساس ہی نہیں ہونے دیا کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ ہی کسی سے اس کا تذکرہ فرمایا۔ (از حاجی محمد علی صاحب طاہر آبادی) مولانا خدا بخش صاحب نے بتایا! تبلیغی سفر کے دوران ایک بار میں حضور کے لئے کھانا پکا رہا تھا، اچانک آپ تشریف لائے، مجھے روٹی پکاتے دیکھ کر مسکرائے، پھر فرمایا مولوی صاحب کھانا حسب ضرورت تھوڑا پکانا، خیر آٹا تو ہمارا اپنا ہے، اگر روٹی زیادہ پک جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن دوسرا سامان صاحب دعوت کا ہے۔ انہوں نے جو یہ سامان دیا ہے، اس میں سے ضرورت سے زائد معمولی چیز بھی استعمال نہ ہو، اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی ان کے حوالے کر دینا۔ ہم یہاں دعوتیں کھانے نہیں آئے۔ دوسروں پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے۔ پھر فرمایا اگر انہوں نے مرغی دی ہے تو اس کے دو حصے کئے جائیں۔ آدھی مرغی صبح پکائیں، آدھی شام کو، ایسا نہ ہو کہ ایک ہی وقت میں آپ ساری مرغی پکالیں، شام کے لئے ان کو مزید سالن کا انتظام کرنا پڑے۔

شمس العارفین حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تبلیغی سفر میں عموماً ”آٹا، گھی مرچ نمک گھر سے اپنے ہمراہ رکھتے تھے۔ میزبان اگر حضور کے پرانے صحبت یافتہ ہوتے اور حضور کو ان کے تقوے و پرہیز گاری کا ذاتی طور پر علم ہوتا تو وہ اپنے گھر سے کھانا پکا کر لے آتے، جہاں ایسی صورت حال نہ ہوتی وہاں کوئی خادم کھانا پکاتا یہ احتیاط آپ پھر بھی رکھتے تھے کہ اگر کھانا بچ جاتا تو خادم کو حکم فرماتے کہ کھانے سمیت برتن صاحب دعوت کے ہاں پہنچا دیں، اگر وہ خود ہی خادم سے

کہتے کہ کھالیں تو پھر دوسری بات ہے۔

البتہ حضور بے تکلف مخلصین کے ہاں قیام فرماتے تو خادمین کو بقایا طعام کھانے کی اجازت ہوتی بلکہ بسا اوقات آپ خود ہی بلا کر کھانے کے لئے دے دیتے۔ مثلاً " ایک بار حضور حاکو خان بروہی (ضلع کراچی) کے گوٹھ تبلیغ کے سلسلے میں تشریف فرما تھے، حضور کے لئے کھانے پکانے کی سعادت مولانا خدا بخش صاحب کو حاصل رہی، آپ دو دن تک وہاں قیام پزیر رہے۔ تیسرے دن میمن گوٹھ جانے کا پروگرام تھا۔ یہاں کچھ انڈے وغیرہ بچ رہے۔ جاتے وقت حضور نے فرمایا، مولوی آدم صاحب (میزبان) اپنے ہیں، اس لئے ان کی چیزیں تو ہماری اپنی چیزیں ہیں، جہاں جانا ہے وہ نئی جگہ ہے، اس لئے یہ انڈے ساتھ ہی لے چلیں، تاکہ نئے آدمیوں پر زیادہ بوجھ نہ ہو۔ (مولانا خدا بخش صاحب کراچی)

جیسا عرض کیا گیا کہ حضور ہر جگہ کوشش فرماتے تھے کہ ہماری وجہ سے کسی پر بوجھ نہ ہو۔ خواہ وہ حضور کے مخلص خادم فقیر یا خلیفہ ہی کیوں نہ ہوتے۔ جس بات میں تکلیف اور بوجھ کا احتمال ہوتا آپ اس سے دور رہتے۔ سید علی حیدر نے بتایا کہ حضور کی مسند نشینی سے پہلے کی بات ہے کہ ایک مرتبہ آپ اہل خانہ سمیت آبڑی گاؤں سے دین پور شریف جا رہے تھے، سواری کے لئے میں بیل گاڑی لایا تھا، دوپہر کا وقت تھا، سخت لو چل رہی تھی، جب ساہڑ قوم کے فقیروں کے گاؤں کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا کہ حضور بہتر ہے کہ گرمی کے چند گھنٹے ان کے پاس گزار کر پھر آگے چلیں۔ ساہڑ قوم کے یہ فقیر بڑی محبت اور اخلاص والے تھے، لیکن حضور نے فرمایا، شاہ صاحب آپ کی بات تو ٹھیک ہے، لیکن اچانک کسی کا مہمان بننا اچھا نہیں ہوتا، خاص کر جب کہ مستورات بھی ساتھ ہوں۔ (از سید علی حیدر شاہ صاحب)

خلیفہ مولانا محمد رمضان صاحب نے بتایا کہ حضور آخری بار کثیر جماعت کے ساتھ تبلیغی سلسلہ میں نھوچک (ضلع فیصل آباد) تشریف لائے تھے آپ پہلے

بھی وہاں تشریف فرما رہے ہیں۔ گرمیوں کا موسم تھا ہم نے حضور کے لئے رات کو مکان کی چھت پر چارپائی بچھا دی تھی تاکہ کھلی ہوا پہنچتی رہے۔ حضور کو جب اوپر تشریف لے جانے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا ! ہم نیچے ہی رہیں گے، میں نے عرض کی یہ وہی مکان ہے جس کی چھت پر حضور پہلے بھی آرام فرما ہوئے تھے، فرمایا ! مولوی صاحب اس وقت مکان کے قریب دوسرا مکان موجود نہیں تھا، اب قریب میں اور مکانات بن گئے ہیں، لہٰذا شرعی پردہ کے پیش نظر چھت پر رہنا مناسب نہیں۔ چنانچہ آپ نیچے آرام فرما ہوئے۔ گو ہم اس طرح کی چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن حضور کی فطرت سلیمہ نے اس کو روا نہ رکھا۔ (از خلیفہ مولانا محمد رمضان صاحب)

حضور ایک مرتبہ کراچی تشریف فرما تھے۔ ہم فقراء بھی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک نحیف بڑھیا عورت آئی اور کہنے لگی، بیٹے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، میرے لئے دعا فرمائیں۔ جیسے حضور کے کان تک اس کی آواز پہنچی فوراً" مڑ کر رخ دوسری طرف کرلیا اور اس کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اس طرح وہ واپس ہوگئی۔

ایک مرتبہ رادھن اسٹیشن کے قریب سے گنے کا ایک ٹرک جا رہا تھا، بعض راہگیروں نے چلتے ٹرک سے چند چھڑیاں نکال لیں، قریب ہی مدرسہ (فقیر پور شریف) کے کم عمر طلبہ نے لوگوں سے گنے لے کر کھائے۔ کسی فقیر نے دیکھ لیا اور حضور کو جاکر بتایا کہ طلبہ نے ٹرک سے گنے نکال کر کھائے ہیں، آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ آپ نماز کے لئے مسجد شریف میں تشریف لائے تو اس وقت طالب علم نذیر احمد نعت پڑھ رہا تھا۔ آپ نے ناراضگی کے عالم میں فرمایا! تمہاری نعتوں کی کوئی ضرورت نہیں، تم طالب علم ہو یا ڈاکو، ایک طرف تو عاشق رسول ﷺ اور پیرو مرشد کے پروانے بن کر نعت خوانی کرتے ہو اور دوسری طرف دوسروں کی چیزیں چرا کر کھاتے ہو۔ آج سے کوئی طالب علم نہ تو نعت پڑھے اور

نہ ہی اساتذہ ان کو اسباق دیں' جو حلال و حرام کی تمیز نہ کریں' ان کو تعلیم دینے سے کیا فائدہ' جب تک صحیح معنوں میں تائب نہ ہوں' ان کی تعلیم اور نعت خوانی دونوں بند رہیں گی۔ الغرض حضور کی اس رنجش و رقت آمیز خطاب سے چھوٹے بڑے طلبہ اور فقیروں کے رونگٹے کھڑے ہوگئے' تمام حاضرین سراپا ندامت و توبہ کے مجسمے بن کر رو رہے تھے' کسی کو کچھ عرض کرنے کی جرءت نہیں ہو رہی تھی' کچھ دیر بعد خلیفہ مولوی صاحب ڈنہ صاحب نے آگے بڑھ کر صورت حال عرض کی کہ حضور ان میں کوئی بڑا طالب علم نہیں تھا' سارے چھوٹے بچے تھے اور ان کو گنے بھی دوسرے لوگوں نے نکال کر دیئے تھے۔ حضور معاف فرمائیں' آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی غلطی نہ ہوگی' یہ سن کر آپ کی رنجیدگی میں قدرے کمی آئی' اور فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی صحیح تربیت نہیں ہو رہی ہے' اگر بڑے ان کو دوسروں کی چیزوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسی غلطی کریں۔ فقیر کا یہ کام نہیں کہ بلا اجازت کسی کی معمولی چیز بھی اٹھا لے۔ مولانا نثار احمد صاحب نے بتایا۔ حضرت مسند نشینی سے پہلے بھی دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں ہمارے علاقہ میہٹر میں تشریف لایا کرتے تھے' اس وقت بھی نہ کسی غیر محرم عورت سے بات چیت کرتے نہ ہی اپنے روبرو آنے دیتے تھے۔ بلکہ غیر محرم عورتوں کے ساتھ ایک سواری پر بھی بیٹھنے سے احتراز فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور ہمارے یہاں رات ٹھہرے دوسرے دن نور پور جانے کے لئے میہڑ پہنچے' میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی' سفر دور کا تھا' اس لئے میں کرایہ کا تانگہ لے آیا' اور حضور کو تانگہ پر سوار ہونے کے لئے عرض کی' لیکن میرے ساتھ بیوی بھی تھی آپ نے صاف انکار کر دیا' آخر کافی منت و سماجت کے بعد اگلی سیٹ پر تانگہ والے کے ساتھ بیٹھنے پر راضی ہوئے اور فرمایا! میاں نثار احمد آج آپ کے مجبور کرنے پر میں اس تانگہ پر سوار ہوا ہوں ورنہ ہم کبھی بھی غیر محرم عورتوں کے ساتھ ایک سواری پر نہیں بیٹھے۔

مولانا بخش علی نے بتایا۔ ایک مرتبہ حضور میٹر تشریف فرما ہوئے میں بھی ساتھ تھا، فقیر ولی محمد صاحب اور دیگر احباب بھی بس اسٹینڈ پر ملنے آئے، ہم سارے کھڑے تھے کہ ایک شیعہ عورت جو سیاہ لباس میں ملبوس تھی۔ (اس کا خیال تھا کہ دوسرے رسمی پیروں کی طرح آپ بھی قدم بوسی سے منع نہیں کریں گے) وہ قدم بوسی کے لئے قریب آئی، جونہی حضور کی نظر اس پر پڑی آپ یکایک آگے دور جاکر کھڑے ہوگئے۔ آپ کا یہ عمل بھی شریعت مطہرہ کے مطابق تھا: رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی معمول تھا کہ آپ بیعت لیتے وقت بھی عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ کنز العمال صہ ۱۵۶ جلد ۷)

گوبر سے پرہیز:۔ عام طور پر گھروں میں کھانا پکانے کے لئے گوبر استعمال کی جاتی ہے۔ یا پھر مٹی کے گارے میں گوبر ملا کر چھتوں دیواروں کا پلستر کیا جاتا ہے، لیکن آپ اس سے سختی سے منع کرتے تھے کہ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے آپ کی مخلص جماعت اس چیز سے پرہیز کرتی ہے۔

مئی ۱۹۷۹ء میں حضور بمع جماعت تبلیغی سلسلہ میں چک نمبر ۵۶۲ ظفروال میں تشریف لے گئے، وہاں آپ کو جس مکان میں ٹھہرایا گیا، اس کے گارے میں گوبر شامل تھی، آپ نے فرمایا ہم اس مکان میں نہیں ٹھہریں گے بالآخر آپ دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے۔ (مولف)

علاقہ ڈگھڑی کی ایک بستی میں حضور تشریف لائے، وہاں اکثر پنجابی لوگ آباد ہیں۔ اور وہاں اکثر مکانات کے گارے میں گوبر شامل کرنے کا رواج ہے۔ وہاں تقریر میں حضور نے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ گوبر پلید ہے، تم لوگ مکانات میں یہ چیز استعمال کرتے ہو۔ بارش کے وقت گوبر والے مکان کی مٹی یا بارش کی چھنٹیں تمہارے بدن اور کپڑوں پر پڑیں گی، تو تمہارے بدن اور کپڑے بھی بلید ہو جائیں گے۔ اگر پہلے معلوم نہیں تھا تو اب علم ہو جانے کے بعد آئندہ اس چیز کا کبھی استعمال نہ کرنا۔ (از خلیفہ مولانا محمد

ایوب صاحب) محترم مولانا محمد بلال صاحب نے بتایا کہ ملیر کراچی میں حاجی گل حسن صاحب کے یہاں آپ کی دعوت تھی' کھانا کھانے کے بعد آپ نے دانت صاف کرنے کی تیلی دریافت فرمائی ' دانت صاف کرنے کے لئے تیلی آپ کے ساتھ موجود ہوتی تھی۔ آپ کا سامان تلاش کرنے کے باوجود مجھے تیلی نہیں ملی' آپ نے خود بھی بتلاش فرمائی' مگر نہ ملی۔ صاحب دعوت حاجی صاحب آپ کے مخلصین میں سے ہیں' قریب ہی ان کی کافی ساری لکڑیاں رکھی ہوئی تھیں' میں نے عرض کی ان لکڑیوں سے دانت صاف کرنے کے لئے تیلی میں لے آتا ہوں' آپ نے فرمایا نہیں یہ ہماری چیز تو ہے نہیں کہ بلا اجازت استعمال کی جائے۔ چنانچہ میں نے صاحب دعوت حاجی صاحب سے آپ کے دانت صاف کرنے کے لئے تیلی کی اجازت لی' تب آپ نے اس سے دانت صاف کئے۔ اسی موقعہ پر نماز جمعہ کا پروگرام تھوڑے فاصلہ پر دنبہ گوٹھ میں تھا' خادموں کی کوتاہی کی وجہ سے آپ کا مسواک رہ گیا تھا' نماز عصر سے پہلے آپ حاجی گل حسن صاحب کے یہاں واپس تشریف لائے' وضو بناتے وقت مسواک طلب فرمایا نہ ملنے پر میں نے قریب کھڑے (غالباً) نیم کے درخت سے آپ کے لئے مسواک توڑنا چاہا' لیکن آپ نے سختی سے منع کیا۔ فرمایا! یہ نیم پرائے ہیں' اگر آپ کے پاس اپنا مسواک ہو تو فی الحال مجھے دے دو۔ میں نے عرض کی حضور وہ تو میرا استعمال شدہ ہے' فرمایا پرواہ نہیں ' مستعمل ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اتنے میں مجھے یاد آیا کہ ایک نیا مسواک بھی میرے سامان میں موجود ہے' میں وہ لے آیا' آپ نے استعمال فرمایا 'اور بعد میں مجھے واپس دینے لگے' اس پر میں نے عرض کی یہ مسواک حضور قبول فرمالیں' میرے پاس اور مسواک ہے' چنانچہ آپ نے وہ رکھ لیا۔

تصویر سے پرہیز:۔ سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہر قسم کے جاندار کی غیر ضروری تصویر رکھنے سے سختی سے منع فرماتے تھے' یہاں تک کہ اخبار کے جس صفحہ پر تصویر نظر آتی اسے الٹا کر تصویر نیچے کر دیتے تھے کہ اس پر

نظر نہ پڑے' اس کے علاوہ بچوں کو کھیلنے کے لئے پلاسٹک یا المونیم کے بنے ہوئے گڑیئے' گھوڑے ' ہاتھی ' اونٹ ' آدمی اور اسی قسم کے دوسرے کھلونے دینے سے منع فرماتے۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے بتایا کہ درگاہ فقیرپور شریف میں لنگر خانہ میں کسی بچی کے ہاتھ میں گڑیا دیکھ کر حضور کی کمسن سات سالہ صاحبزادی نے اسے میوہ دے کر گڑیا لے لی' اور اسی وقت جلتی بھٹی میں ڈال دی' چھ سات سالہ معصومہ کی یہ سمجھ اور اعلی تعلیم دیکھ کر تمام مستورات حیران رہ گئیں' اور یہی معمول تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروایت ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا ' اگر گھر میں حضور محسن عالم ﷺ کو تصویر والی کوئی چیز نظر آتی تو اسے توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ چنانچہ ایک بار باتصویر تکیہ گھر میں دیکھ کر آپ ﷺ دروازہ پر ہی رک گئے تھے اندر داخل نہ ہوئے۔

ایک مرتبہ غیبی دیرو (ضلع لاڑکانہ) میں حضور تشریف لائے جلسہ مقرر تھا' کافی خلفاء کرام بھی آپ کے ساتھ تھے' جس مکان میں آپ کا قیام تھا' وہاں تبت پاؤڈر کی ایک ڈبیہ ظاہر تھی جس پر تصویر نمایاں تھی' آپ نے دیکھتے ہی فرمایا یہ اٹھا کر مالک مکان کو دے دو یا کسی صندوق میں ڈال دو تاکہ ظاہر نہ ہونے پائے۔ اور مالک مکان کو سمجھا دو کہ جس جگہ تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اس لئے احتیاط کریں اور آئندہ اس قسم کی کوئی تصویر باہر نہ رہنے دیں۔ (از خلیفہ محمد ایوب صاحب)

نماز کا اہتمام:۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نماز کے متعلق حضور سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ' سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بکثرت بیان فرماتے تھے کہ حضور اکرم ساقی کوثر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہوتے بڑی دلجمعی سے ہمارے ساتھ بات چیت کر رہے ہوتے' لیکن جونہی آپ کے کانوں میں اذان کی آواز پہنچتی آپ کا رخ ہم سے یوں بدل جاتا گویا کہ آپ ﷺ ہمیں جانتے ہی

نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نماز رمضان کی کیفیت دریافت کی تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے تعداد رکعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے چند بار فرمایا **لَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ** (شمائل النبی) کہ آپ کی رکعات نماز کی طوالت (لمبائی) اور حسن و خوبی کا پوچھو نہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی پر خلوص خشوع و خصوع والی نماز کا ہم بیان ہی کیا کر سکتے ہیں۔

حدیث :۔ **عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُنَا وَ نُحَدِّثُهُ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الصَّلٰوةُ كَأَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْنَا وَلَمْ نَعْرِفْهُ (الازدی فی الضعفاء) مِنْ حَدِيْثِ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ مُرْسَلًا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ كَأَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ**۔ احیاء علوم الدین صفحہ ۱۵۶ جلد اول)

یہ حقیقت ہے کہ ہم پہلے بھی جانتے تھے کہ نماز فرض ہے، کفر اور ایمان کے مابین فرق یہی نماز ہے، قیامت میں سب سے پہلے اس کی پرسش ہوگی، مگر اس عملی تشریح و تفسیر، صحیح قدر و قیمت کا مشاہدہ اور احساس حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی عملی زندگی اور آپ کی مجالس و محافل سے ہی ہوا۔

بارہا ایسا ہوا کہ مجلس ذکر و فکر سے گرم ہوتی، علماء، خلفاء اور فقراء کی کثیر جماعت سراپا گوش ہو کر آپ کا وعظ و نصیحت سن رہی ہوتی، لیکن جونہی آپ کے کانوں میں اذان کی آواز پہنچتی، آپ یک لخت جماعت سے توجہ ہٹا کر دو زانو ہو کر پوری توجہ سے اذان سننے لگتے۔ اور مسنون طریقہ کے تحت مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے۔ اگر اذان کے دوران کوئی آدمی عرض و معروض شروع کر دیتا تو آپ خفا ہوتے تھے۔ اگر جماعت کا کوئی پرانا آدمی یہ حرکت کرتا تو اس کو جھڑکتے کہ کیا اذان نہیں سنتا اور جماعت کو بھی یہی تعلیم فرماتے کہ مؤذن کی اذان توجہ سے سنا کرو، اور اس کے ساتھ وہی الفاظ اذان اور اقامت کے وقت دہرایا کرو، ماسوائے حیّ علی الصلوۃ اور حیّ علی الفلاح کے کہ بجائے ان الفاظ کے

لاحولَ ولا قوۃَ الّا باللہ اور قد قامتِ الصلوٰۃ کے وقت اقامہا اللہ و ادامہا اور صبح کی اذان کے وقت الصلوٰۃُ خیرٌ منَ النومِ سن کر صدقت و برکت کہنا چاہئے۔ یہاں البتہ اگر کوئی ضروری دینی بات پہلے سے بیان ہو رہی ہوتی تو اسے مختصر الفاظ میں مکمل فرما لیتے تھے اور یہی مسنون طریقہ ہے

اذان کے بعد بلا ضرورت گھومنا پھرنا آپ کو ناگوار ہوتا تھا' مدرسہ کے طلبہ کو عموماً" عصر کی اذان سے کچھ پہلے کھیلنے کی چھٹی ملتی تھی۔ چند بار ایسا ہوا کہ وہ کھیلنے میں اتنے مصروف ہوگئے کہ ان کی تکبیر اولیٰ رہ گئی ' اور بعض کی ایک دو رکعات بھی جماعت سے رہ گئیں۔ آپ نے ایسے مواقع پر ہر بار ان کو بلا کر سخت تنبیہہ کی کہ تم نے اتنی غفلت کیوں کر کی' اذان کے بعد بھی کھیلا جاتا ہے؟ تم پر کوئی پابندی نہیں ہے؟ کھیلنا صحت کے لئے مفید ہے' مگر کھیلنے میں اتنا استغراق نہ ہونا چاہئے کہ جماعت ہی چلی جائے۔ مزید اگر ورزش کے لئے کھیلنے کی ضرورت ہو تو نماز پڑھ کر کھیلو۔ کوئی ایک استاد یا بڑا طالب علم یہ کوشش کرے کہ جب جماعت کا وقت قریب ہو ان کو اطلاع کرے۔ پھر بھی جو کوتاہی کرے اس کو سخت سزا دی جائے۔ اگر آپ عین نماز کے وقت یا تھوڑی دیر پہلے کھیلنا چھوڑ کر آئیں گے تو آپ پورے اطمینان سے جماعت میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔ جماعت سے اتنی دیر پہلے کھیلنا ترک کر کے نماز کی تیاری شروع کریں کہ تکبیر اولےٰ میں آکر شریک ہوں۔ اور اگر کسی کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو پورے اطمینان سے ڈھیلے لے کر استنجاء کر سکے کہ یقین ہو جائے کہ اب قطرہ خارج نہیں ہو گا۔ پیشاب کر کے جلدی پانی سے طہارت کرنا یا معمولی دیر ڈھیلا استعمال کرنا کافی نہیں ہو گا' کیونکہ قطرہ خارج ہونے کا امکان رہتا ہے' آج کل ایسی صحت کہاں ہے کہ پیشاب کے فوراً" بعد قطرہ آنا بند ہو جائے۔ یہ ضروری باتیں ہیں' لیکن اکثر پڑھے لکھے لوگ بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ اگر استنجا صحیح طریقہ سے نہیں ہوا تو نہ وضو درست ہو گا اور نہ نماز' اسی طرح وضو بھی پورے اطمینان سے کرو

اور یہ بات تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جتنی حضور قلبی اور دلجمعی کے ساتھ وضو کیا جائے گا' نماز میں بھی اتنا زیادہ سکون اور حضور قلبی حاصل ہو گا۔ وضو کرتے وقت دنیاوی باتیں کرنا بھی منع ہے۔ اس کے لئے بھی کوئی نگران مقرر کیا جائے (چنانچہ نگران مقرر کئے گئے) خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جائے اسی طرح نماز باجماعت کے لئے بھی نگران مقرر کئے جائیں جو یہ دیکھیں کہ جماعت سے کوئی رہ تو نہیں گیا۔ اگر کوئی رہ جائے تو اساتذہ کو اطلاع دی جائے وہ اس کو سزا دے دیں۔

<u>اِنّا لِلّٰہِ</u>:۔ اگر کسی نماز کے وقت قدرے زیادہ فقراء جماعت سے رہ جاتے یا دوسری تیسری رکعت میں شامل ہوتے تو آپ نماز باجماعت کے موضوع پر تفصیل سے نصیحت فرماتے تھے۔ کبھی کبھار نام لے کر بلاتے اور فرماتے ' انا للہ و انا الیہ راجعون کہ آپ کی نماز جماعت سے رہ گئی ہے۔ آپ کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے فقراء کو بھی فرماتے تھے کہ آپ بھی ان سے تعزیت کریں۔ اور اس سلسلہ میں حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرماتے تھے۔ کہ ایک بار آپ سے ایک جماعت فوت ہوگئی تو آپ کو بہت افسوس ہوا' اور فرمایا ' اگر آج بایزید کا کوئی لڑکا فوت ہو جاتا تو بسطام کا پورا شہر تعزیت کے لئے جمع ہو جاتا ' لیکن افسوس کہ میری نماز جماعت سے رہ گئی ہے تو کوئی آدمی تعزیت کے لئے میرے پاس نہیں آیا۔ اب آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک نماز باجماعت کی کتنی اہمیت تھی۔

الحمد للہ حضور کی حیات مبارکہ ہی میں نگران مقرر کئے گئے' یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ متعدد بار حضرت صاحب نے مدرسہ کے طلبہ کو اور بستی کے چھوٹے لڑکوں کو نماز باجماعت میں سستی کرنے پر خود سزا دی ..... آپ ان کو سزا کم دیتے تھے اور زبانی نصیحت کے ساتھ ڈراتے دھمکاتے زیادہ تھے جس کے نتیجہ میں وہ

پابند جماعت ہو جاتے۔

آپ جس قدر حضور قلبی، خشوع و خضوع، دل جمعی اور یکسوئی سے متوجہ الی اللہ ہو کر نماز ادا کرتے تو قرآنی آیت **وَهُمْ فِي صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ** کی عملی تفسیر معلوم ہوتے تھے۔

حقیقت صلوۃ (نماز) اور حقیقت قرآن میں بہ یک وقت اس قدر مستغرق ہو جاتے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ اپنے خالق و مالک حقیقی کے حضور سراپا عجز و انکسار ادب و احترام بن کر عاجزانہ عبادت و اطاعت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور ادھر سے قبولیت خاصہ کی صدائے بازگشت سن کر اپنے وجود اور دنیا و مافیہا سے بے تعلق ہو چکے ہیں یہ جزوقتی نہیں بلکہ آپ کا ہمیشہ کا معمول تھا۔

نماز با جماعت :۔ آپ نماز باجماعت کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ بکثرت جسمانی عوارض کے باوجود سخت سردی یا سخت گرمی یا بارش کے اوقات میں بھی آپ مسجد میں چل کر جماعت سے نماز ادا کرتے۔ بعض سخت عوارض کی وجہ سے اگر ڈاکٹروں نے گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا ہوتا کہ باہر کی ہوا لگنے سے تکلیف کے بڑھنے کا اندیشہ ہے تو آپ ایسی صورت میں انفرادی نماز پڑھنے کی بجائے چند خلفاء، مدرسہ کے اساتذہ یا بستی کے فقیروں کو گھر بلا لیتے تھے اور وہیں جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ بعض مرتبہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے کی سکت نہ ہوتی تو بھی جماعت سے نماز ترک نہ کرتے بلکہ چند احباب چارپائی کے ساتھ کھڑے ہو کر صف بنا لیتے حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ العالی یا کوئی اور صاحب آگے بڑھ کر امامت کے فرائض انجام دیتا۔

۱۳۹۳ھ میں مسلسل کئی ماہ تک حضور پہلے جام شورو اور پھر کراچی میں زیر علاج رہے تین مرتبہ آپریشن ہوا، نقاہت و کمزوری کا یہ عالم تھا کہ آپ کی آواز بمشکل سمجھ میں آتی تھی لیکن اس کے باوجود آپ کی ایک نماز بھی جماعت سے فوت نہ ہوئی تھی۔

آپ ہر سال عموماً" ایک مرتبہ دس سے بیس دن تک پنجاب کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تھے' اور آپ کے ہمراہ ستر اسی فقراء اور مبلغین کا قافلہ ساتھ ہوتا تھا' لمبا سفر ہونے کی وجہ سے کئی نمازوں کا وقت ٹرین میں ہوجاتا تھا۔ اگر نماز کا وقت کسی بڑے اسٹیشن پر ہوتا جہاں کچھ دیر ٹرین رکتی تھی تو پلیٹ فارم پر ہی باجماعت نماز ادا کی جاتی' لیکن اگر چلتی ٹرین میں نماز کا وقت ہو جاتا اور قریب میں ٹرین کا کوئی اسٹاپ بھی نہ ہوتا اور ہجوم کی وجہ سے صف بنا کر جماعت کرنا دشوار ہوتا تو آپ کسی فرد کو ساتھ ملا کر خود ہی امامت کر کے جماعت سے نماز ادا فرماتے تھے اور علماء کرام کے فتوے کی بناء پر بعد میں قضا پڑھتے تھے۔

کرامت کی حقیقت

کرامات دو قسم کی ہیں۔ (۱) حسی (۲) معنوی

عوام الناس تو صرف حسی کرامت کو ہی کرامت سمجھتے ہیں، مثلاً کسی کے دل کی بات بتا دینا، پانی پر چلنا، فوراً" دعا کا قبول ہو جانا وغیرہ۔ لیکن کرامت معنوی جو خواص اہل اللہ کے یہاں معتبر ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو شریعت مطہرہ کی پابندی نصیب کرے، نیک اخلاق کی توفیق بخشے فرائض، واجبات اور سنتوں پر عمل کرے، برے اخلاق مثلاً دھوکہ دہی، حسد، کینہ اور ہر بری خصلت سے اس کا دل پاک و صاف رکھے۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۰۵ جلد دوم مطبوعہ مصر تلخیصاً) خارق عادت و کرامت کے متعلق یہ تھی حضرت امام شعرانی قدس سرہ کی تحقیق اسی موضوع پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قائد و روح روان قدوۃ السالکین حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں، خوارق (خلاف عادت کسی بات کا ظاہر ہونا) نہ تو ولایت کے لئے شرط ہے، نہ رکن، تاہم اولیاء اللہ سے کرامات کا ظاہر ہونا مشہور و معروف ہے، لیکن بکثرت کرامات کا ظاہر ہونا کسی کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا، افضلیت کا مدار اللہ تعالیٰ کے حضور قرب درجات پر ہے۔ مکتوبات حضرت امام ربانی قدس سرہ مکتوب نمبر ۱۰۷ دفتر اول

...... گو حضور سوہنا سائیں قدس سرہ حسی اور معنوی دونوں قسم کے کرامات کے حسین امتزاج تھے، لیکن چونکہ آپ رسمی پیری مریدی سے ہٹ کر قرآن و سنت اور ماسلف اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کے نقش قدم پر چل کر زندگی بسر کرنے کو ہی ضروری سمجھتے تھے، اس لئے آپ کے نزدیک کشف و کرامت برحق ہوتے ہوئے بھی کوئی اہم اور ضروری نہیں تھے۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ہمیشہ مخدوم کا اثر خادموں میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ کے مریدین و متعلقین بھی کبھی کشف و کرامات کے درپے نہ ہوئے اور

نہ ہی کرامات جمع کرنے کا کوئی اہتمام کیا۔ حالانکہ یکے بعد دیگرے اتنی کثرت سے آپ کی کرامات ظاہر ہوتی رہیں کہ اگر ان کا دسواں حصہ بھی جمع کیا جاتا تو ایک بہت بڑی ضخیم کتاب بن سکتی تھی۔ احقر مرتب کو بھی کسی خاص تلاش و تفتیش کے بغیر جو کرامات ملی ہیں، ان سے آپ کی عنداللہ، عند الرسول ﷺ اور اہل بیت عظام و صحابہ کرام اور ماسلف مشائخ کے یہاں مقبولیت نمایاں نظر آتی ہے۔ اللّٰھُمّ زد فزد۔

صحت کی بشارت :۔ محترم حاجی محمد حسین شیخ صاحب (لاڑکانہ) نے بتایا کہ جب درگاہ فقیرپور شریف نئی نئی بن رہی تھی ان دنوں میں اس قدر بیمار ہوگیا تھا کہ تمام عزیز و اقارب میری زندگی سے تقریباً ناامید ہوچکے تھے۔ چنانچہ قبلہ والد صاحب قریب آکر بیٹھ گئے، مجھ سے وصیت کے طور پر کافی باتیں پوچھتے رہے۔ میں نے ان کو عرض کی کہ دعا فرمائیں کہ ایمان پر خاتمہ ہو، اتنے میں غیر متوقعہ طور پر نیند کا غلبہ ہوگیا، اور اپنے آپ کو درگاہ فقیرپور شریف کی مسجد میں دیکھا (جو اس وقت ایک چھاپرے کی صورت میں بنی ہوئی تھی) جہاں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی تشریف فرما نظر آئے۔ ابھی میں نے آپ سے مصافحہ بھی نہیں کیا تھا، کہ آپ نے مجھے فرمایا، ہم نے آپ کی درازی عمر کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کی ہے جو قبول ہوچکی ہے۔ اتنے میں بیدار ہوگیا، اور بالکل صحت مند تھا۔ کسی قسم کی تکلیف نہیں تھی۔ حالانکہ کئی دن پہلے سے سخت بیماری کی تکلیف میں مبتلا تھا۔ اور ابھی تک تمام عزیز و اقارب غیر معمولی طور پر پریشان تھے کہ مجھے صحت مند دیکھ کر ازحد خوش اور حیران بھی ہوگئے جب میں نے ان کو اپنے خواب کا واقعہ سنایا تو حضور سے ان کی محبت و عقیدت میں اور اضافہ ہوگیا۔

کرامت :۔ محترم مولانا حاجی محمد آدم صاحب (کراچی) نے بتایا کہ شروع میں

میرے بھائی محترم عنایت اللہ صاحب کے گھر یکے بعد دیگرے تین نابینا لڑکے پیدا ہوئے جب کہ اس کے درمیان جتنی لڑکیاں پیدا ہوئیں وہ بینا تھیں۔ لیکن جب سے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے دعا کرائی اور تعویذ لیا۔ اس کے بعد بفضلہ تعالیٰ تمام لڑکے بینا اور صحت مند پیدا ہوئے۔

کرامت :۔ ان ہی حاجی صاحب موصوف نے بتایا کہ ہماری بستی حاکو خان بروھی نزد گڈاب (کراچی) میں جتنے بھی کنوئیں کھودے گئے تھے سب کے سب کڑوے پانی کے نکلے' وقفہ وقفہ سے مختلف مقامات پر کنوئیں کھودتے رہے' مگر کہیں میٹھا پانی نہ نکلا۔ جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہماری دعوت پر تشریف لائے اس وقت بھی ایک کنواں کھودا جا رہا تھا۔ ہم نے حضور سے پانی نہ ہونے کی تکلیف بیان کرکے دعا کے لئے عرض کی آپ نے دعا فرمائی اور پانی پر دم کرکے بھی دیا۔ الحمد للہ اس کنویں کا پانی میٹھا نکلا۔

کرامت :۔ محترم مولانا بخش علی صاحب نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی فقیر بہاول رحمتہ اللہ علیہ کو عرصہ تک اولاد نہیں ہوئی تھی' چنانچہ جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہماری بستی میں تشریف فرما ہوئے تو فقیر صاحب کے سر دعا کرانے کے لئے حاضر ہوا مگر ادب کی وجہ سے کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ کرسکا۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضور نے اس کے آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے صورت حال عرض کی تو فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ان کو نرینہ اولاد سے نوازے گا' الحمد للہ اس کے بعد یکے بعد دیگرے فقیر صاحب کے گھر فرزند ہی تولد ہوتے رہے۔

کرامت :۔ محترم مولانا عبدالغفور صاحب نے بتایا کہ کھائی ضلع سانگھر میں حضور کے ایک مرید فقیر کا صرف چھ ماہ کا معصوم بچہ روتے وقت صاف طرح سے اللہ اللہ کرتا تھا۔

کرامت :۔ عزیز القدر محترم امام علی صاحب نے بتایا کہ جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تبلیغی سلسلہ میں بڈھانی جاگیر ضلع لاڑکانہ تشریف لے گئے۔ فقراء میں اس قدر جذبہ تھا کہ شاید ہی کوئی وجد سے خالی رہا ہو' جذبہ کی حالت میں ایک فقیر جلسہ گاہ سے قریب واقع پانی کے ایک تالاب میں گر گیا۔ کپڑے بھیگ گئے' مگر کافی دیر بعد جب جذبہ ختم ہوا تو دیکھا کہ جیب میں رکھے ہوئے چار پانچسو روپے بالکل خشک تھے۔

چوری کی اطلاع :۔ مورو سے محترم مولانا محمد رحیم صاحب لکھتے ہیں کہ حضور شمس العارفین حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ کے آخری سالانہ جلسہ سے چند دن پہلے میں دربار عالیہ پر حاضر ہوا تھا کہ لنگر کے انتظامات کے سلسلہ میں حتی المقدر خدمت کرسکوں' سالانہ جلسہ سے صرف ایک دن پہلے اطلاع ملی کہ میرے گھر سے چوری ہوگئی ہے' میں پریشان سا ہوگیا میں نے سوچا کہ اگر گھر نہ جاؤں گا تو چوری واپس نہیں ہوگی۔ اگر گھر چلا گیا تو چوری کے سلسلہ میں بھاگ دوڑ کرتے سالانہ جلسہ کا پرمسرت موقعہ ہاتھوں سے چلا جائے گا' حضرت قبلہ صاجزادہ سجن سائیں مدظلہ العالی کی خدمت میں صورت حال پیش کی اور گزارش کی کہ حضرت سیدی سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ سے صورت حال بیان کریں اور دعا کے لئے عرض کریں' مزید جو فرمائیں اسی کے مطابق عمل کروں گا۔ حضرت صاجزادہ صاحب مدظلہ نے واپس آکر بتایا کہ حضور (رحمتہ اللہ علیہ) نے دعا مانگی اور فرمایا کہ مولوی صاحب سے کہہ دیں کہ گھر چلے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ مہربانی ہو جائے گی' اگر سالانہ جلسہ میں شامل نہ ہوسکے تو بھی ان کو اجازت ہے۔ الغرض میں رات ۱۲ بجے گھر پہنچا۔ بیوی نے بتایا کہ میں سو رہی تھی کہ حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی فرمایا۔ مائی صاحبہ جلدی اٹھو چور چوری کر رہے ہیں' چند مرتبہ اسی طرح ارشاد فرمایا' میں بیدار ہوئی دیکھا کہ کمرہ

کا دروازہ کھلا ہوا ہے' میں نے زور زور سے چور چور اور ڈاکہ لگ رہا ہے وغیرہ کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ چور بھاگ گئے' دیکھنے پر پتہ چلا کہ صرف ایک چائے کا تھرماس ' ایک ٹائم پیس اور ایک استری غائب ہیں۔ اگر حضور کی یہ مہربانی نہ ہوتی تو پورا گھر خالی کر جاتے اور ہمیں کوئی پتہ نہ چلتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چوری کی ہوئی مذکورہ تینوں چیزیں بھی تھانیدار کے پاس پہنچی ہیں' پھر جب تھانیدار صاحب سے ملے اس نے مذکورہ تینوں چیزیں لا کر دے دیں اور بتایا کہ چور دوسرے گاؤں سے بھینس چرا کر لے جا رہے تھے کہ پکڑے گئے۔ جب یہ چیزیں میں نے دیکھ لیں تو از خود میرے دل نے یہ گواہی دی کہ یہ چیزیں کسی اور شریف آدمی کی معلوم ہوتی ہیں' اب تو ماشاء اللہ آپ کو دیکھ کر یقین ہوگیا کہ آپ کی ان معمولی چیزوں کے صدقے ہی چور پکڑے گئے اور بھینس بھی مالکان کو مل گئی آخر میں اسی دن واپس دربار عالیہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا اور حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی سے پورا ماجرا بیان کیا اور آپ نے حضرت قبلہ سوہنا سائیں قدس سرہ کو بتایا جس سے بہت خوش ہوئے۔ دوسرے دن ختم شریف کے بعد حضور کی موجودگی میں محترم مولانا محمد رمضان صاحب نے مذکورہ واقعہ بیان کیا تھا۔

حجر شجر سے اللہ ' اللہ کی آواز سنائی دی

محترم مولانا مولوی مختار احمد صاحب ناڑی (حال مقیم کراچی) نے بتایا کہ میری ابتدائی تعلیم کے استاد حضور کے مخالف تھے' اس کی وجہ سے میں بھی سوچے سمجھے بغیر مخالفت کرتا تھا' جب کہ میرے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضور کے پکے غلام تھے' جب مجھے حضور کے یہاں چلنے کے لئے کہا' میں نے انکار کر دیا۔ مگر جب مجبور کر کے مجھے درگاہ فقیر پور شریف لے جانے لگے' اور کوٹ قبولہ بستی کے پاس پہنچے اچانک مجھے اپنے دل سے اللہ اللہ کی آواز سنائی دی اس کے بعد تو قریب کھڑے درخت ' اور دادو کنال (جس کے کنارے سے جا رہے تھے)

کے پانی اور سائیکل جس پر سوار تھے اس سے بھی اللہ اللہ کی آواز سنائی دینے لگی' بس حضور کی یہ کرامت ہی میری ہدایت کا ذریعہ بنی اور تعلیم بھی حضور کے دربار پر حاصل کی۔

پاگل عقلمند بن گیا:۔ ونبالو نزد میرپور خاص سے مولانا محمد ایوب صاحب لکھتے ہیں کہ حاجی محمد ایوب مشاخ کا ایک نوجوان رشتہ دار ڈیڑھ سال سے بالکل پاگل تھا' رات دن زنجیروں میں جکڑا رہتا تھا' اسے کھانا بھی دور سے پھینک کر دیا جاتا تھا' اگر اتفاقاً" کوئی قریب آجاتا تو گالیاں بکتا اور لڑنے کی کوشش کرتا تھا۔ جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہمارے یہاں ونبالو تشریف لائے تو حاجی صاحب مذکور نے مجھ سے مشورہ کیا اور دیوانے کو لے آیا۔ اس کی قابل رحم حالت دیکھ کر ہمیں بھی ترس آرہا تھا' جیسے ہی اسے حضور کے قریب لے آئے' حضور چارپائی سے نیچے اترے' تھوڑی دیر گردن جھکا کر توجہ فرما کر اس کے لئے دعا فرمائی وہ کانپنے لگا۔ اسے کھولا گیا پھر بھی خاموش تھا۔ حالانکہ اس سے یہ توقع ہی نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ خاموش رہ سکے گا۔ بہرحال حضور کی دعا کے طفیل وہ اسی وقت پوری طرح تندرست ہوگیا۔ باہر لے آنے پر لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا دیوانہ جس سے ہم ڈر رہے تھے کہ کسی کو مار نہ ڈالے' اس قدر جلدی تندرست ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابھی تک وہ جوان بالکل تندرست ہے' اپنے کاروبار کو بھی ٹھیک چلا رہا ہے' کوئی یہ تک محسوس نہیں کرسکتا کہ کبھی یہ اس قدر دیوانہ بھی ہوا ہوگا۔

کرامت:۔ فقیر میاں گل محمد اللہ آبادی نے بتایا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ جب بلوچستان کے تبلیغی سفر پر جا رہے تھے' میرے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا باوجود شوق کے میرا جانے کا پروگرام نہ تھا' اچانک جانے سے ایک دن پہلے حضور نے بلا کر فرمایا آپ بلوچستان کے آدمی ہیں' آپ کو بلوچستان کے سفر

میں چلنا ہوگا' میں دل میں سوچ رہا تھا کہ کس طرح حضور کے فرمان کی تعمیل کرسکوں گا۔ اسی خیال میں باہر گھوم رہا تھا کہ قریب کے ایک غیر جماعتی زمیندار نے بلایا اور کہا کہ گندم کے ڈیرہ میں کافی دانا رہ گیا ہے' جمع کرو آدھا تمہارا اور آدھا میرا ہوگا۔ اس طرح ایک من گندم پہلے ہی دن مل گئی جو گھر دیئے جانے کے لئے کافی تھی۔ دوسرے دن ایک فقیر نے آکر کہا اگر آپ بلوچستان چلیں تو آپ کا کرایہ میں ادا کروں گا۔ میں بڑا خوش ہوا بلوچستان کے پورے سفر میں حضور کے ساتھ رہا۔ واپسی پر جب گھر پہنچا' بیوی نے کپڑے کا ایک تھان اور کچھ نقدی لاکر سامنے رکھ دی کہ کوئی ایک آدمی تیرے نام یہ خیرات دے گیا ہے اور اپنا نام تک نہیں بتایا۔

واضح رہے کہ فقیر گل محمد صاحب کی پارسا بیوی بھی ولیہ عارفہ تھیں' آخر عمر تک لنگر کا کام تہجد و مراقبہ کی نگرانی بھی اسی کے ذمہ تھی' بعد از وفات بھی دل کی حرکت بدستور قائم تھی' یہاں تک کہ غسل دینے والی خاتون کو اس کے مرنے کا یقین نہیں ہو رہا تھا' آخر دوسروں کے بتانے سمجھانے پر (کہ یہ قلبی ذکر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے) اعتماد کیا۔

بدکاری سے بچالیا:۔ بھٹ شاہ ضلع حیدر آباد سے محترم ماسٹر محمد رفیع صاحب نے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی درج ذیل غیر معمولی کرامت تحریر کرکے ارسال کی جوان ہی کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں حضرت یوسف علے نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کے واقعہ میں مذکور ہے کہ عین اسی وقت جب حضرت یوسف علیہ السلام کو سیدہ بی بی زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقفل کوٹھی میں لے گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے برہان (گناہ سے بچانے والی) دکھائی۔ مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ برھان خداوندی حضرت یعقوب علیہ السلام کی شبیہہ مبارکہ تھی' اسی طرح کا ایک واقعہ ہمارے شہر بھٹ شاہ کے ایک نئے وارد نوجوان کو پیش آیا اور حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے

اسے اپنی کرامت کے زور سے گناہ سے بچالیا۔

ہوا یہ کہ ایک نوجوان (جس کا نام لکھنا مناسب معلوم نہیں ہوتا) حضور کے ایک مرید فقیر کے ساتھ دربار عالیہ طاہر آباد شریف حاضر ہوا، حضور سے بیعت ہوا، اور قلبی ذکر کا وظیفہ سیکھا، دوسرے دن بھٹ شاہ واپس پہنچا، چونکہ اس کی صحبت و سنگت گندی ذہنیت کے لڑکوں سے تھی، اور معاشرہ کی اکثر غلط کاریوں میں مبتلا تھا، ایک دن اسی قسم کے ایک پرانے دوست کے ساتھ فحاشی کے اڈے پر گیا۔ بقول اس کے گو اس وقت مجھ پر بھیمیت کا غلبہ تھا۔ برے ارادے سے جا رہا تھا، مگر آج راستے میں کئی بار پریشانی اور جسم پر کپکپی طاری ہوگئی، تاہم باز نہ آیا، یہاں تک کہ پروگرام کے تحت اس مکان میں داخل ہوا جہاں ایک خوبصورت عورت پہلے سے منتظر تھی، وہاں پہنچ کر لرزہ اور بھی بڑھ گیا، مگر نفسانی خواہش کا غلبہ حاوی تھا، دونوں برہنہ بھی ہوگئے۔ عین اسی وقت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی شبیہہ مبارک نظر آگئی، شرم کے مارے میری گردن جھک گئی،" شہوانی قوت بالکل ختم ہوگئی، اسی وقت کپڑے پہن کر باہر نکلا اور حضور کی نظر عنایت کے طفیل گناہ سے بچ گیا۔ الحمد للہ اس کے بعد کبھی کسی غیر محرم عورت کے لئے دل میں برا خیال بھی پیدا نہ ہوا۔

سچ فرمایا نبی خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ **عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ**۔ کہ میری امت کے علماء ربانی (تبلیغ اصلاح اور ہدایت کے میدان میں) بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہوں گے۔ (فقیر ماسٹر محمد رفیع بھٹ شاہ)

اسی طرح ایک مولوی صاحب نے جو فی الوقت کراچی میں ملازم ہیں احقر کو تحریری طور پر حضور کی یہ کرامت لکھ کر دے دی، کہ جب میں مدرسہ میں زیر تعلیم تھا، شہری گندے ماحول سے متاثر ہو کر ایک بار کبیرہ گناہ پر آمادہ ہوگیا۔ بس اسی وقت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ، تشریف فرما نظر آئے اور مجھے فرمایا! تو غفاری کہلاتے ہوئے شیطانی کام کرنا چاہتا ہے، تجھے شرم نہیں آتی، بس آپ کی

اس تنبیہہ سے میں فوراً اپنے غلط ارادہ سے باز آگیا' یاد رہے کہ اس وقت حضور درگاہ اللہ آباد شریف قیام فرما تھے اور مذکورہ طالب علم کوئی دو سو کلومیٹر کے فاصلہ پر تھے۔

قید سے رہائی کا عجیب واقعہ

حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے پیارے خلیفہ محترم حاجی محمد علی مری صاحب اور ان کے چند رشتہ دار کافی عرصہ سے مکہ مکرمہ شریف میں قیام پذیر ہیں۔ اتفاقاً خلیفہ صاحب موصوف کے بھتیجے فقیر میر محمد کی غلطی سے تین آدمی بیکوقت اس کی کار کی زد میں آکر فوت ہوگئے' حاجی میر محمد پکڑا گیا۔ قصور ثابت ہونے پر بطور دیتہ تین لاکھ ساٹھ ہزار ریال جرمانہ عائد کیا گیا' دوسری صورت میں عمرقید کا فیصلہ سنایا گیا' جبکہ یہ مزدور آدمی کسی طرح اتنا جرمانہ ادا کرنے سے قاصر تھے آخر جب شاہ فہد مکہ مکرمہ کے سرکاری دورے پر آئے' حاجی میر محمد کے والد صاحب کسی سے درخواست لکھوا کر شاہ فہد کے آفس پہنچے' مگر بہت اصرار اور منت و سماجت کے باوجود پولیس اہل کاروں نے اسے شاہ کے پاس جانے نہ دیا۔ فقیر صاحب پر گریہ کی سخت حالت طاری ہوگئی' اتنے میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ قریب سے یہ فرماتے ہوئے نظر آئے کہ فقیر صاحب ہمت بلند رکھو' ہم آپ کے ساتھ ہیں آج ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کامیاب ہوکر لوٹیں گے۔ غنودگی کے عالم میں حضور کی زیارت اور ہمت افزائی سے فقیر صاحب کے عزائم بلند ہوگئے اور پولیس عملہ سے اجازت لئے بغیر آفس میں اندر جانے کی کوشش کی مگر سپاہیوں نے دھکے دے کر اس کو پیچھے ہٹایا' آخر ایک رحمدل سپاہی نے اندر جاکر شاہ کے سیکریٹری کو فقیر صاحب کا واقعہ سنایا' جس نے فوراً اس کو اپنے پاس بلایا' تسلی دی' چائے منگوا کر پلائی' اپنے کلرک سے دوسری درخواست

ٹائپ کروا کر فقیر صاحب کو لے کر شاہ کے پاس جا رہا تھا کہ متعلقہ وزیر راستے میں ملا جس نے سیکریٹری سے مذکورہ روائیداد سن کر اسی وقت جیل سپریڈنٹ کو ٹیلیفون پر حکم کیا کہ ملزم فقیر میر محمد کو رہا کیا جائے اور اس کا جرمانہ میں ادا کروں گا۔ آخر سیکریٹری صاحب فقیر کو اپنی کار میں لے کر جیل پہنچے اور فقیر میر محمد کو رہا کروا دیا۔ ان ہی دنوں محترم حاجی محمد علی صاحب نے تفصیل سے یہ کرامت لکھ کر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں ارسال کی تھی، حاجی محمد آدم صاحب نے مذکورہ واقعہ فقیر میر محمد کے والد صاحب سے رُوبرو سن کر مذکورہ تفصیل سے احقر کو لکھ دیا۔ اور مارچ ۱۹۸۶ء میں پاکستان آنے پر فقیر میر محمد نے خود مذکورہ واقعہ احقر مولف کو سنایا تھا۔

سگریٹ سے محبت پھر نفرت :۔ محترم فقیر عبدالغفار صاحب شر نے بتایا کہ غالباً" ۱۹۷۰ء میں جب ماہانہ جلسہ میں شرکت کے لئے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ حاجی محمد یوسف چنہ رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں محراب پور تشریف لائے، اپنے ایک رشتہ دار کے کہنے پر میں بھی حاضر ہوا، فقیروں نے مجھے ذکر لینے کے لئے کہا، مگر میں نے صاف انکار کر دیا، آخر حضور کی زیارت اور نورانی خطاب سے متاثر ہو کر میں نے از خود آگے بڑھ کر ذکر سیکھا ان دنوں میں سگریٹ بیڑی کا بڑا عادی تھا، مگر جیسے ہی اختتام جلسہ پر شہر میں گیا قریب کھڑا ایک آدمی سگریٹ پی رہا تھا، مجھے اس سے بدبو محسوس ہونے لگی، جس کی وجہ سے اپنی جیب میں پڑے ہوئے سگریٹ اسی وقت نکال کر پھینک دیئے اور پابندی سے نماز بھی پڑھنے لگا، اور تہہ دل سے چوری سے بھی توبہ کی، اور دوسری بار پھر مذکورہ جلسے میں حاضر ہوا تو اس بار تہجد کی پابندی بھی نصیب ہوئی، الحمد للہ۔

کرامت :۔ محترم مولانا محمد عثمان صاحب جلبانی نے بتایا کہ ایک بار میں اور محترم حاجی محمد علی صاحب ٹنڈو اللہ یار سے طاہر آباد شریف آ رہے تھے۔ جیسے ہی

سوزوکی اسٹاپ پر رکی میں اتر رہا تھا کہ ڈرائیور نے سوزوکی چلا دی' میرے پاؤں جنگلے میں پھنسے ہوئے تھے کہ جھٹکا لگنے سے سر کے بل گرا' حاجی صاحب موصوف زور زور سے اللہ' اللہ کرنے لگے اور میری زبان پر بے ساختہ حق سوہنا سائیں حق سوہنا سائیں جاری ہوگیا۔ بظاہر سلامت رہنے کی مطلق امید نہ تھی' مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضور کی نظر کرم شامل حال رہی۔ مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ کس طرح سوزوکی سے گرا اور بالکل سلامت' یہاں تک کہ مدرسہ کے لئے سبزی کی بوری لائے تھے وہ بھی میں ہی اٹھا کر دربار شریف پر پہنچا۔

گناہ سے توبہ کی:۔ محترم مولانا مقصود الٰہی صاحب نے بتایا کہ ناظم آباد کراچی کا ایک آوارہ گرد لڑکا جب میرے ساتھ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں اللہ آباد شریف حاضر ہوا ذکر سیکھ کر اسی شام واپس چلا آیا۔ دوسرے دن میں کالج میں پہلے پیرڈ سے فارغ ہوا تھا کہ وہ آکر ملا اور گلے سے لگ کر بے انتہا رونے لگا' کافی دیر سمجھانے کے بعد خاموش ہوا' اور بتایا کہ صبح سویرے جیسے ہی نہا دھو کر بدکاری کے ارادہ سے گھر سے نکل رہا تھا تو سامنے سے حضور سوہنا سائیں اور ان کے ساتھ آپ بھی نظر آئے حضور نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! مقصود الٰہی کل یہ لڑکا ہمارے پاس گناہوں سے توبہ کرکے آیا اور آج پھر برے ارادے سے جا رہا ہے اسے شرم نہیں آتی' حضور کی ناراضگی اور تنبیہہ سنتے ہی میں بے ہوش ہوکر گرگیا۔ جب ہوش آیا' سیدھا آپ کے پاس چلا آیا۔ خدا کے واسطے میری مغفرت کے لئے دعا مانگیں میں آئندہ کے لئے سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔ اس کی پریشانی و پشیمانی عیاں تھی اور عملی طور پر بھی اس کی اصلاح ہوگئی' اب پابندی سے نماز پڑھتا ہے' داڑھی مبارک بھی رکھ لی ہے۔ حالانکہ پہلی مرتبہ جب میں نے دربار پر جانے کے لئے اسے کہا تو اس نے صاف انکار کردیا تھا اور کہا تھا کہ مجھے نہ نیک بننے کی ضرورت ہے نہ پیر پکڑنے کی حاجت' لیکن آپ کی دعوت رد کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہوں۔

گم شدہ لڑکا واپس آگیا:۔ مور گاہ راولپنڈی سے محترم منیر الدین غفاری لکھتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ سے مجھے وہ کچھ ملا جس کے میں لائق نہیں تھا۔ جب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے اس دنیا سے وصال فرمایا تھا تو میرا ہاتھ حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا تھا کہ ان کا (میرا) خیال رکھنا' اس لئے ہر موڑ پر آپ میری رہنمائی فرماتے رہے۔ چنانچہ جب میرا لڑکا محمد ظفر خالد ساڑھے چار سال سے لاپتہ تھا' بہت تلاش کے بعد جب ' حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے دعا کرائی تو لڑکا فوراً" ۱۸ اپریل ۱۹۷۹ء کو گھر پہنچ گیا۔ واضح رہے کہ جس دن حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے دعا کی تھی' اسی دن خالد کراچی سے چلا تھا اور دوسرے دن گھر پنڈی پہنچ گیا' گو اس کے بعد میں دربار عالیہ پر حاضری نہ دے سکا۔ مگر میری بگڑی قسمت حضور کے یہاں سے سنوری ہے' مجھ سے اور تو کچھ نہ ہو سکا' صرف چند چیزیں جو حضور سے سنیں' الحمد للہ آج تک ان پر عمل پیرا ہوں۔ (۱) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (داڑھی) (۲) سگریٹ آج تک نہیں پی (۳) چائے آج تک نہیں پی۔

آپ بلاضرورت چائے پینے سے منع فرماتے تھے' یہ حضور ہی کا صدقہ اور فیض ہے ورنہ مجھ میں اتنی قوت کہاں تھی کہ ان باتوں پر عمل کرتا۔

شوگر کا مریض صحتمند:۔ محترم نور علی بوز دار صاحب (بستی خان محمد بوز دار) نے بتایا کہ میرا ایک دوست' نثار محمد خان پٹھان جو مہران شوگر ملز ٹنڈو اللہ یار میں لیبارٹری آفیسر تھا' عرصہ سے ذیابیطس (شوگر) کا مریض تھا' بہت علاج معالجہ کرایا' مگر کہیں سے افاقہ نہ ہوا۔ آخر جب میں نے اسے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا تعارف کرایا۔ بڑی عقیدت سے میرے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا' حضور سے قلبی ذکر کا وظیفہ حاصل کیا' حضور نے اس کے لئے دعا فرمائی' جس کے طفیل اسے مکمل شفاء حاصل ہو گئی' جب دوبارہ پیشاب ٹیسٹ کرایا تو

ڈاکٹروں نے کہا کہ شوگر کی کمی ہے چند روز میٹھا زیادہ کھائیں۔

پانی بہا کر لے گیا مگر:۔ احقر کے والد ماجد قبلہ خلیفہ مولانا محمد بخش صاحب مدظلہ نے بتایا کہ ہمارے آبائی پہاڑی علاقہ تکوباران ضلع دادو' میں ایک رات پہاڑوں سے اس قدر زور دار سیلاب آیا کہ کئی غریبوں کی جھونپڑیاں بہا کر لے گیا۔ اتفاق سے بستی امام بخش خان گبول میں ایک ضعیف العمر خاتون اپنی بچی کے ساتھ چٹائی پر لیٹی ہوئی تھی۔ زور دار پانی اسے بہا کر لے گیا۔ رات بھر اس کا پتہ نہ چلا۔ صبح کی روشنی میں جیسے ہی تلاش کرنے نکلے اسے ایک ٹیلے پر اسی چٹائی پر صحیح سلامت، دیکھ کر حیرانی کے عالم میں پوچھنے لگے تو کیسے سلامت رہی۔ کہنے لگی مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ کیسے یہاں پہنچی ہوں۔ یاد رہے کہ حضور کی کرامت سے چٹائی اس نیک خاتون کے لئے سفینہ ثابت ہوئی کہ اس کے کپڑے تک نہیں بھیگے تھے۔

بارش برسی :۔ بھٹ شاہ سے ماسٹر محمد رفیع صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث شریف **وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ** (اولیاء اللہ کے صدقے تمہارے لئے بارشیں نازل ہوتی ہیں اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے) کا ہمیں عینی مشاہدہ اس وقت ہوا جب ہمارے بھٹ شاہ کے علاقے میں کپاس کی فصل کو پانی کی شدید ضرورت تھی، لوگوں کی زبانوں پر بارش' بارش تھی، مگر بارش نہ ہو رہی تھی۔ چنانچہ ۱۰ اگست ۱۹۸۲ء کو حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ جماعت اصلاح المسلمین کی دعوت پر بھٹ شاہ تشریف لائے۔ تیسرے دن ۱۲ اگست کو اڑھائی گھنٹے موسلا دھار بارش ہوئی، ہر طرف جل تھل تھا، مزے کی بات یہ ہے کہ یہ بارش صرف اور صرف بھٹ شاہ شہر اور گرد و نواح میں برسی جس سے چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے لگا۔

چوری سے توبہ :۔ کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد کے ماسٹر غلام محمد صاحب لکھتے

ہیں، میں ابھی ۱۲ سالہ لڑکا ہی تھا کہ اپنے ہم سن چند لڑکوں سے مل کر پڑوس کے ایک زمیندار کے کھیت سے چوری کی۔ رات خواب میں ایک سرخ ریش قد آور نورانی چہرہ والے بزرگ کی زیارت ہوئی، جن کے ہاتھ میں عصا مبارک تھی، غصہ کے انداز میں مجھے فرمایا! خدا کے نیک بندے اللہ تعالیٰ نے تمہیں چوری کرنے کے لئے تو پیدا نہیں فرمایا، اس کے ساتھ ہی چند بار عصا مبارک سے مار کر مجھے سزا بھی دی، جن مقامات پر مجھے انہوں نے عصا مبارک ماری تھی، وہاں صبح تک درد ہوتا رہا، صبح ہوتے ہی جو تھوڑا بہت چوری کیا ہوا سامان موجود تھا، ساتھی لڑکوں کو دیدیا اور سچے دل سے توبہ کی کہ آئندہ چوری نہیں کروں گا۔ ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر ہوا کہ اس بزرگ کی زیارت کروں، جس نے مجھے رات کو تنبیہہ کی۔ لیکن چونکہ ابھی کم عمر تھا بزرگ کی تلاش سے قاصر رہا۔ چند سال بعد حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مولانا امام علی صاحب اور سید حسین شاہ صاحب ہماری بستی میں تبلیغ کرنے کے لئے تشریف لائے انہوں نے وعظ و نصیحت کے علاوہ سالانہ جلسہ کی بھی دعوت دی، جو درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو میں ہونے والا تھا۔ بتائے ہوئے پروگرام کے تحت درگاہ شریف پہنچے، جیسے ہی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے چہرہ انور کی زیارت کی، بعینہ وہی صورت نظر آئی جو چند سال پہلے ضلع جیکب آباد میں میری ہدایت کا باعث بنی تھی۔ میں آپ سے بیعت ہوا، اور مسلسل آمدورفت رہی، آپ کے فیض اثر سے متاثر ہو کر میں اپنے والد ماجد کو بھی آپ کی خدمت میں لے آیا تھا۔ جو نہ معلوم کتنے عرصہ سے جوئے کے پکے عادی تھے، الحمدللہ حضور کی زیارت و بیعت ان کی بھی ہدایت کا ذریعہ بنی، سچے دل سے جوئے سے تائب ہوگئے۔ ہمارے کئی پڑوسی جو ابھی تک حضور کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے وہ بھی برملا کہتے ہیں کہ حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ واقعی کامل شخصیت تھے جس نے ایسے عادی جواری کی اصلاح کی۔

چوری کرنے جاتے ہو؟ محترم مولانا محمد عظیم صاحب نے بتایا کہ میرے باا‌ثر دوست اور مشہور طاقتور ڈاکو اللہ رکھیو چانڈیو جب حضور کے پیارے خلیفہ مولانا حاجی بخشل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے توسط سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ذکر سیکھا اور ذکر کرتا بھی رہا' تاہم کچھ عرصہ تک اپنی برسوں کی چوری کی عادت ترک نہ کرسکا تھا چنانچہ ایک مرتبہ چوری کے ارادہ سے کہیں جا رہا تھا کہ راستے میں ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوا اور اس نے پکڑ لیا' ساتھ ہی یہ غیبی آواز بھی سنائی دی کہ فقیر چوری کرلنا تو و حیین اسان کی لیجائیں تو (فقیر ہو کر چوری کرنے جاتے ہو' ہمیں بھی شرمسار کرتے ہو) بس یہ سنتے ہی شرم کے مارے پیچھے مڑا اور اسی وقت جذبہ طاری ہوگیا' کافی دیر تک جذبہ و گریہ میں رہنے کے بعد ساتھیوں کو پورا واقعہ بتایا اور آئندہ کے لئے چوری نہ کرنے کا پکا وعدہ کرلیا۔ اور اسی پر کاربند رہا' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی نظر عنایت کے طفیل آج کل اس قدر نیک و پرہیز گار ہے کہ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتا' یہی نہیں بلکہ اگر خلاف تقویٰ کھانا سامنے لایا جائے تو از خود سمجھ جاتا ہے کہ تقوے کے خلاف پکا ہے۔

کرامت:۔ نعت خواں محترم فقیر علی حسن ماچھی نے بتایا کہ ایک بار میں کسی مقدمہ میں میہڑ جیل میں مقید تھا' اتفاقاً" کسی تبلیغی سفر سے واپسی پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی تھوڑی دیر کے لئے میہڑ میں رک گئے' مقامی فقراء نے حضور سے میری گرفتاری اور بے قصور ہونے کا ذکر کیا' اور دعا کے لئے عرض کی۔ آپ نے دعا کے بعد فرمایا' فقیر علی حسن جب تک رہا نہیں ہوگا ہم بھی میہڑ میں رہیں گے۔ حضور کی دعا کے صدقے اللہ تعالیٰ کی ایسی مہربانی شامل حال ہوگئی کہ نہ معلوم کیسے میری رہائی کے اسباب مہیا ہوگئے۔ اسی دن رہا ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے بعد آپ دربار شریف پر تشریف لے گئے۔

مراقبہ میں انتقال :۔ نیز فقیر علی حسن صاحب نے بتایا کہ میری پھوپھی صاحبہ جو شروع میں بغیر پردہ شادی بیاہ کے رسمی موقعوں پر لاڈے سہرے گانے چلی جاتی تھی، جب حضور کے طریقہ عالیہ میں داخل ہوئی، تمام خلاف شرع باتیں یکسر ترک کردیں۔ پردہ کا سختی سے اہتمام، نماز، تہجد اور مراقبہ کی اس قدر پابند رہی کہ اس کا انتقال بھی بعد از نماز تہجد مراقبہ کی حالت میں ہوا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

فقیر ذکر کرتے ہوئے فوت ہوگیا

محترم خلیفہ مولانا محمد داؤد صاحب نے بتایا کہ فقیر علی راز شر (بستی فضل آباد خیر پور میرس) بہت پرانا مخلص فقیر تھا، درگاہ اللہ آباد شریف بکثرت آیا کرتا تھا۔ مرض الموت میں اس کے پانچوں لطائف ذکر اللہ سے اس قدر جاری ہوگئے کہ دیکھنے والا حرکت محسوس کرتا تھا۔ قلبی ذکر کے علاوہ ان ایام میں جہری ذکر بھی بکثرت کرتا تھا۔ بالآخر ایک دن جذب کی حالت میں بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کافی دیر تک بلند آواز سے اللہ اللہ کرتے ہوئے جیسے ہی بستر پر لیٹا، اسی ذکر کی حالت میں جان، جان آفرین کے حضور جا پہنچی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اسی قسم کا ایک اور اہم واقعہ :۔ خلیفہ صاحب موصوف نے بتایا کہ فقیر آدم خان شر (تحصیل میرواہ ضلع خیر پور میرس) کی زوجہ محترمہ نہایت پارسا ذاکرہ، عابدہ خاتون تھی۔ ایک دن نماز پڑھ کر بلند آواز سے اللہ تعالٰی کے اسم ذات اللہ، اللہ کا ورد کرتی رہی اور نماز مغرب سے ذرا پہلے دارالفناء سے دارالبقا کو راہی ہوگئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بشارت :۔ اسی رات حضور قبلہ سوہنا سائیں کے ایک اور مرید فقیر حاجی محمد عالم صاحب کو خواب میں حضور نبی اکرم شفیع محتشم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا، میرے محبوب ولی کی ایک مخلص مریدنی فوت ہوچکی ہیں، کل صبح انکی بہت بڑی کرامت آنکھوں سے دیکھو گے اس پر

ہماری خاص نظر ہے۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ غسل دینے والی خاتون نے بتایا کہ اس کے دل کی حرکت ہم نے آنکھوں سے دیکھی۔ تدفین سے پہلے مائی صاحبہ کے ذکر اللہ سے قلب جاری ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح قریب کی بستیوں تک جا پہنچی۔ چنانچہ ہمارے ہی خاندان کے ایک معزز محترم حاجی قادر داد خان شر (محترم مولانا مفتی عبدالرحیم شر صاحب کے دادا رحمتہ اللہ علیہ) جب اپنی زوجہ کو لے کر آئے تو ان کی زوجہ محترمہ نے کہا کہ میں بھی دیکھنا چاہتی ہوں کہ مرنے کے بعد کس طرح دل کی حرکت جاری رہتی ہے۔ چنانچہ مائی صاحبہ کو کہا گیا کہ کفن کے اوپر مقام قلب پر ہاتھ رکھو۔ جب اس نے مقام قلب پر ہاتھ رکھا تو دل کی حرکت کی شدت سے مائی صاحبہ کے ہاتھوں میں بھی حرکت آنے لگی۔ جسے وہاں کئی محرم مردوں نے بھی دیکھا' حالانکہ اس وقت نماز جنازہ بھی پڑھی جا چکی تھی صرف تدفین کا عمل باقی رہ گیا تھا۔

نوٹ :۔ الحمد للہ حضور کے مریدین کا آخری دم ذکر اللہ کرنا' بحالت نماز فوت ہو جانا' تلاوت قرآن مجید کرتے فوت ہو جانا' تبلیغی سفر میں فوت ہو جانا حضور کی مشہور و معروف کرامات ہیں۔ اس قسم کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں کی تعداد میں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں ظاہر ہوئیں۔ جن کا مکمل طور پر جمع کرنا تو میرے بس کی بات نہیں۔ تاہم اپنی معلومات کی حد تک نہایت ہی پختہ اور یقینی تصدیق سے معلوم شدہ واقعات تحریر کئے ہیں۔

دم کردہ پانی کی تاثیر:۔ محترم حاجی محمد آدم صاحب (کراچی) نے بتایا کہ چنیسر گوٹھ کراچی کے ایک کچھی قبیلہ کے فقیر کے گھر جب وضع حمل کی تکلیف ہوئی' فقیر نے اپنی بیوی کو جناح ہسپتال میں داخل کرا دیا۔ معائنہ کے بعد ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن کے بغیر بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور آپریشن سے یہ فقیر کترا رہا تھا' اتنے میں اسے یاد آیا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا دم کردہ پانی گھر میں

موجود ہے۔ چند منٹ میں وہ پانی لے آیا اور مائی صاحبہ کو پلایا۔ فوراً بچہ پیدا ہوا' بظاہر صرف پانی اور اس قدر غیر معمولی تاثیر دیکھ کر ڈاکٹر صاحبان دم بخود ہو کر رہ گئے۔

گم شدہ پیسوں کی واپسی

راولپنڈی سے محترم عبدالغفور لودھی صاحب لکھتے ہیں' ۱۵ جنوری ۱۹۸۱ء جھاورا شریف راولپنڈی کے محترم حاجی اورنگ زیب صاحب نے نماز عشاء کے وقت مجھے بتایا کہ میرے پندرہ سو روپے گم ہو گئے ہیں۔ اور مجھے یہ تک خبر نہیں کہ کہاں اور کس دن گرے ہیں۔ بہرحال جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے پیارے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب صدیقیہ مسجد جھاورا شریف تشریف لائے اور معمول کے مطابق ذکر کا حلقہ مراقبہ کرایا۔ مراقبہ کے بعد میں نے قبلہ شاہ صاحب کو عرض کی کہ حاجی صاحب کے پندرہ سو روپے گم ہو گئے ہیں' دعا فرمائیں کہ ان کے پیسے مل جائیں' یا کسی جن کے ذریعے معلوم کریں کہ ان کے پیسے کس کے پاس ہیں (واضح رہے کہ پشاور راولپنڈی اور گردو نواح کے جن بڑی تعداد میں حضرت شاہ صاحب مدظلہ سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ بخشیہ میں بیعت ہیں) شاہ صاحب نے سن کر فرمایا ہم سوہنا سائیں کے غلام ہیں۔ انشاء اللہ حاجی صاحب کے پیسے ضرور مل جائیں گے۔ شاہ صاحب نے تمام اہل مراقبہ کے ساتھ مل کر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا کی اور مجلس برخواست ہوئی' اسی رات کی صبح کو ایک عورت حاجی اورنگ زیب صاحب کے گھر آئی اور مذکورہ پیسے واپس کر دیئے۔ اور بتایا کہ پانچ دن پہلے میری بچی کو یہ پیسے ملے تھے اور ہم نے رکھ لئے۔ چنانچہ آج رات میری بچی کو کوئی چیز کاٹتی رہی اور بار بار یہ کہتی رہی کہ حاجی اورنگ زیب صاحب کے پیسے واپس کر دو' ورنہ

تجھے کھا جاؤں گی۔ جس سے بچی چلائی اور مجھے کہا پیسے واپس کر دو۔ ورنہ کوئی چیز مجھے مار دے گی۔ حاجی اورنگ زیب صاحب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے بعد بھی دربار عالیہ پر حاضر ہوتے رہے اس سال بھی ۵ اپریل ۱۹۸۶ء کے سالانہ جلسہ میں درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوئے تھے۔

نماز میں فوت ہوگئے :۔ محترم مولانا محمد داؤد صاحب نے بتایا کہ چک نمبر ۲ پٹھان کالونی سانگھڑ کے فوجی جمعدار فقیر شیر دین خان پٹھان جو حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے پکے مرید و خادم تھے' جمعہ کے دن حسب معمول تیار ہو کر نماز جمعہ پڑھنے آئے' فرض کے بعد سنت پڑھتے ہوئے جیسے ہی سجدہ میں سر رکھا' کافی دیر تک سجدہ میں رہے' یہاں تک کہ سنت کے بعد دعا مانگی گئی' یہ اسی حالت سجدہ میں تھا' دعا کے بعد لوگوں نے جمعدار صاحب کو کہہ کر اٹھانا چاہا' مگر یہ اسی سجدہ میں دنیا و مافیہا سے لاتعلق ' آخر جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی سجدہ کی حالت میں موصوف نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

کرامت :۔ محترم مولانا قائم الدین صاحب (مدرس دارالعلوم نورانی حسن آباد شاہ نورانی روڈ بلوچستان) نے بتایا کہ عرصہ پہلے میں سخت بیمار پڑ گیا۔ اور نواب شاہ میں زیر علاج تھا کہ ایک رات خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نظر آئے کہ آپ میرے دونوں ہاتھوں پر دم کر رہے ہیں (حالانکہ میرے ہاتھ اٹھائے نہیں جاتے تھے) صبح بیدار ہوا تو بالکل تندرست تھا' ذرہ بھر بھی تکلیف باقی نہ تھی' حالانکہ کافی علاج کے باوجود ابھی غیر معمولی تکلیف باقی تھی۔

بیماری ختم :۔ محترم مولانا غلام قادر صاحب (ایچ ' ایس' ٹی گورنمنٹ ہائی اسکول مورو) لکھتے ہیں کہ مجھے عرصہ سے ایک تکلیف دہ عارضہ لاحق تھا' چنانچہ ایک بار شدت تکلیف کے پیش نظر دعا کے لئے حضور کی خدمت عالیہ میں درگاہ فقیر پور شریف حاضر ہوا' آپ نے دعا فرمائی۔ رات کو سویا خواب میں بیماری ختم

ہونے کی بشارت ملی، صبح ہوئی تو اس قدیمی بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہ پندرہ سولہ برس پہلے کی بات ہے، اس کے بعد آج تک کبھی وہ عارضہ لاحق نہ ہوا۔

اتباع سنت کرا ہی لی :۔ حضور کے پیارے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب جب جامع مسجد بکرا پڑی (راولپنڈی) میں تبلیغ کرنے گئے اور حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے فیوض و برکات اور اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واعظ فرمایا۔ وہاں جلسہ میں موجود حوالدار نیاز صاحب نے یہ سن کر کہ قبر میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تو آپ کی سنت سے منہ پھیرنے والے داڑھی مونڈوانے والوں کو بہت شرمساری اٹھانا پڑے گی عہد کر لیا کہ میں آئندہ داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔ مگر بقول حوالدار صاحب دوسرے دن نفس و شیطان کے بہکانے سے پھر شیو کرنے کا ارادہ کیا اور رخساروں پر صابن بھی لگایا، جب شیو کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ میں سکت ہی نہ رہی، بہت کوشش کے باوجود رخساروں تک ہاتھ نہ پہنچ پایا، جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ حضور کی کرامت ہے کہ میرے غلط ارادے کے باوجود مجبوراً" مجھے رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارک پر عمل کرایا جا رہا ہے۔ حالانکہ حضور کی غلامی میں آنے (طریقہ عالیہ میں بیعت) سے پہلے میرے لئے شیو کرنا کوئی بات نہ تھی۔

بعینہ اسی طرح کی دوسری کرامت حیدر آباد شہر میں بھی ظاہر ہوئی تھی کہ ایک نوجوان درگاہ طاہر آباد شریف میں حضور سے بیعت ہو کر گیا، جب صبح داڑھی مونڈنے کے لئے بیٹھا تو اس کے ہاتھ بالکل سن ہو گئے اور داڑھی مونڈھنے کے گناہ سے بچ گیا۔ جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو بہت خوش ہوئے۔ اور چند بار مذکور نوجوان کا واقعہ اپنی زبان در افشاں سے جماعت میں بیان فرمایا۔

قید سے رہائی :۔ محترم خلیفہ حاجی محمد حسین صاحب نے بتایا کہ غالباً" ۱۹۷۶ء کا

واقعہ ہے کہ میں تبلیغ کا دورہ کرتے کرتے گڑھی خدا بخش نامی بستی پہنچا' وعظ و نصیحت کی اور حضور کے تبلیغی' اصلاحی مشن کے بارے میں لوگوں کو بتایا کافی آدمی متاثر ہوئے' یہاں تک کہ بعض افراد حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ دوسری بار پھر جب میں وہاں گیا اور وہاں کے حاجی پیر محمد صاحب تنیو کے والد کو کہا کہ اپنے فرزند کو میرے ساتھ تبلیغ میں جانے کی اجازت دے دیں۔ جو کہ دربار عالیہ پر بھی حاضر ہو چکا تھا۔ بہرحال حاجی صاحب کے والد نے یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ میرے ایک فرزند بنام علی محمد مقدمہ قتل میں اقبالی مجرم ہیں' جن کے بیانات بھی ہو چکے ہیں' ابھی صرف اعلان باقی ہے۔ اب تمام کاروبار کا ذمہ پیر محمد کے سر پر ہے' اس لئے میں اجازت نہیں دے سکتا۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ کا فرزند رہا ہو کر آجائے تو پھر حاجی صاحب کو تبلیغ پر چلنے کی اجازت دو گے۔ کہنے لگا اب تو رہائی کی کوئی صورت نہیں رہی۔ گواہوں کے بیان کے بعد خود لڑکا اقرار بھی کر چکا ہے۔ بہرحال پھر میں نے کہا فکر مند نہ ہوں' میرے پیرو مرشد حضرت قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ دور حاضر کے ولی کامل ہیں' آپ انکے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعائیں مانگتے رہیں' آپ کا فرزند رہا ہو کر آجائے گا۔ الحمد للہ ایسے ہی ہوا' کہ فیصلے کے اعلان کے وقت تمام بیانات کے برعکس جج صاحب نے علی محمد کی رہائی کا اعلان کر دیا۔ حضور کی یہ کھلی کرامت دیکھ کر مذکورہ بستی کے لوگ انگشت بدندان رہ گئے۔ آج بھی بہت سے گواہ بستی میں موجود ہیں۔

ٹی' بی کا مریض صحت مند ہو گیا:۔ محترم خلیفہ عبدالرحمن صاحب (لانگری فقیر پوری) نے بتایا کہ فقیر محمد صالح کلہوڑو طویل عرصہ سے ٹی بی کا مریض تھا۔ آخری مرحلہ پر ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر اسے لاعلاج قرار دے دیا کہ اس کے پھیپھڑے بالکل ختم ہو چکے ہیں' وہ بیچارا حضور کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور اسے تسلی بھی دی' اور میرے پاس دوائی اور

تعویذ کے لئے بھیجدیا۔ میں نے تعویذ بھی دیئے اور فرمان کے تحت عرق شیر بھی دے دیا۔ جس کے بعد فقیر صاحب بالکل تندرست ہوگیا' اور کافی عرصہ زندہ رہنے کے بعد .قضائے الٰہی فوت ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ لانگری صاحب موصوف نے بتایا کہ اَلدُّعَاءُ دَوَاءُ مَنْ لَا دَوَاءَ لَہٗ (دعا لاعلاج بیماری کے لئے دوا کی تاثیر رکھتی ہے) کے مطابق اسے فائدہ حضور کی دعا اور نظرم کرم سے ہی ہوا' میری دی ہوئی دوائی کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں تھی' محض ایک بہانہ تھی اور بس۔

گمشدہ گھڑی ملی :۔ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے حین حیات میں یہ عاجز آپ کے حکم سے غالباً" مدرسے کی کتابیں خریدنے رمضان المبارک میں کراچی گیا۔ اور الفتح مسجد (کھنڈو گوٹھ نارتھ ناظم آباد) کے قریب محترم محمد ایوب چنہ کے مکان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں ایک فقیر نے بتایا کہ مذکورہ مسجد کے معتکف نیک مرد جب وضو کرکے مسجد شریف میں آکر بیٹھ گئے ان کی بیش قیمت راڈو گھڑی وضو خانہ میں رہ گئی۔ کافی دیر کے بعد یاد آنے پر جب دیکھا گیا تو گھڑی غائب تھی۔ پوچھ گچھ کے باوجود کوئی پتہ نہ چلا' غالباً" تیسرے دن پڑوس کا ایک آدمی گھڑی لے کر آیا اور بتایا کہ میری بچی نے گھڑی اٹھالی اور گھر میں جاکر اپنی والدہ کو دے دی' اور انہوں نے گھڑی واپس نہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ رات سوتے میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نظر آئے اور فرمایا کہ بلاتاخیر معتکف کی گھڑی پہنچاؤ' ورنہ تمہیں سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضور کی کرامات اور فیوض و برکات سے تو وہ واقف تھی ہی' صبح ہوتے ہی مجھے گھڑی لاکر دیدی۔ (واضح رہے کہ جامع مسجد الفتح کا سنگ بنیاد بھی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے ۱۹۷۰ء میں اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔

مستجاب الدعوات :۔ بوزدار وڈا ضلع خیرپور سے محترم کاظم علی بوزدار لکھتے

ہیں کہ بلاشبہ حضور مستجاب الدعوات ولی کامل تھے۔ ہر مشکل مرحلہ میں آپ کی بابرکت دعا کام آئی۔ چنانچہ جب ۱۹۸۱ء میں میں نے .H.S.T کے لئے محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر صاحب کے آفس میں درخواست دے کر حضور سے دعا کروا کر گیا' انٹرویو کے بعد کافی دیر تک آرڈر نہیں ملا تھا' میں قدرے پریشان ہوا' جب ۲۷ شریف کے جلسہ پر درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا' حضور نے کچھ عرض کئے بغیر محض شفقت و ہمدردی کی بناء پر مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔ آپ کو گھر بیٹھے ہی آرڈر مل جائے گا' فکر مند نہ ہوں' بہرحال دوسرے دن جب گھر پہنچا تو بذریعہ پوسٹ آفس آرڈر پہلے گھر پہنچ چکا تھا۔ آرڈر دیکھتے ہی میرے اوپر جذبہ کی حالت طاری ہوگئی کہ میں نے کسی طرح کی ظاہری سفارش یا کوشش تو کجا انٹرویو کے بعد حیدر آباد گیا بھی نہیں' پھر بھی حضور کی نگاہ کرم کے طفیل پانچسو امیدواروں میں سے میرا انتخاب ہوگیا۔ شروع میں ضلع جیکب آباد میں نوکری ملی تھی' جب تبدیلی کا خیال ہوا اور حضور سے دعا کرائی' تو تبدیلی کا آرڈر بھی گھر بیٹھے مل گیا' فی الواقت کرونڈی ہائی اسکول میں سائنس ٹیچر ہوں' گھر سے دور ہونے کی وجہ سے تبدیلی کی کوشش کر رہا ہوں' اور حضور کے نور نظر لخت جگر صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ العالی سے دعا بھی کروائی ہے' انشاء اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے ضرور میری تبدیلی ہوجائے گی۔ (فقط فقیر کاظم علی بوزدار' ۸۴-۹-۲۶)

نوٹ :۔ حضور سجن سائیں مدظلہ کی دعا کے بعد ماسٹر صاحب کی خواہش کے مطابق قریب کی بستی میں تبدیلی ہوچکی ہے۔ (مولف)

بیماری سے صحت :۔ محترم مولانا جان محمد صاحب نے بتایا کہ درگاہ فقیر پور شریف کے قیام کے ابتدائی ایام تھے کہ دادو سے ایک آدمی درگاہ شریف پر آیا اس کی ٹانگوں میں اس قدر شدید درد تھا کہ اس سے چلا نہیں جاتا تھا بڑی مشکل سے پاؤں گھسیٹ کر چل رہا تھا' اتفاقاً" اس دن حضور بھی کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے۔ عقیدت و محبت سے دربار عالیہ کے نل سے نہایا' جس سے اسے افاقہ

ہوگیا۔ حضور کی آمد پر تیل دم کروا کر ٹانگوں پر مالش کی جس سے بالکل ٹھیک ہوگیا۔ اور بتایا کہ طویل عرصہ ریح کی تکلیف کی وجہ سے میری ٹانگیں تقریباً" ناکارہ ہوچکی تھیں، خوش قسمتی سے ایک جن کی رہبری سے یہاں پہنچا اور صحت مند ہو کر واپس جا رہا ہوں۔

ہوا یوں کہ ہمارے یہاں ایک آدمی کو جن نے پکڑ رکھا تھا، جو آدمی اس سے کچھ پوچھتا جن جواب دیتا تھا، میں نے بھی اس سے پوچھا کہ میری صحت کی بھی کوئی صورت ہے تو اس نے بتایا کہ ہاں تو رادھن اسٹیشن پر چلا جا وہاں بستی فقیر پور شریف میں ایک بزرگ رہتے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ تجھے وہاں سے فائدہ ہوگا۔ الحمد للہ حضور کی توجہ عالیہ اور دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل صحت کے علاوہ ذکر اللہ اور نماز کی نعمت بھی عطا کی جس سے پہلے بھی محروم تھا۔

زنا سے توبہ :۔ نیز مولانا موصوف نے بتایا کہ تحصیل میہڑ ضلع دادو کے ایک بااثر آدمی نے ایک عورت اغوا کی، جس کے نتیجے میں اسے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، مگر اپنی غلطی پر ڈٹا رہا۔ نہ معلوم کتنی ملکیت صرف کی، بدنام ہوا مگر باز نہ آیا۔ اتفاقاً" بیمار ہوگیا، دوائی لینے کے لئے حکیم مولوی محمد عظیم صاحب کے پاس درگاہ فقیر پور شریف آیا۔ خوش قسمتی سے عین اسی وقت خواجہ خواجگان قیوم الزمان سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے، حضور کو دیکھتے ہی اس کے دل میں اس قدر خوف پیدا ہوا کہ کانپنے لگا۔ حضور سے وعظ و نصیحت سنے بغیر ہی دل و جان سے تائب ہوا، اور مولوی محمد عظیم صاحب کو صرف یہ بتایا کہ نہ معلوم کیوں میری طبیعت پریشان اور بے اختیار ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے جلدی دوائی دیں میں چلا جاؤں، بہرحال گھر پہنچتے ہی اس عورت سے کہا کہ اب میں تیرے لئے کسی کام کا نہیں رہا۔ آج ایک بزرگ کی زیارت کی اور تہہ دل سے تائب ہوا ہوں۔ وہ پوچھنے لگی آخر اتنی مصیبتیں بھی برداشت کیں، خود بدنام ہوا اور مجھے بھی بدنام کیا۔ اب مجھے ایسے ٹھکراتا ہے،

آخر اس نے ایک نہ سنی اور عورت کو واپس پہنچا دیا۔ پابندی سے نماز شروع کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک داڑھی بھی رکھ لی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ہو ذوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

آک کے میٹھے پھول :۔ کون نہیں جانتا کہ آک کے پھول غیر معمولی کڑوے ہوتے ہیں' مگر میرے پیرو مرشد کی کرامت سے آک کے پھول بھی میٹھے ہوتے دیکھے گئے' چنانچہ میہڑ کے علاقہ کے ایک فقیر کو ایک مخالف آدمی نے کہا کہ تمہارے سابق مرشد (حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ) تو بڑے صاحب کرامت تھے۔ کیا تمہارے موجودہ مرشد حضرت سوہنا سائیں (قدس سرہ) کی بھی کرامات ظاہر ہوتی ہیں' اس پر فقیر نے جذب و مستی میں آکر قریب کھڑے آک کے پھول توڑ کر اس مخالف شخص کو دیئے اور کہا کہ کھا کر دیکھو اگر میٹھے ہوں تو میرے پیر کی کرامت ماننا ورنہ نہیں۔ چنانچہ اس مخالف شخص نے آک کے پھول بڑے شوق سے کھائے اور مان گیا کہ واقعی تمہارے مرشد سوہنا سائیں قدس سرہ صاحب کرامت بزرگ ہیں۔ (احقر مرتب نے بھی وہ فقیر دیکھا تھا)

ظاہری آنکھوں سے کعبتہ اللہ کی زیارت

اورنگ آباد ناظم آباد کوارٹر کراچی سے محترم محمد طفیل صاحب لکھتے ہیں کہ میرے دوست محترم نورالاسلام صاحب (قصبہ کالونی کراچی) جب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہو کر کراچی آئے تو حضور کی توجہ اور ذکر اللہ کی برکت سے ان پر بہت سی مہربانیاں ہوئیں۔ خاص کر یہ کہ بعض اوقات جب نماز کے لئے کھڑے ہو کر نیت باندھتے تو کعبتہ اللہ شریف بالکل سامنے نظر آتا'

درمیان کے تمام حجابات ہٹ جاتے' اور سر کی آنکھوں سے کعبتہ اللہ دیکھ کر کہتے ہیں منہ میرا خانہ کعبہ کی طرف "اللہ اکبر"

مرنے کے بعد دل زندہ رہا:۔ محترم محمد طفیل صاحب لکھتے ہیں جب محترم نورالاسلام صاحب کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تو مرنے کے بعد بھی ان کا دل ذکر کر رہا تھا' اللہ ' اللہ ' اللہ جس سے تعزیت میں آئی ہوئی دوسری عورتیں حیران ہوگئیں' آخر کار جب ڈاکٹر سے معلوم کیا گیا' تو بتایا کہ بیشک یہ مرچکی ہیں' لیکن خدا تعالٰی کی یاد سے ان کا دل زندہ و جاری ہے۔ واضح رہے کہ یہ خاتون بھی ان ہی خوش نصیب خواتین میں سے تھیں جن کو ذکر کی اجازت ملی تھی اور بتائے طریقے کے مطابق ذکر کی طرف توجہ دی۔

سگریٹ پینے پر تنبیہہ:۔ کراچی سے منشی عبدالحسیب فاروقی (قصبہ کالونی) لکھتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد میں پان' سگریٹ چھوڑ چکا تھا لیکن ایک مرتبہ کسی کے مجبور کرنے پر غلطی سے سگریٹ کا ایک دو کش لگایا ہی تھا کہ ایسا دھچکا لگا کہ گویا پہلی بار سگریٹ پی رہا ہوں دھچکا اس قدر شدید تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر پڑا' وہاں موجود ساتھیوں نے مجھے چارپائی پر لٹا دیا' اسی بے ہوشی کے عالم میں حضرت صاحب نے زیارت کرائی اور ساتھ ہی میرے داہنے پیر اور ران پر چھڑی ماری' مجھے ایسا محسوس ہوا کہ "جیسے آگ کا انگارہ میری ران پر رکھ دیا ہو' اور فرمایا جہاں اللہ تعالٰی کا ذکر ہو وہاں یہ چیز اچھی نہیں لگتی' کیا دوزخ کی آگ بھول گئے ہو؟ جس جگہ حضرت صاحب نے چھڑی لگائی تھی' وہاں جھلس گیا اور شلوار بھی جل گئی تھی۔ نیز انہوں نے تحریر کیا کہ ......

ابھی کمی باقی ہے:۔ ایک بار میں ایک کاریگر پر گرم ہوگیا' اسی غصہ میں تھا کہ میری انگلی مشین میں آکر کٹ گئی' رات کو خواب میں حضرت صاحب کی زیارت

ہوئی اور مجھے فرمایا ! ابھی کمی باقی ہے' بھٹک جاتے ہو' ہمارے دوست وہ ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالٰی کا ذکر کرتے ہیں اور کسی پر ظلم نہیں کرتے۔

ہمیانی ملی :۔ محترم حاجی غلام رسول (نصیر آباد ضلع لاڑکانہ کے مجذوب مخلص فقیر ہیں) ایام حج میں نہانے کے بعد غسل خانہ میں پیسوں سے بھری ہوئی ہمیانی جس میں چند ہزار ریال تھے بھول کر چلے گئے۔ کافی دیر بعد یاد آنے پر پیرو مرشد حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی اور مذکورہ مقام پر پہنچا تو جوں کی توں پیسوں کی ہمیانی اسی جگہ پڑی ہوئی تھی۔ حالانکہ اس درمیان کئی آدمی اس غسل خانہ میں نہا چکے تھے' اگر کوئی لے لیتا تو بڑی بات نہ تھی۔

ایمان پر خاتمہ :۔ کیمل پور صوبہ پنجاب کے فقیر صوبیدار خدا بخش صاحب اور اس کی اہلیہ محترمہ دونوں حضور قبلہ سائیں رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ کے مرید اور بہت نیک و صالح تھے' چنانچہ صوبیدار صاحب کی اہلیہ محترمہ نے مرض الموت میں اپنے فرزند اور صاحبزادی کو فرمایا ' ادب کریں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوئے ہیں' یہ کہہ کر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا' کوئی ساٹھ یا ستر مرتبہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد سورہ یس شریف شروع کی' جب آیتہ مبارک سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پر پہنچی' مائی صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ○

دوسرا واقعہ :۔ نیز مولانا محمد داؤد نے بتایا کہ فقیر میاں غلام قادر لغاری (بستی باکھڑو تحصیل و ضلع سانگھڑ) حضور قبلہ سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے مخلص مرید تھے۔ ایک مرتبہ معمول کے مطابق پرندوں کا شکار کرنے چلا گیا۔ عشاء نماز کے وقت بالکل صحت مند تھا' نماز کے بعد مراقبہ بھی کیا اور سو گیا' تہجد کے وقت اٹھ کر اپنی زوجہ کو بلا کر جگایا اور فرمایا کہ مجھے وضو کرائیں میں آخرت کی طرف جا رہا

ہوں۔ یہ کہہ کر بلند آواز سے ذکر کرنا شروع کیا۔ مائی صاحبہ نے پڑوسیوں کو اطلاع کی (جن میں بعض حضور کے مخالفین بھی تھے) وہ جمع ہوگئے' فقیر بلند آواز سے اللہ اللہ کرتا رہا' یہاں تک کہ فقیر صاحب کی آواز دھیمی ہوگئی' آخری بار بھی لفظ اللہ کے ساتھ روح عالم بالا کو چلی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

صحت کی بشارت :۔ محترم مولانا جان محمد صاحب نے بتایا کہ ایک بار پنجاب کے تبلیغی سفر میں پنجاب کا ایک نمبردار فقیر بھی سفر میں ساتھ تھا' دوران سفر ایک آدمی اسے لینے آیا اور بتایا کہ تیرا لڑکا اس قدر بیمار ہے کہ اب بچنے کی بظاہر کوئی امید ہی نہیں رہی' یہ بیچارہ بڑا پریشان ہوگیا اور حضور سے دعا کرائی اور اجازت لے کر چلا گیا۔ اسی سفر کے دوران پھر آکر تبلیغی سفر میں شامل ہوا' اور بتایا کہ جب میں گھر پہنچا تو میرا لڑکا بالکل پہلے کی طرح تندرست تھا' جس پر میں نے کہا خواہ مخواہ کیوں مجھے حضور کی صحبت سے بلا لیا ہے۔ اس پر لڑکے نے بتایا کہ بلاوجہ ہم نے آپ کو نہیں بلایا۔ واقعتہً" مجھے اس قدر تکلیف تھی کہ میرا بچنا مشکل تھا'

اچانک بیہوشی کے عالم میں ایک سرخ ریش نورانی چہرے والے بزرگ نظر آئے اور مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں' تجھے من جانب اللہ صحت مل چکی ہے۔ ہوش آنے پر سبھی حیران ہوگئے کہ اتنی جلدی میں کیسے تندرست ہوگیا۔ اس پر میں نے کہا' یہی علامات میرے پیرومرشد حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی ہیں' جن کے ساتھ میں سفر میں گیا ہوا تھا۔

گھڑی ملی :۔ محترم مولوی محمد رحیم صاحب (دلجنڈ مورو) لکھتے ہیں کہ میرے پڑوسی فقیر محمد ایوب کے بھانجے کی گھڑی واٹر کورس میں گری' کافی تلاش کے بعد جب تھک ہار کر بیٹھ گئے' فقیر محمد ایوب وہاں پہنچے تو موجود چند آدمیوں نے اسے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہمارا "پیر کامل" ہے' آج گھڑی تلاش کرکے دیں تو ہم مان لیں گے کہ واقعی تمہارا پیر کامل ہے' فقیر صاحب حق سوہنا سائیں کہہ کر واٹر

کورس میں داخل ہوا جیسے ہی پانی میں ہاتھ ڈالا گھڑی ملی وہاں پر موجود افراد حیران رہ گئے، کہ ہم نے اتنی تلاش کی گھڑی نہ ملی، اب بلاتکلف کیسے مل گئی، یہ ان کے پیر کی کرامت ہی ہے، بہرحال حضور کی یہ کرامت دیکھ کر ہماری بستی کے کئی آدمی دربار عالیہ پر حاضر ہوئے ذکر سیکھا نماز شروع کی داڑھیاں بھی رکھ لیں۔ الحمدللہ علے ذلک۔

ایک اور خوشخبری

کراچی سے محترم مولانا عبدالغفور صاحب (خطیب عثمانیہ مسجد نارتھ ناظم آباد اسٹیشن) لکھتے ہیں کہ جب جاشورو ہسپتال میں میرے گردوں کا آپریشن ہوا تو ڈاکٹروں نے گلوکوز کی بوتل لگائی بدقسمتی سے ری ایکشن ہوگیا، دفاعی طور پر ڈاکٹروں نے ایک ساتھ کئی انجکشن لگائے، جس سے میں نیم بیہوش ہوگیا۔ اتنے میں یہ آواز سنائی دی کہ کسی نے دوسرے سے کہا (ان میں سے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا) یہ آدمی مرجائے گا اور دوسرے نے کہا نہیں اس کا مرشد کامل ہے وہ اس کی امداد کرنے آ رہا ہے۔ اتنے میں حضور سوہنا سائیں قدس سرہ (اس وقت بقید حیات تھے) نظر آئے۔ میں نے استقبال کے لئے اٹھنے کی کوشش کی مگر آپ نے اشارے سے اٹھنے سے منع کیا، اتنے میں پھر وہی غیبی آواز سنائی دی کہ یہ شخص مرجائے گا، دوسرے نے کہا نہیں اس کے مرشد کامل نے دعا مانگی ہے، خود رسول اکرم ﷺ اس کے یہاں تشریف فرما ہونے والے ہیں۔

چنانچہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم نظر آئے، آپریشن کے زخم پر دست شفقت پھیرا، جس سے تکلیف دور ہوگئی اور حرارت کی بجائے سردی محسوس ہونے لگی، نیز میری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا! ”ہم نے تیری صحت یابی کے لئے دعا کی ہے فکر نہ کریں، تیرے مرشد سوہنا سائیں کامل ولی ہیں، جس نے ان سے ذکر سیکھا بخش دیا گیا، اسی طرح جس نے ان کے کسی خلیفہ سے ذکر سیکھا وہ

بھی بخش دیا گیا خواہ آپ ہی سے ذکر سیکھا ہو۔"

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی کرم نوازی

نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں حاجی علی خان بلوچ جب درگاہ فقیر پور شریف حاضر ہوا، مجھے بتایا کہ میں یہاں حضور کی ایک خاص کرامت دیکھ کر اور بھی بے حد متاثر ہوا ہوں وہ یہ کہ میرے دل میں اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بے حد محبت ہے، یہاں آکر سوچنے لگا کہ نہ معلوم ان بزرگوں کو اہل بیت سے کتنی محبت ہے؟ جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ عارف شہید نامی قریبی قبرستان سے نورانی چہروں والے دو نوجوان سیدھے مسجد شریف میں آکر حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے قریب رونق افروز ہوکر فرمانے لگے۔ ہم میں سے ایک (حضرت امام) حسن اور دوسرے (حضرت امام) حسین رضی اللہ عنہما ہے۔ پھر فرمایا یہ جماعت ہماری ہے، ہمیں ان سے محبت ہے، اسی لئے تو ہم یہاں آئے ہیں۔

اس خواب کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ اور آپ کی جماعت صحیح معنوں میں اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیارے اور انکے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر بزرگوں کی زیارت

نواب شاہ سے محترم مقصود الٰہی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ایک بار میرا چھوٹا بھائی جیسے ہی قرآن شریف کی تلاوت سے فارغ ہو کر گھر آیا تو اسے سخت بخار تھا، آتے ہی والدہ صاحبہ سے کہا، مجھے دودھ لا کر دو، سخت سردی لگ رہی

ہے، پھر ایک دم اللہ کی ضرب مار کر کہنے لگا، جلدی جلدی عرق گلاب چھڑکو رسول اللہؐ تشریف فرما ہیں اور نفل ادا فرما رہے ہیں۔ اور ذرا ہٹ کر قریب ہی حضرت پیر عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ جائے نماز بچھا کر نفل ادا فرما رہے ہیں۔

جن بھاگ گیا:۔ نیز مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ قصبہ کالونی کراچی میں ایک بچی کو جن نے پکڑ رکھا تھا، مجھے لے گئے، میرے جانے کے بعد بھی کافی دیر تک جن بضد رہا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ضربوں سے بھاگ گیا، مریضہ تو ٹھیک ہوگئی، لیکن رات کو جیسے ہی مکان میں آکر سوگیا گھٹن محسوس کی پھر دیکھا کہ سامنے ایک جن کھڑا ہے، کہنے لگا مجھ سے ٹکر لے کر تو نے اچھا نہیں کیا پہلے تو میں ڈر گیا، مگر بعد میں ہمت کر کے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کو پکارا، فوراً دائیں طرف سے حضور آکر نمودار ہوئے آپ کو دیکھتے ہی جن بھاگ گیا، اور پھر کبھی مجھے تنگ نہ کیا۔

جن بھی فیض لینے آئے:۔ کراچی سے ہی مولانا عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں کہ بلوچ کالونی میں حضور کی جماعت کا جلسہ تھا، مولانا غلام نبی صاحب تقریر فرما رہے تھے، جماعت میں سخت گریہ و وجد کی حالت طاری تھی۔ دوران تقریر دو آدمی اٹھے اور دوڑتے ہوئے چلے گئے۔ اختتام جلسہ پر پتہ چلا کہ ان دونوں آدمیوں پر جنوں کا قبضہ تھا، بعد میں بتانے لگے کہ جلسے میں غیر معمولی تعداد میں جن حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کا فیض لینے آئے تھے، ہم ان کو دیکھ کر بھاگے تھے، مگر باہر دیکھا تو ان سے کہیں زیادہ تعداد میں جن بیٹھے تقریر سن رہے ہیں۔

اٹھو مکان گرنے والا ہے:۔ مورو کے محترم محمد مشتاق صاحب عرف جھنڈو فقیر نے بتایا کہ ایک رات تقریباً" دو بجے میری شادی شدہ بیٹی کو خواب میں حضور

سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نظر آئے' آپ نے فرمایا جلدی باہر نکلو (مکان کے اندر سوئے ہوئے تھے) مکان گرنے والا ہے' قرآن شریف بھی اپنے ساتھ باہر لے چلو' کہیں اس کی بے ادبی نہ ہو' مائی صاحبہ اٹھی ہلا کر شوہر کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا۔ قرآن شریف اٹھا کر ادب سے باہر رکھ دیئے دوبارہ شوہر کو ہلایا پھر بھی وہ نہ اٹھا' آخر کار اس کی چارپائی الٹا دی اور وہ زمین پر گرا اور غصے کے عالم میں یہ کہتے ہوئے باہر نکلا کہ خواہ مخواہ تم نے میری نیند خراب کی ہے۔ اس کا مکان سے نکلنا ہی تھا کہ مکان گر گیا۔ ایک ساتھ چھت اور دیواریں گرنے کی آواز دور دور تک سنائی دی' پڑوسی دوڑتے ہوئے امداد کے لئے آپہنچے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تمام افراد خانہ سلامت صحن میں کھڑے ہیں اور ضروری سامان بھی باہر نکال رکھا ہے۔

بیماری سے صحت :۔ فقیر صاحب نے بتایا کہ میری مذکورہ بیٹی جو کہ از حد پارسا حضور کی نیک مریدنی ہے۔ ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوگئی کہ مسلسل ایک ماہ سول ہسپتال حیدر آباد میں زیر علاج رہی' مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ دوسرے کئی بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرایا' اور ایک ہفتہ برابر حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر سیہون شریف بھی رہے مگر بیماری ختم نہ ہوئی۔ آخر جب میں اسے درگاہ اللہ آباد شریف لے کر آیا' حضور سوہنا سائیں قدس سرہ سے دعا منگوائی' لنگر کا کھانا کھلایا' تو فوراً" صحت یاب ہوگئی' حضور کی یہ ظاہر کرامت دیکھ کر اس کے سسرال جو پہلے حضور سے کوئی عقیدت نہیں رکھتے تھے بھی حضور سے فیضیاب ہوئے۔

حج نصیب ہوا :۔ فقیر حاجی اول دراز خان پٹھان (سینڈوز کمپنی جامشورو) نے احقر کو بتایا کہ عرصہ سے مجھے حرمین شریفین کی زیارت باسعادت کا شوق دامنگیر تھا' اسی شوق و محبت کی وجہ سے اپنی تنخواہ کا معقول حصہ بچاتا رہا۔ اور قناعت

سے گھریلو اخراجات کو پورا کرتا رہا۔ جب سفر حج کے قابل پیسے جمع ہو گئے حضور سے اجازت لینے طاہر آباد شریف حاضر ہوا۔ حضور نے خوشی سے اجازت دی جب واپس جام شورو پہنچا تو گھر (صوبہ سرحد) سے بھائی کا خط آیا کہ تمہارا مکان گر گیا ہے۔ جلدی آکر اس کی تعمیر کرائیں۔ میں بڑا پریشان ہوا۔ پھر دوبارہ اپنے محسن مرشد و مربی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا' تمام صورتحال عرض کی آپ نے فرمایا! بہتر یہ ہے کہ آپ اپنا مکان بنوائیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو حج کی سعادت بھی حاصل ہو جائے گی' گو میں اپنی محدود تنخواہ کی بنا پر جلدی حج پر جانے کی امید نہیں کرسکتا تھا۔ مگر حضور کے ارشاد سے مطمئن ہو کر حج کا پروگرام ملتوی کر دیا اور پیسے مکان کی تعمیر کے لئے بھیج دیئے' صرف ایک سال کے وقفہ سے سینڈوز کمپنی کی طرف سے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے قرعہ اندازی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی دعا کے صدقہ سینکڑوں ملازمین میں سے میرا نام نکل آیا اور ذاتی پیسہ خرچ کئے بغیر بڑی سہولت سے حج کر آیا اور وہاں اکثر اوقات حرم مکہ اور حرم مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفا و تعظیما میں ہی رہا۔

خواب میں طمانچہ:۔ موسیٰ گوٹھ کراچی سے مولانا عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں کہ سپاہی سید غلام رسول شاہ صاحب نے جب حضور سے بیعت کی داڑھی مبارک رکھ لی' تو اس کے ساتھی سپاہیوں نے اسے بڑا تنگ کیا' چنانچہ ایک دن شاہ صاحب نے مجھے بتایا کہ میں نے ساتھیوں کے ہنسی مذاق سے تنگ آکر داڑھی منڈھوانے کا ارادہ کرلیا تھا۔ مگر رات کو خواب میں حضور سوہنا سائیں قدس سرہ (ابھی حیات تھے) نظر آئے' مجھے سخت تنبیہہ کرتے ہوئے ایک طمانچہ رسید کیا اور فرمایا' ذکر اللہ بھی کریں اور دین میں سستی بھی کریں' یہ مناسب نہیں' میں بڑا شرمسار ہوا کہا اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی صاف نہیں کراؤں گا۔

کرامت:۔ کراچی سے محترم محمد طفیل صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن تقریباً" تین

بجے دفتر سے واپس گھر پہنچا، گھر والی نے بتایا کہ آج اس نے اپنی بہن اور دولہا بھائی کی دعوت کا انتظام کیا ہے، آپ صرف گوشت کا انتظام کریں یہ عاجز گھر سے نکلا ہی تھا کہ یاد آیا کہ پیسے تو ہیں نہیں، اس کے ساتھ ہی یاد آیا کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہر وقت دل کی طرف خیال رکھو کہ میرا دل اللہ اللہ کر رہا ہے۔

بس میں نے ذکر کرنا شروع کیا ساتھ ہی اپنے پیرومرشد کا تصور بھی کیا اور چکر لگانے لگا کہ پیسوں کے بغیر کیسے بازار جاؤں، اتنے میں محمد شاکر نامی دوست گوشت، (قربانی کا گوشت تھا) کا بھرا ہوا کونڈا لے آیا اور کہا کہ جتنا گوشت چاہو لے لو، اسی وقت عاجز کی زبان سے بے ساختہ نکلا حق سوہنا سائیں، بلاشبہ اللہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں۔

بیماری سے شفایابی:۔ کراچی سے محترم مولانا مقصود الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ میں ایک بار مسلسل برابر مہینہ بیمار رہا۔ اس قدر کمزور ہوگیا کہ نماز بھی چارپائی کے سہارے بیٹھ کر پڑھتا تھا، نماز کی اس طرح ادائیگی کے بعد ایک مرتبہ مراقبہ کیا، مراقبہ میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا! کیا ہوا ہے؟ جب میں نے بیماری کا بتایا تو سر کے پیچھے ہاتھ دے کر سہارا دیا، اور ایک مٹی کے پیالے سے صاف شفاف پانی عاجز کو پلایا، جب مراقبہ سے منہ اٹھایا بالکل تندرست و توانا تھا، فجر کی نماز چل کر باجماعت مسجد میں ادا کی۔

جنوں کی تابعداری:۔ نیز مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ، یہ سچ ہے کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی غلامی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اس کی غلامی پر فخر کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے مشاہدہ کے دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

۱۔ ناظم آباد کراچی کے ایک حلقہ میں ایک شخص کو جن نے پکڑا، جب اسے حاضر

کیا گیا تو کہنے لگا کہ میں حضور سوہنا سائیں کا غلام ہوں' اگر یہ آدمی گندی حرکتوں سے باز آجائے تو میں اسے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا ورنہ نہیں۔

۲۔ اسی طرح ایک لڑکی کو ایک سرکش جن نے پکڑا ہوا تھا' تین تین گھنٹے تک مسلسل بے ہوشی رہتی تھی' جب مجھے چلنے کے لئے کہا گیا' تو میں نے کہا شریعت کے مطابق پردہ کرائیں تو چلوں گا' بہرحال جب میں ان کے گھر گیا تو پردہ میں نصیحت کی' ذکر کی تعلیم دی اور حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی کرامات بتا کر مراقبہ کرایا' تو مراقبہ میں جن کو جذبہ ہوگیا' اور صاف الفاظ میں بولا' آج میں مسلمان ہوتا ہوں اور ہمیشہ کے لئے پیر سوہنا سائیں کی غلامی قبول کرتا ہوں آئندہ کبھی اس لڑکی کو تنگ نہیں کروں گا۔

طواف کعبتہ اللہ شریف:۔ کراچی سے مولانا عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے حاجی قاسم علی قائم خانی (میرپور خاص) نے بتایا کہ ایام حج میں ایک بار حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کو کعبتہ اللہ شریف کا طواف کرتے اور نماز پڑھتے دیکھا' مگر نماز کے فوراً بعد غائب ہوگئے۔ پاکستان واپسی پر جب درگاہ فقیر پور شریف آئے اور دریافت کرنے پر فقیروں نے اسے بتایا کہ حضور اس سال حج کرنے نہیں گئے تھے' اسے یقین نہیں آرہا تھا۔ آخر کافی فقیروں کے بتانے پر اسے یقین آیا اور سمجھا کہ واقعی یہ حضور کی کرامت ہے۔ کہ حرمین شریفین میں حاضر ہوتے ہیں۔

حرم شریف میں تقریر کرتے ہوئے دیکھا:۔ میرپور خاص ہی کے فقیر محمد امین میمن صاحب جب درگاہ فقیر پور شریف آئے حضور کے خطاب کے دوران اسے جذبہ ہوگیا' تین گھنٹے مسلسل وجد میں بے ہوش رہا' ہوش آنے پر اس نے بتایا کہ بے خودی کے عالم میں مجھے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ حرم کعبتہ اللہ شریف میں تقریر فرماتے نظر آئے۔ میں نے قدم بوسی کی بہت کوشش کی مگر

کامیاب نہیں ہو سکا۔

بندوق بے اثر ثابت ہوئی :۔ زمین کے تنازعہ پر محترم فقیر محمد حسن صاحب بوز دار کے مزارع فقیر محمد کمال کو مارنے کے لئے مخالفین بندوق لے گئے' اچانک راستہ میں اس پر حملہ کیا۔ فقیر صاحب تن تنہا مقابلہ تو نہیں کر سکتے تھے' بس اللہ ' اللہ ' حق سوہنا سائیں ' حق سوہنا سائیں کہتا رہا۔ مخالفین نے یکے بعد دیگرے کئی راؤنڈ چلائے اور ہر بار بندوق کی گولیاں فقیر سے ٹکڑا کر زمین پر گرتی رہیں اور یہ کھڑا ذکر کرتا رہا' یہ دیکھ کر مخالفین بھی پریشان ہوگئے' آخر کار پے در پے کلہاڑیوں کے وار کر کے' فقیر صاحب کو گرا کر بھاگ گئے۔

حضور کی یہ کرامت علاقہ بھر میں مشہور ہوگئی' مخالفین خود گواہ ہیں اور اب بھی فقیر محمد کمال اور ان کے مخالفین زندہ ہیں۔

نوٹ :۔ گو فقیر محمد کمال عرصہ سے حضور کا بیعت تھا مگر اس وقت تک داڑھی نہیں رکھی تھی' اس کرامت کے بعد داڑھی قبضہ برابر رکھ لی ہے۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ تیز جستہ باز گردانند ز راہ

گھر جائیں :۔ محترم مولانا محمد وارث جبلہ صاحب (ضلع ملتان) نے احقر مرتب کو بتایا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے وصال شریف کے بعد ایک مرتبہ زیارت و ایصال ثواب کے لئے درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا' جب حضور کے مزار اقدس پر مراقب ہوا' آپ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب آپ گھر چلے جائیں' گو اس وقت مجھے آپ کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی' پھر بھی میں درگاہ شریف پر رات رہے بغیر اسی وقت واپس ہوا۔ سفر کے اختتام پر جیسے ہی اپنی بستی کے قریب پہنچا تو اسپیکر پر یہ اعلان سنا کہ مولانا محمد وارث صاحب جہاں کہیں ہوں فوراً" گھر واپس آجائیں' جانے پر معلوم ہوا میرے پوپھا (غالباً" یا کوئی اور قریبی رشتہ دار کا نام بتایا) انتقال کر چکے ہیں' اور جنازہ پڑھانے

کے لئے میرے نام وصیت کر گئے ہیں کہ وہی میرا جنازہ پڑھائیں گے، تجہیز و تکفین کے بعد صرف اس وجہ سے جنازہ رکھا ہوا ہے۔ تو حضور کے ارشاد کی حکمت اس وقت سمجھ میں آئی۔

کرامت :۔ محترم مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب نے بتایا کہ ایک بار حضور محترم جناب عبدالکریم منگی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (ریٹائرڈ مختار کار) کی دعوت پر لاڑکانہ تشریف لے گئے، وہاں منگی صاحب کے ایک دوست ڈاکٹر محمد پنھل اپنی کمسن بچی کو دم کرانے کے لئے لے آیا، حضور نے اسے دم کیا، دعا فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد مذکور ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ میری بچی کو شکم مادر سے ایک موذی مرض لاحق تھا، جس کا علاج شروع سے تو میں نے خود کیا، فائدہ نہ ہونے پر کراچی کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کے پاس لے گیا، مگر ذرہ برابر بھی فرق نہ ہوا۔ آخر جب اپنے محسن بزرگ منگی صاحب کے کہنے پر بچی کو حضور کے پاس دم کرانے لے گیا، حضور نے اس کے جسم پر بابرکت دست مبارک پھیر کر دعا فرمائی، اس کے بعد بتدریج فائدہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ اب بالکل تندرست و توانا ہے، جبکہ اس درمیان کسی قسم کی دوائی نہیں دی۔

فاحشہ عورت پارسا بن گئی :۔ محترم مولانا غلام قادر صاحب اور مورو کے دیگر کافی احباب نے بتایا کہ مورو شہر کے قحبہ خانہ کی ایک طوائف اتفاقاً" حضور کے مخلص صالح مرید فقیر رسول بخش رحمتہ اللہ علیہ (ٹیلر ماسٹر شہر مورو) کے سامنے آئی معلوم ہونے پر فقیر صاحب پر وجد کی حالت طاری ہوگئی اور کافی دیر تک اسے نصیحت کرتا رہا اور وہ خاموش سنتی رہی جب اسے یہ کہا کہ خدا کی بندی خدانخواستہ اگر توبہ کئے بغیر تو اسی حالت میں مرگئی تو کل بروز قیامت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے کس منہ سے حاضر ہوگی۔ فقیر کی قلبی آہ کی تاثیر اسی وقت ظاہر ہوئی کہ وہ زار و قطار روتے روتے توبہ توبہ کرنے لگی، اور بعد میں

عملی طور پر بھی اپنی توبہ کا ثبوت پیش کیا کہ وہ اڈہ ختم کر دیا۔ نماز شروع کی۔

حالانکہ یہ عورت اس قدر چالاک و ہوشیار تھی کہ کئی اچھے بھلے آدمیوں کی بھی پٹائی کر چکی تھی۔ مگر بعد میں مثالی اخلاق و کردار کا مظاہرہ کیا' اور اسی توبہ پر مستقل کاربند رہی' جس سے مورو شہر کے لوگ حضور کے اور بھی زیادہ عقیدت مند ہو گئے۔

کشتی کنارے پہنچی :۔ جیکب آباد سے سید محمد جمیل شاہ صاحب جیلانی لکھتے ہیں (درج ذیل کرامت کے کئی اور گواہ بھی موجود ہیں) ویسے تو حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی سیرت و صورت ہی یک گونہ کرامت تھی۔ تاہم ظاہری طور پر بھی مجھے آپ کی کرامات بکثرت دیکھنی اور سننی نصیب ہوئی ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں پنجاب کے تبلیغی سفر میں حسب معمول یہ عاجز حضور کے ساتھ گیا تھا۔ مورخہ ۲۵/۵/۸۰ کو دربار رحمت پور شریف نزد چیچکی میں جلسہ تھا' بے شمار افراد حضور کی زیارت اور وعظ سننے کے منتظر تھے۔ حضور کی آمد پر جب تمام لوگ زیارت مصافحہ اور دعا سے مستفیض ہوئے تو ایک اجنبی شخص جو پہلے کبھی ہم نے نہیں دیکھا تھا اجازت لے کر کھڑا ہوا' اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر درج ذیل کرامت بیان کی کہ کئی سال پہلے ایک بار میں اپنے ساتھیوں سمیت کشتی پر سوار تھا' ہماری کشتی ساحل سے کوسوں دور سمندر میں تھی کہ اچانک طوفان آگیا۔ طوفان کی وجہ سے کشتی میں پانی داخل ہو گیا دوسری طرف لانچ کا انجن بھی فیل ہو گیا۔ ہماری کشتی سمندر کے تھپیڑوں کی زد میں ہمارے لئے پیغام اجل سنا رہی تھی اور سبھی زندگی سے ناامیدی کے عالم میں حیران و پریشان بارگاہ الٰہی میں فریاد کناں تھے کہ غیر متوقع طور پر میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں سبحان اللہ ' ایک دراز قد ' مہندی سے سرخ ریش مبارک ' نورانی چہرے والے ایک بزرگ نے آکر اپنے دست مبارک سے جیسے ہی زور دے کر کشتی کو اوپر اٹھایا ہے کشتی کنارے آن لگی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھلی' تو واقعی طور پر کشتی ساحل پر پہنچ چکی تھی۔ آن کی آن میں طوفان سے

سلامت بچ کر کنارے پہنچنے کی حکمت میرے کسی رفیق کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی جبکہ میں اس سرخ ریش اللہ والے کی باذن اللہ امداد دیکھ کر اسی دن سے کئی مشہور بزرگوں کی خانقاہوں پر حاضر ہو کر اس سرخ ریش بزرگ کو تلاش کرتا رہا کہ کہیں مل جائیں تو ان سے بیعت کروں ' فیض حاصل کروں۔ اتنا عرصہ (غالباً" دس سال کہا) تو میری قسمت نے یاوری نہ کی تھی مگر الحمداللہ آخر میری مراد بر آئی اور میں بھری مجلس میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں ' یہی وہ بزرگ تھے جس نے ہماری کشتی کو سمندر کے طوفان سے نکال کر کنارے پہنچایا تھا۔ نیز شاہ صاحب قبلہ نے تحریر فرمایا کہ:

دوسری کرامت :۔ میرے والد ماجد عرصہ سے بیمار تھے۔ ایکسرے اور ٹیسٹ وغیرہ کے بعد ڈاکٹروں نے ہمیں مایوس لوٹا دیا گھر پہنچ کر مشورہ کیا اور اَلدُّعَاءُ دَوَاءُ مَن لَّا دَوَاءَ لَہٗ (جس مرض کے لئے دوا اثر نہ کرے اس کے لئے دعا ہی دوا ہے) کے مطابق دعا کے لئے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں درگاہ فقیر پور شریف حاضر ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی میں مطمئن ہو کر گھر پہنچا تو دیکھا حضرت قبلہ والد ماجد بالکل تندرست ہیں۔ حالانکہ طویل عرصہ بیماری کے بعد کھانا پینا بالکل ترک کر چکے تھے اور ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے کر ہمیں واپس کر دیا تھا۔ الحمدللہ حضور کی مستجاب دعا کے بعد دو ڈھائی سال تک زندہ رہے کھانا پینا معمول کے مطابق اور اٹھنے بیٹھنے میں بھی کسی کے محتاج آخر تک نہ ہوئے۔ صرف یہی ایک بار نہیں بلکہ خدا کی قسم جب کبھی بھی کسی مشکل کے وقت میں نے آپ سے دعا کرائی کبھی رد نہ ہوئی' ہمیشہ بامراد ہی لوٹا۔

آپریشن کیا:۔ فقیر علی محمد صاحب (جو کہ حضرت قبلہ فقیر میر محمد صاحب قادری لوڑھائی مدظلہ کے مرید ہیں) نے بتایا کہ ایک مرتبہ ملازمت کے سلسلے میں کوئٹہ جانا تھا۔ اجازت کے لئے فقیر صاحب کے حضور گیا۔ اجازت لیتے وقت میں نے

عرض کی حضور دور جا رہا ہوں۔ آٹھ ' نو ماہ بعد ہی حاضر ہوسکوں گا اپنی نظر عنایت اور دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔ فقیر صاحب نے فرمایا! نماز اور ذکر میں سستی نہ کرنا اپنے دل اور نظر کی حفاظت کرنا' جب کبھی کوئی مشکل درپیش ہو اپنے مرشد کامل کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا' انشاء اللہ تعالیٰ ان کے طفیل تیری مشکل آسان ہوگی۔ بہرحال کوئٹہ پہنچنے کے چند ماہ بعد ٹانگوں میں اس قدر شدید درد پیدا ہوگیا کہ چلنے پھرنے سے عاجز آگیا۔ ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی' بالاخر ظاہری اسباب و وسائل سے ناامید ہوکر جب سوچا تو اپنے آپ کو پیر صاحب مدظلہ کے فرمودات کے خلاف پایا اور انتہائی ندامت سے ان کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور سو گیا۔ خواب میں اپنے آپ کو درگاہ لوڑھو شریف کی جامع مسجد کے سامنے والے چبوترے پر پایا۔ جہاں فقیر صاحب مدظلہ کے ساتھ ایک سرخ ریش نورانی چہرہ والے ایک اور بزرگ نظر آئے جو پہلے کبھی میں نے نہیں دیکھے تھے۔ جب میں نے فقیر صاحب مدظلہ سے اپنی تکلیف کا بیان کرکے دعا کی درخواست کی تو آپ نے وہاں موجود دوسرے بزرگ سے عرض کی' حضور مریض کا علاج فرما دیں جس پر انہوں نے فرمایا' یہ آپ کا دربار ہے آپ ہی ان کا علاج کریں۔ اس پر فقیر صاحب مدظلہ نے کہا' حضرت آپ تو سرجن ڈاکٹر ہیں' آپ کے ہوتے ہوئے ہم کیا کرسکتے ہیں۔ جس پر مہمان بزرگ انکساری اور تواضع کے عالم میں بہت کترایا مگر فقیر صاحب کے زیادہ مجبور کرنے پر مجھے قریب بلایا اور میری دونوں ٹانگیں گھٹنوں سے اکھاڑ کر باہر رکھ دیں اور ان سے کچھ غلاظت نکالنے کے بعد میری ٹانگیں پہلے کی طرح درست کیں اور ٹانگوں پر اپنا لعاب دہن لگایا جس سے میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔ صبح بیدار ہونے پر بالکل تندرست تھا۔ جب اٹھ کر چلنے لگا تو تمام اہل خانہ تعجب کرنے لگے۔ میں نے ان کو خواب کا تفصیلی واقعہ سنایا۔ اس کے بعد سیدھا ان ڈاکٹروں کے پاس چلا گیا' جن کے علاج سے مطلق فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر ڈاکٹر

صاحبان بھی حیران ہو گئے کہ ایک رات میں کیسے صحت مند ہو گیا۔ جب ان کو بھی خواب کا واقعہ سنایا تو ماننے لگے کہ واقعی اہل اللہ کی نظر عنایت سے اس قدر فوری فائدہ ہو سکتا ہے جبکہ ہماری دواؤں سے اس قدر جلدی فائدہ کی مطلق امید نہ تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب فقیر صاحب مدظلہ کی خدمت میں درگاہ لوڑھو شریف حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی پوچھے بغیر میری غلطی کی نشاندہی کی' میں شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا اور معافی طلب کی اور سمجھا کہ واقعی اللہ والے باذن الٰہی دور سے بھی امداد کر سکتے ہیں۔ ابھی حیران تھا کہ وہ سرخ ریش بزرگ کون تھے جنہوں نے میری ٹانگوں کا آپریشن کیا۔ چنانچہ جب اتفاقاً" ایک مرتبہ نماز جمعہ پڑھنے درگاہ اللہ آباد شریف گیا اور حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ نماز کے لئے تشریف لائے تو مجھے بعینہ وہی صورت نظر آئی جس نے کوئٹہ میں میری ٹانگوں کا آپریشن کیا تھا۔ نماز کے بعد جب دوسرے فقراء آپ سے مصافحہ کرنے لگے' میں نے بھی آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے توجہ سے میری طرف دیکھ کر فرمایا' ابھی تو ٹھیک ہے کسی قسم کی تکلیف تو نہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اس وقت آپ کا سوالیہ انداز ایک جانے پہچانے شخص کی طرح تھا' جیسے کہ آپ میری بیماری سے پوری طرح باخبر ہوں۔ حالانکہ میں پہلی بار ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ بظاہر آپ مجھے نہیں جانتے تھے' وہیں دوسرے نئے فقیروں کے ساتھ میں نے بھی ذکر سیکھ لیا۔

پتھری کا اخراج:۔ راولپنڈی سے محترم عبدالغفور صاحب لکھتے ہیں کہ میری بیوی کو پتھری کی شکایت تھی۔ ایک رات اس قدر شدید درد شروع ہوا کہ وہ زندگی سے مایوس ہو کر مجھے کہنے لگی کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے اگر کوئی گستاخی ہوئی ہو تو معاف فرما دیں' وغیرہ۔ پوری رات اسی شدید تکلیف میں گزاری۔ صبح میں حضور کے پیارے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کے یہاں گیا اور صورت حال عرض کی۔ آپ نے چند تعویذ دے دیئے اور فرمایا' فکر نہ

کریں انشاء اللہ تعالیٰ حضور سوہنا سائیں کے صدقے شفاء کاملہ حاصل ہوجائے گی۔ شاہ صاحب قبلہ نے دس دن کے تعویذ دیئے تھے۔ مگر خدا کے فضل سے آٹھویں دن ہی پیشاب کے ذریعے یک لخت آواز کے ساتھ پتھری خارج ہوگئی اور بیوی نے سکون کا سانس لیا۔ الحمدللہ پھر کبھی پتھری کی شکایت نہیں ہوئی۔

چور نابینا ہوگئے :۔ استاد محترم مولانا قاری عبدالرسول صاحب (وارہ ضلع لاڑکانہ) نے بتایا کہ جن ایام میں، میں درگاہ فقیرپور شریف میں تعلیمی خدمات انجام دیتا تھا، قریبی بستی کے چند ڈاکو چوری کرنے درگاہ فقیرپور شریف آرہے تھے۔ جب درگاہ شریف سے متصل ریلوے لائن پر پہنچے تمام کے تمام نابینا ہوگئے، اگر پیچھے مڑکر دیکھتے تو راستہ صاف دکھائی دیتا تھا اور جب درگاہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے تھے تو اندھیرا ہی اندھیرا معلوم ہوتا تھا۔ آخر مجبور ہوکر واپس لوٹے۔ دوسرے دن اپنے چور ساتھیوں سے یہ واقعہ بیان کیا اور زبانی زبانی یہ واقعہ علاقہ بھر میں مشہور ہوگیا۔

دعا کی تاثیر :۔ واسط الکوت عراق سے انجینئر عبدالحمید منگی صاحب نے (جو کہ حضور کے پرانے خادم صالح آدمی تھے) حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے نام اپنے خط میں تحریر کیا کہ اے میرے آقا یتیموں کے یار غریبوں کے غم خوار معروض باد کہ بندہ نے سابق خط میں جس عمر رسیدہ خاتون کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی تھی، حضور کی نظر عنایت سے اب وہ بالکل تندرست ہوچکی ہے ایک دن اس کی تکلیف و پریشان حالی دیکھ کر حضور کو پیش نظر تصور کرکے توکل علی اللہ میں نے اسے ایک تعویذ لکھ کر دے دیا اور کہا گلے میں باندھیں مگر وہ نہ مانی اور گھٹنے پر بندھی ہوئی ایک پٹی میں باندھ لیا (گھٹنوں کی شدید تکلیف کی وجہ سے اس نے دونوں گھٹنے سخت پٹیوں سے جکڑ رکھے تھے۔) بہرحال بڑی مشکل سے عصا کے سہارے اٹھی اور معمول کے مطابق آہستہ آہستہ چلی گئی۔ بمشکل آدھ

گھنٹہ گزرا ہو گا کہ کسی سہارے کے بغیر ایک تندرست آدمی کی طرح چلتی ہوئی آئی اور کہا اب بالکل تندرست ہوں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے نہ ہی اب عصا کی ضرورت ہے۔ فرط مسرت سے کہنے لگی' جس بزرگ کے ایک مرید کی لکھی ہوئی تعویذ میں اس قدر تاثیر ہے نہ معلوم ان بزرگوں کی دعا اور تعویذ میں کیا تاثیر ہوگی

○ دوسرے دن جمعہ تھا۔ نماز جمعہ کے لئے بغداد شریف گیا جو کہ یہاں سے دو سو کلو میٹر دور تھا۔ نماز جمعہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی پیر پیران حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد شریف میں ادا کی۔ فقط فقیر عبدالحمید' مورخہ ۸۳-۳-۱۶ واسط الکوت' عراق

کرامت :۔ بستی حاجی رب نواز مہرانی ضلع خیرپور سے مولانا محمود صاحب جونیجو لکھتے ہیں کہ حاجی صاحب مذکور کے ایک رشتہ دار ایک ڈیڑھ ماہ سے بیمار تھے۔ رانی پور' خیرپور کے مشہور ڈاکٹروں سے علاج کراتے رہے مگر مرض بڑھتا ہی گیا' یہاں تک کہ مریض نے کھانا پینا ترک کر دیا۔ اس وقت حاجی محمد انور صاحب میرے پاس آئے اور کہا اب علاج معالجہ سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ ہمارے لئے آخری سہارا حضور کی دعا ہے آپ جائیں حضور سے دعا بھی کرائیں اور پانی بھی دم کروا کر لے آئیں کنڈیارو پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضور درگاہ فقیرپور شریف چلے گئے ہیں۔ تاہم یہ عاجز درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا اور حضور کے عالم باعمل صاحبزادہ سائیں محمد طاہر صاحب مدظلہ سے پانی دم کروایا' آپ نے دعا بھی فرمائی جب واپس پہنچا تو لوگوں نے بتایا کہ جس وقت آپ درگاہ اللہ آباد شریف پہنچے' اسی وقت مریض نے کھانا منگوا کر کھایا اور کافی افاقہ ہے۔ دم کردہ پانی پلایا جس کے بعد تو .فضلہ تعالیٰ اس کی بیماری جاتی رہی اور اب پہلے کی طرح بالکل تندرست ہے۔ مولوی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ حضور آپ کے صاحبزادہ صاحب واقعی صالح' عاشق صادق' خدا کے برگزیدہ' مستجاب الدعوات بندے ہیں۔ جن کی

دعا میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر رکھی ہے۔

کرامت :۔ ضلع ٹھٹھہ سے محترم خلیفہ مولانا محمد عالم صاحب نے حضور رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تحریر کیا کہ حضور عبدالغفور نامی میرے بیٹے کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا۔ سیلاب کی وجہ سے راستے خراب تھے۔ اس لئے مقامی کمہاروں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ مجبور ہو کر جب ہسپتال پہنچے ایکسرے دیکھ کر ڈاکٹروں نے بتایا کہ ہڈی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو چکی ہے۔ ان ہی دنوں کراچی سے اطلاع آئی کہ حضور کراچی تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ میں لڑکا لے کر حاضر ہوا تھا۔ ٹوٹے ہوئے مقام پر آپ نے ہاتھ پھیر کر دم بھی فرمایا تھا جس سے لڑکے کو آرام آگیا۔ واپسی پر پھر مذکورہ ہسپتال لے گیا۔ ڈاکٹروں نے تشخیص کے بعد بتایا کہ اب بالکل ٹھیک ہے۔ ہڈی جڑ کر ایک ہو گئی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

عجیب کرامت :۔ مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما سے محترم محمد حسن مغیری بلوچ صاحب نے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی خدمت میں درج ذیل خط تحریر کیا تھا جو کہ فی الوقت بھی احقر مرتب کے یہاں موجود ہے۔ چند بار محترم مولانا جان محمد صاحب نے عام جماعت میں یہ خط پڑھ کر بھی سنایا تھا۔ لکھتے ہیں۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

○ بعد از صد آداب و قدم بوسی مودبانہ عرض ہے کہ حضور اس سے پہلے بھی دو عدد خط ارسال کر چکا ہوں۔ مجھے قوی امید ہے حضور نے میرے لئے دعا فرمائی ہو گی۔

○ حضور میں سندھ کے مشہور بزرگ .... کا مرید اور عرصہ سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہوں۔ حجاز مقدس آکر میں نے اقامہ بھی حاصل کیا مگر بدقسمتی سے جلد ہی بیمار ہو گیا۔ میری مسلسل بیماری کی وجہ سے ساتھ رہنے والے دوست احباب تک بیزار ہو گئے۔ کفیل بھی بیزار ہو گیا۔ کوئی پرسان حال نہ رہا، میری

پریشانی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ بالآخر یہ سوچ کر کہ حضور اکرم شفیع محتشم ﷺ کے اس پاکیزہ شہر میں یقیناً" کئی صالح بندگان خدا بھی ہوں گے' جن کی دعا کی برکت سے میری مشکل کشائی ہو سکتی ہے۔ اہل اللہ کی تلاش شروع کی۔ چنانچہ ایک دن حرم شریف میں سفید ریش عمامہ باندھے ہوئے ذکر و فکر میں مشغول ایک بزرگ نظر آئے۔ روضہ اطہر بلکہ تمام حرم شریف کا ادب کرتے دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ یہ کوئی ولی اللہ شخص ہے۔ چنانچہ میں نے ان سے ملاقات کی تفصیلی روئداد سنا کر دعا کی التجا کی۔ وہ کہنے لگے میں بزرگ یا ولی تو نہیں' البتہ ایک ولی کامل کا ادنیٰ غلام ضرور ہوں۔ سوہنا سائیں کے نام سے مشہور میرا مرشد کامل سندھ میں رہتا ہے" وغیرہ۔ اگر تیرا دل مانے تو میرے مرشد حضرت سوہنا سائیں کا نام لے کر ان کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں عاجزی سے ملتجی ہو جا۔ مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے ولی سے عقیدت و محبت کے طفیل تجھے بیماری سے شفا عطا فرمائے گا۔ الحمدللہ ان کی یہ معمولی تجویز میرے لئے اکسیر ثابت ہوئی۔ چند ہی دن میں بالکل صحت مند ہو گیا۔ یہی نہیں اس سے بڑھ کر میرے اوپر یہ مہربانی ہوئی کہ خواب میں رسول خدا ﷺ کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپ کے ساتھ سرخ ریش نورانی چہرہ والے ایک بزرگ بھی تھے۔ اس کے بعد رات دن مسلسل مجھے خوشبو کی مہک محسوس ہوتی تھی' جب چھٹی لے کر پاکستان آیا تو اپنے محسن فقیر محمد حسن صاحب کے بتائے ہوئے پتے کے مطابق آپ کے دربار پر حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کی خواب میں رسول خدا ﷺ نے زیارت کرائی تھی۔ میں اعتقاد کامل سے آپ سے بیعت ہو کر آپ کی غلامی میں داخل ہوا۔ فرصت کم ہونے کی وجہ سے زیادہ عرصہ تو صحبت میں نہ رہ سکا۔ صرف ایک دن صحبت میں رہ کر چلا آیا اور جب تک ذکر کرتا رہا مجھ پر غیر معمولی باطنی مہربانیاں ہوتی رہیں مگر یہاں آکر دنیاوی مصروفیات میں پھنس کر جب ذکر سے قدرے غافل ہو گیا' اب سابقہ خوشبو

کی مہک سلب ہو چکی ہے' میں بڑا شرمسار ہوں۔ دعا فرما دیں وہ نعمت بھی شامل حال رہے۔ آج کل فقیر محمد حسن صاحب کے مکان پر روزانہ خلیفہ محترم حاجی خیر محمد عباسی صاحب مراقبہ کراتے ہیں' میں بھی مراقبہ میں شامل ہوتا ہوں۔ فقط آپ کی دعاؤں کا طالب' فقیر محمد حسن مغیری بلوچ از مدینہ عالیہ

عقلمند اونٹ:۔ فقیر محمد سہراب کوندر نے (جو کہ آج کل بڑے زمیندار ہیں' پاکستان بننے سے پہلے غریب تھے اور ہندوؤں کے یہاں مزارعت کرتے تھے) بتایا کہ شروع میں جب حضرت قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ہمارے پاس تبلیغ کرنے آتے تھے۔ اس وقت موجودہ قومی شاہراہ کی سہولت بھی نہیں تھی۔ حضور ٹرین سے محراب پور یا ہالانی تشریف لے آتے تھے۔ اگر پروگرام معلوم ہوتا تھا تو ہم آپ کے لئے اپنا اونٹ لے کر محراب پور یا ہالانی جاتے تھے۔ اسی طرح واپسی پر بھی آپ کو اونٹ پر چھوڑ آتے تھے۔ رہن سہن میں ہم ہندوؤں کے ساتھ ہوتے تھے۔ ہم ان کے یہاں بلاتکلف کھانا بھی کھاتے تھے۔ چنانچہ معلوم ہونے پر حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے ہمیں منع کر دیا کہ ہندوؤں کے گھر کا کھانا کسی صورت میں نہ کھائیں' اس سے دل میں کدورت پیدا ہوگی۔ ذکر اللہ کا پورا فائدہ حاصل نہ کرسکو گے۔ حسب فرمان ہم نے ان کے ہاتھ کا کھانا ترک کر دیا تھا۔ اتفاقاً" اگر ان کے گھر کی روٹی وغیرہ ہمارے گھر آجاتی تو گھر کے جانوروں کو کھلا دیتے تھے۔ دوسرے جانور تو حسب سابق کھاتے تھے مگر جس اونٹ پر حضور سوہنا سائیں قدس سرہ سوار ہوتے تھے' وہ نہیں کھاتا تھا۔ ایک دو نہیں کئی بار تجربہ کے بعد ہم نے ایک ساتھ اپنے گھر کی روٹی اور ہندو کے گھر کی روٹی اس کے سامنے رکھ دی' ہمارے گھر کی روٹی کھا لی لیکن ہندو کے گھر کی روٹی کو چکھا تک نہیں۔ چنانچہ ہم نے از راہ مزاح اس کا منہ کھول کر مجبوراً" وہ روٹی اس کے منہ میں ڈال دی پھر بھی چبایا تک نہیں جب ہم نے اسے چھوڑ دیا تو وہ روٹی بھی جوں کی توں نکال باہر کی۔ (فقیر محمد سہراب' زمیندار تحصیل کنڈیارو ضلع نواب شاہ)

کرامت :۔ کتاب سوانح حیات سوہنا سائیں (قدس سرہ) میں ہے کہ بستی ثواب پور تحصیل کنڈیارو کے پیر بخش نامی ایک فقیر صاحب جب انتقال کر گئے' ان کے رشتہ دار جو کہ حضور کے غلام تھے بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے' بابرکت اسم اللہ کی ضرب سنتے ہی میت کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اللہ اللہ کہتے ہوئے فقیر صاحب اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہا' اللہ والے مرتے نہیں۔ پھر سو گیا۔ اسی طرح فقراء کے ذکر کرنے پر تین بار اٹھا اور پھر ہمیشہ کے لئے آرام فرما ہو گیا۔ آج بھی اس کرامت کا مشاہدہ کرنے والے زندہ ہیں۔

کرامت :۔ خانواہن شہر میں حضور سے بیعت ایک خاتون نے مرض الموت میں نرس سے کہا' نماز کا وقت ہے پہلے وضو بنا کر نماز پڑھو نماز پڑھے بغیر میرے قریب نہ آؤ۔ گو خود اٹھنے بیٹھنے سے قاصر تھی' تاہم اشاروں سے نماز پڑھی اور وفات سے ذرا پہلے موجود رشتہ داروں کو کہا چونکہ میری موت کا وقت آن پہنچا ہے اور مکان کا دروازہ تنگ ہے اس لئے ابھی سے مجھے مکان سے باہر نکالو۔ چنانچہ اسے باہر نکالا گیا اور وہ ہمہ تن ذکر اللہ میں مشغول ہو گئی اور اللہ اللہ کرتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ بعد از وفات دیکھا گیا تو اس کے دل کی حرکت جاری تھی۔ (سوانح حیات)

ٹڈیوں سے حفاظت :۔ مولانا محمد عمر صاحب نے بتایا کہ ایک بار ہمارے دریجی کے علاقہ میں ٹڈیاں اتنی کثرت سے حملہ آور ہوئیں کہ پکے پکائے جوار کے فصل کا بھی ستیاناس کر دیا تھا' لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم ان کے نقصان سے محفوظ رہے۔ ہوا یہ کہ جیسے ہی ٹڈیاں پہنچیں ہم نے فقیر رحمتہ اللہ صاحب کو یہ کہہ کر کھیت کی طرف بھیج دیا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ اور حضور سوہنا سائیں کا نام لیتے ہوئے کھیت کے چاروں طرف سے لکیر کھینچتا چلا جا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ جس کی بدولت ہمارا کھیت بالکل سلامت رہا۔ جبکہ ہمارے کھیت سے

متصل جتنے بھی کھیت تھے سب کا غیر معمولی نقصان ہوا۔

نیز مولانا موصوف نے بتایا کہ سامانو نامی ایک شخص جو صغر سنی سے ٹی بی کے موذی مرض میں بتلا تھا' کافی علاج معالجے کے باوجود افاقہ نہ ہوا لیکن جب سے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ سے بیعت ہوا فوراً" صحت یاب ہوگیا۔ جسے دیکھ کر اس کی بیوی اور بہن (جو کہ دونوں ٹی بی کے مریض تھے) بھی طریقہ عالیہ میں بیعت ہوئیں اور بفضلہ تعالیٰ دونوں بالکل صحت یاب ہوچکی ہیں۔ اب ان میں سے کوئی بھی دوائی وغیرہ استعمال نہیں کرتا۔

کرامت :۔ خالصہ بستی کے فقیر صاحبڈنہ رحمتہ اللہ علیہ نماز فجر پڑھتے وقت رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے راہی ملک بقا ہوگئے۔

خواب کی تعبیر :۔ ایک مرتبہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ خلفاء کرام کے ہمراہ تبلیغ کے سلسلے میں بگ نامی بستی تشریف لے گئے' جہاں مذکورہ بستی کا معزالدین نامی ایک زمیندار بڑی عقیدت و محبت سے آکر حضور سے ملا (صاحب دعوت محترم حاجی جان محمد صاحب نے حضور کے قیام کا انتظام بھی مذکور زمیندار کے اوطاق میں کیا تھا) اور عرض کی کہ چند دن پہلے میں اسی مکان میں سویا ہوا تھا۔ خواب میں مجھے آپ کی زیارت کرائی گئی۔ آپ کی آمد سے کمرہ روشن ہوگیا تھا۔ آپ نے میرے مقام قلب پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ کرنے کا حکم فرمایا تھا جس سے میرا دل جاری ہوگیا اور گریہ کی حالت طاری ہوگئی بیدار ہونے پر بھی دل ذکر اللہ میں محو تھا۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے کبھی آپ کی زیارت نہیں کی تھی۔ اس لئے میں نے اپنے رشتہ دار حاجی جان محمد صاحب سے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ حلیہ میرے پیرو مرشد کا ہے اور آج بالمشافہ آپ کو دیکھ کر مجھے یقین آگیا کہ میرے خواب کی تعبیر آپ ہی ہیں۔ (سوانح حیات حصہ دوم)

نورانی شعاعیں :۔ محترم مولانا مولوی محمد عظیم صاحب نے بتایا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ جب بلوچستان کے تبلیغی دورہ میں قلات سے چند میل کے

فاصلے پر بستی ملکڈار میں تشریف فرما ہوئے' مقامی لوگ بڑی عقیدت و محبت سے بیعت ہوئے۔ رات دن تبلیغ و ذکر اذکار کا سلسلہ جاری رہا۔ دوسرے دن صبح مقامی بااثر آدمی محترم امام بخش صاحب بھی حضور سے آکر بیعت ہوئے جبکہ پہلے دن آئے تھے مگر بیعت نہیں ہوئے تھے۔ مجلس برخاست ہونے پر جب حضور قیام گاہ پر تشریف لے جا رہے تھے' مذکور حاجی صاحب بھی روتے ہوئے حضور کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہونے لگا۔ میں نے اسے روکا۔ حضور نے میری آواز سن لی' فرمایا' انکو آنے دیں' کوئی خاص بات سنانے آرہے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ آجائیں۔ بہرحال بڑی عقیدت و محبت سے عرض کی کہ یا حضرت یہ میری عادت ہے کہ جب کبھی یہاں کوئی مولوی عالم آتا ہے اس پر اعتراضات کرکے تنگ کرتا ہوں۔ کل بھی چند اعتراضات لے کر آیا تھا مگر آپ سے کچھ پوچھنے کی ہمت نہ کرسکا۔ رات کوئی بارہ بجے جاگا تو میرا سارا گھر روشن تھا میں حیران ہوگیا کہ یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے۔ پھر یہ سوچ کر کہ شاید یہ میرا وہم ہو تصدیق کے لئے گھر کے چند اور افراد کو بھی اٹھایا۔ انہوں نے بھی تصدیق کی پھر کمرے سے باہر نکل کر دیکھا تو پوری بستی چودھویں کے چاند کی روشنی سے بڑھ کر روشن معلوم ہورہی تھی۔ خاص کر اس مکان پر جس میں آپ قیام فرما ہیں۔ آسمان سے ایک سیدھی روشنی پہنچ رہی تھی اور اس کے پرتو سے ساری بستی جگمگا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میری بیوی کہنے لگی' معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی کامل بزرگ ہیں' آپ نے ان کو بھی عام مولویوں کی طرح سمجھا ہوگا۔ اللہ تعالٰی نے تیری اصلاح کے لئے ان کی یہ کرامت ظاہر فرما دی ہے۔ ان کی بات سن کر مجھے آپ کی ولایت و کمال کا یقین ہوگیا۔ اسی وقت مسجد شریف میں چلا آیا اور صبح آپ سے بیعت کی۔

نوٹ :۔ احقر مرتب سے حضور کی یہ کرامت محترم مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب' مولانا امام علی صاحب اور بھی کئی احباب نے بیان کی جو مذکورہ تبلیغی سفر میں حضور کے ساتھ تھے اور حاجی امام بخش صاحب کی زبانی یہ کرامت سنی تھی۔

سچے خواب

حضور نبی اکرم شفیع محتشم صاحب لولاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَلَنْ یَّدْخُلَ النَّارَ وَ مَنْ رَاٰنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَ جَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ وَمَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَرُءْیَا الْمُؤْمِنِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ یَکَدْ رُءْیَا الْمُؤْمِنِ یَکْذِبُ وَ اَصْدَقُھُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُھُمْ حَدِیْثًا۔ (کنز العمال ۳۸۴ جزء ۱۵)

جس نے مجھے خواب کی حالت میں دیکھا وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا' جس نے مجھے ظاہری وفات کے بعد دیکھا میری شفاعت اس کے لئے ضروری ہوگئی (ضرور اس کی شفاعت کروں گا) جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق مجھے ہی دیکھا' اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آتا' نیک مومن کا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے (اجزاء کی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے) اور جب قرب قیامت ہوگا تو (بھی) مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا' اور ان میں زیادہ سچا خواب اس کا ہوگا' جو عام بات چیت میں زیادہ سچا ہوگا۔

اس حدیث شریف سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھنا برحق ہے۔

۲۔ آپ کی اس زیارت باسعادت کے طفیل مومن آپ کی شفاعت کا مستحق بن جاتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

۴۔ شیطان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صورت میں نہیں آسکتا۔

۵۔ انبیاء کرام علیہم السلام پر کئے جانیوالے انعامات میں سے سچے خواب صالح مومنوں کو بھی دکھائی دیتے ہیں۔

۶۔ قرب قیامت کی وجہ سے مومنوں کے خواب جھوٹے نہیں بن جاتے بلکہ قرون اولے کی طرح سچے ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۷۔ جو دنیاوی معاملات میں صحیح ہوگا خواب بھی اسی کا زیادہ سچا ہوگا۔

الحمدللہ جن جن فقراء سے خواب سن کر یہاں درج کئے گئے ہیں، وہ متقی، پرہیزگار، متبع سنت رسول امین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے محب اور مخلص مرید ہیں، جن کو خواب میں سردار دو جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی بزرگان دین رضی اللہ عنہم کی زیارات اور خواب ہی میں مختلف ہدایات و نصائح اور بشارات ملی ہیں۔

خواب میں نماز کی تاکید:۔ مورو کے محترم خلیفہ مولانا محمد رحیم صاحب نے بتایا کہ محمد ایوب نامی میرا ایک پڑوسی جو پہلے نماز نہیں پڑھتا تھا ایک مرتبہ سخت بخار کی حالت میں سو رہا تھا کہ خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی، بقول اس کے حضور کے ساتھ یہ عاجز فقیر محمد رحیم بھی نظر آیا۔ حضور کے ہاتھ مبارک میں عصا تھا، مجھے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اٹھو نماز پڑھو، میں نے اس کے باوجود بھی سستی کی، نہیں اٹھا، آپ نے غصہ کے عالم میں عصا مبارک اٹھائی اور مجھے مارنا چاہا، کہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔'' بس اسی وقت بیدار ہوا، وضو کر کے نماز پڑھی، بخار بالکل ختم ہو چکا تھا، اس کے بعد حضور سے بیعت ہوا، داڑھی مبارک رکھ لی، اور پابندی سے نماز پڑھنے لگا۔ اسی طرح میرے ایک رشتہ دار محترم حاجی محمد حیات صاحب ایک بار نماز جمعہ کے بعد گھر جا کر سو گئے، خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی، آپ نے حاجی صاحب سے فرمایا۔ ''فقیر صاحب جلدی اٹھ کر عصر کی نماز پڑھو پانچ بج چکے ہیں، اسی وقت

بیدار ہو کر وقت دیکھا، واقعی پانچ بجے کا وقت تھا، فوراً" وضو کر کے نماز عصر ادا کی۔

مسجد کی شکایت :۔ بوز دار وڈا ضلع خیر پور میرس سے فقیر محمد رحیم بوز دار رقم طراز ہیں کہ میں عرصہ دراز سے محمدی مسجد کا خدمت گار رہا۔ فی سبیل اللہ امامت اور تعلیم قرآن کی خدمت کرتا رہا لیکن ایک بار تین دن مسلسل مسجد شریف کی خدمت سے دور رہا، کوئی معقول عذر بھی نہیں تھا (بستی کے رئیسوں نے تنخواہ دے کر ان کو جامع مسجد بوز دار وڈا کا امام مقرر کیا تھا) اس لئے دل میں پریشانی سی رہتی تھی۔ چنانچہ اسی بے قراری کے عالم میں جاگتے جاگتے تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگ گئی، خواب میں دو بزرگ نظر آئے، جن میں سے ایک میرے آقا پیر و مرشد حضرت سوہنا سائیں اور دوسرے میرے والد بزرگوار نور اللہ مرقدہما تھے۔ آتے ہی تنبیہہ کے انداز میں فرمایا!

"بارگاہ الٰہی میں محمدی مسجد نے تیرے خلاف شکایت کی ہے کہ فقیر عبدالرحیم میری خدمت سے دور رہنے لگا ہے، اس لئے بارگاہ الٰہی سے ہمیں آپ کے پاس بھیجا گیا ہے کہ آئندہ کے لئے محمدی مسجد کو آباد رکھیں، لالچ اور طمع چھوڑ دیں، رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہوا ہے، تو مسجد شریف کی خدمت کرتا رہ، اللہ تعالیٰ اس کا حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہم دونوں تیرے مددگار ہیں، اور آئندہ بھی رہیں گے، بارگاہ خداوندی میں تیری گزشتہ تین دن کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوئی۔ بس جیسے ہی بیدار ہوا تھا دل سے توبہ کی اور یہ عہد کرلیا کہ عمر بھر محمدی مسجد کا خادم بن کر رہوں گا۔ (فقیر عبدالرحیم بوزدار بلوچ)

والدین پر مہربانی :۔ فقیر حاجی محمد مرید صاحب نے ایک بار خواب میں اپنے مرحوم والد صاحب کو بڑے سکون و آرام کی حالت میں دیکھ کر مزید خیریت

دریافت کی، جس پر انہوں نے فرمایا۔ بیٹا پہلے تو میرا جو حال تھا سو تھا (بتانا نہیں چاہتے تھے) لیکن جب سے آپ سوہنا سائیں سے بیعت ہوئے ہیں، مجھے بخش دیا گیا ہے۔ الحمدللہ اب میں بڑے سکون سے رہ رہا ہوں۔ (حاجی محمد آدم صاحب)

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محترم مولانا جان محمد صاحب نے حضور کے پرانے مخلص خادم فقیر غلام محمد بروہی، (دربار عالیہ پر نماز کے جمدار تھے) رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے بتایا، کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے تبلیغی حرص اور فقراء کو کھڑا کر کے تقریر سننے اور تبلیغی احوال سے خوش ہونے کو دیکھ کر مجھے دل میں تبلیغ کا شوق پیدا ہوا، مگر اپنی بے علمی آڑے آئی کہ کچھ جانتا نہیں تبلیغ کیا کروں گا۔ چنانچہ اسی فکر میں سو گیا، رات کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فرمایا، فقیر صاحب تیرے مرشد سوہنا سائیں (قدس سرہ) تبلیغ کے لئے حکم کریں اور تو خاموش بیٹھے یہ کب مناسب ہے؟ اس پر میں نے عرض کی حضور! میں ان پڑھ ہوں، آپ نے فرمایا تبلیغ کے لئے جائیں ضرور، زیادہ نہ سہی، کلمہ طیبہ پڑھ کر اس کا ترجمہ سنائیں۔

الحمدللہ فقیر غلام محمد صاحب نے ایسا ہی کیا، جب تک زندہ رہے حتی المقدور تھوڑی بہت تبلیغ کرنے رادھن وغیرہ جایا کرتے تھے۔

طواف کعبہ:۔ مشہور نعت خواں اور حضور کے مرید فقیر محمد رفیق جامی نے بتایا کہ حضور کے وصال سے دو دن بعد یعنی ۸ ربیع الاول شریف کو خواب میں دیکھا کہ حضور کعبتہ اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں، میں بھی حضور کے ساتھ طواف کر رہا ہوں۔ جب حجر اسود کے قریب پہنچے، مجھے بلا کر فرمایا! رفیق آؤ حجر اسود شریف کا بوسہ لو، چونکہ میں قد میں چھوٹا ہوں حجر اسود تک نہیں پہنچ پا رہا

تھا۔ آپ نے مجھے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور میں نے حجر اسود شریف کا بوسہ لے لیا' اس کے بعد ذرہ پیچھے ہٹ کر فرمایا ! اب یہ نعت شریف سناؤ۔

دو گھڑیاں رک جا تقدیرے　　　سانوں لگیاں توڑ نبھالیں دے

اس کے بعد فوراً" حرم مدینہ منورہ نظر آیا' روضہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر بڑے ادب و احترام سے کھڑے ہوگئے اور مجھے فرمایا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف میں یہ نعت شریف پڑھو۔

ظ؛ ان کی جبیں نوری ان کے قدم

ساتھ ساتھ اس کی طرز بھی خواب ہی میں سمجھائی' میں نے کہا حضور مجھے تو صرف ایک مصرعہ یاد ہے' فرمایا آپ شروع کریں ساری نعت یاد آجائے گی' جیسے ہی میں نے نعت شروع کی یکے بعد دیگرے تمام مصرعے از بریاد آتے رہے' بیدار ہونے کے بعد بھی تمام مصرعے یاد تھے' حالانکہ پہلے مجھے صرف ایک مصرعہ یاد تھا۔

تبلیغ میں سستی کیوں :۔ عالم باعمل حضور کے پیارے خلیفہ سید محمد مٹھل شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ (اس وقت بقید حیات تھے) کی زیارت ہوئی' مجھے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا ! شاہ صاحب آپ تبلیغ میں سستی کرتے ہیں' یہ غفلت و مستی کا وقت ہے کیا؟ یہ کہہ کر مجھے چند تھپڑ دے مارے۔ میں نے عرض کی حضور واقعی میرا قصور ہے' میں سزا کا مستحق ہوں۔ الحمدللہ حضور کی یہ تنبیہہ میرے لئے کارگر ثابت ہوئی' اس وقت سے اب تک محنت سے تبلیغ کر رہا ہوں۔

زیارت رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نمبر۱: محترم خلیفہ مولانا محمد شریف صاحب (ضلع ٹھٹھہ سندھ) نے بتایا کہ ایک

رات خواب میں دیکھا کہ ہم چند فقیر درگاہ اللہ آباد شریف جا رہے ہیں۔ اچانک ساتھیوں نے بلند آواز سے اللہ اللہ کہنا شروع کر دیا' اور بتایا کہ دیکھو سرور کونین حضور رحمتہ للعالمین صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں' میں نے جو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر کچھ سامان ہے' میں نے آگے بڑھ کر آپ سے وہ سامان لے لیا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے بلا کر تبلیغ کی اجازت (خلافت) عنایت فرمائی ....!

نمبر۲: محترم مولانا انوار المصطفےٰ صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ میرے بھائی بنام فقیر محمد شعیب جو حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا پکا سچا غلام ہے' ایک بار بیماری کی حالت میں ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا' ساتھ بیٹھنے والے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ مگر بعد میں محمد شعیب صاحب نے بتایا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ والہ وسلم ' سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور ہمارے پیرو مرشد قبلہ حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ نیز کچھ اور بزرگ بھی تھے جو میرے پاس تشریف فرما ہوئے' پیارے نبی ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔ حضور اکرم شفیع محتشم صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور مذکورہ بزرگان دین کی زیارت اور دعا کے طفیل فقیر محمد شعیب بالکل شفایاب ہوگیا۔

واضح رہے کہ محترم محمد شعیب کوئی عمر رسیدہ بزرگ نہیں' بلکہ سکول کا انگریزی خوان طالب علم ہے' مگر از حد صالح اور حضور کا پکا سچا خادم نوجوان ہے' جسے تین بار اسی طرح خواب میں رسول خدا صاحب لولاک صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور مذکورہ حضرات کی زیارت ہوئی۔ اسی موضوع پر حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

غفاري فيض جي سڻ اداهي بشارت
نبي پاڪ جلدي ڪرائي زيارت
مرڻ مهل ٻڌندو بهشتي بشارت
جنت جاء ڏسندو قصر عمارت
قبر تا قيامت رهي قلب جاري.
مڃو پير ڪامل آهي غفاري....

نمبر۳: بوز دار وڈا ضلع خیر پور میرس سے محترم کاظم علی بوز دار لکھتے ہیں کہ فقیر منظور حسین ڈہر کو جو کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مرید اور روحانی طلبہ جماعت کی برانچ بوز دار وڈا کے صدر بھی ہیں' خواب میں سرکار مدینہ تاجدار بطحا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت حاصل ہوئی' اور اس محفل میں اور بھی بہت سی بزرگ ہستیاں موجود تھیں۔ حضور پر نور صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے (فقیر منظور حسین کو) فرمایا کہ تو صدیقی نقشبندی غفاری فقیر ہے' یہ طریقہ میرے خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے' اس لئے تو صدیقی جماعت میں شامل ہوجا۔

خواب میں بیعت:۔ مزید لکھتے ہیں کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ سے بیعت ہونے کے بعد میں اپنے والد فقیر عبدالرحیم صاحب کو حضور کی خدمت میں لے آیا' تو بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ بیعت ہوئے اور واپسی پر مجھے بتایا کہ اس سے پہلے خواب میں مجھے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت اور بیعت کا شرف حاصل ہوچکا ہے۔ مگر جسمانی زیارت اور بیعت سے آج ہی مشرف ہوا ہوں۔

فقیر پور شریف سے شیطان بھاگتا ہوا نظر آیا

فقیر گل محمد فقیر پوری نے بتایا کہ محمد داؤد جانوری جو فقیر پور شریف کے

قریب ہی ایک بستی میں رہتا ہے' ایک بار اس نے خواب دیکھا کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ (ابھی حال حیات تھے) فقیرپور شریف تشریف لائے ہیں اور میں نماز فجر کے لئے درگاہ شریف جا رہا ہوں۔ جب مسجد شریف کے مشرقی نل کے پاس پہنچا تو ایک شخص کو دیکھا (جو بظاہر کوئی عالم معلوم ہوتا ہے) خون سے شرابور فقیرپور شریف سے بھاگتے ہوئے جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ کس نے تجھے مارا ہے؟ شروع میں تو وہ کترانے لگا' لیکن جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ میں شیطان ہوں ان فقیروں نے مجھے اس قدر پیٹا ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ محترم مولانا بخش علی صاحب (خطیب میمن مسجد میمن محلہ حیدر آباد) نے سنایا کہ ایک مرتبہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ حسن جو گوٹھ نامی بستی میں تشریف فرما تھے' میں بھی وہاں گیا صبح کے وقت مراقبہ میں دیکھا کہ بستی کے گرد کھائی کھودی ہوئی ہے' دوسرے کنارے ایک بندر منتظر بیٹھا ہے (شاید اس لئے کہ کوئی فقیر ذکر اللہ سے غافل ہو تو میں اس کے پاس چلا جاؤں۔) بہرحال میں نے یہ سمجھ کر یہ شیطان ہے' بلند آواز سے اللہ (اسم جلالت) کی ضرب لگائی' تو وہ بھاگنے لگا' مگر بھاگ نہ سکا' اور زمین میں دھنستا چلا گیا اور زور زور سے چیخیں مارنے لگا' میرے خاموش ہونے پر پھر نکل بھاگا' اس پر میں نے دوسری' تیسری بار بھی ذکر کرنا شروع کیا۔ ہر بار یہ زمین میں دھنستا گیا اور چیخیں مارتا رہا۔

لڑکے کی بشارت:۔ بوزدار وڈا سے محترم کاظم علی بوزدار صاحب رقمطراز ہیں کہ میرا بڑا بھائی بنام روشن علی عرصہ سے نرینہ اولاد سے محروم رہا۔ چنانچہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد ایک بار حضرت خواجہ قلندر لعل شہباز رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر سیہون شریف حاضر ہوا' رات کو خواب میں حضرت قلندر شہباز اور حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہما دونوں کی ایک ساتھ زیارت ہوئی' جنہوں نے میرے بھائی کو نرینہ اولاد کی خوشخبری سنا دی' اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم سے جب امید ٹھہری تو میرے والد صاحب کو حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی ' تو آپ نے والد صاحب کو فرمایا کہ فقیر صاحب تجھے پوتے کی بشارت دینے آیا ہوں۔ الحمدللہ ایسے ہی ہوا کہ بھائی صاحب کے گھر فرزند تولد ہوا۔

جنتیوں کی فہرست :۔ محترم عبدالغفور لودھی صاحب (راولپنڈی) نے بتایا کہ جب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی غلامی میں آیا تو اسی رات خواب میں ایک بہت بڑی دربار نظر آئی' جس میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور آپ کے پیارے خلیفہ سید محمد اسماعیل شاہ صاحب (جو راولپنڈی کے علاقہ میں تبلیغ فرماتے ہیں) سبز پگڑی والے ایک بزرگ نیز اور بھی کافی لوگ بیٹھے ہوئے نظر آئے' وہاں ایک بزرگ کے ہاتھ میں کچھ فہرستیں تھیں' میں نے اس سے پوچھا یہ کس قسم کی فہرستیں ہیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا ' یہ ان جنتیوں کی فہرستیں ہیں جو سوہنا سائیں کی غلامی میں آئے ہیں۔ اس پر میں نے پوچھا' کیا میرا نام بھی درج ہے ؟ تو انہوں نفی میں جواب دیا۔ میں فوراً" حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور عرض کی کہ میرا نام کیوں درج نہیں' میں بھی تو آپ کا ادنیٰ مرید ہوں' اس پر مسکرا کر فرمایا ! لو میں اپنے ہاتھ سے تیرا نام لکھ دیتا ہوں' اور میرا نام درج کر دیا۔ جس پر میری پریشانی خوشی میں تبدیل ہو گئی۔

آپ کی غلطی یا ہماری :۔ محترم مولوی نذیر احمد صاحب نے بتایا کہ جب حضور کے فرمان سے میں بطور خطیب و امام تھانہ بولا خان گیا تو وہاں کے چند آدمیوں نے مجھے بلاوجہ تنگ کرنا شروع کیا' کچھ دن تو میں صبر کرتا رہا۔ مگر آخر میں تنگ آمد بجنگ آمد کے مطابق میں نے جمعہ کی تقریر میں کھل کر ان کے خلاف بولنے کا ارادہ کرلیا (فی الحقیقت یہ میری جلد بازی اور غلطی تھی) چنانچہ نماز جمعہ

سے قبل تقریر کی تیاری کر رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی، ابھی کتاب میرے ہاتھ میں تھی کہ آنکھ لگ گئی۔ خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور محترم حاجی محمد صدیق صاحب (جو کہ میرے ہم قوم اور حضور کے مخلص خلیفہ ہیں) نظر آئے۔ آپ نے حاجی صاحب کو فرمایا۔ "حاجی صاحب یہ آپ کی غلطی ہے یا ہماری کہ مولوی نذیر احمد کو تھانہ بولا خان بھیجا ہے۔" اتنے میں ایک آدمی نے آکر اٹھایا کہ چلو جماعت انتظار میں ہے۔ چونکہ اسی وقت حضور کی ناراضگی کا منظر دیکھ چکا تھا۔ اس لئے پیار و محبت سے اصلاحی تقریر کی گو ظاہری طور پر باہمی اصلاح کرانے والا کوئی آدمی نہیں تھا۔ مگر حضور کی کرم نوازی ایسی ہوئی کہ شام کو وہی مخالفین از خود میرے پاس آئے اور معافی چاہی، اس کے بعد طرفین ایک دوسرے سے شیر و شکر بن کر رہے۔

جس نے آپ کو دیکھا مجھے دیکھا:۔ محترم مولانا مولوی جان محمد صاحب (آفیسر محکمہ زراعت حیدر آباد ڈویژن) نے محترم حاجی ڈاکٹر عبدالطیف رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ نہایت ہی مخلص، سادہ مزاج، صالح فرد تھے) نے مجھے بتایا کہ رات خواب میں اپنے آپ کو درگاہ مسکین پور شریف میں حضرت پیر فضل علی قریشی قدس سرہ العزیز کے مزار پر حاضر پایا، ساتھ ہی حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ تعالے علیہ بھی مزار شریف پر حاضر نظر آئے۔ اچانک دیکھا کہ حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی مزار پر انوار کھلی اور آپ باہر تشریف لائے۔ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے اپنے مرشد کامل کی خدمت میں باادب عرض کی یا حضرت جس نے آپ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا، یعنی اسے اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کی برحق راہ مل گئی، اس پر حضرت قریشی قدس سرہ نے فرمایا! جی ہاں یہ درست ہے، لیکن یہ بھی درست ہے کہ جس نے آپ کو دیکھا گویا مجھے دیکھا، سبحان اللہ والحمدللہ۔

خواب میں ذکر کی تلقین:۔ نیز محترم مولانا مولوی جان محمد صاحب نے بتایا

کہ حضور کے ساتھ پنجاب کے تبلیغی سفر میں نمبردار جمال خان نامی ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ (سکنہ نزد اسٹیشن سرور شہید ضلع فیصل آباد) اس نے بتایا کہ عرصہ سے میں شراب' جوا' اور دیگر کئی کبیرہ گناہوں میں ملوث تھا۔ چنانچہ ایک رات خواب میں مجھے ایک سرخ ریش نورانی چہرے مہرے والے ایک بزرگ کی زیارت ہوئی' آپ نے مجھے نصیحت فرمائی' ساتھ ہی میرے قلب کی جگہ پر انگلی رکھ کر ذکر اللہ کی تلقین فرمائی' خواب سے بیدار ہونے پر بھی دل میں ذکر جاری تھا' اور گناہوں سے از خود دل میں نفرت پیدا ہوگئی۔ نماز شروع کی مگر ظاہری طور پر مذکور بزرگ کی زیارت سے محروم ہونے کی وجہ سے دل میں اداسی کی کفیت رہی اور بزرگ کی تلاش میں رہا۔

چنانچہ ایک دن باتوں باتوں میں ایک نوجوان نے مجھے بتایا کہ اگر آپ کسی کامل زندہ بزرگ کو دیکھنا چاہتے ہیں تو فقیرپور شریف نزد اسٹیشن رادھن ضلع دادو سندھ چلے جائیں' مذکورہ پتہ پر جب فقیرپور پہنچا تو بعینہ وہی بزرگ نظر آئے' جن کی کچھ عرصہ پہلے خواب میں زیارت کرچکا تھا۔ یہ میرے پیرو مرشد حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ تھے' جنہوں نے از راہ کرم بذریعہ خواب میری اصلاح فرمائی' جوئے کے اڈوں اور شراب خانوں سے جان چھڑا کر اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ کیا' الحمدللہ اب نماز بھی پڑھتا ہوں' تلاوت کرتا ہوں' حضور کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کرتا ہوں۔

مراقبہ میں زیارت اور تسلی :۔ لاہور سے محترم خلیفہ مولانا انوار المصطفے صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں پتوکی تبلیغ کے لئے گیا تھا۔ رات کو تہجد کی نماز کے بعد مراقبہ کیا' مراقبہ میں حضور سوہنا سائیں قدس سرہ تشریف فرما نظر آئے' مرکز روح الاسلام لاہور کے متعلق مجھے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ فکر نہ کریں' مرکز کی طرف لوگ از خود متوجہ ہو جائیں گے۔ زمانہ کے قطب کی توجہ ہی سے یہ کام ہوگا۔ پھر فرمایا ادب سے بیٹھیں تاکہ کامیابی کی دعا کی جائے۔ اس کے بعد آپ

نے چوکور قسم کی لائنیں لگوائیں، ساتھ ہی قرآنی آیات اپنی نورانیت کے ساتھ اس کے گرد گھومتی نظر آئیں۔ جس سے میں یہی سمجھا کہ یہ قرآن مجید کا فیض ہی ہے جو حضور قبلہ سوہنا سائیں قدس سرہ کے ذریعہ پوری دنیا میں پھیل رہا ہے اور پھیلے گا۔ آخر میں فرمایا آپ فقراء حتی المقدور حیلہ و وسیلہ سے کام کو آگے بڑھاتے رہیں کامیابی ضرور ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

الحمدللہ حضور کی توجہات عالیہ اور دعاؤں کے صدقے مرکز روح الاسلام کا کام ہماری حیثیتوں سے بدرجہا بڑھ کر ہوا، اور ہو رہا ہے۔

فیض کی تقسیم :۔ محترم جناب حاجی احمد حسن صاحب لاشاری (وارہ ضلع لاڑکانہ) لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما قیام کے دوران ایک بار خواب میں دربار عالیہ کے عظیم الشان جلسوں کی طرح لوگوں کا ایک بڑا مجمع نظر آیا، تمام فقراء اللہ اللہ کی پیاری ضربوں سے فضا کو معمور کر رہے تھے، اتنے میں لنگر تقسیم کئے جانے کا اعلان ہوا، مگر لنگر دیگوں کی بجائے ایک بہت بڑی مشین سے تیزی کے ساتھ نکلتے نظر آیا۔ جہاں صرف حضور سوہنا سائیں قدس سرہ تن تنہا کھڑے بڑی تیزی سے لنگر کے پاٹ بھر کر جماعت کو دیتے جا رہے تھے۔ اس حال میں کہ آپ کی شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے کافی اوپر اور قمیض کے بازو بھی اوپر کئے ہوئے تھے۔ جس طرح کوئی ہوشیار مزدور چستی سے کام کرتا ہے۔ بیدار ہونے پر سوچ کر یہی تعبیر سمجھ میں آئی کہ یہ حضور کا فیض ہی ہے، جو اتنی فیاضی سے تمام جماعت میں تقسیم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضور کے فیض سے مستفیض فرمائے آمین،

نوٹ :۔ دیگوں کی بجائے مشین سے لنگر نکلنے سے شاید تبلیغ کے لئے میسر ہونے والی جدید سہولتوں کی طرف اشارہ ہے، جن کی بدولت اندرون ملک خواہ بیرون ملک بڑی تیزی سے

تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

چودھری صاحب کو تبلیغ کریں :۔ ظفروال ضلع فیصل آباد سے محترم حافظ حبیب اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے نام خط میں تحریر کیا تھا کہ میں اور قاری محمد ارشد صاحب تبلیغ کرنے راہوالی گئے' جہاں عوام الناس کے علاوہ بہت سے علماء کرام بھی شریک جلسہ رہے اور ذکر بھی سیکھا' رات کو خواب میں قاری صاحب کو حضور کی زیارت ہوئی' حضور نے انہیں فرمایا کہ اس بستی میں انگلینڈ سے آئے ہوئے آدمی کو تبلیغ کرنا۔ (بیرونی دنیا میں غفلت اور اسلام سے دوری کی بنیاد پر حضور کو بیرونی ممالک میں تبلیغ کا حرص رہتا تھا) آخر صبح کو اس سے ملاقات کی' شریعت و طریقت کے موضوع پر تفصیلی گفتگو ہوئی' حضور کا تعارف کرایا جس سے وہ از حد متاثر ہوا۔ اور ذکر بھی سیکھا اور کہا کہ اگر سالانہ جلسہ تک واپس انگلینڈ نہ گیا تو ضرور جلسہ میں جاکر حضور کی زیارت کروں گا۔

کل آؤں گا :۔ محترم مستری عبدالحمید صاحب (کھنڈو گوٹھ کراچی) مستری صاحب حضور کے پرانے مخلص خادم' اصل راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ پنڈی میں ہمارے محلہ کی جامع مسجد میں حضرت قبلہ پیر مہر علی صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب ثانی صاحب رہتے تھے۔ گو وہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ تاہم ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے والہانہ محبت تھی' ان کے پاس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے تحریر ایک قلمی کتاب بھی تھی' وہ فرمایا کرتے تھے کہ مستقبل میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ زیادہ پھیلے گا' اسی وقت سے میرے دل میں نقشبندیہ سلسلہ سے محبت پیدا ہوئی۔ جب منتقل ہو کر کراچی آیا' ایک مرتبہ تہجد کے وقت نیند میں ایک سرخ ریش بزرگ کی زیارت ہوئی' انہوں نے مجھے پیار سے تھپکی دے کر

فرمایا، فکر نہ کریں سب کام ٹھیک ہو جائیں گے ، اس وقت میں مہاجر کیمپ جا رہا ہوں، کل جمعہ کی نماز تمہارے محلہ کی مسجد میں آکر پڑھوں گا۔ وہیں ملنا، بیدار ہونے پر اشتیاق اور بڑھا، جیسے ہی صبح نماز فجر سے فارغ ہوئے، امام صاحب نے اعلان کیا کہ ہمارے پیرو مرشد جو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کامل بزرگ ہیں، مہاجر کیمپ تشریف فرما ہو چکے ہیں، جمعہ کی نماز یہاں آکر پڑھیں گے۔

مہاجر کیمپ سے جب آپ تشریف فرما ہوئے تو بعینہ وہی صورت نظر آئی جو خواب میں دیکھ چکا تھا۔ یہ بزرگ میرے پیرو مرشد حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ تھے، جن سے بیعت ہو کر میں نے داڑھی رکھ لی، اور دوسرے نیک کاموں سے مزید دلچسپی بھی پیدا ہوئی، اس کے علاوہ دنیاوی طور پر بھی رزق میں زیادہ وسعت ہوئی۔
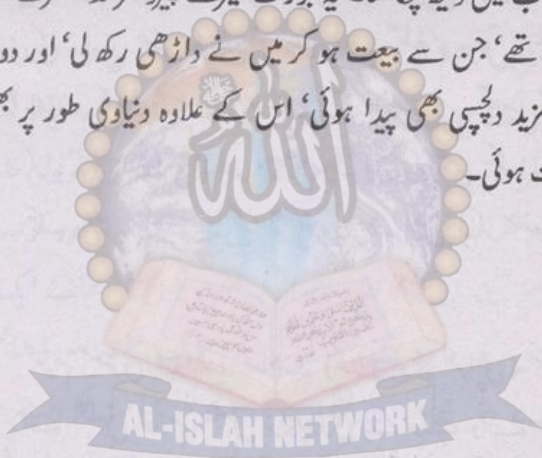
حسن صورت اور لباس

باطنی روحانی کمالات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو متناسب و دلکش قد کاٹھ، مردانہ وجاہت حسین شکل و صورت کی دولت سے بخوبی نوازا تھا، قد طول مائل، رنگ سفیدی مائل، بارونق نورانی چہرہ، مہندی سے مزین، کم گنجان ریش مبارک، لبیں مختصر، سر پر لمبی زلفیں کان کی لو تک، نرم و نازک، مگر بھرا ہوا جسم، کشادہ سینہ اور ہاتھ ریشم کی مانند ملائم تھے۔ عرصہ سے ہاتھوں میں رعشہ اور خفیف سا لرزہ تھا، مگر تحریر و کتابت خوشخط اور مسلسل ہوتی تھی، خوبصورت آنکھیں کشادہ پیشانی، آواز نہایت پیاری اور پر تاثیر نہ زیادہ پست نہ زیادہ بلند، کشادہ ہاتھ، کشادہ پاؤں، کبھی سبک رفتار چلتے تھے اور کبھی آہستہ، (آپ کے پیرو مرشد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی معمول تھا)

لباس متوسط پہنتے تھے، نہ اتنا عمدہ کہ تکبر کا شائبہ ہو، نہ اس قدر سادہ کہ عالمانہ اور صوفیانہ وقار کے خلاف ہو، ہمیشہ پر وقار صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے تھے۔ جو لباس پہنتے بدن پر خوب جچتا تھا، بچپن ہی سے آپ کو سفید لباس زیادہ پسند تھا۔ کرتا، شلوار اور کاندھے پر دوشالہ سب سفید ہوتے تھے، بعض اوقات انگوشہ (دھاری دار) بھی استعمال کرتے تھے، واضح رہے کہ دوشالہ استعمال کرنا بھی سنت خیر الانام صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہے نہ کر مروجہ رومال، گو یہ بھی جائز ہے اور عیدین کے دن حضور حرمین شریفین سے لایا ہوا رومال اور عربی جبہ پہنتے تھے۔ مگر عام اوقات میں سفید دوشالہ ہی کاندھے پر ہوتا تھا، سر پر سفید اور کبھی سبز عمامہ اور اس کے نیچے ہاتھ سے بنی ہوئی ٹوپی پہنتے تھے۔ پہلے گھر میں یا تفریح وغیرہ کے موقعہ پر صرف ٹوپی بھی استعمال فرماتے تھے۔ مگر جب سے فتاوی رضویہ میں عمامہ کے فضائل اور اہمیت دیکھی تو ہمیشہ عمامہ سے رہتے تھے۔ سفر، حضر، بیماری خواہ تندرستی کسی حال میں عمامہ ترک نہ کیا۔ شلوار ہمیشہ پنڈلی تک

ہوتی تھی۔ آپ گھر میں اور کبھی باہر بھی ریشمی چادر (دھوتی) باندھ کر تشریف لے آتے تھے، ہمیشہ کرتہ استعمال فرماتے تھے، جس پر کف یا کالر نہیں ہوتے تھے مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے بھی کف اور کالر دار قیمض پسند نہیں فرماتے تھے چند مرتبہ طلبہ کو تنبیہہ بھی کی، جس پر کئی طلبہ اور فقیروں نے بنے بنائے قیضوں کے کالر کاٹ کر پھینک دیئے، سردیوں میں جرابیں لمبا کوٹ جو گھٹنوں سے بھی نیچے ہوتا تھا اور اونی شال یا سندھی اجرک زیب تن فرماتے تھے، سردیوں میں کبھی عمامہ کے نیچے اون کا بنا ہوا مضبوط ٹوپ پہنتے تھے، اگر کھانسی زکام کی شکایت ہوتی تو عموماً" ناک صاف کرنے کے لئے انگوشہ ساتھ لاتے تھے۔ عطر استعمال فرماتے تھے، مگر مروجہ سینٹ سے آخر میں احتراز فرماتے تھے کہ کسی نے بتایا کہ اس میں الکحل یا شراب وغیرہ ملی ہوتی ہے۔

نعلین :- دیگر لباس کی طرح ذاتی طور پر آپ عمدہ قسم کے نعلین بھی پسند نہیں فرماتے تھے، مگر چونکہ فقراء اپنی محبت کی وجہ سے عموماً" زری دار نعلین بنوا کر پیش کرتے تھے، آپ اپنے پیرو مرشد حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی پسند کے پیش نظر قبول فرماتے اور استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات ایسی نعلین لانے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔ چنانچہ مولانا جان محمد صاحب نے بتایا جب محترم حاجی عطا محمد صاحب زری دار نعلین بنوا کر لے آئے تو فرمایا میرے لئے اس کا پہننا پہاڑ سے کم بوجھ نہیں، مگر کیا کروں آپ جیسے نیک لوگوں کو ناراض کرنا بھی پسند نہیں کرتا، پہن لیتا ہوں۔ کبھی کبھی گھر میں یا باہر ہوائی چپل بھی استعمال فرماتے تھے۔

غرضیکہ آپ ظاہری و باطنی حسن و جمال کے حسین امتزاج تھے۔ آپ جدھر بھی جاتے دیکھنے والوں کی نگاہوں کا مرکز بن جاتے، کسی شہر سے گزرتے اور آپ کی گاڑی کسی وجہ سے رک جاتی تو لوگ ایک دوسرے کو دکھاتے اور حضور کے ہمسفر ساتھیوں سے پوچھتے کہ یہ کون بزرگ ہیں، کس طریقہ سے تعلق ہے۔

وغیرہ۔ ٹریفک پولیس والے از خود سلام کر کے ہٹ جاتے تھے' اس عاجز نے بارہا دیکھا کہ جب ٹرین (آپ ٹرین کے سفر کو روڈ پر ترجیح دیتے تھے) کسی اسٹیشن پر کھڑی ہو جاتی تو جو لوگ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوتے آپ کو دیکھ کر دوسروں کو دکھانے لگتے' ڈبے میں موجود کئی آدمی ساتھیوں سے آپ کا تعارف معلوم ہونے پر آپ سے ملاقات کرتے' دعا بھی کراتے' کئی وہیں بیعت بھی ہوتے تھے۔

خورد و نوش: آپ کھانے پینے کے معاملے میں بھی تمام عمر تکلف و اہتمام سے بے نیاز رہے۔ اگر دستر خوان پر عمدہ قسم کا کھانا ہوتا تو بھی بخوشی و رغبت تناول فرماتے تھے نہ زیادہ خوش ہوتے تھے' نہ ہی تزہد و ریاکاری کے طریقہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے۔ البتہ اگر میزبان کی طرف سے تکلف یا حیثیت سے زیادہ خرچہ معلوم ہوتا تو اسے فرماتے کہ کیا ضرورت تھی کہ آپ نے اتنا سارا خرچ کیا ہے؟ دال روٹی جو مہیا ہوتی بس وہی کافی تھا۔ اسی طرح اگر سیدھا سادہ کھانا پیش ہوتا تو بھی شوق و رغبت سے تناول فرماتے تھے' جوانی کے زمانے میں تو سفر' حضر میں کھانے کا اہتمام نہیں فرمایا' بلکہ تبلیغی سفر میں پسے ہوئے مرچ' نمک' ساتھ ہوتے تھے' پانی میں ملا کر سالن کے طور پر استعمال کر کے وقت گزار لیتے تھے۔ مگر بعد میں عوارض جسمانی کے پیش نظر پرہیز کے مطابق اور وقت پر کھانا کھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر کسی بے تکلف مخلص کے یہاں مہمان ہوتے تو ساتھیوں کو بھی بلا کر ساتھ کھلاتے تھے۔ جبکہ کسی نئی جگہ دعوت ہوتی تو جو کھانا بچ جاتا وہ اہل خانہ کو واپس دیتے تھے۔

چونکہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکثر و بیشتر جو کی روٹی ہی تناول فرمائی ہے' (شمائل ترمذی صہ ۸۷) اس لئے آپ آٹا پیستے وقت گندم کے ساتھ قدرے جو ملانے کا حکم فرماتے تھے نیز اتباع سنت اور صحت کے لئے مفید ہونے کی وجہ سے آپ اپنے گھر خواہ مدرسہ کا آٹا چھاننے سے منع فرماتے تھے۔

پانی :۔ جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میٹھے اور بہتر پانی کا اہتمام فرماتے تھے' اور مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آپ کے لئے سقیا سے پانی لایا جاتا تھا (الانوار المحمدیہ) اسی طرح عاشق رسول مرشدی حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی سفر خواہ حضر میں میٹھے پانی کا اہتمام فرماتے تھے' خلاف مزاج پانی پینے سے تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ درگاہ اللہ آباد شریف میں قیام کے دوران عموماً" آپ کے لئے (ڈاکٹر محترم حاجی عبداللطیف صاحب کے گھر (کنڈیارو شہر) سے پانی لایا جاتا تھا' اور درگاہ طاہر آباد شریف میں محترم حاجی محمد عرس کے نل سے آپ کے لئے پانی لایا جاتا تھا۔

چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مروجہ گلاس وغیرہ نہیں تھے' مٹی' لکڑی وغیرہ کے پیالے میں پانی پیا جاتا تھا۔ اسی لئے ترجیحی طور پر آپ بھی کٹورہ (جسے سندھی میں وٹو کہا جاتا ہے) میں پانی پیتے تھے۔
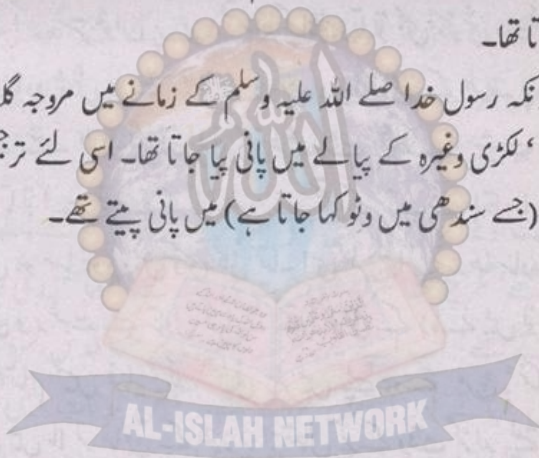
تواضع، سادگی اور دنیا سے بے رغبتی

طالب علمی کے زمانے سے لے کر آخر عمر تک حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے مزاج میں تواضع سادگی درویشی و زہد و تقوے کے اوصاف نمایاں تھے' آپ کا معاش اور طرز معیشت ہمیشہ سادہ رہا۔ ساری عمر ایک ہی سا لباس اور ایک ہی سی وضع قطع کے پابند رہے۔ تمام حالات و معاملات زندگی میں یکساں تواضع' سادگی و فقیری کی جھلک نمایاں تھی' درویشوں کے ساتھ چٹائی پر اور کبھی زمین پر بیٹھنے میں عار محسوس نہ کی۔

آپ کی زندگی کا اکثر حصہ تبلیغی سفروں میں گزرا لیکن آخری چند برسوں کے علاوہ ہمیشہ ساتھیوں کے ساتھ بس یا ٹرین کے تھرڈ کلاس (موجودہ سیکنڈ کلاس) میں سفر کیا۔ آخری چند برسوں میں عوارض کی وجہ سے علیحدہ سواری کا انتظام کیا جاتا تھا۔ مسجد کا' مدرسہ کا یا لنگر وغیرہ کا کام ہوتا' فقراء کے ساتھ مل کر گھنٹوں کام کرتے۔ اگر کوئی غریب و مسکین فقیر دعوت عرض کرتا تو امیر کی دعوت سے بڑھ کر اس کی دعوت قبول فرماتے تھے' اور اس کی حیثیت کے مطابق انتظامات سے خوش ہوتے' اور اگر اپنی حیثیت سے بڑھ کر تکلف سے انتظامات کرتا تو رنجش کا اظہار فرماتے تھے۔

مسجد شریف آتے جاتے وقت بعض اوقات فقراء اپنی محبت و تعظیم کی بنا پر آپ کی جائے نماز سے لے کر آپ کے دروازہ مبارک تک راستے پر رومال اور چادریں بچھاتے تھے کہ حضور کے قدم میمنت سے بابرکت ہوں۔ لیکن آپ ان کپڑوں پر چلنے کی بجائے معمول کے راستے سے ہٹ کر چلتے تھے۔ بعض مرتبہ اسی وقت کپڑے اٹھا لینے کا حکم فرما کر تنبیہہ کرتے تھے کہ اس غیر ضروری تعظیم کی ضرورت نہیں' آئندہ میرے لئے کپڑے نہ بچھایا کریں۔ پھر بھی بعض مسافر حضرات کبھی کبھی کپڑے بچھا دیتے تھے' لیکن آپ ان پر سے نہیں گزرتے تھے۔

پہلی بار جب حضور چک امرو تحصیل شکر گڑھ (پاک بھارت سرحد پر واقع پاکستان کا آخری اسٹیشن ہے) تشریف لے گئے، ریلوے اسٹیشن سے لے کر آپ کی قیام گاہ تک کوئی ۴، ۵ فرلانگ کا فاصلہ ہو گا، صاحب دعوت حضرات نے آخر تک نئے نئے کپڑوں کے تھان بچھا دیئے تھے۔ شاید وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ عام پیروں کی طرح حضور ہماری اس تعظیم پر خوش ہوں گے، چونکہ یہ نئے آدمی تھے حضور نے ان کو تو کچھ نہ کہا مگر خلیفہ صاحب محترم کو بلا کر فرمایا کہ ان کو سمجھائیں کہ آئندہ اس طرح کپڑے نہ بچھایا کریں۔

دراصل آپ کے جملہ حالات اور طرز زندگی اختیاری اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے تھے۔ نہ تو ان میں کسی ظاہری مجبوری کا دخل تھا، نہ ریا کا شائبہ۔ حضور سید الثقلین ﷺ کے متعلق مروی ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ عَلَى الْاَرْضِ وَيَاْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ وَ يَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ (کنز العمال صہ ۱۵۳ جلد سابع۔)

"رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کچھ بچھائے بغیر زمین پر بیٹھ جاتے تھے۔ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے، بکری باندھتے تھے۔ غلام کے جو کی روٹی کی دعوت پر بھی تشریف لے جاتے تھے، اسی طرح متعدد روایات میں متعدد اوقات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کا کام کرنا بھی ثابت ہے۔

گو آمدنی کے لحاظ سے آپ مختلف ادوار سے گزرے، اسی طرح عملی زندگی میں ذمہ داریوں کے اعتبار سے بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ لیکن آپ کا طرز معیشت ہمیشہ یکساں ہی رہا۔ گھریلو اخراجات و ضروریات سے لے کر خانقاہ و مدارس کے مصارف تک ایک ہی طرح کا عمدہ انتظام رکھا، یعنی نہ کبھی کم آمدنی کے زمانے میں

بخل سے کام لیا۔ نہ فراخی کے دور میں اسراف سے کام لیا۔ البتہ آمدنی و روانگی میں توازن کا ہمیشہ خیال کرتے تھے۔ جس قدر فتوحات میں اضافہ ہوتا تھا اسی قدر ضروریات میں بھی وسعت سے خرچ فرماتے تھے' لیکن قناعت و سادگی کا پہلو پھر بھی غالب رہتا تھا۔

یہ صرف آپ کا ذاتی کردار و عمل ہی نہیں بلکہ اپنے متعلقین و احباب کو بھی بڑی حد تک ان معمولات کا پابند بنا لیا تھا' آپ فرماتے تھے' آمدنی کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو' اپنے اخراجات اس کے مطابق رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ ادھار لے کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں اور کل پھر پریشان ہوں' بلکہ اگر خدانخواستہ قرض چڑھ گیا ہے تو روکھی سوکھی کھائیں' دو' دو' چار آنے جمع کر کے قرض کے بوجھ سے آزاد ہوں۔ قناعت اختیاری چیز ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مزید فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا موجود ہے تو کوئی حرج نہیں' اس کو جیب صندوق یا بینک میں بے شک محفوظ رکھو' مگر تمہارا دل دولت و دنیا کی محبت و حرص سے پاک و صاف ہونا چاہیے۔ دل میں ماسوائے محبت حق تعالے اور کسی دنیاوی چیز کے لئے گنجائش ہی نہیں ہونی چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ۔**

"یعنی جو دنیا کو محبوب رکھے گا آخرت کا نقصان اٹھائے گا' اور جو آخرت کو محبوب رکھے گا دنیا کا نقصان برداشت کرے گا۔" چند روزہ دنیاوی عیش و عشرت کے لئے آخرت کا نقصان برداشت کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ جب کہ ایسا ہونا قطعی بھی نہیں ہے کہ تمہاری دوڑ دھوپ محنت اور جدوجہد کے نتیجہ میں ہر پسندیدہ چیز ملے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر تو دنیا کو پیٹھ دے کر بھاگے گا تو اس کی مطلق پرواہ نہ کرے گا' پھر بھی جو تیرے مقدر میں ہوگا وہ تجھے مل کر ہی رہیگا' اور نہیں تو کم از کم قلبی سکون و راحت تو یقیناً" حاصل ہوگا' چنانچہ سنن نسائی شریف میں یہ حدیث قدسی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَا بْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَاءُ صَدْرَکَ غِنًی وَ اَسُدُّ فَقْرَکَ وَ اِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَاءُتُ یَدَیْکَ شُغْلاً وَ لَمْ اَسُدَّ فَقْرَکَ۔ ھذا حدیث حسن ' غریب سنن نسائی محشی صہ ۱۶۶ ' جلدے

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اے اولاد آدم علیہ السلام تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا' میں تیرے سینہ کو بے پرواہی سے بھر دوں گا۔ تیری محتاجی کا دروازہ بند کر دوں گا۔ اگر تو یہ نہیں کرے گا (نیکی میں کوتاہی کرے گا) تو تیرے دونوں ہاتھوں کو مشغول رکھوں گا۔ اور تیری محتاجی کا دروازہ بند نہیں کروں گا') اور تو دنیا میں پھنس کر رہ جائے گا۔ مال و دولت کے باوجود دل کا فقیر ہوگا۔ جتنا ہوگا اس سے بڑھ کر حاصل کرنے کی فکر میں مگن ہوگا۔

گرد و پیش کے حالات کو دیکھ کر اگر جائزہ لیا جائے تو ہمارا معاشرہ قرآن و حدیث کی ان پیشگوئیوں کے بالکل مصداق نظر آئے گا۔

احباب کی تجاویز: مسند نشینی کے بعد لوگوں کی بکثرت آمدورفت اور غیر اختیاری بڑھتے ہوئے اخراجات اور اس کے بالمقابل آمدنی نہ ہونے کے برابر دیکھ کر آپ کے ایک بہی خواہ بھانجے نے (جو اچھے بھلے سرکاری عہدے پر فائزہ تھے) آپ کو یہ مشورہ دیا کہ اس وقت بڑے شہروں میں دیسی مرغیوں کی بڑی مانگ ہے' آپ کی رہائش بھی دیہی علاقہ میں ہے' اس لئے آپ چند مریدین کو ملازم رکھ کر مرغیوں کی تجارت کریں' اس جائز کمائی سے آپ کی دینی ضروریات کے لئے مدد ملے گی۔ اور کسی دوسرے کا احتیاج بھی نہ رہے گا۔ گو ان کی یہ مخلصانہ اور برمحل تجویز پر کئی بار آپ نے شکریہ کے ساتھ ان کا تذکرہ بھی فرمایا' مگر عملی طور پر غیر ضروری دنیاوی الجھن سمجھ کر انکی بات سنی ان سنی کر دی' البتہ بعض بیروزگار فقراء کو اس تجارت کی ترغیب دی اور انہوں نے یہ تجارت شروع کی جس سے وہ خوشحال زندگی بسر کرنے کے قابل ہوگئے۔

سنیاسی کی پیشکش :۔ واضح ہو کہ حضور کے استاد محترم مولانا الحاج رضا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک حکیم اور بہتر سنیاسی تھے، جن کے پاس سونا بنانے کا ایک عمدہ مجرب نسخہ بھی تھا۔ آخر عمر میں ترک وطن کر کے مستقل طور پر رہائش حجاز مقدس میں اختیار کی۔ جب حضور فریضہ حج ادا کرنے حرمین شریفین گئے تو استاد محترم نے وہاں قیام کے دوران آپ کو اپنا مہمان ٹھہرایا۔

آخر میں حضور سے عرض کی کہ میں آپ کی تبلیغی مساعی سے بڑا متاثر ہوا ہوں، میں تہہ دل سے آپ کے لئے دعا گو ہوں، ساتھ ساتھ آپ کو سونا بنانے کا ایک آزمودہ نسخہ بھی بتا دیتا ہوں۔ پاکستان جا کر آپ فقراء کی مدد سے سونا خود بنائیں، جس کے بعد آپ کو کسی کا احتیاج نہ رہے گا۔ تبلیغی ضروریات، مدرسہ اور لنگر خانہ کے اخراجات بسہولت پورے ہو سکیں گے۔ وہ شاید یہی سمجھ رہے تھے کہ رسمی پیروں کی طرح میری اس پیش کش پر بڑے خوش ہو کر بصد شکریہ مجھ سے یہ نسخہ حاصل کریں گے۔ مگر آپ نے شکریہ کے ساتھ نسخہ لینے سے صاف انکار کر دیا، اور فرمایا، مدرسہ، فقراء خواہ تبلیغ اسلام کا کام یہ میرے ذاتی کام نہیں اور نہ ہی میں ان کے اخراجات کا کفیل ہوں میں تو ایک خادم ہوں، جس کا یہ کام ہے وہی مسبب الاسباب ہے، وہی دیتا ہے اور دیتا رہے گا۔ میں سونے چاندی کے نسخے لے کر کیا کروں گا، جب مجھے ان کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ (ملفوظات)

درگاہ فقیرپور شریف میں فقراء نے لنگر کے لئے متعدد بار تربوز بوئے تھے۔ مگر قریب کی بستیوں کے لوگ چوری چھپے تربوزے توڑ کر لے جاتے تھے۔ بار بار سمجھانے بلکہ پکڑے جانے کے باوجود چوری میں کمی نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ بعد از نماز عشاء جب حضور گھر تشریف لے گئے تھے، منتظمین باہمی مشورہ کے لئے جمع ہوئے، بالآخر یہ مشورہ طے ہوا کہ رات کو ایک دو آدمی پہرہ کے لئے مقرر کئے جائیں، رات بھر باری باری جاگ کر تربوزوں کی حفاظت کریں، احتیاط کے طور پر

چوکیداروں کو ایک بندوق بھی دی جائے ابھی منتظمین حضرات مشورہ کے لئے جمع ہی تھے کہ اچانک حضور گھر سے تشریف لے آئے اور پوچھا کہ کس موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی۔ انہوں نے صورت حال بیان کی' سن کر فرمایا' معمولی تربوزوں کے لئے کسی کو بندوق دے کر چوکیداری کے لئے بٹھانا عقلمندی کی بات نہیں۔ اگر کوئی دنیاوی نقصان ہوتا ہے تو بڑی بات نہیں اس کے لئے اتنا سخت قدم اٹھانا' جس سے بڑے نقصان کا اندیشہ ہو ایسے تربوزوں کی لنگر کو کوئی ضرورت نہیں۔ کل یہ سارے تربوز توڑ کر لے آنا مال مویشیوں کو کھلا دیں گے۔ آخر ایسے ہی کیا گیا' تمام تربوز توڑ کر بھینسوں کو کھلا دیئے گئے۔ (حاجی منظور احمد صاحب)

غرضیکہ کم آمدنی سے لے کر وسعت و فراخی کے آخری دور تک یوں محسوس ہوتا تھا کہ اپنی تمام تر رعنائیوں و دلربائیوں کے باوجود دنیا کی محبت آپ کو چھو کر بھی نہ گزری اور نہ کبھی کسی دنیاوی نقصان ہونے کی وجہ سے آپ کو افسردہ غمگین ہوتے دیکھا گیا۔ نہ ہی کسی عظیم منفعت کے موقعہ پر مسرت محسوس کرتے دیکھے گئے۔ اور یہی مومن کامل کی علامت ہے۔ اس لئے بلامبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ آیت قرآنیہ۔ **رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ** (وہ مردان حق ہیں جن کو خرید و فروخت اللہ جل شانہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔) کی عملی تصویر اور مکمل مصداق تھے۔

ایک طرف دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حلال اور جائز طریقے سے حاصل ہونے والی ہر چیز کو انعام الٰہی سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پختہ و عمدہ مکانات کی نسبت خشت و خام مٹی کے مکانات کو زیادہ پسند کرتے تھے' پھر بھی اسباب مہیا ہونے پر احباب کے مشورے کے مطابق نہ فقط آپ نے درگاہ اللہ آباد شریف و فقیرپور شریف کی جامعہ مساجد اور درگاہ طاہر آباد شریف کی جائے نماز پختہ بنانے

کی اجازت دے دی بلکہ بذات خود ان میں ہاتھ بٹایا۔

اسی طرح مدرسہ جامعہ غفاریہ اللہ آباد شریف کی موجودہ عمارت اور مستورات کے لئے مسافر خانہ بھی آپ کی اجازت سے بنائے گئے تھے جب کہ ان کے متعلق آپ کی تجویز یہ تھی کہ سیم و تھور کے خطرہ کے پیش نظر ان کا نچلا حصہ پختہ ہو اور اوپر کچی اینٹیں استعمال کی جائیں' جس سے برکت اور سادگی بھی برقرار رہے گی اور خرچہ بھی کم ہوگا' اور مکان زیادہ گرم بھی نہ ہوگا۔ لیکن انتظامیہ کے مشورہ کے پیش نظر آپ نے ان کی تجویز برقرار رکھی' ان کے علاوہ آپ کی حیات مبارکہ ہی میں آپ کا مکان پختہ بنایا گیا۔

البتہ غیر ضروری تکلفات ساز و سامان اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کو نہ تو اپنایا نہ ہی کسی دوسرے کے لئے پسند فرمایا۔ بلکہ ایسی چیزوں سے آپ کی طبعیت اور بھی منقبض ہو جاتی تھی۔ اسی طرح بڑے آدمی بھی چونکہ عموما خود پسند و متکبر ذہنیت کے ہوتے ہیں اور اکثر و بیشتر بزرگوں کے پاس بھی کسی دنیاوی مقصد کے تحت ہی آتے ہیں' اس لئے اس قسم کے آدمیوں کے آنے کی نسبت نہ آنے پر اور بھی خوش ہوتے۔ اور یہی انبیاء و اولیاء کا معمول رہا ہے' چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا' مجھے مساکین سے محبت اور مالداروں سے نفرت ہے۔ (مکاشفتہ القلوب صہ ۲۹۲)

اگر کوئی صاحب پہلے ہی عرض کرتا کہ سائیں فلاں رئیس صاحب یا فلاں افسر حضور کی خدمت میں آنا چاہتا ہے' تو آپ منع فرماتے تھے کہ ہم فقیر آدمی ہیں' نہ معلوم وہ کس ذہن کے ہوں' ایسے آدمیوں کا آنا طبیعت پر بوجھ بن جاتا ہے۔ اس لئے کسی حیلے بہانے سے انکو ٹال دینا' ان کا ہم فقیروں میں حسن ظن ہے تو ہم بھی ان کے لئے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو احکام شریعت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے' بس یہاں پر آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح بعض مشہور و

معروف واعظ یا جید مدرس علماء کرام گو آپ کے معتقد ہوتے، پھر بھی اگر کوئی کہتا حضور وہ آنا چاہتے ہیں، کب اور کہاں ان کو لے آؤں تو فرماتے تھے، ان کو یہاں آنے کی تکلیف نہ دیں وہ دین متین کی جو خدمت کر رہے ہیں، اس سے ہمارا دل از حد خوش ہے، ہم ہمیشہ ایسے صالح علماء کرام کے لئے دعا گو ہوتے ہیں۔ آپ ہماری طرف سے ان کو سلام کہنا اور دعا کے لئے عرض کرنا، وہ عالم دین لائق خدمت و توقیر ہیں۔ ہم سیدھے سادے آدمی ہیں، ہمارے فقراء بھی اپنے خیال کے ہوتے ہیں، نہ معلوم یہاں کے حالات و معاملات رہن سہن ان کو پسند آئے یا نہ آئے پوری طرح سے ان کی خدمت ہو سکے یا اس میں کوتاہی ہو جائے وغیرہ۔

البتہ اگر اسی قسم کا آدمی آجاتا تو بڑی فراخدلی و محبت سے حال و احوال دریافت فرماتے اور موقعہ کی مناسبت سے کچھ نہ کچھ نصیحت بھی ضرور فرماتے اور خصوصی برتاؤ کرتے تھے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا بھی حکم ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حیثیت کے مطابق برتاؤ رکھا کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ الصِّدِّيقَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔

اسی طرح اگر کوئی سیاسی لیڈر، یا امیدوار دعا کرانے آجاتا تو اس کی اصلاح اور ملک و ملت کی خدمت کی توقع رکھتے ہوئے مسنونہ طریقہ کے مطابق اخلاق کریمانہ سے پیش آتے، بالخصوص اگر وہ صاحب اہل بیت میں سے یا کسی بزرگ کے خاندان میں سے ہوتے تو انکی مناسب تعظیم بھی فرماتے تھے۔ ساتھ ساتھ اس انداز سے احساس ذمہ داری دلا کر خدمت خلق کے لئے آمادہ کرتے کہ ان کو مزید کچھ کہنے کی نہ ہمت ہوتی نہ اس کی ضرورت ہی رہتی۔ کافی دیر نصیحت کے بعد اس کے لئے دعا فرماتے اور وہ رخصت ہو جاتا۔ دیندار لوگوں سے تو ویسے ہی آپ کو پر خلوص محبت ہوتی تھی امیر ہوتے خواہ فقیر۔

غریبوں سے محبت : اس کے برخلاف سیدھے سادے بے تکلف مسکین قسم کے آدمیوں سے آپ کو خصوصی انس، شفقت اور محبت تھی، اور یہی لوگ حضور خیرالبشر صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بھی محبوب اور اکثر اہل مجلس تھے، یہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھنے کا حکم فرمایا سورہ کہف کا یہ واقعہ بکثرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جناب حبیب کبریا نور مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی کہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہو تو فقراء جیسی زندگی اختیار کیۓ رکھنا اور مال داروں کی مجلس سے دور رہنا اور دوپٹہ پیوند لگائے بغیر نہ اتارنا' اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عملاً یہی کرکے دکھایا۔ کہ وسعت و فراوانی کا زمانہ آنے پر ایک ایک لاکھ درہم تک ایک دن میں خیرات کرتی رہی اور اس کے باوجود ان کے دوپٹے میں پیوند لگے ہوتے اور کھانا از حد سادہ ہوتا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

اسی طرح سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے بھی اکثر اہل مجلس و متعلقین غریب ہی رہے اور یہی حکم رسول اللہ ﷺ کا ہے کہ **تَوَاضَعُوْا وَ جَالِسُوْا لِمَسَاکِیْنَ تَکُوْنُوْا مِنْ کُبَرَاءِ اللّٰہِ وَ تَخْرُجُوْنَ مِنَ الْکِبْرِ عن ابن عمر کنزل العمال** صہ ۱۱۳ جلد ثالث حدیث نمبر ۵۷۲۵)

"یعنی تواضع اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کے حضور بڑے (محترم) ہو جاؤ گے اور تکبر سے آزاد ہو جاؤ گے۔ کئی درویش فقراء جن سے بڑے آدمی ہنس کر بات بھی نہ کریں، حضور ایسے درویشوں سے ان کے مزاج و مذاق کے موافق ایسے ہنس مکھ انداز میں باتیں کرتے تھے کہ ان کے ہی نہیں تمام حاضرین کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے، ان کی خوشی کی تو انتہا ہو جاتی، مثلاً فقیر رسول بخش (عرف مستانہ مورائی) اور فقیر خان محمد دین پوری دونوں عمر رسیدہ ہونے کے باوجود

ہمیشہ شادی کی فکر میں لگے رہتے' جب ان میں سے کوئی آجاتا تو بلا کر پوچھتے کہ بتاؤ کیا حال ہے شادی ہوئی یا ابھی انتظار ہے۔ وہ بیچارے دل کھول کر اپنی داستانیں سناتے' حضور تبسم فرما رہے ہوتے۔

آخر میں حضور حاضرین مجلس کو فرماتے کہ اس بیچارے کو عرصہ ہوگیا ہے کہ شادی نہیں ہوتی' سارے مل کر دعا کریں کہ اس کی شادی ہو جائے' پھر خود ہی ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے۔

بعض اوقات مسکراتے ہوئے فرماتے اب شادی کا خیال دل سے نکال دو' بس اب جنت میں حوریں ملیں گی ان کا انتظار کرو۔ آپ کا آخری ارشاد اگرچہ ان کے مزاج کے موافق نہ ہوتا پھر بھی آپ کا یہ مشفقانہ انداز ایسا ہوتا کہ وہ از خود پکار اٹھتے "حضور یہ درست ہے۔"

پنجاب کے ایک درویش (جن کا نام یاد نہیں) جو ہمیشہ ڈنڈا ساتھ لئے رہتے ہیں' نہایت ہی سیدھے سادے مگر مخلص و صالح اور از حد سمجھدار بھی ہیں' حضور کے تبلیغی فکر کو دیکھ کر اکثر وقت تبلیغ کرتے رہتے ہیں' مگر ان کی تبلیغ کا انداز بھی کچھ اس طرح کا ہے کہ جہاں تبلیغ کرنے گئے' مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی' کبھی امام سے اجازت لے کر اور کبھی بلا اجازت ڈنڈا لے کر تقریر کرنے کھڑے ہو جاتے' ٹھیٹھ دیہاتی قسم کے آدمی ہیں' کوئی خاص علمی لیاقت بھی نہیں' نہ ہی زبانی چالاکی و ہوشیاری ہے' لیکن ان کے سیدھے سادے الفاظ میں دربار شریف پر نافذ نظام مصطفے ﷺ کی تفصیلات سن کر لوگ از خود متاثر ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے حسب معمول ایک بار حضور سے اپنی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔

حضور ایک مسجد میں نماز پڑھ کر تبلیغ کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میں نے اجازت نہیں لی تھی' اس لئے مولوی صاحب غصہ میں آکر مجھے تقریر سے روکنے لگا' میں نے کہا جی تقریر کرنی ہے' وہ نہ مانا' آخر مجبور ہو کر میں نے ڈنڈا اٹھایا' مولوی صاحب کو مارتا' لیکن وہ فورا بھاگ کر مسجد سے باہر چلا گیا۔ میں نے اپنی

تقریر جاری رکھی، حضور اس کے مستانہ وار تبلیغی احوال سے بڑے محظوظ ہو رہے تھے، جب وہ احوال سنا کر بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا، اس طرح تبلیغ نہیں کی جاتی، علماء واجبِ تعظیم ہیں، اگر آپ کو وعظ کہنا ہو تو ان سے اجازت لے لیا کریں۔ کسی سے لڑیں نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی موقعہ پر وہ سزا آپ کو ہی بھگتنی پڑے۔ اس لئے علماء سے با ادب و احترام پیش آیا کریں۔ کہنے لگا جی پھر وہ کیوں مجھے منع کرتے ہیں، ان کو سزا دینی چاہئے، میں کسی کی مخالفت تو کرتا نہیں۔ غرضیکہ بعض درویش اپنی ناعلمی کی وجہ سے اگر بے تکلف غیر ذمہ دارانہ کوئی بات کرتے یا ضرورت سے زیادہ کلام کرتے تھے، پھر بھی آپ ان سے تنگ نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض اوقات تو اور بھی خوش ہوتے تھے۔

یہی درویش جب دوسری بار دربار شریف پر حاضر ہوا نماز عصر کے بعد بلا کر فرمایا، فقیرا بتا تو سہی اس مولوی صاحب کو کس طرح ڈنڈا لے کر مسجد سے نکالا تھا، واضح ہو کہ اس درویش کے ساتھ عموماً آپ سرائیکی میں بات کرتے تھے اور وہ پنجابی میں بات کرتا تھا۔

بعض لوگ اپنی ذاتی مشکلات کے لئے دعا کرانے آتے اور کافی دیر تک مقدمہ یا بیماری کی تفصیلات سنانا شروع کر دیتے کہ اہل مجلس بور ہو جاتے تھے، مگر حضور دلجمعی سے خاموش سنتے رہتے تھے۔ حالانکہ کسی کے ذاتی معاملات میں آپ کو قطعاً دلچسپی نہیں ہوتی تھی، اگر کوئی کسی کی شکایت شروع کر دیتا تو منہ پھیر لیتے اور کہتے کہ کوئی اور بات کرو، مجھ سے گلہ کیوں کرتے ہو۔ **وَ اِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ** (کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر خفا ہوتے تھے تو منہ پھیر لیتے تھے۔) شمائل ترمذی صفحہ ۱۲۱

بعض زمانے کے ہوشیار آدمی اپنی چالاکی کے بل بوتے پر منہ کھول کر ادھر ادھر کی باتیں بنا کر اپنے مدعی و مقصد کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے تو آپ مختصر الفاظ میں ان کا ایسا مثبت جواب دیتے کہ اس کے لئے خاموش رہنے

کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہوتا تھا۔

کسر نفسی اور عزت

آپ کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کشف و کرامت، واردات قلبیہ اور فیوض و برکات کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ زہد و عبادت، طاعت و تقوی میں بھی اپنی نظیر آپ تھے، مگر ان جملہ کمالات ظاہری و باطنی کے باوجود اپنے آپ کو لاشیء فقیر کہتے لکھتے اور سمجھتے تھے۔ ہمیشہ صفت عبدیت کا غلبہ رہتا تھا۔ کبھی اشارہ یا کنایہ سے بھی اپنی بزرگی و خوبی کا اظہار کرنا بجائے خود اگر کوئی اور صاحب آپ کے کمالات کا بیان کر کے عقیدت کا اظہار کرتا جو فی الواقع حقیقت بھی ہوتا۔ پھر بھی آپ فرماتے یہ میرا نہیں میرے پیرو مرشد حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کرم و کمال ہے، میری کیا حیثیت ہے، یہ میرے پیرو مرشد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت اور کمال نظر و شفقت ہے۔ کہ اتنا دینی و تبلیغی کام ہو رہا ہے، دور دور سے اتنے سارے احباب آکر جمع ہوتے ہیں۔ ورنہ میں اس لائق کہاں ہوں۔ کیا دال اور کیا بسم اللہ؟ یہ تو بس ایک عرف عام کا مقولہ ہے، ورنہ دال بھی ایک نعمت خداوندی ہے۔ اس کے لئے بسم اللہ شریف پڑھنی ہی چاہئے میری حیثیت تو اتنی بھی نہیں وغیرہ۔

سچ فرمایا ہے حضور رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے۔ **مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ ضَعِیْفٌ وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَ مَنْ تَکَبَّرَ وَ ضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَ فِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ** ○ کنزالعمال صہ ۱۱۵ جلد ثالث

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرماتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے تئیں ضعیف ہی کیوں نہ سمجھتا ہو۔ مگر لوگوں کی نظروں میں وہ عظیم شخصیت ہوتا ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ

تعالیٰ اس کو پست کر دیتا ہے' وہ اپنے تئیں کتنا ہی بڑا کیوں نہ سمجھتا ہو' مگر لوگوں کی نظر میں وہ حقیر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے کتے اور خنزیر سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ جب کہ اس کے برعکس بقول بزرگے

ازاں برملائک شرف داشتند

کہ خود رابہ از سگ نہ پنداشتند

یعنی اسی لئے تو اولیائے کرام کو فرشتوں سے بڑھ کر بزرگی حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو کتے سے بہتر نہ سمجھا۔ تواضع کے موضوع پر مذکور شعر کے ساتھ آپ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا یہ قول بھی بیان فرماتے تھے۔

"جب تک کوئی اپنے آپ کو فرنگی کافر سے کمتر نہیں سمجھتا اس وقت تک اس پر معرفت خداوندی حرام ہے۔" تواضع و کسر نفسی کے ساتھ ساتھ آپ ریا کاری اور دکھلاوے کے بھی سخت مخالف تھے' یہاں تک کہ ریا کے خوف سے مسجد میں نہ تو زیادہ نوافل پڑھتے تھے اور نہ تسبیح لے کر پڑھتے' البتہ گھر میں ہوتے تو نوافل ادا کر رہے ہوتے یا تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے' یا حدیث و فقہ اور تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہوتے یا تسبیح ہاتھ میں لئے درود شریف یا اور دیگر وظائف میں مشغول ہوتے' آپ کے بستر پر ہمیشہ کتابوں کا اچھا بھلا ذخیرہ موجود رہتا تھا۔

لاکھوں مخلص مریدین کے پیرو مرشد ہونے کے باوجود ذہنی خواہ عملی طور پر مدت العمر آپ منکسر المزاج ' سادہ اور سادگی پسند رہے' تبلیغی سلسلے میں صاحب دعوت کی حیثیت کے مطابق آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ سواری سے لے کر اونٹ ' تانگے' گھوڑے بلکہ گدھے گاڑی تک کی سواری کی اور اس میں ذرہ بھر بھی نفرت یا ہتک عزت محسوس نہ کی۔ صحت و جوانی کے زمانے میں تو میلوں پیدل چل کر بھی تبلیغ کرنے جاتے تھے۔ بعض مخلصین اپنی صداقت و محبت کے پیش نظر

اپنی حیثیت سے زیادہ کھانے کا تکلف کرتے یا سواری کا انتظام کرتے تو آپ بجائے خوش ہونے کے ان پر رنجیدہ ہوتے تھے کہ تم نے کیونکر یہ تکلیف کی ہے۔ مثلاً۔ پہلی بار جب کاچھو کے علاقہ میں خلیفہ محترم حاجی عبدالسلام صاحب نے دعوت کی اس وقت سواری کے لئے اونٹ لے کر آئے' کافی عرصہ بعد دوسری بار جب جانے کا پروگرام ہوا تو انہوں نے سواری کے لئے جیپ کا انتظام کیا' آپ جیپ پر تشریف لے گئے' لیکن وہاں پہنچتے ہی حاجی صاحب کو بلا کر فرمایا آپ غریب آدمی ہیں جیپ کی کیا ضرورت تھی۔ سواری کے لئے اونٹ اچھی سواری ہے' ہم خوشی سے اونٹ کی سواری کرتے ہیں' بلاوجہ آپ نے اتنا خرچہ کیا ہے' آپ کا یہ مشفقانہ عتاب سنتے ہی خلیفہ صاحب موصوف کی آنکھوں میں محبت کے آنسو بھر آئے' وجد و جذب کی حالت میں کافی دیر تک اپنی سرائیکی زبان میں عشق و محبت کے اشعار پڑھتے رہے۔

عموماً" تفریح کے لئے حضور دربار عالیہ سے ملحق لیموں کے باغ یا سبزی میں سیر کیا کرتے تھے۔ ساتھ ساتھ موجودہ فصل کی نگہداشت بھی کرتے تھے۔ اور کارکنوں کو ہدایات بھی دیتے تھے' اگر کوئی معمولی چیز پڑی ہوئی نظر آتی' مثلاً پیاز' مرچ' لہسن وغیرہ تو خود اٹھا کر لے آتے' مرچیں جمع کرتے وقت طلباء و فقراء کے ساتھ خود بھی جمع کرتے تھے' بلکہ گری ہوئی مرچیں یا جو چوہوں نے اپنے بلوں کے پاس جمع کی ہوتی تھیں خود جمع کرتے اور فقراء کو بھی اس کے جمع کرنے کا حکم فرماتے تھے تاکہ یہ معمولی چیزیں ضائع ہونے نہ پائیں۔

شلغم کے پتے عموماً" بیکار سمجھ کر مال مویشی کو دیئے جاتے ہیں' مگر حضور شلغم کے ساگ کو پسند فرما کر لنگر میں پکواتے تھے' خود بھی اسی میں سے کھاتے' طلبہ اور مسافروں کو بھی یہی ساگ دیا جاتا (اور اب بھی یہی معمول ہے)

اس سلسلے میں محترم خلیفہ مولانا محمد ایوب صاحب چانڈیو نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں باغ کے قریب کھڑا تھا کہ حضور ایک بڑا ٹوکرا لئے باغ کی طرف جا رہے

تھے‘ میں نے جاکر آپ سے ٹوکرا پکڑ لیا‘ آپ نے فرمایا کہ گوگڑو (شلغم) کے پتے بیکار پڑے ہوئے ہیں‘ سالن کے لئے لے جانے ہیں‘ وہاں پہنچ کر دونوں نے شلغم کے پتے جمع کر کے ٹوکرے میں ڈالے‘ ٹوکرا میں نے دروازہ تک لاکر آپ کو دیدیا اور آپ گھر لے گئے۔

بعض اوقات کھیتی باڑی میں تفریح کے دوران کسی صلاح مشورے کے لئے کسی خلیفہ صاحب یا مدرسہ کے استاد کو بلاتے اور کچھ دیر کے لئے بیٹھنا ہوتا تو بلا تکلف زمین پر بیٹھ جاتے تھے‘ البتہ اگر کوئی جلدی سے رومال یا کپڑا بچھا دیتا تو اس کو رد نہیں فرماتے تھے‘

پاؤں چومنا اگرچہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے‘ حدیث وفد عبدالقیس رضی اللہ عنہم خود بیان فرماتے تھے اور جائز سمجھتے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ محکمہ تعلیم پنجاب کے ایک افسر کے خط کے جواب میں‘ جس میں دیگر اعتراضات کے علاوہ اس نے پاؤں چومنے کو ناجائز اور حرام لکھا تھا احقر اور مفتی محترم مولانا عبدالرحمن صاحب کو کافی مواد عنایت فرما کر مزید دلائل جمع کر کے جواب تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ ہم نے تفصیل سے جواب لکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور پسند فرمانے پر اس کے نام بھیج دیا مگر صورۃ چونکہ اس سے بڑائی معلوم ہوتی ہے‘ اس لئے اپنے پاؤں چومنے خواہ پاؤں پر ہاتھ رکھنے سے ہمیشہ منع فرماتے تھے‘ خاص کر اس وقت اور بھی برا مانتے تھے جب آپ وعظ بیان فرما رہے ہوتے یا وعظ سنتے یا کسی خاص مشورہ میں بیٹھے ہوتے اور کوئی قدم بوس ہوتا۔

محترم محمد ایوب اور چند دیگر احباب حضور کے بڑے مخلص اور پرانے مرید و خادم ہیں‘ عرصہ سے جامع مسجد الفتح کھنڈو گوٹھ ‘کراچی‘ سے متصل ایک کمرہ پر مشتمل مختصر سے ذاتی مکان میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے بتایا غالباً” ۱۹۷۲ء میں حضور تبلیغی سلسلے میں کراچی تشریف فرما ہوئے۔ میری خواہش اور احباب کے مشورے کے مطابق میرے غریبخانہ پر قیام فرمایا۔ شہر میں جہاں کہیں بھی جلسہ ہوتا‘ آپ یہاں ہی واپس

آکر آرام فرما ہوتے تھے۔ ان دنوں موجودہ مدرسہ نور الاسلام (جہاں فی الوقت سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں' حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کی تعلیم کا بھی خاصہ انتظام ہے) کے بھی غالباً" دو ہی خستہ حال کمرے تھے اور بس' ایک مرتبہ میں ڈیوٹی پر چلا گیا آپ نے محترم جناب خلیفہ قاری شاہ محمد صاحب (مہتمم مدرسہ و خطیب مسجد الفتح) کو بلا کر فرمایا یہ کمرہ تنگ ہے' ہوا کا گزر بھی نہیں اس لئے میں مدرسہ میں ہی رہوں گا۔ گو مدرسے کے کمرے کیسے ہی سیدھے سادے ہیں' اس کی کوئی پروا نہیں' میں خود سیدھا سادا فقیر آدمی ہوں' بہرحال آپ مدرسے میں منتقل ہوگئے۔ واپسی پر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ نہ معلوم کیوں حضور میرے یہاں نہیں ٹھہرے۔ آپ نے از خود مجھے بلا کر فرمایا! ہم آپ سے خوش ہیں آپ مطمئن رہیں' آپ کا مکان بھی ہمیں پسند ہے' لیکن مدرسہ ذرا کشادہ اور ہوا دار ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے مدرسہ میں رہنے سے ان کو مدرسہ کی تعمیر میں زیادہ دلچسپی پیدا ہو اور جلدی یہ مدرسہ تیار ہو کر دینی خدمات انجام دے۔

دوسری بار جب بہ سلسلہ علاج حضور کراچی تشریف لائے تو محترم قاری صاحب اور دیگر خلفاء کرام نے باہمی مشورہ سے محترم عرفان صاحب کے مکان پر آپ کی رہائش کا انتظام کیا' جب حضور تشریف لے آئے' سفر کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے آتے ہی چارپائی پر لیٹ گئے' میں آپ کے پاؤں مبارک دبانے لگا' فرمایا' مجھے عمدہ مکانات پسند نہیں۔ رہائش کا انتظام یہاں نہ ہوتا تو بہتر تھا۔ میرے لئے مدرسہ زیادہ موزوں تھا' سیدھے سادے مکانات میں برکت اور رحمت زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی حضور عرفان صاحب محبت والے ہیں انہوں نے خود عرض کی تھی کہ حضور میرے مکان میں ٹھہریں فرمایا چلو ٹھیک ہے' یہیں رہتے ہیں' مگر یہاں دل نہیں لگتا۔

راقم الحروف بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا کئی بار آپ نے اس مکان میں ٹھہرنے کی دقت محسوس کرنے کا ذکر فرمایا۔ مگر صاحب مکان کی محبت و خلوص کی وجہ سے تقریباً دس دن اس مکان میں ٹھہرے' اس کے بعد بھی کراچی آمد کے موقعہ پر ان

کے یہاں قیام فرماتے رہے۔

محترم قاری شاہ محمد صاحب نے بتایا کہ ایک بار آپ نے فرمایا! چونکہ بڑے آدمی عموماً متکبر ہوتے ہیں' اس لئے ان کے آنے سے ہمیں بوجھ محسوس ہوتا ہے' وہ اپنے خیالات کے ہوتے نہیں' اور ہم سیدھے سادے فقیر آدمی ہیں۔

شہرت سے نفرت: آپ نامداری و شہرت کے نہ تو کبھی طالب ہوئے نہ ہی اسباب شہرت کو پسند فرمایا' یہاں تک کہ اگر صاحب دعوت حضرات آپ کے جلسوں کے اشتہارات اخبارات میں چھپواتے یا مروجہ طریقہ کے مطابق عام اشتہارات چھپوا کر تقسیم کرتے اور دیواروں پر چسپاں کرتے' عرصہ تک تو آپ صاف الفاظ میں اس سے منع فرماتے تھے' مگر بعد میں تبلیغی فائدے کے پیش نظر منع نہیں فرماتے تھے' راقم الحروف نے اپنی کتاب ہدایت السالکین چھپوانے سے پہلے آپ کی خدمت میں پیش کی' فرصت کے اوقات میں آپ مسجد شریف میں تشریف فرما ہوتے اور یہ عاجز پڑھ کر سناتا تھا' جستہ جستہ مقامات پر آپ اصلاح فرماتے رہے کہ یہ عبارت اس طرح ہونی چاہیے۔ یا فلاں کتاب سے یہ عبارت لے کر یہاں شامل کریں وغیرہ وغیرہ۔ اسی کتاب میں میں نے اپنی عقیدت و محبت بلکہ حقیقت کے پیش نظر دربار عالیہ اور آپ کے تبلیغی' اصلاحی' مساعی کے تعارف کراتے وقت آپ کے نام کے ساتھ غوث الاعظم' حضور قبلہ' عالم' مجدد مائۃ حاضرہ القاب لکھے تھے' آپ نے سن کر فرمایا یہ القاب مٹا دیں۔ میں ایک فقیر آدمی ہوں' یہ القاب بہت بڑے ہیں' میں ان کا اہل نہیں ہوں' جن کے نام کے ساتھ جچتے ہیں' ان کے لئے لکھے جائیں۔ اس پر میں نے عرض کی کہ حضور یہ تو میں نے لکھے ہیں' حضور نے خود تو نہیں لکھے کہ اس سے تکبر و نامداری سمجھی جاتی۔ فرمایا گو آپ نے لکھے ہیں' آپ کی عقیدت و محبت اپنی جگہ مسلم' مگر میں اپنے لئے یہ القاب پسند نہیں کر سکتا۔ (آخر میں نے اسی وقت ان القاب پر لکیر کھینچ کر آگے سنانا

شروع کیا) پھر بھی کتاب کی ترتیب کے بعد جب جی چاہا کہ اگر حضور اپنے دست مبارک سے تقریظ کے چند کلمات تحریر فرما کر عنایت فرمائیں تو میرے لئے دارین کی سعادت اور عید سے بڑھ کر خوشی کا موقعہ ہاتھ آ جائے گا۔ اور کتاب کی برکت و افادیت بھی دگنی ہو جائے گی۔ آخر ڈرتے ڈرتے بڑی مشکل سے اس گزارش کی جسارت کی۔ جس پر فرمایا۔ "آپ نے تو اس کتاب میں میری تعریف کی ہے، اس صورت میں میں کیسے آپ کو تقریظ دے سکتا ہوں۔ اگر آپ نے کتاب میں میرے متعلق کچھ نہ لکھا ہوتا تو میں خوشی سے تقریظ لکھ دیتا۔" یہ تھی آپ کی منکسر المزاجی اور تواضع، جہاں آج کل کے دور میں کسی کے ذہن کی رسائی بھی مشکل ہے۔ اسی شہرت اور غیر ضروری الجھاؤ کے پیش نظر ہمیشہ ملکی سیاست سے دور رہے اور اپنے متعلقین کو بھی کبھی سیاست میں آنے کی ترغیب نہ دی، یہاں تک کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے دوران سندھ کے بعض مشہور علماء اور گدی نشینوں نے بڑے اصرار سے آپ کو آگے آنے کے لئے کہا مگر آپ نے معذرت کی۔ یہ حقیقت کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ مگر آپ کی عملی زندگی، تبلیغی و اصلاحی کاوشوں سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ نے بوریئے پر بیٹھ کر ملک و ملت کی جو خدمت کی، مغربی ماحول سے متاثر ذہنوں کی تربیت کی، ایسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں دین اسلام کے شیدائی بنائے جو پہلے نام کے تو مسلمان تھے مگر اعمال و عقائد کے لحاظ سے یورپ سے زیادہ قریب تھے۔ کم از کم پاکستان کی تاریخ میں کسی نے اقتدار اسمبلی میں رہ کر اس کا عشر عشیر بھی ذہنی تطہیر نہیں کی۔

حضور کو لوگوں کے ہجوم و کثرت سے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ میرے مریدین زیادہ بنیں، بلکہ ذاتی طور پر آپ تنہائی پسند تھے، مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے بچپن، طالب علمی کے زمانے میں اور اس کے بعد عموماً گوشہ نشین نظر آئے، کسی کے بات چیت کرنے پر مختصر جواب دے کر خاموش ہو جاتے۔

حضرت پیر مٹھا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقرب ترین خلیفہ اور عالم ہونے کے باوجود مجلس میں غیر نمایاں طور پر جماعت کے پیچھے بیٹھے رہتے تھے' اور رحمت پور شریف میں وعظ نہیں فرماتے تھے' شاذو نادر ہی کسی دوسری جگہ عام اجتماع میں خطاب فرمایا ہوگا۔

تبلیغی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد محض تبلیغ اسلام کے پیش نظر جلسہ عام میں مسند پر جلوہ فرما ہوتے اور وعظ فرماتے تھے۔ پھر بھی دین سے عدم دلچسپی اور ناقدری دیکھ کر بار بار یہ شعر پڑھتے تھے۔

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

آخری چند برسوں میں تو دل کی ترجمانی کرنے والا یہ شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

پیدل سفر:۔ سید علی حیدر شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ راودھن اسٹیشن سے دین پور شریف جانا تھا' سواری کے لئے کسی کو اونٹ یا بیل گاڑی لے آنے کے لئے بھی نہیں کہا تھا' فاصلہ بھی کافی زیادہ تھا' اس لئے میں نے اپنے شوق سے کرایہ پر ٹانگہ لے جانے کے لئے عرض کی' فرمایا کہ پیسے تو میرے پاس بھی ہیں' لیکن جب اتنا فاصلہ پیدل سفر کرسکتے ہیں تو یہ پیسے کسی اور کام میں لائے جاسکتے ہیں' یہ فرما کر پیدل ہی دین پور شریف تک میرے ساتھ چلے۔

حسن تربیت اور تاثیر

حضور اکرم شفیع محتشم صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت باعث سعادت سے قبل اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظاہری علوم و فنون سے ناآشنا سیدھے سادے دیہات کے رہنے والے سخت مزاج بت پرست اور مسکین تھے مگر

آنحضرت ﷺ کی باطنی توجہات عالیہ اور ظاہری اعلیٰ تربیت نے ان سادہ لوح گنواروں میں ایسا عظیم انقلاب برپا کیا کہ وہی نرم دل خدا پرست ، سنجیدہ مزاج صاحب علم و بصیرت یہاں تک کہ اعلیٰ عمل دار ، عامل و گورنر کے عہدوں تک جا پہنچے، کسی نے خوب کہا ہے۔

بن گئے اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام

اسی طرح مرشدی و مربی نائب نبی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے بھی اپنے معتقدین و مریدین کی ظاہری و باطنی تربیت اس اعلیٰ پیمانے پر فرمائی کہ ایک طرف تو ملک بھر میں بکثرت دینی مدارس قائم فرما کر علم دین کی ابدی روشنی پھیلائی، مردوں اور عورتوں کے لئے جداگانہ تعلیم بالغاں کا موثر و مناسب انتظام فرمایا۔ جس سے سینکڑوں نوجوان اور عمر رسیدہ افراد عالم ، فاضل اور مبلغ اسلام بنے دوسری طرف خلفائے کرام کے ذریعے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں ، دیہاتوں شہروں اور جیلوں میں دعوت و اصلاح کا ایسا منظم و مفید پروگرام شروع کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں تارک صلوٰۃ ، ظالم ، فاسق و فاجر جو اپنی زندگیوں کا ایک معتدبہ حصہ ضائع کر چکے تھے۔ تائب ہو کر متقی و پرہیز گار بن گئے۔ بلکہ آگے چل کر ان میں سے کئی ایک مبلغ اسلام ، خطیب و امام بنے اور آج بھی دین اسلام کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

ویسے تو آپ کی ہر مجلس و محفل بلکہ چلنا پھرنا، سفر خواہ حضر تربیت ہی تربیت تھے، تاہم یہاں دربار عالیہ پر وقتاً" فوقتاً" ہونے والے خصوصی تربیتی پروگراموں کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ عموماً" سرما و گرما کی سرکاری تعطیلات کے دنوں میں یہ پروگرام رکھا جاتا تھا۔ جس میں ایک مزارع سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ، آپ کے خلفاء اور فقراء بکثرت شامل ہوتے تھے۔ جن میں آپ کے خصوصی ارشادات و توجہات عالیہ کے علاوہ ، قرآن مجید کی صحت تلفظ، قرات ، ترجمہ ، تفسیر

منتخب احادیث نبویہ ﷺ کا ترجمہ، تشریح، فقہ کے ضروری مسائل تصوف و سلوک سے مناسبت اور تبلیغی صلاحیت اجاگر کرنے کے لئے فتح الربانی ملفوظات سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ، مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ الوابل الصیب، الحدیقتہ الندیتہ فی آداب الطریقہ النقشبندیتہ، احیاء علوم الدین (حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ان ہی کی کتاب المنقذ من الضلال میں سے بعض منتخب حصے پڑھے جاتے تھے، مسائل نماز از بر یاد کرائے جاتے تھے، تربیتی پروگرام میں شامل اکثر احباب درس کے ضروری فوائد خاص کر آیات و احادیث کے ترجمے تشریح و تفسیر لکھ کر یاد کرتے اور حضور کے فرمان کے مطابق پہلے تنہائی میں پھر اسپیکر پر تقریریں کرتے تھے۔ اساتذہ اور دیگر اہل علم ان کی اصلاح کرتے تھے۔

خود حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ بھی ان کی طالب علمانہ تقاریر سن کر خوشی کا اظہار فرما کر مزید ہمت افزائی فرماتے تھے۔ بعض اوقات اپنی مجلس میں کھڑا کر کے وعظ کرنے کا حکم فرماتے یا ان سے تلاوت کلام پاک سنتے، گو نئی تقریر سیکھنے والے بعض ناخواندہ فقراء بہت سی غلطیاں کرتے اور کئی سیدھے سادے فقراء تو چند کلمات کے بعد و آخر دعوانا کہہ دیتے، جن پر کبھی طالب علم ہنستے بھی تھے، مگر ان طلبہ کو سخت تنبیہہ فرما کر اس متعلقہ فرد کو تسلی دیتے کہ ابھی آپ نئے ہیں، ہمت نہ ہارنا، چند دن میں آپ اچھی تقریر کرلیں گے۔ آج پھر تقریر یاد کرنا، کل پھر آپ کی تقریر سنیں گے، اس طرح سے ان کی دلجوئی بھی ہو جاتی اور مزید شوق سے تقریر سیکھتے تھے۔

غرضیکہ آپ کے ان تربیتی پروگراموں سے اس قدر فائدہ ہوتا تھا کہ بیچارے ان پڑھ دیہاتی لوگ جن کو الحمد شریف اور التحیات تک یاد نہ ہوتے تھے وہ کئی کئی سورتیں یاد کرنے کے علاوہ نماز کے مسائل بھی سیکھ جاتے تھے، اور جو

پہلے سے پڑھے ہوتے تھے وہ تربیتی و تبلیغی درس لکھ کر یاد کرتے اور عمدہ تقاریر کرنے لگتے تھے۔ ان عمدہ تربیتی و اصلاحی پروگراموں سے کئی ایک ایسے صالح مبلغ و واعظ تیار ہوئے کہ ان کی موجودہ سیرت و صورت کو دیکھ کر سابقہ حالات کا یقین ہی نہیں آتا۔

محترم مولانا غلام نبی صاحب پہلی بار جب حضور کی خدمت میں آئے تو داڑھی مونڈھ' سوٹ پینٹ میں ملبوس تھے' مگر حضور کی توجہات عالیہ اور چند تربیتی پروگراموں کے بعد نہ فقط خود نیک و صالح بنے بلکہ آج ایک مثالی مبلغ کی حیثیت سے کراچی سے لے کر لاہور' راولپنڈی تک تقاریر کے لئے ان کو دعوتیں دی جاتی ہیں۔

محترم میاں عبدالغفار شر صاحب (خیر پور میرس) جو پہلے چرواہے تھے' ساتھ ساتھ چوری بھی کیا کرتے تھے۔ مگر حضور سے بیعت ہونے کے بعد دل و جان سے تائب ہوئے' چوری کے مال و اسباب مالکان کو لوٹا دیئے اور معافی طلب کی۔ ان کا کہنا ہے کہ جب میں تربیتی پروگرام میں شامل ہوا تو چند دن بعد حضور نے محترم استاد قاری عبدالرسول صاحب سے میرے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ تو کند ذہن ہے سمجھانے کے باوجود اسے زیر' زبر کا بھی پتہ نہیں چلتا یہ سن کر حضور نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھائے' بعد از دعا استاد صاحب سے فرمایا یہ قرآن شریف سیکھ کر اوروں کو بھی پڑھائے گا۔ اور تبلیغ بھی کرے گا' میری اہلیت تو وہی تھی' جو استاد صاحب نے بتائی' اس وقت قرآن مجید ناظرہ سیکھ لینا بھی میرے لئے بے حد مشکل کام تھا۔ مگر حضور کی نگاہ کرم اور دعا کا صدقہ ہے کہ قرآن سیکھ سمجھ کر کئی مقامات پر قرآن مجید کی تعلیم دی' وعظ و تقریر کے لئے دور دور تک لوگ مجھے لے جاتے ہیں۔ کاٹھوڑ کراچی میں شیخ زید بن سلطان النہیان کی جامع مسجد میں عرصہ تک درس اور امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتا رہا۔

محترم میاں غلام قادر صاحب (کراچی) جو پہلے کراچی میں جیب کترے کا کام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ جو ان کے اس وقت عادات و حالات ہوں گے ان کا اندازہ لگانا بھی کچھ دشوار نہیں۔ وہ بھی حضور سے بیعت ہونے کے بعد صدق دل سے تائب ہوگئے، تھوڑی بہت تعلیم کراچی میں حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ دربار عالیہ پر رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کی، .فضلہ تعالیٰ ان کی آواز تو پہلے سے بہت پیاری تھی۔ مختصر عرصہ میں بہترین واعظ و مقرر بن گئے۔ فی الوقت کراچی میں ایک مسجد کے خطیب و امام ہیں۔

اگر کسی نئے تقریر سیکھنے والے سے لفظی یا معنوی کوئی غلطی ہو جاتی تو اصلاح کا طریقہ نہایت نرم اور ناصحانہ ہوتا، جس سے وہ کسی قسم کا بوجھ یا شرمساری محسوس نہ کرتا، حاجی منظور احمد شرجو سیدھا سادا درویش صفت دیہاتی آدمی ہے تربیتی دورے کے دنوں میں ایک مرتبہ آپ نے اس کو بلا کر اپنے سامنے تقریر کرنے کا حکم فرمایا۔ اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں مگر بے دھڑک چند منٹ تقریر کی۔ بقول اس کے نہ معلوم مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوگئی تھی کہ کچھ لڑکے میری طرف دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ جب کہ حضرت صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ بغور سن کر محظوظ ہو رہے تھے۔ تقریر ختم کرنے پر میری ہمت افزائی فرمائی اور طلبہ کو ہنسنے پر بہت ڈانٹا اور تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا، تمہیں ان کی ہمت افزائی اور دلجوئی کرنی چاہئے تاکہ دلچسپی اور محنت سے پڑھیں اور تقریر کریں۔ تمہاری اس حرکت سے تو الٹا سست ہو جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تربیت اور تقویٰ: مذکور حاجی صاحب کا کہنا ہے کہ تعلیم و تربیت میں شامل ہوتے ہوئے بھی میں غربت و مسکینی کی وجہ سے میاں دوست محمد نامی ایک غیر فقیر کے پاس مزدوری کیا کرتا تھا، میرے لئے کھانا بھی وہی لے آتے تھے۔ ایک مرتبہ میرے لئے ان کے ہاں سے کھانا آتے ہوئے دیکھ کر لانگری صاحب کو بلا کر پوچھا کہ تم اس کو کھانا نہیں دیتے کہ یہ غیر فقیروں کے یہاں کھانا کھاتا ہے۔ انہوں

نے پوری صورت حال عرض کی، اس پر فرمایا ! مزدوری تو بے شک ان کے پاس کرتا رہے۔ لیکن کھانا لنگر سے کھائے۔ اگر یہاں رہ کر بھی بے نمازیوں کے گھر کی روٹی کھاتا رہے گا تو اس کے دل میں کیا نور پیدا ہو گا۔ تربیت کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اس لئے جب فقیروں کے پاس آیا ہے تو جتنا عرصہ رہے اس کو تقویٰ کی روٹی ملنی چاہئے اس کے بعد جتنے دن بھی میں نے مزدوری کی روٹی لنگر سے ہی کھاتا رہا۔

مذکورہ جز وقتی تربیتی پروگراموں کے علاوہ بھی کئی عمر رسیدہ اور نوجوان جو مستقل طور پر مدرسہ میں داخل ہو کر تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تھے، جتنے دن بھی دربار عالیہ پر ٹھہرتے ان کو صلاحیت اور وقت کے لحاظ سے قرآن و حدیث کا انتخاب اور ضروری فقہی مسائل سکھائے جاتے تھے۔

اس سلسلہ میں آپ خلفاء اور فقراء کو ترغیب دیا کرتے تھے کہ اگر مستقل نہ سہی، صرف ایک ماہ یا پندرہ دن کے لئے کوئی سمجھ دار ذہین آدمی ہمارے پاس بھیج دیں ہم اسے نماز روزہ و دیگر ضروری مسائل کی تعلیم دیں گے، اس کے بعد اگر وہ جانا چاہے تو بے شک کچھ عرصہ گھر جا کر اپنے کام کاج کرے چند ماہ بعد پھر کچھ دن کے لئے آجائے، گو وہ باقاعدہ عالم تو نہیں ہو گا۔ پھر بھی بڑی حد تک ضروری فقہی مسائل سیکھ لے گا اور کچھ نہ کچھ تقریر بھی کر لے گا، اس سے پوری بستی والوں کا فائدہ ہو گا۔ اس لئے جو بھی آدمی کچھ عرصہ پڑھنے کے لئے آجائے۔ بستی کے دوسرے فقیروں کو چاہئے کہ اس کے ضروری کاموں میں تعاون کریں تاکہ وہ بے فکر ہو کر کچھ دن ٹھہر کر پڑھ سکے، دراصل آپ کا یہ ارشاد بعینہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تعمیل ہے جو جامع ترمذی میں خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :-

كَانَ اَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَدُهُمَا يَحْتَرِفُ وَالْاٰخَرُ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَتَعَلَّمُ مِنْهُ فَشَكٰى

الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک تو کوئی دھندا کرتا تھا۔ اور دوسرا حضور ساقی کوثر خیر البشر ﷺ کی خدمت میں رہتا اور دین سیکھتا تھا' کام کرنے والے نے حضور پرنور سے اپنے بھائی کی شکایت کی' تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا شاید تمہیں بھی اس کی وجہ سے رزق ملتا ہو۔

عملی تربیت : حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صرف زبانی کلامی تعلیم و تربیت کے قائل نہ تھے۔ بلکہ جب تک عملی صورت سامنے نہ آتی اس تعلیم و تربیت کو ناقص ہی سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نماز و دیگر مسائل و احکامات کی علمی تربیت تو دربار عالیہ پر ہی کرتے تھے' جب کہ عملی طور پر طریقہ تبلیغ سیکھنے کے لئے مولانا محترم عبدالغفور صاحب کی قیادت میں کسی نئی جگہ تبلیغ کے لئے بھیجتے تھے' چونکہ اس معاملہ میں مولانا صاحب کہنہ مشق تھے' ان کی قیادت میں بہت سے خلفاء کرام کو بھی بھیج دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار عمر رسیدہ بڑے بڑے خلفاء کرام کو بھی سینکڑوں میل کے تبلیغی سفر میں ان کے ساتھ بھیجدیا' ان دنوں ہم حیدر آباد میں زیر تعلیم تھے۔ جب خلفاء کرام کا مذکورہ قافلہ حیدر آباد پہنچا' ہم بھی زیارت و ملاقات کے لئے ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ حضرت قبلہ سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جن کے ہزاروں مریدین و معتقدین بھی تھے) سمیت کئی خلفاء کرام امیر کے فرمان سے لنگر پکانے میں مصروف ہیں۔ جس سے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں حضرت صدیق و حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اس قسم کے تربیتی و تبلیغی دوروں میں آپ نے چند بار اپنے نور نظر لخت جگر حضرت قبلہ سجادہ نشین مدظلہ العالی کو بھی قافلہ کے ساتھ بھیجا حسب ارشاد حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے چند طلباء سمیت مولانا عبدالغفور صاحب کی قیادت میں ایک مرتبہ کراچی کے نواحی علاقوں ملیر اور گڈاپ

کا تبلیغی دورہ کیا' ایک بار ٹنڈو جام سے قریب کھیسانہ موری اور چند دیگر بستیوں میں تبلیغ کی اور ایک بار کوئٹہ بھی گئے' کئی دن تبلیغ کے بعد واپس تشریف لائے۔

نماز و وضو کی تربیت آپ کی موجودگی میں اس طرح دی جاتی کہ ایک معلم یا شاگرد اٹھ کر وضو کے فرائض' واجبات بتانے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی وضو بنانے کا طریقہ سمجھاتا اس طرح کہ ہاتھ پاؤں پر ہاتھ پھیر کر دھونے کا طریقہ سمجھاتا' داڑھی کا خلال کر کے دکھاتا۔ عمامہ (پگڑی) اتار کر سر کے مسح کا طریقہ سمجھاتا۔

اسی طرح نماز کے مسائل بتاتے وقت تمام احکامات بجا لا کر دکھاتا' مثلاً نیت' رکوع' سجدہ' قومہ' جلسہ کر کے دکھاتا کہ اس طرح رکوع کیا جائے' اس طریقہ سے سجدہ کرنا چاہیے۔ ساتھ ساتھ عورتوں کے سجدہ کا فرق بھی سمجھا دیا جاتا تاکہ گھر میں جاکر عورتوں کو بھی صحیح طریقہ پر نماز پڑھنے کی تعلیم دیں' اس کے علاوہ مسجد شریف میں داخل ہونے اور نکلنے کا مسنون طریقہ حضور خود سمجھاتے۔

کئی بار ایسے بھی ہوا کہ آپ تمام جماعت کو مسجد سے نکل کر دوبارہ داخل ہونے کا حکم فرماتے کہ دیکھوں کون مسنونہ طریقہ کے مطابق مسجد شریف سے نکلا یا داخل ہوا اور کس نے غلطی کی۔ اس طرح بعض اوقات اچانک خود پوچھتے تھے کہ کون مسجد شریف میں مسنون طریقہ کے مطابق داخل ہوا اور ماثور دعا پڑھی؟ یا یہ پوچھتے کہ کس نے وضو کے فلاں سنت یا مستحب کو ادا کیا اور کس نے کوتاہی کی۔ یا کسی کا نام لے کر پوچھتے کہ مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھی جاتی ہے اور نکلتے وقت کونسی' یا سورہ فاتحہ' التحیات' دعا قنوت پڑھ کر سناؤ وغیرہ۔

الحمدللہ حضور کی اس اعلیٰ تربیت و تعلیم کی بدولت آپ کی جماعت بڑی حد تک وضو و نماز ہی نہیں زندگی کے تمام معاملات میں سنت خیر الانام صلے اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بجا آوری کرتی ہے۔

جمعہ کی رات' دن' یا کسی اور وقت زیادہ تعداد میں آدمی آجاتے تو آپ ان کے لئے درس کا اہتمام فرماتے تھے۔ صبح کے وقت حلقہ ذکر و مراقبہ کے بعد

حسب ارشاد یہ عاجز درس قرآن بیان کرتا۔ محترم قبلہ سائیں رفیق احمد شاہ صاحب یا مولانا عبدالرحمن صاحب، فتح الربانی' یا مکتوبات امام ربانی میں سے ایک یا دونوں کا درس دیتے اور عصر کے بعد محترم جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب یا محترم جناب مولانا محمد سعید صاحب اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی اور حضور کے فرمان سے معارف مثنوی میں سے کوئی خاص حکایت بیان فرماتے' آخر میں حضور اس کی مزید توضیح و تشریح فرماتے تھے۔

اگر زیادہ تعداد میں علماء کرام تشریف فرما ہوتے تو مناسبت سے احیاء علوم الدین حصہ اول' عین العلم' الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ' یا کتاب علماء سلف میں سے علماء کرام کے فضائل اور ان کی ذمہ داریاں بیان کی جاتی تھیں۔

آخری تربیتی دورہ:۔ چونکہ خلفاء کرام داعی و مبلغ ہیں اور ایک مبلغ کی تقریر و تبلیغ موثر ہونے کے لئے اس کی ذاتی اصلاح' نیکی و تقویٰ بہت ضروری ہے۔ اس لئے آپ عموماً گیارہویں شریف اور ستائیس شریف خاص کر سالانہ جلسہ کے موقعہ پر خلفاء کرام کو خصوصی نشست میں جمع فرماکر تبلیغ کی اہمیت توکل و تقوے اور اتباع شریعت کی خصوصی نصیحت فرماتے تھے' اور کبھی محترم مولانا جان محمد صاحب یا کسی اور خلیفہ صاحب کو بھی نصیحت کے لئے فرمایا کرتے تھے۔ اسی تربیتی سلسلہ میں مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۲ء حضور کے خصوصی حکم سے خلفاء کرام اور جماعت کے پرانے فقراء کا سہ روزہ تربیتی پروگرام رکھا گیا' جو آپ کی حیات مبارکہ کا آخری خصوصی تربیتی دورہ ثابت ہوا۔ جس میں بڑی تعداد میں خلفاء و اساتذہ کے علاوہ حسب ارشاد بیرونی خلفاء کرام بھی مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے رہے۔ پروگرام کے اختتام پر بعد نماز مغرب آپ مسجد شریف میں تشریف فرما رہے' اور باری باری سے مسافر خلفاء کرام سے تربیتی دورہ کے تاثرات سن کر محظوظ ہوتے رہے۔ آخر میں تھوڑی دیر نصیحت کرنے کے بعد شرکاء کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

اعتدال

شروع سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مزاج سرور کونین رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہر معاملے میں اعتدال کے ساتھ جادۂ حق پر چلنے کی توفیق سے نوازا تھا۔

زمانے کے بیسیوں نشیب و فراز سے تو گزرے، مگر اپنے ماسلف مشائخ کی طرح کبھی کوئی چٹان آپ کو صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکی اور نہ ہلا سکی، ہر معاملے میں آپ کے سامنے سنت خیر الانام صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ و اہل بیت و بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشعلِ راہ ہوتے تھے۔ اس لئے حقیقی دینی تقاضوں کے سوا آپ کو ہر قسم کے تنازعات و اختلافات سے طبعاً'' نفرت تھی۔ نہ جانے زندگی میں کتنی بار تنازعات سے بچنے کے لئے اپنے ذاتی جائز حقوق سے دستبردار ہوئے۔ یہاں تک کہ کئی بار فتنہ بڑھنے یا کسی کی دل آزاری کے خوف سے باوجود قدرت کے مدافعت تک نہیں کی۔

امتِ مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کے پرمسرت تذکروں سے بے حد خوش ہوتے تھے اور نفاق و اختلاف کے ہر معاملے سے ذاتی طور پر کوفت محسوس کرتے تھے اور طرفین سے بیگانہ رہتے ہوئے حتی المقدور مصالحت کی کوشش کرتے تھے۔ سندھ میں رونما ہونے والے لسانی فسادات کے زمانے میں آپ کی ہر تقریر اصلاح اور اخوت و محبت کا پیغام اور خطبۂ حجتہ الوداع کی ترجمانی معلوم ہوتی تھی۔

باوجودیکہ آپ سندھی تھے مگر زبان و مکان کے تفرقہ سے بالاتر رہ کر اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ. کے مطابق اخوتِ اسلامی کے علمبردار کی حیثیت سے آپ نے حیدر آباد کے مختلف علاقوں میں کئی جلسے منعقد کرائے۔ مقررین میں سندھی بھی شامل ہوتے تھے اور مہاجر بھی، اسی طرح سامعین میں بھی دونوں لسانی گروہ یکساں طور پر شامل ہوتے تھے، ان جلسوں میں آپ نے اسلام کی حقیقت اور

اسلامی اخوت و برادری کے موضوع پر اصلاحی تقاریر فرمائیں۔

اسی طرح سیاسی اور مذہبی معاملات میں بھی آپ حسنِ سلوک اور روا داری کے قائل تھے۔ آپ مسلکِ حقہ پر پختگی سے عمل پیرا رہتے تھے اس کی ترویج و اشاعت کے لئے جدوجہد کرنا ایک مسلمان کا دینی فریضہ سمجھتے تھے، مگر اس راہ میں اختلاف برائے اختلاف کو برا سمجھتے تھے۔ مسلک کے معاملے میں اختلافات کا ہونا بھی ناگریز ہے۔ لیکن اس صورت میں آپ کے نزدیک افراط و تفریط سے ہٹ کر خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا (تمام چیزوں میں ان کا اوسط بہتر ہوتا ہے۔ حدیث کنز العمال صہ ۳۵ کے مطابق مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِيْ. "جس راہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ الحدیث والے صراط مستقیم پر مستحکم رہتے ہوئے اس کو دلائل سے برحق ثابت کرنا مفید و مثبت طریقہ سمجھتے تھے۔ نہ یہ کہ غلو کی حد تک اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے آیات و احادیث کی تاویل و تحریف سے بھی گریز نہ کرے اور جو روایت اپنے مسلک کے خلاف نظر آئے خواہ ان کی اسانید صحیح ہوں، پھر بھی ان کو مجروح گردانے ایسے ہی لوگوں کو ماسلف کی اصطلاح میں "اہل ہوا" (خواہشات والے) کہا جاتا تھا۔

دینی عبادات و احکام میں غلو سے منع کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔

اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِى الدِّيْنِ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِى الدِّيْنِ عَنْ اِبْنِ عَبَّاس۔ کنز العمال صہ ۳۷ جلد ثالث)

(دین کے معاملات) میں حد سے تجاوز کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ یقیناً" تم سے پہلے لوگ دین میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔)

بلاشبہ ایسے جارحانہ طریقوں سے مذہبی اختلافات کم نہیں ہوتے، بلکہ ان کو فروغ ملتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ چوٹی کے علماء کرام پر لازم ہے کہ تعصب سے بالاتر ہوکر، باہمی مل کر ٹھنڈے دل سے ایک دوسرے کے

دلائل و براہین سنیں، اس افہام و تفہیم کے ذریعے بہت سے اختلافات جو باہمی نفرت و عداوت کی حد تک پہنچ چکے ہیں، ختم ہوسکتے ہیں۔ بعض چوٹی کے علماء کرام کے نام لے کر فرماتے تھے کہ انہوں نے اس قسم کی مصالحت کی کوششیں کیں، مگر متوسط طبقے کے علماء اور واعظ حضرات نے عملاً ان کا ساتھ نہ دیا، جس کی وجہ سے ان کی مصالحانہ کوششیں بار آور ثابت نہ ہوسکیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ کسی بد مذہب کے رد کرنے کا حق بھی عوام تو کجا ہر ایک عالم دین کو بھی حاصل نہیں ہے۔ سیدنا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بد مذہب سے اعراض کرکے بات تک نہ کرنے کا ایک واقعہ بیان کرکے فرمایا، اکابر کی تو یہ حالت ہے اور اب یہ حالت ہے کہ جاہل سے جاہل چنا پڑتا ہے، آریوں سے وہابیوں سے اور کچھ خوف نہیں کرتا، جو تمام فنون کا ماہر ہو، تمام پیچ جانتا ہو، پوری طاقت رکھتا ہو، تمام ہتھیار پاس ہوں، اس کو بھی کیا ضرورت کہ خواہ مخواہ بھیڑیوں کے جنگل میں جائے، ہاں اگر ضرورت ہی آپڑے تو مجبوری ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے ہتھیاروں سے کام لے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صہ ۴ جلد ۴)

حضور جناب سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بلا ضرورت غیر اہم مسائل کو چھیڑنے کے متعلق خلیفہ مامون الرشید علیہ الرحمہ کے زمانے کا ایک قابل قدر واقعہ بیان فرماتے تھے کہ ان کے زمانے میں خلق قرآن کا مسئلہ زوروں پر تھا (کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق) طرفین کے علمائے کرام قرآن مجید سے ہی اپنا مدعا ثابت کرتے تھے۔ بدقسمتی سے خلیفہ وقت بھی خلق قرآن کے موقف کا قائل تھا۔ اور وہ اپنی مجلس میں اسی موضوع پر بحث و مباحثے کا اہتمام بھی کرتا تھا۔ اور جو علماء حق ان کے مسلک کے خلاف کچھ بولتے۔ انکو ہر طرح کی تکلیفیں دی جاتیں اور پریشان کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خلیفہ کی موجودگی میں جیسے ہی خلق

قرآن کا مسئلہ چھیڑا گیا تو ایک بزرگ عالم دین کھڑے ہوگئے اور فرمایا۔ کیا یہ مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چھیڑا گیا تھا؟ معتزلی عالم نے جواب میں کہا کہ نہیں' پھر پوچھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اس پر بحث ہوئی تھی؟ جواب ملا نہیں۔ پھر پوچھا کیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ مسئلہ پیدا ہوا تھا؟ نفی میں جواب ملا۔ آخر میں فرمایا کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں اس پر بحث ہوئی تھی؟ معتزلی نے کہا نہیں، تمام مجلس بادشاہ وقت سمیت پوری توجہ سے سن رہے تھے۔ بزرگ نے فرمایا۔ جب یہ مسئلہ حضرت صدیق اکبر کے زمانے میں نہ اٹھایا گیا' فاروق اعظم، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، غرضیکہ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کے زمانے میں نہ چھیڑا گیا' تو اب یہ یکایک کہاں سے آگیا۔ اب آخر اس کی ضرورت ہی کیا ہے کہ اس پر اتنا زور صرف کیا جائے۔ حق گو' نڈر عالم دین کے تصرف اور ہیبت کا خلیفے پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ خود بار بار کہنے لگا۔ جب یہ مسئلہ نہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھا نہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تھا۔ تو اب یکایک کہاں سے یہ مسئلہ نکل آیا۔

الحمدللہ حضور کا مثبت زبانی خواہ تحریری تبلیغ کا یہ طریقہ کار اندرون و بیرون ملک بے حد پسند کیا گیا۔ تمام مکتب ہائے فکر کا امن پسند طبقہ اصلاح معاشرہ خواہ اشاعت اسلام کے لئے اسی طریقہ کار کو کارآمد سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اصلاحی تبلیغ سے متاثر ہوکر کئی دہریت' سوشلسٹ اور کمیونسٹ نظریات رکھنے والے اور غیر مقلد وہابی اور اثناء عشری حضرات بھی مستفیض ہوئے ہیں۔ یقیناً" تنقید و مخالفت کی صورت میں وہ ایک بات سننے کو تیار نہ ہوتے۔

محترم مولانا محمد ایوب صاحب نے بتایا کہ جب مہاجر مسجد ڈگھڑی میں حضور

کا جلسہ رکھا گیا، مختلف مکاتب فکر کے علماء اور عوام الناس بڑی تعداد میں جلسہ سننے کے لئے جمع ہوئے، مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ جب حضرت صاحب اسٹیج پر تشریف لائے اور تصنع و تکلف اور رسمی اتار چڑھاؤ سے پاک محض قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی روشنی میں امر و نہی کے موضوع پر نورانی خطاب فرمایا، عوام کے ساتھ مختلف مسلک کے حامل علماء کرام بھی از خود آگے بڑھ کر بیعت کرنے لگے، یہ دیکھ کر مسجد کمیٹی کا صدر جو داڑھی مونڈھ تھا کہنے لگا کہ زندگی میں پہلی بار اس مسجد میں دوسرے مسلک کے علماء کرام کو دیکھا ہے۔ یہ ان بزرگوں کی پرخلوص دعوت کا نتیجہ ہے کہ سبھی ایک ساتھ بیٹھے اور پیر صاحب سے بیعت بھی کی ہے، نتیجتہً وہ داڑھی مونڈھ مسجد کمیٹی کا صدر بھی حضور سے بیعت ہوا اور داڑھی بھی رکھ لی۔

تصنیف و تالیف

اللہ تعالیٰ نے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کو تقریر کی طرح تصنیف و تالیف کی بھی غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی، مگر مسلسل تبلیغ اور انتظامی مصروفیات کی وجہ سے اس جانب زیادہ توجہ نہ کرسکے، تاہم جن موضوعات پر آپ نے کچھ تحریر فرمایا اس سے آپ کی تحریری صلاحیت اور خدا داد ملکہ کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی درج ذیل جملہ تصانیف غیر مطبوعہ ہیں۔

۱۔ دوایہ، فارسی۔ سندھی — ۳۰ صفحات

کی یہ کتاب آپ نے طالب علمی کے زمانے میں تالیف فرمائی تھی۔

۲۔ عمدہ لباس اور داڑھی کے بارے میں: — ۴۳ صفحات

۳۔ انتخاب آیات قرآنیہ و عربی تفاسیر: — ۳۷ صفحات

۴۔ اخلاق و عادات: — ۷۰ صفحات

۵۔ اتباع سنت، تقلید اور تصوف: — ۵۴ صفحات

۶۔ منتخب اشعار و دیگر مختلف موضوعات : ۵۴ صفحات

۷۔ تعویذات و عملیات : ۶۳ صفحات

ان کے علاوہ کئی اور مسودات بھی تحریر فرمائے ہیں۔

آپ کی پسندیدہ کتابیں

یوں تو تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف و دیگر علوم شرعیہ کی کتابوں سے حضور کو اس قدر دلچسپی تھی کہ مدرسہ کی لائبریری (جس میں درسی و غیردرسی کتابوں کا غیر معمولی ذخیرہ ہے) کے علاوہ سینکڑوں کتابیں حضور کے مطالعہ کے لئے قیام گاہ پر ہروقت موجود رہتی تھیں۔ جب بھی حضور کسی کام سے گھر بلاتے تھے آپ کی چارپائی کے سرہانے چند کتابیں ضرور نظر آتی تھیں۔ اس لئے یہاں ان میں سے منتخب کتابوں کی مختصر سی فہرست بھی درج کی جاتی ہے تاکہ سالکین ان کتابوں سے زیادہ مستفیض ہوں۔

۱۔ تفسیر مظہری کامل ۲۔ تفسیر ابن کثیر کامل

۳۔ مشکواہ المصابیح۔ عربی دان حضرات کے لئے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح کو بھی پسند فرماتے تھے۔

۴۔ احیاء علوم الدین کامل بالخصوص باب العلم۔

۵۔ فتح الربانی وعظ حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ

۶۔ مکتوبات حضرت امام ربانی قدس سرہ۔

۷۔ معارف مثنوی شرح مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ الوابل الصیب ۔ (ذکر کے متعلق عربی میں ہے۔)

۹۔ الحدیقتہ الندیتہ فی آداب الطریقہ النقشبندیہ

۱۰۔ رکن دین مولفہ مولانا رکن الدین نقشبندی علیہ الرحمہ

کتابوں سے دلچسپی کی ایک اہم علامت ان کی صحیح دیکھ بھال اور حفاظت ہے۔ اس معاملہ میں بھی آپ بہت محتاط رہتے تھے۔ گھر میں رکھی ہوئی کتابوں کی دیکھ بھال اور گرد و غبار جھاڑ کر صاف کرنے کے لئے وقفہ وقفہ سے اس عاجز مولانا محمد نواز صاحب اور مولانا محمد سعید صاحب کو بلاتے تھے اور خود بھی ساتھ کھڑے ہو کر کتابیں اٹھا اٹھا کر کپڑے سے جھاڑتے رہتے تھے۔ ایک بار اس عاجز کو وہ کتابیں جن پر خود پڑھے تھے۔ (۵۰ سے ۶۰ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود تمام کتابیں جو صرف، نحو، فقہ وغیرہ کی درسی کتابیں تھیں) جوں کی توں سلامت تھیں۔ غالباً" ان کی جلدیں بھی خود ہی بنائیں تھیں۔ شاذ و نادر ہی کسی کتاب پر نام یا سیاہی کا کوئی معمولی نشان نظر آیا ہو' آپ مروجہ حسین مگر کمزور جلد سازی سے مطمئن نہیں ہوتے تھے۔

حضور تقریباً" ہر سال حجاز مقدس سے آنے والے فقراء کے ذریعے تفسیر و حدیث کی کتابیں منگواتے رہتے تھے۔ آپ نے وہاں سے کئی ایسی کتابیں بھی منگوائیں جو پاکستان میں ملتی ہی نہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ دیمک' کیڑے وغیرہ سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ کتابیں کھلی ہوا دار جگہ میں ہوں اس لئے مدرسہ جامعہ غفاریہ اللہ آباد شریف کی لائبریری کے لئے وضو خانہ اور مدرسہ کے ہال کی چھت کے اوپر دارالمطالعہ (لائبریری) تعمیر کرنے کی تجویز بھی زیر غور آئی مگر ان کی چھت کمزور ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی چار دیواری کے اندر جنوب مغربی کمرے سے متصل جگہ پسند فرمائی تھی۔

بفضلہ تعالیٰ حضور کی ذاتی دلچسپی اور کوشش کے صدقے میں آج مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف کے درالمطالعہ (لائبیری) میں سینکڑوں کتابوں کا اہم ذخیرہ موجود ہے جن میں بڑی تعداد میں نادر قلمی کتابیں بھی موجود ہیں۔ قرآنی تفاسیر اور اصول تفسیر کے موضوع پر پچاس سے زائد کتابیں ہیں۔ جن میں تفسیر

کبیر، تفسیر الجواہر فی تفسیر القرآن، تفسیر المنار، تفسیر قرطبی، تفسیر الدر المنثور جیسی تفسیریں بھی موجود ہیں جن میں سے ۸ سے ۱۳ جلدیں ایک ایک تفسیر کی ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر حدیث و اصول حدیث کی ۱۳۳ کتابوں کا وافر ذخیرہ ہے جن میں تنقیح الصبیح، تحفتہ الاحوذی، اعلاء السنن اوجز المسالک اور کنز العمال (جس کے ۱۰۰۰۰ صفحات اور اس میں ۴۶۶۲۴ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر معمولی ذخیرہ ہے) جیسی کئی کتابیں بھی ہیں جن کی آٹھ سے اٹھارہ تک ہر ایک کی جلدیں ہیں۔ سیرت، سوانح اور رد مذاہب باطلہ کے موضوع پر ۳۹۸ کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ لغت، ادب، اخلاقیات و دیگر موضوعات پر درسی اور غیر درسی کتابوں کا قابل قدر ذخیرہ موجود ہے۔ مرکزی مدرسہ کے علاوہ جماعت کے دیگر جملہ مدراس میں بھی قابل قدر دارالمطالعے قائم ہیں جبکہ حضور کی دلچسپی اور ترغیب دلانے پر جماعت اصلاح المسلمین اور روحانی طلبہ جماعت کے کئی ارکان نے بھی اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی موضوعات پر دارالمطالعے قائم کئے ہیں۔

شعبہ نشر و اشاعت

حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی شروع سے یہ کوشش رہی کہ شریعت و طریقت کی زبانی تبلیغ کے علاوہ تحریری تبلیغ بھی مسلسل جاری رہے۔ خاص کر ذکر اللہ۔ اسلام کی بنیادی ارکان، اسلام کی حقانیت، اسلام کے خلاف کئے جانے والے اسلام دشمن عناصر کے اعتراضات کے عقلی و نقلی جوابات موثر انداز میں دیئے جائیں تاکہ مغربی ماحول میں پرورش پانے والی نوجوان نسل کی ذہنی تطہیر اور اصلاح ہوسکے۔ اس کے علاوہ تصوف و سلوک کی ضرورت فوائد اور اس کے جزئیات کی تشریح کے متعلق بھی کتابیں شائع ہوں۔ الحمد للہ حضور کی حیات مبارکہ میں بھی اس راہ میں کافی پیش رفت ہوئی۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بیدار موزائی صاحب کی تصانیف

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	موضوع
۱۔	گنجینہ حیات غفاریہ	سندھی	سوانح حیات حضرت پیر مٹھاؒ علیہ
۲۔	برکات تبلیغ	سندھی	موضوع نام سے ظاہر ہے۔
۳۔	روحانی زندگی	سندھی	زندگی بسر کرنے کا اسلامی طریقہ
۴۔	جوگی جاگایوس	سندھی	ایک اصلاحی افسانہ
۵۔	عشق حبیب	سندھی	عشق رسول پر اہم واقعات
۶۔	کامیاب زندگی	سندھی	زندگی میں مشکلات سے بچنے کا طریقہ
۷۔	راہ نجات	سندھی	کھانے پینے کے اسلامی آداب
۸۔	دین جو درد	سندھی	دین کی فکر کے متعلق
۹۔	مکتوبات بخشیہ	سندھی، اردو	حضرت سوہنا سائیں کے خطوط
۱۰۔	دنیا دم گزر		دنیا کی بے ثباتی کے بارے میں
۱۱۔	طاعۃ اللہ فی طاعۃ الرسول		مترجم عربی اتباع سنت کے موضوع

راقم الحروف فقیر حبیب الرحمٰن گبول (حبیب بخشی) کی تالیفات

۱۲۔	ہدایت السالکین	اردو	نیک صحبت کی ضرورت
۱۳۔	برکات رمضان	سندھی	موضوع عنوان سے ظاہر ہے
۱۴۔	پندرھویں صدی ہجری کا پیغام	اردو	نئی صدی ہجری کا استقبال کس طرح کیا جائے؟

دیگر مبلغین حضرات کی تالیفات

۱۵۔ ☆ ذکر اللہ ☆ اردو ☆ ذکر اللہ کے موضوع پر۔ مؤلفہ (مولوی نور حسین طاہری)

۱۶۔ ☆ روحانی تبلیغ ☆ سندھی ☆ حضرت علامہ محمد داؤد صاحب

۱۷۔ ☆ نزول رحمت منظوم ☆ اردو ☆ احترام رمضان کے متعلق مولانا نورالدین انور صاحب

۱۸۔ ☆ بہار طہارت ☆ سندھی ☆ وضو و نماز کے مسائل مؤلفہ مولانا اسرار احمد صاحب لیکچرار شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور

۱۹۔ ☆ رمضان جوں رحمتوں ☆ سندھی ☆ مؤلفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب

۲۰۔ ☆ امام اعظم ابوحنیفہ ☆ سندھی ☆ امام موصوف قدس سرہ کے حالات و فضائل منجانب روحانی طلبہ جماعت ہالا

۲۱۔ ☆ رمضان جوں فضیلتوں ☆ سندھی ☆ منجانب روحانی طلبہ جماعت ہالا

۲۲۔ ☆ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ☆ سندھی ☆ امام موصوف کی مختصر سوانح حیات 'از روحانی طلبہ جماعت حیدر آباد۔

۲۳۔ ☆ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ☆ سندھی ☆ از روحانی طلبہ جماعت لاڑکانہ

۲۴۔ ☆ معراج المومنین ☆ سندھی ☆ نماز کے بارے میں مؤلفہ الحاج علامہ مولانا کریم بخش صاحب کراچی

۲۵۔ ☆ زینت النساء ☆ سندھی ☆ نماز و دیگر مسائل برائے خواتین مؤلفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب

۲۶۔ ☆ نماز جا ضروری مسائل ☆ سندھی ☆ وضو و نماز کے مسائل مؤلفہ مفتی عبدالرحمان صاحب

۲۷۔ ☆ محبت کا پیام ☆ اردو ☆ نیک دعوت مؤلف مولانا عبدالغفور صاحب

۲۸۔ ☆ احسن التشریح ☆ سندھی ☆ قصیدہ بردہ شریف کی شرح مؤلفہ خلیفہ حضرت الحاج مولانا محمد ادریس صاحب

۲۹۔ ☆ مناقب الصالحین ☆ سندھی ☆ شان اولیاء اللہ مؤلفہ حضرت مولانا خلیفہ الحاج محمد ادریس صاحب

۳۰۔ ☆ الاربعین ☆ سندھی ☆ مناقب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم مؤلفہ خلیفہ الحاج مولانا محمد ادریس صاحب

۳۱۔ ☆ جام تصوف ☆ سندھی ☆ تصوف کے رموز و اسرار مؤلفہ خلیفہ الحاج مولانا محمد ادریس صاحب

۳۲۔ ☆ تحفۃ الحجاج ۳ جلد ☆ سندھی ☆ مسائل و احکام حج مؤلفہ خلیفہ الحاج مولانا محمد ادریس صاحب

۳۳۔ ☆ نورانی موتی ☆ پنجابی ☆ اسلامی تعلیمات کے موضوع پر مؤلفہ مولانا محمد شریف مسافر پتوکی

۳۴۔ ☆ مشکل کشا ☆ سندھی ☆ پند و نصائح مؤلفہ حضرت الحاج مولانا عبداللہ مری صاحب

۳۵۔ ☆ فقراء محمدی ☆ سندھی ☆ نیک لوگوں کے احوال الحاج مولانا عبداللہ مری صاحب

ان کے علاوہ تقریباً" پچاس اشتہارات اصلاح المسلمین، جمعیت علماء روحانیہ غفاریہ، اور روحانی طلبہ جماعت کی جانب سے شائع ہوئے تھے، واضح رہے کہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ انتہائی مزاج شناس تھے، اور ہمیشہ فعال اور متحرک لوگوں کی غیر معمولی ہمت افزائی فرماتے تھے تاکہ دین اسلام کی اشاعت کے لئے زیادہ سے زیادہ مخلص کارکن آگے آئیں۔ چنانچہ تصنیف و تالیف کے میدان میں دلچسپی دیکھ کر محترم بیدار مورائی اور اس عاجز سیہ کار کی جس طرح دلجوئی اور ہمت افزائی فرماتے رہے اس کے پیش نظر اگر یہ کہا جائے کہ یہ جملہ تصانیف آپ ہی کی ظاہری و باطنی عنایات کا ثمرہ ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

محترم بیدار مورائی صاحب نے افسانہ کے انداز میں ایک کتاب لکھی تھی جسے عام لوگوں میں تو مقبولیت حاصل ہوئی مگر بعض لکھے پڑھے لوگوں نے اس پر طرح طرح کے اعتراضات شروع کردیئے۔ محترم بیدار صاحب جو نسبتاً" کچھ زیادہ حساس واقع ہوئے ہیں۔ اس تنقید سے پریشان ہوئے اور فیصلہ کرلیا کہ آئندہ کوئی کتاب نہیں لکھیں گے۔ حضور کو معلوم ہوا تو آپ نے از راہ شفقت ان سے فرمایا جو لوگ آپ پر اعتراض کرتے ہیں، آپ ان سے پوچھیں کہ مثنوی شریف میں مولانا روم علیہ الرحمہ نے چوہے، مینڈک، اونٹ اور طوطی کے جو واقعات لکھے ہیں۔ کیا وہ چشم دید واقعات ہیں ؟ اگر مولانا روم علیہ الرحمہ جیسے بزرگ نصیحت کے طور پر فرضی واقعات بیان کرسکتے ہیں تو آپ نے کونسا قصور کیا ہے ؟ لوگوں کی ایسی باتوں پر کان نہ دھرا کریں۔ حضور کی اس ہمدردی و ہمت افزائی سے بیدار صاحب پھر سے بیدار ہوئے اور ان کی پریشانی ختم ہوئی۔

حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ، بیدار صاحب اور اس عاجز کی کتابوں کے لئے طباعت سے پہلے وقت نکال کر جستہ جستہ مقامات سے سماعت فرما کر مزید ہمت افزائی فرماتے تھے۔ اگر کہیں تصحیح کی ضرورت ہوتی تو بھی اس قدر مشفقانہ انداز میں غلطی کی نشاندہی فرماتے کہ مزید ہمت افزائی ہو جاتی اور جب کتاب

چھپ کر آجاتی تو جماعت میں کتاب کا تذکرہ فرماتے، مولف کی تعریف فرما کر خریدنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ واقعات میں دلچسپی پیدا کرنے، حوالہ جات تحریر کرنے، مضامین جمع کرنے کا طریقہ، اوقات کار بنا کر اس کے مطابق لکھنے، انداز تحریر میں نرمی اور سلاست پیدا کرنے کے بارے میں وقتاً فوقتاً سمجھا کر رہنمائی بلکہ تربیت فرمایا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں ماسلف علماء کرام اور مسلمان بادشاہوں کے واقعات سنا کر وقت کے صحیح استعمال کی تاکید فرماتے تھے۔

حضور کے وصال کے بعد کی تالیفات

بفضلہ تعالیٰ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ مزید برآں، مستقل سہ ماہی رسالہ الطاہر کا قابل قدر اضافہ بھی ہوا ہے جس کے سات شمارے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ (بفضلہ تعالیٰ سیرت ولی کامل کے موجودہ ایڈیشن تک ان کی تعداد بتیس ہو چکی ہے۔)

مزید تفصیل

۱۔ ☆ انتخاب گنجینہ حیات بخشیہ ☆ اردو ☆ مختصر سوانح حیات حضور سوہنا سائیں قدس سرہٗ مؤلفہ فقیر حبیب الرحمٰن

۲۔ ☆ ذکر الرحمٰن دو ایڈیشن ☆ اردو ☆ موضوع عنوان سے ظاہر ہے۔ مؤلفہ فقیر حبیب الرحمٰن گبول

۳۔ ☆ برکات رمضان بار دوم ☆ سندھی ☆ موضوع عنوان سے ظاہر ہے۔ مؤلفہ فقیر حبیب الرحمٰن گبول

۴۔ ☆ سوانح حیات سوہنا سائیں قدس سرہ جلد اول و دوم ☆ سندھی ☆ مؤلفہ بیدار مورائی صاحب

۵۔ ☆ دیدار بازی ☆ سندھی ☆ بد نظری کے نقصانات مؤلفہ بیدار مورائی

۶۔ ☆ زہریلا ڈنگ ☆ سندھی ☆ ایک اصلاحی ناول مؤلفہ بیدار مورائی صاحب

۷۔ ☆ تعارف ☆ اردو ☆ حضرت سجن سائیں مدظلہ کے تبلیغی کارنامے مؤلفہ بیدار مورائی۔

۸۔ ☆ نظر کرم ☆ اردو ☆ نیک صحبت کی تاثیر اور تعارف مؤلفہ فقیر حبیب الرحمٰن گبول

۹۔ ☆ نظر کرم ☆ سندھی ☆ فقیر حبیب الرحمٰن گبول

۱۰۔ ☆ اصلاح المسلمین ☆ اردو ☆ مختلف اہم اسلامی مقالات ناشر جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ

۱۱۔ ☆ اندھیری راتیں دین کی باتیں ☆ اردو ☆ اسلامی تعلیمات مؤلفہ مولانا انوار المصطفیٰ صاحب لاہور

۱۲۔ ☆ المعلم ☆ سندھی ☆ اساتذہ کی ذمہ داریاں۔ ناشر جماعت اساتذہ روحانیہ

۱۳۔ ☆ نجاسات النساء ☆ سندھی ☆ خواتین کے مخصوص مسائل مؤلفہ خلیفہ علامہ الحاج مولانا کریم بخش صاحب

۱۴۔ ☆ الدولتہ الکبریٰ ☆ سندھی ☆ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ مؤلفہ مولانا خلیفہ حاجی محمد ادریس صاحب

۱۵۔ ☆ الطاہر ☆ اردو ☆ سہ ماہی رسالہ تاحال ۳۲ شمارے شائع ہوچکے ہیں۔

۱۶۔ ☆ اوڑھنا بچھونا ☆ اردو ☆ مؤلف مولانا انوار المصطفیٰ صاحب لاہور

شعر و شاعری

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ فَحَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ وَ قَبِيحُهُ كَقَبِيحِ الْكَلَامِ (کنز العمال حدیث نمبر ۷۹۷۹ جلد ثالث) یعنی شعر بھی عام کلام کی طرح ہے اچھا شعر اچھے کلام کی مانند ہے اور خراب شعر خراب کلام کی مثل۔

صاحب کنز العمال علی متقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے وزن اور قافیہ کی رعایت کرتے ہوئے ولید کی یہ رجز نقل کی ہے۔ (جب احد میں زخم لگ جانے سے انگلی مبارک سے خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا)

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ

یعنی تو ایک انگلی ہی ہے جس سے خون بہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔

شمائل ترمذی شریف میں ایک اور قطعہ مروی ہے۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ وَاَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ (میں نبی خدا ہوں اس بات میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد (پوتا) ہوں۔

لہٰذا جن روایات میں شعر و شاعری کی مذمت ثابت ہے اُن سے مراد وہ اشعار ہیں جو قبیح ہوں، نہ وہ جن سے مقصد اصلاح ہو، نصیحت وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور فقہ کے ائمہ مجتہدین اور سینکڑوں صاحب کمال بزرگان دین سے عمدہ سے عمدہ اشعار کہنا ثابت ہے۔ یہی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اشعار کہنا ثابت ہے۔

سیدی و مرشدی حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کو اللہ تعالیٰ نے شعر و

شاعری کا ملکہ عطا فرمایا تھا' آپ کے اشعار سلوک و تصوف' حقیقت و معرفت کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے پر تاثیر اشعار جہاں سلاست' فصاحت' بلاغت اور استعارات و کنایات کی وجہ سے سندھی ادب میں ایک درخشاں باب کا اضافہ ہیں وہاں قرآن مجید' احادیث نبویہ ﷺ کا صریح منظوم ترجمہ اور تشریح ہونے کی وجہ سے تبلیغ و اشاعت اسلام کا عمدہ ذریعہ بھی ہیں۔

ملاحظہ ہوں آپ کے چند اشعار کے چند مصرعے

لئي معرفت حاصل ڪرڻ پرور توکي پيدا ڪيو
رزق روزي جو ذمو سارو آهي پاڻ تي ڪنيو
قرآن ۾ سو صاف ظاهر ربﷻ آ وعدو ڪيو
ڏسي الله جا ڪرم، احسان ڪجھ شرم تہ ڌار تون

ترجمہ ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی معرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ تیرے رزق کا ذمہ بھی خود ہی لے لیا۔

قرآن مجید میں صاف طور پر اسکا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قدر احسان دیکھ کر تو بھی کچھ تو شرم کر۔

یہ مصرعہ آیت مبارکہ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ اور وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ کا ترجمہ اور تشریح ہے۔

ذڪر سان اچي ٿو قلب کي قرار
ذڪر نفس مارڻ جي لاءِ آ ترار
ذڪر سان ڀڄي ٿئي ٿو شيطان بيزار
ذڪر ڪر ذڪر ڪر......

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو چین حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کا ذکر نفس کو

مارنے کے لئے تلوار کی مانند ہے ذکر اللہ سے شیطان تنگ ہو کر بھاگ جاتا ہے۔ لہٰذا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر، ذکر کر۔

بیک وقت آیت شریفہ **اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ** اور حدیث رسول مقبول ﷺ **اِذَا ذَکَرَاللّٰہَ خَنَسَ** کی ترجمانی کرتا ہے۔

تو ذکر کمايو نہ ذاتي آ- تو اجائي وڃائي حياتي آ
اهو جيئرو نہ آهي مماتي آ، حکم منجھ حديث نروار ادا
رهہ نہ دم ڏٽي ڪان ڌار ادا......

ترجمہ! تو نے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہی نہیں، تو نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔ ایسا آدمی مردہ ہے، زندہ نہیں ہے، یہ حکم حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ سے دور نہ رہ بلکہ اسے یاد کرتا رہ۔

حدیث رسول خیرالانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ** کی مفصل تشریح ہے۔

آپ کے تمام اشعار نصیحت آمیز اور مفید ہوتے تھے، توحید الٰہی، ذکر اللہ تعالیٰ اور عشق حضور والی کوثر ﷺ اور مرشد کامل کی تعریف آپ کے اہم موضوع تھے۔ رسمی پیری مریدی اور خلاف شریعت و طریقت امور کی مذمت بھی آپ کے اشعار میں جابجا ملتی ہے۔

آپ کے اشعار میں تشبیہہ و استعارات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت قبلہ خلیفہ سید نصیرالدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عاجز کو بتایا کہ ایک مرتبہ غالباً "کنڈیارو سے دین پور شریف جاتے ہوئے رات کے وقت حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ اور بھی کافی فقراء کشتی پر سوار تھے، چاندنی رات تھی، حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے چاند کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور اسی وقت منقبت بنا کر پڑھنا شروع

کی۔ جس میں اپنے پیرو مرشد حضرت جناب پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نورانی چہرہ کے مقابلے میں چاند اور سورج کو بھی ماند قرار دیا ہے ..... فرمایا

ڏسي صورت تنهنجي ۽ حسن وجمال
آيو نور سج چنڊ جي کي زوال
حسن تنهنجو سهڻا ڪمال در ڪمال
پير مٺا سائين مٺا پير مٺا.....

ترجمہ! تیری شکل و صورت اور حسن و جمال دیکھ کر چاند اور سورج کی روشنی بھی ماند پڑ گئی کمال درجہ کا حسن آپکے اندر پایا جاتا ہے اے میرے مرشد حضرت پیر مٹھا

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تو پسند ہے اپنی نظر کو کیا کروں

مافی الضمیر سمجھانے کے لئے عموماً" شعراء معاشرے میں رائج تشبیہات استعارات یا شخصیات کو موضوع سخن بناتے ہیں' تاکہ سماج کا ہر فرد اسے اپنا دکھ درد سمجھے اور شاعر کو اپنا ترجمان تسلیم کرے۔ اس سلسلہ میں حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے اپنے کئی اشعار میں عمر' ماروی' سسی' پنوں پنھوار سانگی' ملیر' تھر اور تھر کے ساگ' پات' للر' لونک کے ذریعے اپنے مافی الضمیر کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سانحہ ارتحال کا ذکر کرتے ہوتے فرمایا۔

سدا ياد رهن ٿا سنگهار عمر
گهڙي پل نه وسرن ٿا پنهوار عمر
ڏاڍي آس اندر ۾ اڪير آهي
ٻوٿو هتڙي ساهه مليٖر آهي
وس ڪونه هلي جهليو تقدير آهي.
سڪهو سانگي لهندا مٺي جي سار عمر
سدا ياد رهن ٿا.

ترجمہ ! ہمیشہ مجھے اپنے محبوب عمر یاد ہیں ایک ساعت بھی انہیں نہیں بھول سکتا اندر ہی اندر میں ان کی یاد مجھے تڑپا رہی ہے جسم تو یہاں ہے لیکن جان ملیر میں ہے میرے بس کی بات نہیں، مقدر نے روک رکھا ہے امید ہے کہ محبوب عمر جلدی اس مسکین کی مدد کو پہنچیں گے

آپ کے اشعار میں جابجا دنیا کی محبت کی مذمت اور اس کی فنائیت اور اس کے بالمقابل ذات باری تعالیٰ کی بقاء اور وفا کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر مشتمل ایک طویل شعر میں فرماتے ہیں۔

دنيا جاڙي طالب دنيا چيز فاني
دنيا لاءِ وساريئي پنهنجو يار جاني
دنيا آهي ملعون غضب كيل رب جي
تون ان جو آن شيدا آ كيڏي نااداني
دنيا كي سڏيو ڏوند سرور سچي آ
كتا ان جا طالب ايها قدرداني

ترجمہ !اے دنیا کے طالب دنیا ایک فانی چیز ہے تو نے دنیا کے لئے اپنے حقیقی محبوب کو بھلا دیا ہے دنیا ملعون ہے اس پر خدا کا غضب ہے تو پھر اس کا طالب ہے، کس قدر نادانی کی بات ہے رسول ﷺ نے دنیا کو مردار فرمایا ہے اس کے طالب تو کتے ہوتے ہیں، بس یہی اس کی قدر ہے

ان دونوں مصرعوں میں بالترتیب حدیث رسول مقبول ﷺ اَلدُّنیَا مَلعُونَۃٌ وَّ مَلعُونٌ مَا فِیھَا اور حدیث اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ ! اے دنیا کے طالب دنیا ایک فانی چیز ہے تو نے دنیا کے لئے اپنے حقیقی محبوب کو بھلا دیا ہے دنیا ملعون ہے اس پر خدا کا غضب ہے تو پھر اس کا طالب ہے' کس قدر نادانی کی بات ہے رسول ﷺ نے دنیا کو مردار فرمایا ہے اس کے طالب تو کتے ہوتے ہیں' بس یہی اس کی قدر ہے

ان دونوں مصرعوں میں بالترتیب حدیث رسول مقبول ﷺ **اَلدُّنیا مَلعُونَۃٌ وَ مَلعُونٌ مَا فِیھَا** اور حدیث **اَلدُّنیا جِیفَۃٌ وَ طَالِبُھَا کِلَابٌ** کی طرف اشارہ ہے۔
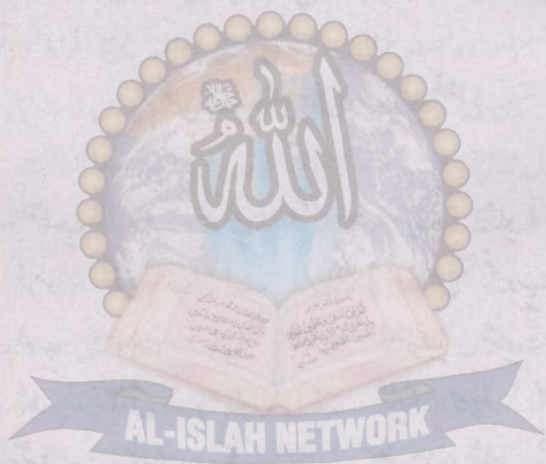
آپ کے اکثر و بیشتر شعر تو سندھی اور سرائیکی زبان میں ہیں۔ جب کہ فارسی زبان میں بھی درج ذیل ایک شعر دستیاب ہوا ہے، جو آپ نے پیرو مرشد حضرت فضل علی قریشی مسکین پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پر دوران مراقبہ وجد و مستی کے عالم میں پڑھا تھا (جس کا ریکارڈ محفوظ ہے) اور طرز کلام سے یہ شعر آپ ہی کا معلوم ہوتا ہے۔

"فارسی شعر"

غم مکن اے طالبا چوں پیر تو شاہِ فضل

"قطبِ عالم غوثِ اعظم حضرتِ شاہِ فضل
فرمودہ اش خدا اے دلربا، تو خاص محبوبِ مرا
خوبِ خوباں جانِ جاناں حضرتِ شاہِ فضل
شد خطابش باصواب از شاہِ سرور کائنات
شرف اصحابک کا صحابی حضرتِ شاہ فضل"

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، کے مطابق کلام شاعر بزبان شاعر کی تو بات ہی اور ہے۔ لیکن دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی بات خواہ وہ دوسرے کی زبان سے ہی کیوں نہ سنی جائے، بہرحال وہ اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ اس لئے آج بھی ہزاروں افراد آپ کے اشعار سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اشعار کی سلاست اور خلوص و محبت کی بناء پر سینکڑوں غیر سندھی حضرات آپ کے اشعار گنگناتے نظر آتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض مخالف بھی آپ کے پرتاثیر اشعار سے متاثر و مستفیض ہوتے دیکھے گئے۔

چنانچہ خانواہن کے قریب ایک شخص ذاتی طور پر تو آپ کا مخالف تھا، مگر

مسجد شریف میں بلند آواز سے عموماً" آپ کے (حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ)
اشعار پڑھتا تھا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا' ان سے ناراضگی اور مخالفت
اپنی جگہ پر ہے' مگر ان کے کلام میں' حقیقی عشق و محبت کی جو غیر معمولی تاثیر ہے'
وہ مجھے کسی دوسرے کے کلام میں نظر نہیں آتی' اس لئے میں بڑے ذوق و شوق
سے ان کے اشعار پڑھتا رہتا ہوں۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

اصلاح :۔ آپ کے نزدیک شعر و شاعری شریعت و طریقت' عقائد و نظریات کی
صحیح ترجمانی کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے شعر گوئی میں خود بھی محتاط رہتے تھے' اور
اپنے متعلقین شعراء اور نعت خوانوں کو بھی اس معاملہ میں افراط و تفریط سے
محفوظ رہنے کی تلقین فرماتے تھے' نیز بعض شعراء کے کلام میں ذات باری تعالیٰ یا
شان رسول مقبول ﷺ میں بے ادبی یا عقائد اہل السنتہ والجماعت کے خلاف
کوئی مصرعہ یا جملہ سنتے تو اس کی اصلاح فرماتے تھے۔ تاکہ فقراء ما سلف علماء و
اولیاء علیہم الرحمہ کے نقش قدم پر رہیں۔

بعض نعت خواں حضرات سے مسلم شعراء کے کلام میں رد و بدل معلوم
ہونے پر ان کو بلا کر آئندہ احتیاط برتنے کی تاکید فرماتے تھے' چنانچہ مورخہ ۱۹ ربیع
الاول ۱۳۹۷ھ کو ایک مولوی صاحب نے حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا
ایک شعر اس طرح پڑھا۔

مٿي تي گلن جي ڪاري، هي ڪوٺي ونجڻ وارا
ميـــــــن وجـــــــڻ واري........

اس غیر معمولی اور غیر مناسب تبدیلی پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے
فرمایا۔ کَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ (بادشاہوں کا کلام' کلاموں کا بادشاہ ہوتا
ہے) حضرت پیر مٹھا قلبی و روحی فداہ شعر و سخن کے شہنشاہ تھے۔ آپ کے کلام
میں کسی قسم کا تصرف و اصلاح کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ کسی کو یہ حق ہے کہ
اپنی رائے کے مطابق رد و بدل کرتا پھرے۔ جو شعر مولوی صاحب نے پڑھا وہ

اس طرح ہے۔

"سردے اتے بھلنیدی کھاری، ہووے کوئی ونجڑ والا سجنا میں واری

واری بمعنی قربان، اس کو وجٹ واری کر کے پڑھنے سے اصل مفہوم ہی ختم ہو جاتا ہے۔

ایسے مواقع پر عموماً ایک جلد ساز کا واقعہ بھی عجیب دلنواز انداز میں بیان فرماتے تھے کہ اس بچارے کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کوئی آدمی جلد بندی کے لئے کتاب دے جاتا تو وقت نکال کر یہ اس کا مطالعہ ضرور کرتا تھا، اور جہاں کہیں اسے بزعم خویش غلطی نظر آتی، اس کی بلا تامل اصلاح کرتا تھا، خواہ وہ غلطی اس کی اپنی ہی کیوں نہ ہوتی۔ اور اس کی یہ حرکت مشہور بھی ہو گئی۔ چنانچہ ایک آدمی جلد بندی کے لئے قرآن مجید دینے آیا۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ براہ کرم آپ صرف جلد بنائیں، کسی قسم کی تبدیلی ہرگز نہ کریں۔ جلد ساز نے بھی ایسا کرنے کا وعدہ کر کے اسے مطمئن کر دیا اور وہ چلا گیا۔ چند دن کے بعد جب وہ قرآن مجید لینے آیا اور از راہ احتیاط پوچھا۔ آپ نے کوئی تبدیلی تو نہیں کی۔

اس پر جلد ساز نے بتایا حسب وعدہ میں نے اور تو کہیں تبدیلی نہیں کی، البتہ اتفاقیہ طور پر چند مقامات پر غلطیاں نظر آ گئیں، جن کو میں نے درست کر دیا ہے، اور اس کے بعد جب تفصیل بتانی شروع کی کہ عصٰے آدم دیکھ کر وہاں عصٰے موسےٰ لکھ دیا، کہ عصا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی، نہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی۔ ایک اور جگہ خر موسے نظر آیا، اس کی بھی اصلاح کر دی کہ وہاں خر عیسیٰ لکھ دیا۔ کہ خر (گدھا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا نہ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس، اس کے علاوہ بعض مقامات پر ابلیس کا نام حذف کر کے اس کی جگہ اپنے اور تمہارے آباو اجداد کے نام تحریر کر دیئے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں ابلیس کا نام ہو اور میرے تمہارے باپ دادا رہ جائیں۔ یہ کب درست ہے بہرحال کسی اور جگہ کوئی رد و بدل نہیں کیا۔

پسندیدہ اشعار' آپ کو عربی اشعار میں قصیدہ بردہ شریف سب سے زیادہ پسند تھا اور روزانہ کے مراقبہ کی ابتداء قصیدہ بردہ شریف کے اشعار سے فرمایا کرتے تھے۔ فارسی میں رومی و جامی اور سعدی شیرازی کے اشعار' سندھی میں حضرت بیدل بیکس، سید عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہم اور منصور ویراگی کے اشعار اور اردو میں اکبر اللہ آبادی' خواجہ عزیز الحسن مجذوب اور مولانا حالی اور علامہ اقبال کے اشعار اور سرائیکی میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کے اشعار آپ کو زیادہ پسند تھے۔

کثرت مصروفیات کی وجہ سے آپ اپنے اشعار کی ترتیب و حفاظت نہ کرسکے۔ جس کی وجہ سے آپ کے کئی اشعار عنقا ہوگئے' البتہ بعد میں محترم مولانا جان محمد صاحب نے اس طرف توجہ کی۔ آپ کے اشعار جمع کیے اور آپ ہی سے تصحیح بھی کرائی' انشاء اللہ تعالیٰ عن قریب حضور کے اشعار شائع کیے جائیں گے۔ **فَمِنَ اللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَ اِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَآبُ**

ختمِ خواجگان

مورخہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ نماز فجر کے بعد حلقہ مراقبہ سے پہلے کنکریوں پر روزانہ پڑھے جانے والے ختم شریف کے متعلق ارشاد فرمایا۔ نہ معلوم بعض فقراء مقررہ آیت مبارکہ **وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی** پڑھتے بھی ہیں یا نہیں کہ ایصال ثواب کے وقت خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ ختم شریف کی اصل صورت یہ ہے کہ شروع میں ایک سو بار درود شریف' اس کے بعد پانچ سو بار مذکورہ آیت' آخر میں پھر ایک سو بار درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنے کے لئے بلند آواز سے ختم شریف کا ثواب مراقبہ کرانے والے کے سپرد کیا جائے اس معاملہ میں سستی نہ ہونی چاہیے' کنکریوں پر مذکورہ

آیت کے علاوہ درود شریف بھی ضرور پڑھا کریں۔

روزانہ معمول کے ختم شریف میں درود شریف اور مذکورہ آیت کے علاوہ ذکر کے حلقہ میں شامل ہونے والا ہر ایک فرد ایک بار سورہ فاتحہ (الحمد شریف مع بسم اللہ) گیارہ بار، سورہ اخلاص مع بسم اللہ اور گیارہ بار سورہ قریش مع بسم اللہ پڑھتا۔ آخر میں حضور ایصال فرماتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے نماز فجر کے بعد مراقبہ کا موقع نہ ملتا تو ظہر کے وقت مراقبہ سے پہلے مذکورہ ختم شریف پڑھا جاتا تھا۔ واضح رہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ و دیگر سلاسل طریقت کے صوفیاء کرام کے یہاں کسی نہ کسی مناسبت سے بعض مشائخ طریقت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کی آیات مخصوصہ پڑھنے کا معمول رہا ہے۔ اسی مطابقت سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے ختم شریف کے لئے مذکورہ آیت پڑھی جاتی تھی۔ جبکہ حضرت قبلہ سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کے ختم شریف کے لئے آیت مبارکہ **اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ** مقرر کی گئی ہے لہٰذا آپ کے جملہ متوسلین کو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق درود شریف کے بعد یہی آیت شریف پڑھنی چاہئے۔

قضائے حاجات کے لئے ختم خواجگان
نقشبندیہ قدس اللہ اسرار ہم العلیہ

دیگر سلاسل کے مشائخ کی طرح مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رحمھم اللہ تعالیٰ میں بھی قضائے حاجات و حل مشکلات کے لئے ختم پڑھنا مروج رہا ہے۔ سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی ملکی مشکل و پریشان کن حالات اور بوقت ضرورت اپنے مشائخ طریقت حضرت پیر قریشی مسکین پوری اور حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما کے خاندان کے مشکل حل ہونے کے لئے درج ذیل طریقہ پر ختم شریف کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضور کے ساتھ ختم شریف پڑھتے

وقت چند خلفاء علماء اور فقراء بھی شامل ہوتے تھے۔ ختم شریف شروع کرتے وقت درپیش مشکل بیان فرما کر ختم پڑھتے وقت اس کے حل ہونے کی نیت رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ سورہ فاتحہ مع بسم اللہ سات بار، درود شریف ایک سو بار، سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ مع بِسْمِ اللہِ اناسی بار، سورہ اخلاص (قُلْ ھُوَ اللہُ) مع بِسْمِ اللہِ ایک ہزار بار، سورہ فاتحہ مع بِسْمِ اللہِ سات بار، درود شریف ایک سو بار، یا **قَاضِیَ الْحَاجَاتِ** ایک سو بار، یا **کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ** ایک سو بار، یا **مُجِیْبَ الدَّعَوَاتِ** ایک سو بار **یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ** ایک سو بار، یَا **دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ** ایک سو بار، **یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ** ایک سو بار، **یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ** ایک سو بار، **یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ** ایک سو بار پڑھ کر اس کا ثواب سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اور حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی اور حضرت خواجہ عارف ریوگری اور حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی اور حضرت خواجہ بابا سماسی اور حضرت خواجہ امیر کلال اور حضرت پیر پیران خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری اور حضرت خواجہ ابو منصور ماتریدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ارواح پاک کو بخش دیا جاتا۔

سالانہ عرس مبارک کے موقع پر یہ معمول تھا کہ بعد از نماز فجر قرآن مجید کے سپارے تقسیم کئے جاتے۔ چند خلفاء کرام قلم کاغذ لے کر جماعت سے پوچھتے کہ مشائخ طریقہ عالیہ قدس اللہ اسرار ہم کے ایصال ثواب کے لئے کتنے ختم شریف پڑھ کر آئے ہو؟ سینکڑوں کی تعداد میں ختم قرآن مجید، سورہ یاسین، سورہ ملک، درود شریف، سورہ اخلاص، فاتحہ جو فقراء پہلے سے پڑھ کر آئے ہوتے وہ لکھواتے اور ان کا ثواب بھی ان کے حوالے کرتے۔

حضور کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نشست گاہ کے قریب خلفاء کرام، علماء کرام اور قراء حضرات گول دائرہ کی شکل میں بیٹھ جاتے تھے اور ان کے پیچھے دیگر جماعت (جو کہ بیس سے پچیس ہزار کے لگ بھگ ہوتی تھی، بیٹھ

جاتی تھی۔ حضور کی آمد کے ساتھ ہی قراء حضرات باری باری تلاوت قران مجید فرماتے تھے۔ حافظ نور محمد صاحب معمول کے مطابق ختم شریف پڑھتے تھے۔ تقریباً" ایک گھنٹہ کے اس پورے پروگرام میں عموماً" حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ پر وجد وگریہ کی حالت طاری رہتی تھی۔ اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس بابرکت محفل میں آپ کے وجود مسعود کے طفیل تمام جماعت پر رحمت الٰہی کا خصوصی نزول ہو رہا ہے۔ صاحب حال بزرگوں کو مشائخ طریقت کی ارواح کا نزول محسوس ہوتا تھا۔ اس موقع پر جو مفصل ختم شریف محترم حافظ نور محمد صاحب پڑھتے تھے اور حضور نور اللہ مرقدہ کے حکم سے مورخہ ١-٩-٩٨ھ اس عاجز نے ان سے لکھوایا بالترتیب درج ہے۔

ایک بار سورہ ملک (تَبٰرَکَ الَّذِیْ) تین بار سورہ اخلاص، ایک بار سورہ فلق، ایک بار سورہ ناس، ایک بار سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ الم سے مُفْلِحُوْنَ تک، سورہ بقرہ کی آخری آیات لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ تا آخر سورہ اس کے بعد سورہ انفال کی آیت دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَ اٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کے بعد سورہ احزاب کی آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ ------- اَلِیْمًا تک، اس کے بعد سورہ احزاب ہی کی آیت اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ سے تَسْلِیْمًا تک، اس کے بعد اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھ کر سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھتے۔ اس کے بعد قرآن مجید کے ختم جو فقراء یا مستورات پہلے سے پڑھ کر آئے ہوتے انکی تفصیل حضور کی خدمت میں پیش کی جاتی اور ثواب سپرد کیا جاتا۔ اسی طرح اس وقت جو ۵-۷ ختم قرآن شریف درود وغیرہ پڑھے جاتے ان کا ثواب بھی آپ کے سپرد کیا جاتا، اور آپ پرنم آنکھوں سے ایصال ثواب کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ پوری جماعت پر اور خود حضور پر بھی جذب و گریہ کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ تقریباً" پندرہ منٹ پر فیض و برکات [illegible] جاری رہتی تھی۔

جسمانی امراض اور سفر آخرت

جوانی سے بڑھاپے تک مسلسل عبادات و مجاہدات' تبلیغی جدوجہد اور سفر کی وجہ سے سونے اور کھانے پینے میں بے قاعدگی اور بے آرامی نے بڑی حد تک جسمانی نظام صحت کو متزلزل کر دیا تھا۔ خاص کر اس لئے بھی کہ عمر کے ساتھ ساتھ آپ کی جسمانی اور دماغی محنت میں بھی اضافہ ہی ہوتا رہا' جس کی وجہ سے یکے بعد دیگرے کئی عوارض لاحق ہوگئے۔ چنانچہ وصال سے کوئی دو تین سال قبل غالباً" کسی حکیم یا ڈاکٹر کی یاددہانی کے لئے آپ نے عوارض کی جو تفصیل تحریر فرمائی اور اتفاقاً" وہ ورقہ آپ کے مطالعہ کی کتابوں میں رہ گیا تھا' اس میں تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"اس وقت میری عمر ۷۰ سال ہے' جوانی سے کمر میں درد رہتا ہے اور ضعف دماغ کی تکلیف ہے' بزرگان طریقت سے بیعت و نسبت کے بعد لگاتار وجدوجذبہ کی سخت حالت رہی ہے' دونوں آنکھوں کا آپریشن بھی ہوا ہے' جوانی میں بکثرت لسی استعمال کی ہے' اب نہیں پیتا' قبض کی کوئی خاص شکایت نہیں ہے' کھانے کے بعد پیاس زیادہ لگتی ہے' اس لئے پانی زیادہ استعمال ہوتا ہے' تیس پینتیس سال سے ہاتھوں میں لرزہ ہے' تقریباً" آٹھ دس سال پہلے ٹانگوں میں سخت درد ہوا' جس سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا' اس وقت مثانہ میں غدود اور پیشاب کی بندش تھی' ہومیوپیتھک علاج سے فائدہ ہوا' درد تو کم ہوا' مگر غدود کے لئے آپریشن کرانا پڑا اس کے بعد ٹانگوں میں سخت درد' کمر اور نچلے حصے میں بھی سخت درد شروع ہوا' کافی عرصہ تو چارپائی پر پڑا رہا' لیکن ایک سال یا کچھ زیادہ عرصہ گذرنے کے بعد آہستہ آہستہ درد کم ہوگیا' پھر تقریباً" ۹'۱۰ ماہ ہوئے کہ دوبارہ کمر اور نچلے حصے میں سخت درد شروع ہوا اور بڑھتا ہی گیا' کھڑا رہنے اور پیادہ چلنے سے درد اس قدر سخت ہوجاتا ہے' جس طرح گوشت کو کاٹا جاتا ہو' بعض دفعہ تو

ایک دو منٹ بھی کھڑا نہیں رہ سکتا۔

مذکورہ عوارض نے آپ کے جسمانی سکون و آرام کو دو بھر کر دیا تھا' پھر بھی آپ کے صبرو شکر کا یہ عالم کہ کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے' خواہ کتنی ہی تکلیف ہوتی۔ حتی المقدور نئے آنے والوں کو محسوس نہیں ہونے دیتے تھے۔ روزانہ صبح' ظہر کے بعد اور عصر سے مغرب تک فقراء کے ساتھ بیٹھنے کا معمول برقرار رہا۔ البتہ کسی بیماری کی شدت کے پیش نظر ڈاکٹر صاحبان کے مشورے کے مطابق پرہیز کے طور پر چند دن گھر میں آرام فرما ہوتے' یا ہسپتال میں تاہم عیادت کرنے والوں سے مختصر الفاظ میں صحت کا حال بیان فرما کر اللہ تعالٰی کا شکر بجا لاتے تھے مبلغ حضرات کو تبلیغ کے لئے تاکید فرماتے تھے۔ اور **یَسْئَلُ النَّاسَ عَمَّا فِی النَّاسِ** (کہ رسول ﷺ لوگوں سے ان کے حالات دریافت فرماتے تھے) کے مطابق بعض فقراء سے ان کے ذاتی امور کے بارے میں بھی دریافت فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ ۱۳۹۳ء میں جب آپ جامشورو میں زیر علاج تھے' مسلسل بیماری اور آپریشن کی وجہ سے نقاہت و کمزوری اس قدر تھی کہ پوری طرح آپ کی آواز بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ پھر جب مدرسہ کے طلباء فقراء اور اساتذہ عیادت کے لئے حاضر ہوئے (یہ عاجز بھی شامل تھا) تو چند الفاظ میں اپنی خیریت سنانے کے بعد دربار کے نظام اور مدرسہ کی تعلیم کے متعلق کافی دیر تک پوچھتے اور ارشادات فرماتے رہے۔ یاد رہے کہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۳ء حضور ضلع نواب شاہ اور خیرپور میرس کے بعض تبلیغی جلسوں میں شرکت کرنے تشریف لے گئے تھے' اسی سفر میں بمقام کوٹ لالو شدید تکلیف ہوگئی' قریب ہی کے ایک حکیم صاحب نے جو کہ آپ کے معتقدین میں سے تھے علاج کیا' مگر کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔ آخر مشورہ کے مطابق محترم ڈاکٹر عبداللطیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ و دیگر چند احباب کے ہمراہ حیدر آباد تشریف لے گئے۔ وہاں بھی چند روز علاج ہونے کے باوجود کوئی

فائدہ نہ ہوا بلکہ

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔"

آخر جام شورو کے ہسپتال میں داخل ہوئے' تشخیص کے بعد ڈاکٹر صاحبان نے غدود کا آپریشن کیا' مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا' پھر دوسری بار آپریشن کیا' مگر وہ بھی بے فائدہ ثابت ہوا' مسلسل دوبار آپریشن اور تقریباً" ایک ماہ جام شورو ہسپتال میں رہنے کے بعد سعید کلینک کراچی میں داخل ہوئے' انہوں نے تیسری بار آپریشن کرنے کی تجویز کی۔ الحمدللہ ان کی تشخیص اور آپریشن ازحد کامیاب ہوئے' ہسپتال سے رخصت ہو کر چند دن حیدر آباد میں قیام فرما کر مؤرخہ ۱۰ جمادی الاخر درگاہ طاہر آباد شریف تشریف لے آئے' جب کہ اس سے ایک دن پہلے آپ کا خاندان' مدرسہ کے طلباء اور اساتذہ طاہر آباد شریف پہنچ چکے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کا سن کر ملک بھر سے فقراء دربار شریف پر پہنچنا شروع ہوگئے' نقاہت و کمزوری بہت زیادہ تھی۔ وعظ تقریر کرنے گھومنے پھرنے سے ڈاکٹروں نے منع کر دیا تھا' تاہم مورخہ ۲۰/۶/۹۳ھ بروز اتوار بعد از نماز عصر اپنی صحت کے بارے میں بتاتے ہوئے مختصر الفاظ میں درج ذیل نصیحت بھی فرمائی۔

فرمایا :۔ دوستو عزیزو کوشش کرو' یہ عجیب قیمتی وقت ہے' فراغت اور صحت جیسی نعمتیں بھی میسر ہیں' اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ٹھنڈی ہوائیں بھی چل رہی ہیں' کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے' لہٰذا رات کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرو' ذکر مراقبہ کی کثرت ہو' سلسلہ عالیہ بھی کثرت سے پڑھا کرو' اگر صحت کی قدر معلوم نہ ہو تو مجھ سے پوچھ لیں' اب تو الحمدللہ کافی طبیعت ٹھیک ہے۔ آپریشن کے بعد اب پیر کے درد (عرق النساء) کے علاوہ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ آپ دوستوں کی دعاؤں سے انشاء اللہ' اللہ تعالیٰ پیر کی یہ تکلیف (جسے سندھی میں کن رگ کہتے ہیں) دور ہو جائے گی۔

بہرحال عرق النساء کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا گیا' مجبور ہو کر پھر حیدر آباد تشریف لے گئے۔ چند دن علاج سے افاقہ ہوا' اور مؤرخہ ۲ رجب المرجب واپس طاہر آباد شریف تشریف لے گئے۔ کوئی اڑھائی ماہ طاہر آباد شریف میں قیام کے بعد ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ درگاہ فقیر پور شریف تشریف لے گئے۔ کوئی تین سو کے قریب فقراء آپ کے استقبال کے لئے رادھن اسٹیشن پر موجود تھے' اسپیکر لگا کر حمد و نعت کے علاوہ حضور کی تعریف میں فراق و وصال کی منقبتیں پڑھ رہے تھے' اسٹیشن سے دربار فقیر پور شریف تک کے لئے جیپ کا انتظام کیا گیا تھا' مگر بدقسمتی سے عین وقت پر جیپ کسی وجہ سے نہ آئی اور فقراء نے آپ کو کرسی پر بیٹھا کر کندھوں پر اٹھالیا' عجیب سوزوگداز کے لمحات تھے' فقراء کے غیر محدود جذبات میں اضافہ ہورہا تھا' اللہ اللہ' کرتے ہوئے دربار شریف پر پہنچے' یہ مغرب اور عشاء کے مابین کا وقت تھا' نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی' صبح کو حضور نے اپنی صحت کے متعلق جماعت کو بتایا' اور مختصر نصیحت کی' تقریباً پانچسو سامعین موجود تھے' اس کے بعد مسلسل کئی دن تک فقراء کی آمد ورفت کا تانتا بندھا رہا۔ مؤرخہ ۲۷ شعبان المعظم بروز بدھ آپ نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ خاص کر دنیا کی بے ثباتی' مرض' موت اور آخرت کے بارے میں قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے بکثرت واقعات بیان فرمائے اور عام مجمع میں وصیت بھی فرمائی (جو بلفظہ ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ ہے)

فرمایا! نہ معلوم حیاتی کتنی ہو' اللہ تعالیٰ نے جس قدر جس کی حیاتی مقرر فرمائی ہے' بالاخر ہر ایک کو آگے جانا ہے' میری تمام حضرات کو یہ وصیت ہے کہ جس طرح رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر اونٹ کے کوہان جتنی ہو (زیادہ اونچی نہ ہو) میری قبر اس حدیث شریف کے عین مطابق ہو' نہ ہی چونا یا سیمنٹ استعمال ہو' نہ کسی اور طرح کی زیب و زینت ہو جس کا آج کل رواج ہے۔ جس نے میری

اس وصیت کی خلاف ورزی کی وہ بے فرمان ہے۔ یہ عاجز بروز قیامت اس کے خلاف مدعی ہوگا، تمام دوست سن لیں۔"

گو اس کے بعد بفضلہ تعالیٰ آپ کی صحت کافی بہتر ہوگئی، سندھ کے علاوہ پنجاب سرحد اور بلوچستان تک کے طویل ترین تبلیغی سفر بھی فرمائے، مگر مختلف نوعیت کے عوارض مسلسل لاحق رہے، جن کی وجہ سے پہلے کی نسبت وعظ بھی کم فرماتے تھے، دشوار گذار سفر سے بھی احتیاط فرماتے تھے اور نماز کی امامت بھی مجبورًا ترک کر دی۔ حالانکہ شروع میں پانچوں نمازوں کی امامت خود ہی فرماتے تھے۔ جمعہ کا خطبہ بھی خود پڑھتے تھے۔ اس کے بعد راستے میں کھڑے کھڑے مصافحہ یا عرض و معروض کرنے سے بھی منع فرماتے تھے۔ حالانکہ شروع میں کافی دیر تک دروازہ معلے پر فقراء سے بات چیت فرماتے تھے۔

آنکھوں کا آپریشن :۔ مسلسل مجاہدات اور کتابوں کے مطالعے کی وجہ سے آپ کی نظر مبارک پر بھی کافی اثر ہوگیا، خاص کر ۹۶، ۱۳۹۷ھ میں اور بھی زیادہ نظر کم ہوگئی، جس کی وجہ سے یکم ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ شجاع آباد میں داہنی آنکھ کا آپریشن کرایا۔ جو الحمدللہ سو فیصدی کامیاب ہوا، صرف آٹھ دن ہسپتال میں رہنے کے بعد ۹ ربیع الثانی کو درگاہ شریف واپس ہوئے۔ واضح رہے کہ اس سفر میں محترم ڈاکٹر حاجی عبداللطیف صاحب رحمتہ اللہ علیہ محترم حاجی محمد علی بوزدار صاحب، محترم قاری غلام حسین صاحب، محترم حافظ نور محمد صاحب بھی حضور کے ہمراہ گئے تھے۔ حضور کے شجاع آباد قیام کے دوران ساتھی مبلغ حضرات نے خوب تبلیغ بھی کی تھی، تقریبًا" ایک سال بعد ۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ شجاع آباد ہی میں جاکر دوسری آنکھ مبارک کا آپریشن کرایا، الحمدللہ یہ آپریشن بھی پہلے کی طرح کامیاب رہا۔

حضور شجاع آباد کے چھپران والے ڈاکٹر صاحب کی جن سے خود علاج کرایا تھا۔ بہت تعریف فرماتے تھے اور ضرورت مند احباب کو آنکھ کے آپریشن کے

سلسلے میں ان کے یہاں جانے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

کمال درجہ خوف خدا: واضح رہے کہ جب آپ کی نظر زیادہ کمزور ہوگئی، ڈاکٹر صاحبان نے آپریشن کا مشورہ دیا، مگر آپ بایں وجہ راضی نہ ہوئے کہ آپریشن کی وجہ سے کئی دن تک بستر پر لیٹے رہنا ہوگا، نماز کے لئے اٹھنا بھی مضر ہوگا، صرف اشاروں سے نماز پڑھی جائے گی وغیرہ۔ اس درمیان ایک یونانی کہنہ مشق حکیم نے جو آپ کے مریدین میں سے تھے ایک بیش قیمت بقولہ آزمودہ سرمہ کی تجویز پیش کی، جس کے بعد بقول حکیم صاحب کے آپریشن کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ نظر خود بخود ٹھیک ہوجائے گی۔ بہرحال بڑی مشکل سے مطلوبہ اجزاء حاصل کئے گئے، کافی محنت کے بعد جب سرمہ تیار ہوا اور ایک حاجتمند نے استعمال کیا، مگر فائدہ نہ ہوا۔ جس کے بعد مدرسہ کے اساتذہ سے مسئلہ کی نوعیت کے پیش نظر فتویٰ طلب کیا، سبھی نے متفقہ طور پر جواز کا فتویٰ دے دیا، مگر آپ مطمئن نہ ہوئے اور اس عاجز سیہ کار کو کہنہ مشق مفتی صاحبان سے استفتاء کے لئے فرمایا، اس عاجز نے دو مقامات سے فتوے حاصل کئے، اس کے بعد آپ آپریشن کے لئے آمادہ ہوئے شجاع آباد کا انتخاب محض اس لئے فرمایا کہ وہاں مریض کو زیادہ عرصہ لیٹے رہنے کی پابندی نہیں کرائی جاتی۔

حسن اتفاق: سوانح ہذا تحریر کے دوران حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے جدامجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (جن سے آپ کی بے حد عقیدت و محبت تھی) کا اسی طرح کا واقعہ نظر آیا کہ آپ نے پانچ دن نماز کے لئے احتیاط کا سن کر آنکھ بنوانے سے انکار کر دیا۔ تفسیر در منثور (حکایات صحابہ صہ ۸۷)

غالباً" اسی سال مسنون طریقے کے مطابق سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک کرسی پر بیٹھ کر دوسری کرسی پر سجدہ کر کے نماز ادا فرمانے لگے (البتہ قیام و رکوع معمول کے مطابق فرماتے رہے اور اسی طریقہ پر نماز پڑھنے کے سلسلہ میں علمائے

کرام سے فتویٰ حاصل کیا تھا) مگر پھر بھی نماز باجماعت کا اس قدر اہتمام کہ پابندی سے پانچوں وقت عصا مبارک کے سہارے مسجد شریف میں تشریف فرما ہو کر جماعت سے نماز ادا فرماتے تھے۔ شاذو و نادر ہی شرعی عذر کے تحت گھر میں نماز پڑھی اور وہ بھی باجماعت، آخر تک معمول کے مطابق نماز فجر، ظہر اور عصر کے بعد مسجد شریف میں تشریف رکھتے۔ وعظ، تقریر، ذکر، اذکار اور صبح کا مراقبہ بھی کرسی پر بیٹھے خود کراتے تھے۔

گو حضور ہر نماز کے وقت باہر تشریف لے آتے تھے مگر آپ کو غیر معمولی تکلیف ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے مورخہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ آپ کے لئے وہیل چیئر (پہیوں والی کرسی جو مریضوں کے لانے اور لے جانے کے کام آتی ہے) لائی گئی۔ اسی دن بعد نماز مغرب اسی کے ذریعے حویلی مبارک تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آخر تک اسی پر نماز کے لئے باہر تشریف فرما ہوتے رہے۔ تاہم فرض، واجب اور مؤکدہ سنتوں کے وقت قیام فرماتے تھے جبکہ غیر مؤکدہ سنتیں اور تراویح بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

فکرِ آخرت: حضور شمس العارفین سوہنا سائیں قدس سرہ، حیات ظاہری کے آخری چند برسوں میں آخرت کا بکثرت ذکر فرماتے۔ تقریباً" ہر تقریر میں دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ بزرگان دین کی وصیتوں پر مشتمل کتاب "وصایا" مطالعہ میں رکھتے تھے۔ دن بدن آپ کے کمالات و کرامات، فیوض و برکات اور نئے واردین کی آمدورفت میں بھی اس قدر اضافہ ہوتا رہا کہ دیکھتے ہی دل گواہی دیتا تھا کہ آج کل حضور غیر معمولی سبک رفتاری سے باطنی روحانی منازل طے کر رہے ہیں۔

آخری سالانہ جلسہ:۔ مورخہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ برات جمعہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لئے 25 جمادی الاخر ۱۴۰۳ھ سے فقراء پہنچنا شروع ہو گئے

تھے۔ جماعت عالیہ غفاریہ بخشیہ کے اس تاریخی سالانہ اجتماع میں بیس ہزار سے زائد فقراء شامل ہوئے۔ باطنی رحمتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ تھوڑی دیر کے لئے باران رحمت کا ظاہری نزول بھی ہوا۔ تاہم عاشقان خدا و رسول ﷺ اور مرشد مربی نوراللہ مرقدہ کے پروانے اطمینان و سکون سے تمام پروگراموں میں شامل رہے۔ بعد از مغرب محترم مولانا جان محمد صاحب نے سالانہ تبلیغی احوال بیان فرمایا۔ بعد ازعشاء حضرت مولانا حاجی محمد ادریس صاحب نے وعظ فرمایا۔ صبح بعد از نماز فجر حسب دستور قرآن مجید کے کئی ختم پڑھے گئے۔ سینکڑوں فقراء اپنے مشائخ کی ایصال ثواب کے لئے پہلے سے قرآن مجید کے ختم' دورد شریف' سورہ فاتحہ' سورہ یاسین' سورہ ملک' سورہ مزمل اور مختلف پارے پڑھ کر آئے تھے۔ حضور کی موجودگی میں قراء حضرات نے مختلف مقامات سے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ آخر میں جماعت عالیہ کے روح رواں مرشد کامل نوراللہ مرقدہ نے ایصال ثواب کے لئے ہاتھ اٹھائے اور طویل ترین پرکیف دعا فرمائی۔ تمام جماعت پر بے اختیار جذب و گریہ کی حالت طاری تھی۔ خود حضور پر بھی مسلسل گریہ کی حالت طاری تھی۔ دعا کے بعد حسب فرمان مولانا محمد رمضان صاحب نے تمام جماعت اور امت مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کے لئے بلند آواز سے دعا کی۔ ان کے بعد حسب معمول بندہ نے درس قرآن' مولانا محمد رمضان صاحب نے درس حدیث' مولانا محمد سعید صاحب نے الوابل الصیب سے فضائل ذکر اور مولانا عبدالرحمان صاحب نے درس فتح الربانی اور درس مکتوبات امام ربانی قدس سرہ بیان کئے۔ ان کے بعد حضور کے فرمان سے روحانی طلبہ جماعت کے مختلف کارکن اسٹیج پر آئے اور اپنی جماعت کی کارکردگی تفصیل سے بیان کی۔• وقت کافی گزر چکا تھا۔ حضور کی طبیعت بھی ناساز تھی۔ اس لئے نئے واردین کو ذکر سیکھنے کے لئے نماز جمعہ تک انتظار کا کہا گیا۔ نماز جمعہ کے فوراً" بعد حضور شمس العارفین نوراللہ مرقدہ نے نئے آدمیوں کو ذکر کی تلقین فرمائی اور علالت کے باوجود تقریباً" دو گھنٹے مسلسل

خطاب فرمایا۔ آپ کے پر تاثیر خطاب کے دوران پوری جماعت پر گریہ و جذب کی حالت طاری تھی۔

مختلف جسمانی عوارض اور ان میں اضافہ کے باوجود آپ کا تبلیغی ذوق و شوق ہمیشہ جوان ہی رہا۔ یہاں تک کہ ۱۴۰۰ ھ میں ۲۸ جمادی الثانی سے ۲۶ رجب المرجب تک مسلسل ۲۸ دن صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد کا تفصیلی تبلیغی دورہ فرمایا۔ جبکہ اس کے بعد کبھی اتنا طویل سفر نہیں کر سکے اور وصال سے چند ماہ قبل صوبہ بلوچستان کے دیہی علاقوں کا تبلیغی سفر اس حال میں کیا کہ معمولی فاصلہ تک بھی چل کر جانے کی سکت نہ تھی یہاں تک کہ جب ان قحط زدہ لوگوں کے اصرار پر آپ نے بارش کے لئے دعا فرمائی تو اسی رات اس قدر سخت بارش برسی کہ گاڑی کا راستہ بند ہو چکا تھا۔ آخر کار فقراء نے بصد مسرت آپ کو چارپائی پر بٹھا کر مطلوب مقام تک پہنچایا' جہاں جلسہ رکھا گیا تھا۔ اس طریقہ سے بھی آپ نے اپنا تبلیغی سفر جاری رکھ کر میزبانِ مصطفے صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کی جو اپنے آپ کو چارپائی پر اٹھوا کر بھی مجاہدین کے ساتھ رہے۔ بیرون سندھ کا حضور کا یہ آخری تبلیغی دورہ ثابت ہوا۔ علالت اور سردی کے باوجود (گرمی کی نسبت آپ کو سردی زیادہ نقصان دیتی تھی) صفرا لمظفر کی گیارہویں شریف میں شرکت کے لئے درگاہ فقیر پور تشریف لے گئے اور درگاہ اللہ آباد شریف کے ماہانہ جلسہ ۲۷ صفرا لمظفر ۱۴۰۴ ھ میں وعظ اور ذکر سمجھانے کے لئے حضرت صاجزادہ مدظلہ کو ارشاد فرمایا مگر ان کے معذرت کرنے پر ذکر خود ہی سمجھایا وعظ بھی کیا جبکہ حسب ارشاد صاجزادہ مدظلہ نے بھی وعظ فرمایا۔ ان کے بعد اس عاجز سیہ کار کو درس قرآن کے لئے یاد فرمایا اور درس کے بعد دعائے خیر فرما کر گھر تشریف لے گئے۔

بدقسمتی سے ماہانہ جلسہ کے صرف تین دن بعد مؤرخہ یکم ربیع الاول بدھ کی رات کوئی گیارہ بجے معمول سے زیادہ آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ نیم خوابی

کے عالم میں اردو میں تقریر کرنا شروع کر دی۔ دوران تقریر فرمایا! اب ہم جاتے ہیں مولوی محمد طاہر صاحب سے ذکر سیکھ لو۔ اس کے بعد سندھی میں ارشاد فرمایا' چھا بھلا گھر کو نہ ھلندا سین؟ (کیا گھر نہیں چلیں گے؟) چار مرتبہ یہی الفاظ دہرائے ہر بار حضرت قبلہ صاجزادہ بجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ' عرض کرتے رہے کہ حضور اپنے ہی گھر میں ہیں۔ نہ معلوم آپ کا یہ اشارہ وطن آخرت کی طرف (جو مومنوں کا اصلی گھر ہے) تھا۔ غرضیکہ تکلیف بڑھ جانے پر محترم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کو اطلاع دی گئی جو کہ حضور کے خادم و معالج خاص تھے اور وہ اپنے ساتھ کنڈیارو کے ایک اور ڈاکٹر کیپٹن سید برکت علی شاہ کو بھی لے آئے۔ بروقت علاج سے قدرے فائدہ ہوگیا۔ تاہم نماز فجر کے لئے باہر تشریف نہ لاسکے جس کی وجہ سے فقراء میں غیر معمولی بے چینی پھیل گئی۔ جنگل کی آگ کی طرح آپ کی علالت کی خبر بیرونی فقراء تک پہنچ گئی اور یکے بعد دیگرے فقراء آنا شروع ہوگئے' مگر نماز ظہر پر آپ کو رونق محفل دیکھ کر موجود فقراء کے حوصلے بلند ہوگئے' پھر بھی بیرونی فقراء کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ عیادت کرنے والوں سے خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے بعد مختصر الفاظ میں صحت کا حال سنا کر دعا کے لئے ارشاد فرماتے رہے۔

آخری جمعہ: مورخہ ۳ ربیع الاول کو بعد نماز جمعہ معمول کے مطابق وعظ فرمایا۔ خصوصی طور پر داڑھی رکھنے کے فضائل' اور منڈھوانے کے متعلق وعیدیں سنائیں۔ اس سلسلہ میں صوبیدار مرحوم کا واقعہ بھی بیان فرمایا جو عموماً بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی کہ آپ نے اس کی طرف منہ تک نہ کیا اور اس کی وجہ ڈاڑھی مونڈھنا ارشاد فرمائی۔ (تفصیل ملفوظات میں بیان کی جائے گی۔ انشاء اللہ)

آخری دن: بروز اتوار بعد نماز فجر مراقبہ بھی خود کرایا اور بعد از نماز ظہر مولانا

مشتاق احمد شر صاحب اور ان کے رشتہ داروں کو رشتہ داری کے حقوق اور رشتہ کن سے کرنا چاہیے کہ موضوع پر کوئی ایک گھنٹہ نصیحت فرماتے رہے۔

آخری مجلس : اسی دن معمول کے مطابق از نماز عصر تا مغرب مسجد شریف ہی میں جلوہ افروز رہے۔ شروع میں اس عاجز سے تبلیغی خط سنتے رہے۔ اس کے بعد آئے ہوئے نئے واردین کو طریقہ عالیہ میں داخل کیا اور اذان مغرب تک نصیحت فرماتے رہے۔ نماز عشاء بھی مسجد شریف ہی میں جماعت سے ادا فرمائی اور واپس جاتے ہوئے لانگری صاحب کو بلا کر مسافر فقراء (درگاہ فقیر پور شریف اور میہڑ کے علاقہ سے بہت سے فقراء عیادت کے لئے آئے ہوئے تھے) کو بستر دینے کی تاکید فرمائی اور حویلی مبارک تشریف لے گئے۔

رات کو معمول کے مطابق تہجد پڑھنے کے لئے اٹھے مگر شدید تکلیف محسوس کرکے اہل خانہ کو بتایا اسی وقت حضرت قبلہ صاجزادہ سجن سائیں مدظلہ نے بذریعہ ٹیلیفون ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کو اطلاع دی۔ ان کی آمد تک آپ وضو بنا کر تہجد پڑھنے میں مشغول ہوگئے تھے گو تکلیف بہت زیادہ تھی پھر بھی اس اطمینان قلبی اور سکون سے نماز ادا فرماتے رہے کہ **"جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوٰةِ** (الحدیث) کا نقشہ نظر آرہا تھا۔ ابھی آپ دو نفل پڑھ پائے تھے. کہ ڈاکٹر صاحب انجکشن تیار کرکے آگے بڑھے مگر آپ "چھوڑیں' اب اس کا وقت نہیں رہا۔" فرماتے ہوئے اپنے روحانی و جسمانی کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر لیٹ گئے اور ذکر بتانے کے طریق پر ہاتھ اٹھا کر اللہ' اللہ فرماتے ہوئے سوموار چھ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء رات دو بج کر چالیس منٹ پر اپنے محبوب و معبود مذکور خالق و مالک عزوجل کے ذکر کی محویت کے عالم میں اس کے حضور جا پہنچے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**۔

ع اللہ یا محمد ہووے زبان پہ جاری
جب یہ روح میری چرخ کہن سے نکلے

یہ شعر آپ کا پسندیدہ شعر تھا' الحمدللہ اسی کے مصداق بھی ثابت ہوئے۔

ع حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اہل عالم آج یوں چھوٹے بڑے ہیں اشکبار
مرشدِ کامل ولی و رہنما جاتا ہے آج
جن کے دم سے کل تلک گلزار تھا اپنا وطن
چھوڑ کر بستی سوئے صحرا چلا جاتا ہے آج
محفلِ ساقی میں کل شب کو سماں کچھ اور تھا
روح بخشِ میکشاں جامِ صبوح کا دور تھا
غمزۂ ساقی میں تھا موجود وصفِ جاندہی
جامِ صحت بہرِ مستاں ساغرِ بلور تھا
صیقلِ دل کے لئے تھیں وقف ساری کوششیں
فلسفہ زیست مدام زیرِ غور تھا
اور تھے اسباب اپنے افتخار و ناز کے
یہ جہاں کچھ اور تھا ہم اور تھے دل اور تھا

ابھی رات ہی تھی کہ نواب شاہ کے فقراء کو بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی گئی جہاں سے وہ دوسرے مقامات کے احباب کو اطلاعات دیتے رہے۔ صبح سویرے ریڈیو پاکستان سے بھی اعلان ہوا۔ ایسے صدمات کے موقعوں پر اہل خانہ و متعلقین کی غمزدگی و پریشاں حالی کا اندازہ کرنا کچھ آسان نہیں۔ جو جہاں تھا اسے تاریکی ہی تاریکی نظر آئی۔ کسی کی آہ سرد نکلی، کوئی سر پکڑ کر بیٹھ گیا' کوئی اندر ہی اندر دم بخود ہو کر رو رہا تھا۔ ع

بے کسی دیکھی نہیں جاتی تیرے خدام کی

بے قراری سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے آج

قریب کے فقراء تو نماز فجر سے بھی پہلے پہنچنا شروع ہو گئے' نماز فجر حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ العالی نے پڑھائی مگر اس حالت میں کہ انتہائی صبر و ضبط کے باوصف بار بار گریہ سے آواز دھیمی پڑتی جاتی تھی۔ جب تجہیز و تکفین کے لئے جسد اطہر لینے کے لئے خواب گاہ پہنچے تو آپ کے نورانی چہرہ کی نورانیت و کشش پہلے سے کہیں زیادہ نظر آرہی تھی۔ سر پر عمامہ بندھا ہوا تھا۔ مسواک اور تسبیح سرہانے رکھے ہوئے تھے۔ جسد خاکی پسینہ سے تر تھا۔ (بڑی کثرت سے شہداء اور صالحین کا وصال کے بعد پسینہ پسینہ ہونا ثابت ہے۔) چنانچہ اسی وقت احقر مرتب کے دل میں بعض ماسلف بزرگان دین کے واقعات پھرنے لگے جن کے وصال کے ساتھ ہی آسمان پر بادل چھانے لگے۔ بس یہ خیال آتے ہی جیسے نظر اٹھائی' شمال مغرب سے آسمان پر بادل اٹھتے نظر آئے' اور آپ کی تدفین بلکہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی سے تجدید بیعت تک بادلوں میں اضافہ ہوتا رہا۔

نماز جنازہ :۔ نماز جنازہ کے لئے ظہر کا وقت مقرر کیا گیا تاکہ دور دراز سے آنے والے سوگواران بھی اپنے آقا کی آخری زیارت کر سکیں۔ چنانچہ تقریباً" دو بجے جب آفتاب رشد و ہدایت کا جسد خاکی باہر لایا گیا تو دروازے کے سامنے ہزاروں مشتاق زائرین کا غیر معمولی ہجوم کندھا دینے کی تمنا لئے کھڑا تھا مگر اس وقت تو چارپائی تک پہنچنا بھی کوئی آسان نہ تھا۔ اس وقت بے تاب فقراء کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ بے اختیار ایک دوسرے پر گرے جا رہے تھے۔ غمگین قلب و جگر سے نکلی ہوئی اللہ' اللہ کی صداؤں سے دل ہل جاتے تھے۔

اس طرح مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ کے صدر دروازے کے سامنے بانی مدرسہ نوراللہ مرقدہ کا جنازہ رکھ دیا گیا اور خلفاء کرام کے اصرار پر حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ نے نماز جنازہ کی امامت اور دعا فرمائی اس کے بعد

زیارت کی عام اجازت دی گئی۔ عجیب رقت آمیز منظر تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ عموماً" ایسے جانکاہ حادثات کے موقعہ پر آہ بکا، نالہ و فغاں ایک معمولی بات ہوتی ہے۔ مگر یہاں آپ ہی کا فیض صحبت کام آیا۔ رضا بالقضاء کی حقیقی اور عملی صورت نظر آئی کہ صدمے سے بیہوش تو کئی دکھائی دیئے مگر کوئی بلند آواز سے روتے نظر نہ آیا۔ کسی کے منہ سے بے صبری و ناشکری کا کلمہ سننے میں نہ آیا۔ بس رقت آمیز لہجہ سے اللہ، اللہ کی پرکیف صدائیں سنائی دیتی رہیں اور منتظمین حضرات بار بار اسپیکر پر آکر صبر سے رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔

اس وقت آپ کا پرسکون بارونق نورانی چہرہ اپنے ہزاروں سوگواروں کو زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر دنیا میں عزت و شہرت اور آخرت میں نجات و فلاح چاہتے ہو تو اپنے خالق و مالک کے فرماں بردار بندے، رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور اسلام کے بے طمع مبلغ و خادم ہو کر زندگی بسر کرو۔

اس کے بعد آخر تدفین کا رقت آمیز منظر بھی سامنے آیا، جب ہر کوئی اندر ہی اندر خون کے آنسو رو رہا تھا۔ نماز عصر سے پہلے پہلے تدفین کا عمل مکمل ہوا۔ گو اس دن کھانے پینے کی یاد کسی کو نہ تھی، تاہم حضور کے ارشاد کی روشنی میں (کہ میت کے ایصال ثواب کے لئے جس قدر جلدی ممکن ہو، صدقہ و خیرات کیا جائے) آپ کے اہل خانہ کی طرف سے میٹھا کھانا پکوا کر تقسیم کیا گیا۔

ع

کیا کریں شکوہ کسی سے اپنی ویرانی کا ہم
اٹھ گیا سر سے ہمارے دوستو ظل ہما

جنت الفردوس میں ان کو ملا اعلیٰ مقام
روح پر مرحوم کے ہو فضل ربِ ذوالمنن

طلبہ و فقراء کئی دن تک مسلسل دن رات، مزار شریف، جامع مسجد اور مدرسہ عالیہ میں ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن مجید کرتے رہے۔ مدرسہ عالیہ

کے طلبہ اور اساتذہ نے کئی ماہ تک روزانہ ایک دو ختم شریف پڑھنے کا اہتمام کیا
دربار عالیہ کے علاوہ ملک بھر میں جہاں کہیں فقراء موجود تھے' ایصال ثواب کے
لئے تلاوت اور طعام کا انتظام کیا۔ پاکستان کے علاوہ حرمین شریفین زادھما اللہ
شرفاً و تعظیما اور متحدہ عرب امارات میں مقیم فقراء نے بھی کئی مقامات پر ایصال
ثواب کے لئے ختم قرآن شریف اور لنگر کا اہتمام کیا۔

تجدید بیعت :۔ حضور شمس العارفین امام الاولیاء حضرت قبلہ سوہنا سائیں
نوراللہ مرقدہ کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں آپ کے تمام خلفاء کرام' علماء
کرام اور دیگر فقراء نے متفقہ طور پر بعد از نماز فجر حضرت قبلہ صاحبزادہ مولانا محمد
طاہر صاحب (عرف سجن سائیں) دامت برکاتہم العالیہ سے تجدید بیعت کا فیصلہ
کیا۔ اذان فجر اور نماز کے درمیان حضرت پیر مٹھا اور حضور سوہنا سائیں نور اللہ
مرقدھما کے پیارے خلیفہ محترم مولانا محمد داؤد شر صاحب نے حضرت قبلہ صاحبزادہ
مدظلہ سے بیعت اتحاد و اتفاق اور حضور نور اللہ مرقدہ کے نقش قدم پر چلنے کے
موضوع پر فکر انگیز خطاب فرمایا۔ نماز فجر کے بعد تمام خلفاء' علماء اور فقراء تجدید
بیعت کے لئے آگے بڑھے جبکہ حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ العالی بہ مشکل گریہ پر
ضبط کرتے ہوئے بیعت لینے سے معذرت کررہے تھے' تاہم جلیل القدر خلفائے
کرام کے اصرار پر ہاتھ آگے بڑھا کر بیعت لے لیا۔ معمول کے مطابق دعائیں
پڑھاتے وقت بار بار آواز مدہم پڑتی جارہی تھی۔ سب سے پہلے آگے بڑھ کر بیعت
کرنے والوں میں اکثریت خلفاء کرام اور علماء حضرات کی تھی۔ اسی وقت حضرت
قبلہ سیدی و مرشدی صاحبزادہ سجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ نے جو پرتاثیر
تاریخی خطاب فرمایا اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

منهنجي مداين جي جڏهن ڪل پريان پيئي
ڪڏهن ڪو ساڪو نه ٿيا ڏوراپو ڏئي
ساجن سيئي ڏيکيم ڏول ڏلائيون

- یہ عاجز نااہل ہے ناکارہ اور بدکار ہے' میری تمام عمر غفلت میں گزری بس حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ عیب پوشی فرماتے رہے ورنہ میرا کوئی عمل نہیں' کوئی حال نہیں' دوستوں نے جو یہ بارگراں میرے سر پر رکھا ہے' مجھ میں اس کے اٹھانے کی ہمت نہیں ہے۔ یہ عاجز آپ حضرات کی غلامی و خادمی کے لئے وقف ہے۔ یہاں کوئی پیری مریدی نہیں سبھی حضرت سوہنا سائیں کے مرید ہیں بس یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے طریقے پر چلائے۔ بلاشبہ ہمارے آقا حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے اپنی پوری زندگی سنت رسول ﷺ کے مطابق گزاری اور ہمیں صحیح معنیٰ میں صراط مستقیم پر گامزن کیا اور آپ اپنی زندگی میں ایک ایسی جماعت تیار کر گئے جو صحیح معنی میں رسول خدا ﷺ کی پیرو ہے۔
- آپ ہی نے ہمیں صحیح معنی میں روزہ و نماز کا پابند بنایا' اسلام کی پیروی دی' عشق رسول ﷺ دیا اور خوف خدا دیا۔
- آپ نے ہمیں سنت رسول ﷺ کے اسلحہ سے لیس کیا' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہی اسلحہ آنحضرت ﷺ سے ملا تھا' اور وہ خاموش نہیں بیٹھے تھے اسلام کو عالم میں پھیلایا تھا۔
- خدارا ناکارہ بن کر نہ بیٹھنا۔ اپنی زندگی دین کے لئے وقف کریں' اس عاجز کی زندگی دین اسلام کے لئے وقف ہے۔ آپ حضرات بھی وعدہ کریں کہ زندگی بھر دین کی خدمت کرتے رہیں گے' وہی طریقہ اپنائیں گے جو ہمارے مرشد و مربی کا تھا۔
- آخری وقت میں بھی آپ نے یہی ارشاد فرمایا تھا کہ تبلیغ اسلام کو کسی قیمت پر ترک نہ کرنا۔
- اس طریقہ عالیہ کو جاری رہنا ہے۔ ہمارے مشائخ کی محنت کبھی رائیگاں

نہیں جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ خلفاء کرام ناکارہ بن کر نہیں بیٹھیں گے۔ یہ نہ سمجھو کہ اب حضور ہم میں نہیں ہیں، نہیں، نہیں، بلکہ وہ آج بھی زندہ ہیں، ہمارے ساتھ ہیں، دنیا میں ساتھ تھے۔ اب بھی ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی آپ ہی کے دامن میں ہاتھ ہوں گے۔ واقعی دنیاوی ظاہری جسمانی باپ تو جدا ہوجاتے ہیں مگر سوہنا سائیں ہمارے روحانی باپ ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم لاوارث نہیں ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ان کے بتائے ہوئے طریقے کو ہم نہ چھوڑیں۔ صحیح معنی میں آپ کے فرمانوں پر عمل کریں۔ اپنی زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کریں۔ (انتہائی جذب و گریہ میں آکر کافی دیر تک زبان پر صرف اللہ 'اللہ' اللہ جاری رہا۔ پوری جماعت پر بے اختیار گریہ کی حالت طاری تھی اس کے بعد پھر فرمایا)

○ یہ عاجز سر سے لے کر پاؤں تک عیوب میں بھرا ہوا ہے۔ حضور کا ادنیٰ غلام ہوں، تمہارا غلام ہوں، مجھ میں کوئی اہلیت نہیں ہے۔

لیکن سوہنے سائیں کے طریقے کو ہر قیمت پر چلانا ہے خواہ دنیا دولت چلی جائے یا جان چلی جائے پرواہ نہیں لیکن طریقت کو نہیں چھوڑوں گا۔

○ طریقت کو داغدار نہیں کروں گا، آخری دم تک خدمت کرتا رہوں گا۔

○ انشاء اللہ تعالیٰ حضور کے شیدائی اور پروردہ شہباز جن کی عرشی پرواز ہے۔ ان کی پرواز میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ کسی قیمت پر حضور کے طریقہ عالیہ کو نہیں چھوڑیں گے، حضور کے فرمانوں کو نہیں بھلائیں گے۔ صحیح معنوں میں عاشق صادق بھی وہ ہے جو آزمائش کے وقت سچا ثابت ہو۔ تمہارا ہمارا یہ رونا کسی کام کا نہیں۔ یہ تب ہی کارگر ہیں جب ہم ان کے طریقے پر چلیں گے ورنہ عاشق صادق کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔ سچا عاشق وہ ہے جو حضور اکرم ﷺ اور حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے طریقے کو مستحکم پکڑے، جو حضور اکرم ﷺ اور حضرت سوہنا سائیں کے بتائے

ہوئے طریقے پر چلے وہی صحیح معنوں میں عاشق ہے' محب ہے۔ اس کی پیروی کرنا' اس کے پیچھے چلنا' کسی رسمی آدمی کے پیچھے ہرگز نہ چلنا' خواہ میں ہوں یا کوئی اور ہو۔ جو طریقت کو چھوڑ دے تم اس کا دامن چھوڑ دینا' اس سے دور بھاگ جانا' رسمی پیری مریدی کے پھندے میں ہرگز نہ جانا۔ ہمارے مشائخ کا یہ طریقہ رسمی نہیں ہے' نہ پہلے کبھی رسم شامل ہوئی ہے' نہ آئندہ شامل ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں وہی طریقہ چلے گا جو ہمیں مشائخ نے سمجھایا' بتایا' اسی کے مطابق کام چلے گا۔

اے روحانی طلبہ جماعت کے نوجوانو! تم میرے پیرو مرشد کے پیارے ہو۔ ساری جماعت میں حضور کی محبت آپ کے ساتھ زیادہ تھی' آپ حضرات نے ان کے دل کو خوش رکھا۔ خدارا' اب فارغ بیٹھ کر ان کی روح کو دکھ نہ پہنچانا۔ طریقت کو ہاتھ سے جانے نہ دینا' اگر چاہتے ہو کہ حضور کی روح کو راحت پہنچے تو فارغ نہ بیٹھنا۔ ان کے طریقہ کو مستحکم پکڑنا حسب سابق تبلیغ کرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت میں وقت ضائع کریں جس کی وجہ سے آخرت میں افسوس کرنا پڑے۔

یہ عاجز گنہگار ہے۔ جو مجھ پر بوجھ آیا ہے قطعاً" اس کے اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ بار اٹھانے کی توفیق بخشے۔ میرے دل میں سوہنے سائیں کی محبت پیدا ہو' رسول اللہ ﷺ کا عشق پیدا ہو اور خداوند تعالیٰ کا خوف پیدا ہو تاکہ صحیح معنوں میں یہ بار اٹھا سکوں۔

آج بھی کسی کوتاہی پر آپ میرا گریبان پکڑ سکتے ہیں' زبانی کہہ سکتے ہیں' اسی طریقہ پر میری مدد کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔

آپ حضرات حضور کے عاشق صادق ہیں۔ یہ عاجز گنہگار ہے۔ میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

میرے پیارے عزیزو' دوستو' حضور نے پوری طرح اپنا حق ادا کیا' اب

ہماری باری ہے کہ ان کا حق ادا کریں وہ اس طرح کہ ان سے ذکر اللہ کا درس ملا' عشق رسول ﷺ کا درس ملا' خوف خدا کا درس ملا' اس سے غافل نہ ہوں۔ ہر حالت میں طریقت کو مستحکم پکڑیں۔

خدارا' کوئی فارغ گھر بیٹھ نہ جائے۔ تبلیغ کرو' تبلیغ کرو' تبلیغ کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے آپ کو آزاد سمجھو' قطعا" ایسا نہ ہو تم سے باز پرس ضرور ہوگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کسی خلیفہ صاحب کو کوتاہی کی اجازت نہیں ہے سستی اور کوتاہی قطعا" گوارہ نہیں کی جائے گی۔ اپنی جماعتوں کو پہلے کی طرح سنبھالو تبلیغ کرو' حضور کے جاری کردہ مشن کے عامل بنو اور بناؤ۔

خلاف شرع رسم و رواج سے دور بھاگو' خدانخواستہ اگر رسمیت داخل ہوگئی تو سمجھو کہ طریقت کا خاتمہ ہے۔

حضور کا یہ زور دار حکم ہوتا تھا کہ یاد رکھو یہ طریقہ رسمی پیری مریدی کا نہیں ہے' نذر و نیاز' چندہ وصولی کا طریقہ نہیں ہے' خالص رضائے الٰہی والا طریقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ' صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے طریقے کے عین مطابق یہ طریقہ ہے۔

حضور ہمارے روحانی باپ ہیں انہوں نے ہی ہمیں اسلام کی حقیقت سے روشناس کرایا۔ حضور اکرم ﷺ کے طریقہ سے واقف کیا۔ حضور نوراللہ مرقدہ سے وابستگی سے پہلے ہم میں روزہ نہ تھا' نماز نہ تھی' شرعی پردے کا اہتمام نہ تھا (انتہائی گریہ کے عالم میں فرمایا) کچھ نہ تھا۔ آپ نے کماحقہ ہمیں شریعت و طریقت کی تعلیم دی۔ کھانے پینے تک کے تمام دینی امور ہمیں سکھائے آپ نے ہی ہمیں غفلت و گمراہی کی اندھیریوں سے نکالا۔ خبردار' ایسا نہ ہو کہ پھر کوئی اندھیری کی طرف لوٹ جائے۔ ہمارے سورج و چاند وہی تھے' آج بھی ان کی روشنی و تابانی برقرار ہے' کل بھی برقرار رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کے اصلاحی مشن کا دارومدار شریعت و طریقت پر ہے اگر شریعت و

طریقت کی پیروی ہے تو مریدی بھی ہے ورنہ وہ آدمی حضور کا مرید نہیں ہے طریقت کو صحیح معنوں میں مستحکم پکڑیں اپنی زندگی اسی کے مطابق ڈھالیں۔

یاد رکھو، حضور نوراللہ مرقدہ نے جو اتنی محنت کی وہ کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ آپ کے تمام دینی منصوبے، عزائم و ارادے ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچیں گے۔

آپ کا پسندیدہ عمل تبلیغ و اشاعت اسلام تھا۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے تبلیغ، تبلیغ، تبلیغ اس لئے تمام احباب خلفاء و فقراء بدستور تبلیغ کرتے رہیں تبلیغ میں غفلت ہرگز نہ کریں اگر ایک آدمی بھی ناکارہ بن کر بیٹھ گیا تو آپ کو دکھ پہنچے گا۔ کون ہے جو اپنے آقا کو دکھ پہنچانا گوارہ کرے گا؟

خبردار، فارغ بیٹھ کر تبلیغ اسلام میں غفلت نہ کرنا۔ پہلے کی طرح تبلیغی احوال کے خط ارسال کرتے رہنا، ہم سنا کر پیش کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ آپ کس قدر شوق و رغبت سے تبلیغی خط سنا کرتے تھے، کتنے خوش ہو کر آخر میں دعا فرماتے تھے، آج بھی اگر آپ حضور کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو ضرور تبلیغ کریں اور خط بھی لکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے مہربانی ہوتی رہے گی۔

○ اس عاجز گنہگار کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں اپنے مرشد مربی نوراللہ مرقدہ کے طریقہ عالیہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحیح معنی میں طریقت چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور کی محبت اور عشق دل میں پیدا کرے، ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حقیقی معنوں میں اہل بنائے، عشق مصطفیٰ ﷺ سے دل کو معمور کرے، خوف خدا پیدا کرے۔

○ آج بھی وہی فیض جاری ہے اس لئے دربار عالیہ کے ان جلسوں میں آمدورفت بدستور جاری رہے۔ میری طرف، میرے گناہوں کی طرف نہ دیکھنا میرے عیوب کو نہ دیکھنا، میں تمہارے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا یا نماز پڑھانے

روحانی طلبہ جماعت مورو کے سرگرم کارکن محترم غلام اکبر میمن نے بتایا کہ سوموار چھ ربیع الاول کی رات (تقریباً" اسی وقت جس وقت حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کا وصال ہوا تھا) خواب میں دیکھا کہ حضور شمس العارفین سوہنا سائیں قدس سرہ بڑے پیار و محبت کے انداز میں اپنے پیارے جگر گوشہ خلف رشید حضرت صاحبزادہ بجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ کو گلے لگا کر اپنے منہ سے ان کے منہ میں کوئی چیز ڈال رہے ہیں۔ چند بار یہی عجیب و غریب منظر نظر آیا' ابھی میں سویا ہوا ہی تھا کہ گھر کا دروازہ کھٹکا' باہر آنے پر بلانے والے طلبہ نے بتایا کہ ابھی ابھی درگاہ اللہ آباد شریف سے ٹیلیفون آیا ہے کہ حضور سوہنا سائیں (نوراللہ مرقدہ) کا وصال ہوچکا ہے....

ایک اور خواب:۔ کورنگی کراچی کے فقیر محمد قاسم صاحب نے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ سورج غروب ہورہا ہے' کوئی تعبیر سمجھ نہ آنے پر چند احباب سے خواب بیان کیا مگر کسی نے تعبیر نہیں بتائی چند دن بعد از خود خواب کی تعبیر اس وقت سمجھ آگئی جب پتہ چلا کہ چند دن ہی پہلے حضور سوہنا سائیں (نوراللہ مرقدہ) کا انتقال ہوچکا ہے۔

○ بلاشبہ میرے آقا سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ ایک روشن سورج تھے' جن کی ضیاء پاشیوں سے ایک عالم منور ہوگیا۔ گو آپ کے وصال آسمانی سورج کے غروب سے کچھ کم نہیں مگر خوشی کی بات یہ ہے کہ حضور کے منور کردہ ماہ تابان (حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم العالیہ) کے توسط سے آپ کی نورانیت پہلے کی طرح تابان و فروزان ہے جبکہ دنیاوی سورج غروب ہونے سے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

ایک اور خواب:۔ خلیفہ مولانا محمد قاسم گبول صاحب نے بتایا کہ حضور کے وصال سے چند ہی دن پہلے میں تبلیغ کے لئے اجازت لے کر بھلھڈیوں' بھٹ

کا اہل نہیں ہوں، نہ اس کا کہ تمہیں ذکر کی تلقین کروں۔

○ بہرصورت طریقت کو چلانا ہے۔ یہ طریقہ ہمیشہ جاری و ساری رہے، انشاء اللہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا۔

○ خبردار، فارغ ہو کر بیٹھ نہ جانا (وجد کی حالت میں کافی دیر تک اللہ اللہ کرتے رہنے کے بعد ان بابرکت ارشادات پر خطبہ پورا فرمایا) ذکر اللہ کو مستحکم پکڑیں، کسی صورت میں بھی ذکر سے غفلت نہ برتیں

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

○ اسی دن تجدید بیعت سے پہلے اور بعد میں حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ العالی کی اہلیت و صلاحیت اور تجدید بیعت کے موضوع پر حضورنوراللہ مرقدہ کے جلیل القدر خلفائے کرام نے پرتاثیر تقاریر کیں۔ جن میں استاد العلماء حضرت علامہ الحاج مولانا کریم بخش صاحب، حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب، حضرت مولانا جان محمد صاحب، حضرت مولانا محمد رمضان صاحب، حضرت مولانا حاجی محمد علی صاحب اور حضرت مولانا حاجی محمد ادریس صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔

اسی دن موقعہ کی مناسبت سے نعت خوان فقیر نوازیل صاحب نے ایک شاندار منقبت بنا کر سنائی جس کا عنوان تھا۔

ویو ڈئي سھڻو سائين لخت جگر ،
نڌڪو نہ آھين ادا غم نہ ڪر

(تو لاوارث نہیں ہے، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جبکہ حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ اپنے لخت جگر لائق فرزند کو ہماری قیادت کے لئے منتخب فرما گئے ہیں۔)

حقیقت نما خواب: روحانی طلبہ جماعت مورو کے سرگرم کارکن محترم غلام اکبر میمن نے بتایا کہ سوموار چھ ربیع الاول کی رات (تقریباً" اسی وقت جس وقت حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کا وصال ہوا تھا) خواب میں دیکھا کہ حضور شمس العارفین سوہنا سائیں قدس سرہ بڑے پیار و محبت کے انداز میں اپنے پیارے جگر گوشہ خلف رشید حضرت صاجزادہ مجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ کو گلے لگا کر اپنے منہ سے ان کے منہ میں کوئی چیز ڈال رہے ہیں۔ چند بار یہی عجیب و غریب منظر نظر آیا' ابھی میں سویا ہوا ہی تھا کہ گھر کا دروازہ کھٹکا' باہر آنے پر بلانے والے طلبہ نے بتایا کہ ابھی ابھی درگاہ اللہ آباد شریف سے ٹیلی فون آیا ہے کہ حضور سوہنا سائیں (نور اللہ مرقدہ') کا وصال ہو چکا ہے۔

ایک اور خواب: کورنگی کراچی کے فقیر محمد قاسم صاحب نے بتایا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ سورج غروب ہو رہا ہے' کوئی تعبیر سمجھ نہ آنے پر چند احباب سے خواب بیان کیا مگر کسی نے تعبیر نہیں بتائی چند دن بعد از خود خواب کی تعبیر اس وقت سمجھ آگئی جب پتہ چلا کہ چند ہی دن پہلے حضرت سوہنا سائیں (نور اللہ مرقدہ) کا انتقال ہو چکا ہے۔

"بلاشبہ میرے آقا سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ایک روشن سورج تھے' جن کی ضیاء پاشیوں سے ایک عالم منور ہو گیا۔ گو آپ کا وصال آسمانی سورج کے غروب سے کچھ کم نہیں مگر خوشی کی بات یہ ہے کہ حضور کے منور کردہ ماہ تابان (حضرت صاجزادہ دامت برکاتہم العالیہ) کے توسط سے آپ کی نورانیت پہلے کی طرح تابان و فروزان ہے جبکہ دنیاوی سورج غروب ہونے سے اندھیرا چھا جاتا ہے۔

ایک اور خواب مولانا خلیفہ محمد قاسم گبول صاحب نے بتایا کہ حضور کے وصال سے چند ہی دن پہلے میں تبلیغ کے لئے اجازت لے کر بھلھڈیوں

بھائٹ، کھائی کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں چند جلسوں، میں بھی شریک ہونا تھا۔ جس رات فقیر محمد عیسیٰ مری صاحب کی بستی میں جلسہ تھا خواب میں ایک دریا نظر آیا جس کے دوسرے کنارے پر ایک بزرگ کھڑے نظر آئے، ایک اور بزرگ دریا عبور کررہے تھے۔ جب دوسرے بزرگ بھی پہلے کے پاس جا پہنچے تو دونوں نے میری طرف رخ کیا، تب میں نے پہچانا کہ پہلے بزرگ خلیفہ حضرت سید نصیرالدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تھے، جن کا چار ماہ قبل وصال ہوچکا تھا اور دوسرے میرے مرشد و مربی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ تھے۔ اپنے مذکورہ دونوں محسنوں کو ایک ساتھ دیکھ کر میں نے بھی دریا عبور کرنا چاہا مگر انہوں نے پہلے اشارہ سے اور بعد میں صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا! تو جلدی نہ کر، ابھی تیرے آنے میں دیر ہے۔ بیدار ہونے پر خواب کی حقیقی تعبیر سے بے خبر دونوں حضرات کی ایک ساتھ زیارت ہونے پر میں بڑا خوش تھا۔ اس کے تین دن بعد ایک آدمی نے دریافت کیا کہ ہم نے سنا ہے، حضور سوہنا سائیں (قدس سرہ) کا انتقال ہوچکا ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور تصدیق کے لئے حضور کے پرانے مخلص خادم حاجی محمد ہاشم صاحب کی بستی پہنچا، جہاں گیارہ سال تک مسلسل میرا قیام رہا تھا۔ وہاں پہنچنے پر حاجی محمد ہاشم صاحب کو تنہا مسجد کے کونے میں بیٹھے روتے دیکھ کر دل کو بڑا دھچکا لگا۔ حاجی صاحب مجھے دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ان کے تصدیق کرنے پر اپنے خواب کی تعبیر سمجھ آئی مگر یہ بھی کہ: **اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ** (موت ایک پل کی مانند ہے جس کے ذریعے ایک دوست اپنے دوست سے جاملتا ہے۔)

میں نے اسی وقت قرب و جوار کے احباب کو اطلاع دی اور دوسرے دن مل کر دربار عالیہ اللہ آباد شریف پہنچے۔

سورج غروب ہوا پھر طلوع:۔ سائٹ کراچی کے مولانا خدا بخش صاحب نے بتایا کہ حضور کے وصال سے چند ماہ پہلے میں نے یہ خواب دیکھا کہ سورج انتہائی

زیادہ روشن ہے مگر تھوڑی ہی دیر بعد یکایک غروب ہوگیا اور پورا عالم اندھیرے میں ڈوب گیا، کچھ ہی دیر بعد پھر سورج طلوع ہوا مگر گردو غبار کی وجہ سے پہلے کی نسبت اس کی روشنی کم ہے جسے دیکھ کر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہی سورج ہے جو پہلے سے طلوع ہوتا رہا ہے جبکہ اکثر لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ یہ سورج بالکل ہی نیا سورج ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی روشنی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

اولاد امجاد

عندالوفات لاکھوں روحانی سوگواروں کے علاوہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے نسبی قریبی سوگواروں میں اہلیہ محترمہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور صحت کاملہ کے ساتھ ان کا سایہ نسبی و روحانی اولاد پر دیرپا رکھے، آمین) ایک صاحبزادہ (خلف رشید حضرت قبلہ سجن سائیں دامت برکاتہم العالیہ) چار صاحبزادیاں اور دو ہمشیرائیں سوگوار چھوڑیں۔

حضور نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ مدظلہ، کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادے حضرت محمد اطہر و حضرت محمد یاسر عطا فرمائے (اللہ تعالیٰ صحت کاملہ کے ساتھ ان کو طویل عمر عطا فرمائے اور اپنے ماسلف کے نقش قدم پر چلائے، آمین)

سب سے بڑی صاحبزادی (جو کہ عمر میں حضرت صاحبزادہ مدظلہ، سے بھی بڑی ہیں اور حضور نوراللہ مرقدہ کے بھانجے محترم مولانا غلام مرتضیٰ عباسی صاحب کے حبالہ عقد میں ہیں) کے دو صاحبزادے حضرت محمد جمیل و حضرت محمد طارق اور ایک صاحبزادی حضور کی حیات میں تولد ہوئے اور دو صاحبزادیاں حضور کے وصال کے بعد تولد ہوئیں۔

اور دوسری صاحبزادی (جو کہ محترم قاری غلام حسین صاحب کے عقد میں ہیں) کے بطن سے ایک صاحبزادہ محمد طیب اور ایک صاحبزادی، دونوں حضور نوراللہ

مرقدہ' کے وصال کے بعد تولد ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بابرکت گھرانہ کو مزید دینی و دنیاوی کرامات و عنایات سے نوازے اور اپنے حضور قرب و منزلت مرحمت فرمائے۔

آمین یا رب العٰلمین بحرمۃ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم ○

حسنِ اتفاق

○ شمائل ترمذی شریف کی پہلی روایت کی مطابق رسول اللہ ﷺ کے ارشاد و تبلیغ کا عرصہ بیس برس بیان کیا گیا ہے۔

○ **فَاَقَامَ بِمَکَّۃَ عَشَرَ سِنِیْنَ وَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشَرَ سِنِیْنَ**

○ (دس برس مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور دس برس مدینہ منورہ میں) حسنِ اتفاق سے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی ۱۳۸۴ھ سے ۱۴۰۴ھ تک تقریباً" بیس برس مسندِ ارشاد و تبلیغ پر فائز رہے۔

○ سیدنا حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو صرف تین مرتبہ پیر کامل حضرت باقی باللہ احراری رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت و زیارت نصیب ہوئی۔ اسی طرح سیدی سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو بھی مرشد اول حضرت پیر فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ کی صرف تین مرتبہ زیارت و صحبت کا موقع میسر ہوا۔

○ اکثر روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے ان ظاہر بین آنکھوں سے اوجھل ہونے کا ماہ ربیع الاول اور دن سوموار تھا اور یہی مبارک ماہ اور دن سیدی سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے حصے میں آئے۔

○ آپ کے مرشد کامل حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ ۱۲ دسمبر کی رات اس دارالفناء سے دارالبقاء کو راہی ہوگئے اور یہی ۱۲ دسمبر کی رات تھی کہ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ (**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ**)

حضرت
سوہنا سائیں
قدس سرہٗ
سجادہ نشین محبوب سجن سائیں مدظلہٗ
سعودی عرب
متحدہ عرب امارات
امریکہ
برطانیہ
ایران
ملایا
پاکستان
بھارت
بنگلہ دیش
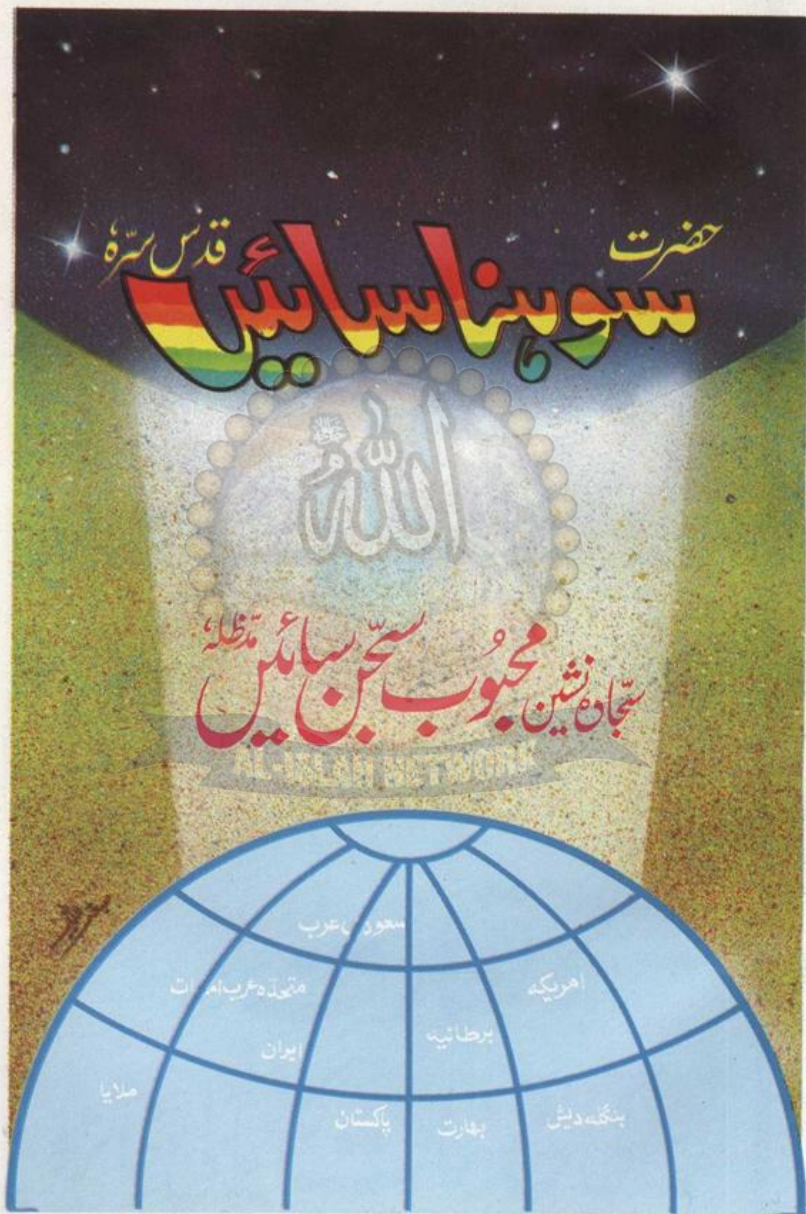
جانشین حضور شمس العارفین

(حضرت سوہنا سائیں)

عمدۃ الواصلین قدوۃ الاولیاء

حضرت محمد طاہر مدظلہ العالی

(محبوب سجن سائیں)

کا تعارف اور

ان کی خدمات کا اجمالی جائزہ
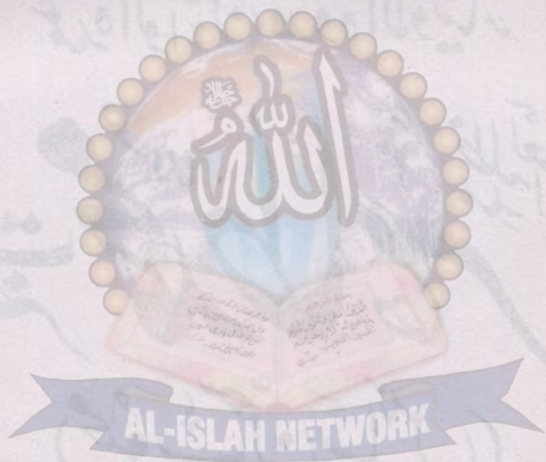
ایک نظر میں

سجادہ نشین حضرت قبلہ مرشدی صاجزادہ سجن سائیں

دامت برکاتہم العالیہ

حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے ظاہری و باطنی وارث و نائب عالم باعمل نور نظر لخت جگر حضرت قبلہ سیدی و مرشدی صاجزادہ مولانا محمد طاہر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ولادت باسعادت مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء درگاہ رحمت پور شریف لاڑکانہ میں ہوئی۔ اتفاقاً اس وقت حضرت قبلہ سوہنا سائیں قدس سرہ تبلیغی سلسلہ میں میہڑ کی طرف گئے ہوئے تھے۔

باکمال مرید صادق کے گھر صاجزادہ کی ولادت کی خبر سن کر حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر خوش ہوئے کہ اسی وقت طلب فرما کر اپنی زیارت اور توجہات عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ کان میں اذان خود دی اور نہ معلوم کن کن مستجاب دعاؤں سے نوازا۔ جن کی چند سالہ جھلک نے ایک عالم کو رشد و ہدایت سے منور کر دکھایا۔

رحمت پور شریف ہی میں ایک مرتبہ کھیلتے کودتے دیکھ کر حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ نے خوش ہو کر فرمایا! یہ بڑا ہو کر اسلام کا شیر ہوگا، بفضلہ تعالیٰ ان کی نیک دعاؤں کے عین مطابق وہی معصوم بچہ آگے چل کر دین اسلام کا مثالی جری سپاہی و داعی ثابت ہوا جس نے چند سال کے مختصر عرصہ میں اس انقلابی انداز سے تقریری اور تحریری اور اس سے بڑھ کر کردار و عمل سے مثالی تبلیغی کام کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

شروع ہی سے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے اپنے اکلوتے صاجزادہ کو دین اسلام کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف فرما دیا تھا۔ جس کا اظہار بار بار

فرمایا کرتے تھے۔ ایک سے زائد بار جلسہ عام میں حضرت صاجزادہ صاحب مدظلہ کو اپنے پاس بلا کر ہاتھ پکڑ کر اور جماعت کو گواہ بنا کر ارشاد فرمایا' الٰہ العالمین اتنے سارے تیرے نیک بندے گواہ ہیں کہ میں نے اس کو دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے' یہ تیرا ہے تو اسے قبول فرما۔ اور یہی فکر ہمیشہ آپ کو دامنگیر رہا'

ایک مرتبہ اپنی علالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' ایک بار صحت زیادہ خراب ہوگئی تھی اور تو کسی قسم کا فکر نہ تھا' البتہ یہ خواہش دل میں ضرور تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تک زندہ رکھے کہ اپنے فرزند کی خود تربیت کروں' تاکہ بڑا ہو کر دین اسلام کا خادم رہے۔

(مولانا فضل محمد چانڈیو لاڑکانہ)

تعلیم و تربیت:۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے اپنا تن' من' دھن' وطن سبھی کچھ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا' عمر بھر یہی اوڑھنا' بچھونا اور محبوب مشغلہ رہا۔ اس لئے آپ نے شروع ہی سے اپنے اکلوتے صاجزادہ مدظلہ کو بھی اسی میدان کے لائق شہسوار بنانے کی ٹھانی اور اس نہج پر عمدہ تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا چنانچہ جیسے ہی صاجزادہ مدظلہ چلنے پھرنے لگے اپنے ساتھ نماز کے لئے مسجد شریف میں لے آتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے صغر سنی ہی میں از خود نماز باجماعت' عمامہ' مراقبہ' وغیرہ کے پابند بن گئے۔

درگاہ فقیر پور شریف میں ناظرہ قرآن مجید اور پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اسی اثناء میں ۶۹-۱۹۷۰ء میں صرف ۷ سال کی عمر میں حضور نے تجوید قرآن سیکھنے کے لئے مدرسہ رکن الاسلام حیدر آباد بھیجا جہاں استاذ القراء مولانا الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی صاحب کے یہاں تجوید و قرات سیکھتے رہے۔

پرائمری تعلیم کے ساتھ ساتھ فارسی تعلیم اور اس کے بعد عربی تعلیم مدرسہ

جامعہ عربیہ غفاریہ درگاہ اللہ آباد شریف ہی میں حاصل کی جبکہ بالائی عربی کتب کے لئے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے حضرت صاحبزادہ مدظلہ اور ان کے ساتھیوں کو دو سال کے لئے المرکز القادری کراچی بھیجا جہاں تقریری خواہ تحریری امتحانات میں حضرت صاحبزادہ مدظلہ نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے

دورۂ حدیث ایک بار مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف میں اور دوسری بار المرکز القادری کراچی میں پڑھا۔

اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضور نوراللہ مرقدہ نے اپنے فرزند ارجمند کی باطنی تعلیم و تربیت کی طرف بھی پوری توجہ کی۔ خاص کر درس نظامی کے آخری مراحل اور دورۂ حدیث شریف کے ایام میں مزید باطنی توجہات و عنایات سے سرفراز فرمایا۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق' شرائط اور لطائف میں اضافہ کے ساتھ بکثرت ذکر و مراقبہ اور تصوف و سلوک کی کتابیں پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

حسب فرمان حضرت صاحبزادہ مدظلہ نے صرف خود ہی نہیں بلکہ اپنے ہم سبق ساتھیوں کو بھی ساتھ لے کر آگے بڑھنے کی کوشش کی وہ اس طرح کہ فرصت کے اوقات میں باہمی مل کر ماسلف مشائخ کی کتابیں پڑھتے۔ تہجد کے وقت مل کر باری باری سے مراقبہ کراتے بعض اوقات حضور نوراللہ مرقدہ حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کو جماعت میں احیاء علوم الدین یا کسی اور کتاب کے درس کا حکم فرماتے اور خود بیٹھ کر سنتے رہتے اور کبھی اساتذہ میں سے کسی کو علم کی حقیقت' علم کی اقسام اور ماسلف علماء کے موضوع پر خطاب یا کسی کتاب کے پڑھنے کا حکم فرماتے اور تمام طلبہ کو عموماً" اور دورۂ حدیث کے طلبہ کو خصوصاً" قریب بیٹھ کر سننے کا ارشاد فرماتے اگر کوئی غیرحاضر ہوتا تو آدمی بھیج کر اسے طلب فرماتے۔

○ تعلیم کے آخری مراحل میں حضور کے فرمان سے مدرسہ کے انتظامی امور

میں خاص کر طلبہ کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کے معاملے میں بڑی حد تک اساتذہ کے ساتھ معاونت فرماتے رہے۔ عملی تربیت کے طور پر چند بار حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے آپ کو کہنہ مشق مبلغین اور اساتذہ کے ہمراہ اندرون سندھ اور بلوچستان کے تبلیغی دورہ پر بھی بھیجا۔ چنانچہ مورخہ ۲ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے حضرت قبلہ مولانا رفیق احمد شاہ صاحب کی قیادت میں حضرت صاجزادہ مدظلہ اور دوسرے ساتھیوں کو کراچی کے دیہی علاقوں ملیر، کونکر، گڈاپ بھیجتے وقت استاد محترم مولانا رفیق احمد شاہ صاحب کو فرمایا! آپ کے ساتھ ان کو بھیجنے کا اصل مقصد ان کی تربیت ہے۔ دیہی علاقہ کے لوگ نسبتاً" سیدھے سادھے ہوتے ہیں۔ وہاں یہ دل کھول کر تقاریر کر سکیں گے۔ باری باری تمام طلبہ تقریر کرتے رہیں مولوی محمد طاہر صاحب اوروں سے بڑھ کر شوق و ہمت سے شامل رہیں، اور تقاریر کرتے رہیں۔ دیہی علاقہ ہے ایک ایک، دو دو میل کہیں جانا ہو تو پیدل چلے جانا تاکہ غیر ضروری نزاکت پیدا نہ ہو۔ اتنے فاصلے کے لئے سواری کا انتظار نہ کرنا۔ یہاں تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے نوافل کے لئے زیادہ وقت نہیں ملتا۔ سفر میں اور تو مصروفیت ہوگی نہیں، اس لئے حتی المقدور نفلی عبادات کا اہتمام کرنا۔ خاص کر نماز تہجد، اشراق اور بعد از مغرب تین نوافل صلوٰۃ الاوابین ضرور پڑھا کرنا اور وقتاً" فوقتاً" صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھتے رہیں۔ حسب فرمان طالبعلمی کے زمانہ میں عموماً" ہر سال روحانی طلبہ جماعت کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے حیدر آباد تشریف لے جاتے تھے۔

○ بعض اوقات اگر علالت کے باعث حضور کسی مجوزہ جلسے میں شریک نہیں ہوسکتے تھے تو حضرت قبلہ صاجزادہ مدظلہ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجتے تھے۔

○ ایام طالبعلمی سے حضرت قبلہ صاجزادہ مدظلہ کے حسن اخلاق علمی اور

عملی صلاحیتوں کی بدولت تمام اساتذہ اور طلبہ یکساں طور پر متاثر تھے۔

○ چنانچہ آپ سے غیر معمولی عقیدت و محبت کی بناء پر احقر مؤلف آپ کے طالبعلمی کے زمانہ کی کئی یادداشتیں تحریر کرتا رہا اور آپ کے تمام خطوط بطور تبرک محفوظ کرتا رہا جو درگاہ فقیر پور شریف یا کراچی سے بندہ کے نام تحریر کرتے رہے۔

دستار فضیلت:۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد مورخہ ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ عظیم الشان سالانہ جلسہ کے موقعہ پر آپ کی رسم دستار بندی ہوئی۔ جس کا پہلا بل آپ کے روحانی و جسمانی والد بزرگوار خواجہ خواجگان حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ نے درست فرمایا۔ (مزید تفصیلات مدارس کے احوال میں بیان کیئے گئے ہیں)

○ مدرسہ کی تعلیم سے فراغت کے بعد کوئی دو سال تک مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف میں مدرس اور منتظم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی اثناء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

اصلاح المسلمین کے صدر کی حیثیت سے: جماعت اصلاح المسلمین کے انتخابی اجلاس منعقدہ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ میں متفقہ طور پر آپ کو تین سال کے لئے جماعت اصلاح المسلمین کا صدر منتخب کیا گیا۔

اسی طرح جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ کے بھی آپ صدر منتخب ہوئے اور ان دونوں تنظیموں کے کئی ایک اجتماعات منعقد فرمائے، اور ان تنظیموں کے تحت ہونے والے جلسوں اور تبلیغی دوروں میں بھی تشریف فرما ہوتے رہے۔

شادی خانہ آبادی: مورخہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ آپ کی شادی محترم ڈاکٹر حاجی عبداللطیف چنہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ (کی وصیت کے مطابق) ان کی دختر نیک اختر سے انجام پائی۔ شادی شریعت مطہرہ کے عین مطابق نہایت سادگی سے

ہوئی۔ عام جماعت یا مریدین کو کسی قسم کی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ خواہ حضرت صاحبزادہ مدظلہ العالی معمول کا لباس پہنے ہوئے نماز عصر پر تشریف لائے۔ نماز کے بعد تمام موجودہ فقراء کو بیٹھنے کا کہا گیا۔ حسب ارشاد اس عاجز مؤلف نے نکاح کا اعلان کیا اور مسنونہ خطبہ و دعا پڑھ کر دعا کے لئے حضور کی خدمت میں عرض کی۔ دعا کے بعد حضرت صاحبزادہ مدظلہ نے آگے بڑھ کر حضور نوراللہ مرقدہ کی قدم بوسی کی تمام حاضرین فقراء نے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ اور صاحبزادہ مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ مبارک باد پیش کی۔ بعض احباب پھولوں کے ہار لے آئے تھے جو اپنے مقتدر بزرگوں کو پہنائے لیکن جیسے ہی حضور نوراللہ مرقدہ کی نظر ان احباب پر پڑی جو نوٹوں کے ہار لے آئے تھے' انتہائی غصہ کے عالم میں تنبیہہ کرتے ہوئے سختی سے نوٹوں کے ہار پہننے پہنانے کی مذمت فرمائی (جس پر ان حضرات نے فوراً" وہ ہار چھپا لئے) مزید فرمایا' بابرکت شادی وہ ہے جو سادگی سے انجام پائے۔ موجودہ اسراف و خرافات کی کوئی اصلیت نہیں' رسم و رواج چھوڑ کر شریعت مطہرہ کی پابندی کرنے میں ہی برکت و رحمت ہے۔ ایک بزرگ کے سامنے کسی شخص نے جھوٹا پانی زمین پر پھینک دیا۔ پانی کی جو کہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے بے قدری دیکھ کر بزرگ بے ہوش ہوگئے۔

اس کے بعد لائے گئے خشک چھوہارے لٹائے گئے دیگر جماعت کے ساتھ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے بھی جمع فرمائے۔ آخر میں معذرت کرتے ہوئے فرمایا شادی کے موقعہ پر ترکھجوریں لٹانا (کہ آدمی پھینکے اور دوسرے اپنے لئے جمع کریں) ہی مسنون ہے۔ ہم نے کنڈیارو' مورو کے علاوہ سکھر سے بھی پتہ کیا مگر ترکھجوریں نہیں ملیں' اسی مجبوری کے تحت خشک چھوہارے لائے گئے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا' مولوی محمد طاہر صاحب (مدظلہ العالی) کے لئے کئی

آدمیوں نے رشتہ دینے کی پیش کش کی مگر ہم نے انکار کر دیا۔ حاجی فیض محمد صاحب (ڈاکٹر صاحب مرحوم کے سسر کے والد صاحب جو اس وقت موجود تھے) والوں سے چونکہ ہمارے تعلقات طریقت میں آنے سے بھی پہلے کے ہیں' اس لئے ہم نے یہی سوچا کہ ان کے یہاں سے شادی ہو جائے تو بہتر ہے۔

ولیمہ :۔ ولیمہ بھی نکاح کی طرح کسی عام اعلان کے بغیر مورخہ ۱۲ ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ کو اللہ آباد شریف میں شریعت و طریقت کے عین مطابق کیا گیا۔ حسن اتفاق سے اسی تاریخ کو جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ کا اجلاس بھی اللہ آباد شریف میں بلایا گیا تھا۔ علماء کرام کے لئے تو ایک ساتھ خوشی کے دو پروگرام ثابت ہو رہے تھے مگر حضور نوراللہ مرقدہ (یہ سمجھ کر کہ شاید مروجہ رسم و رواج کے مطابق ولیمہ کی وجہ سے آئے ہیں' جو کہ آپ کے مزاج کے سراسر خلاف تھا) کے مزاج پر اس کا کافی بار گزرا جس کا اظہار بھی فرمایا مگر جب آپ کو بتایا گیا کہ مدارس اور اسکولوں میں چھٹیوں کی وجہ سے اسی تاریخ کو ہم نے یہاں جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ کا اجلاس بلایا تھا۔ ساتھ ساتھ حضور کی زیارت و صحبت اور حضرت صاجزداہ مدظلہ کی ولیمہ میں شرکت بھی حاصل ہوئی ہے۔ اس پر آپ مطمئن ہوئے۔ تاہم شادی کے موقع پر کئے جانے والے رسم و رواج کی مذمت فرمائی اور خصوصی اہتمام سے دور دور سے آکر شریک ہونے کی شرعی حیثیت کے بارے میں تحقیق کے لئے موجود علمائے کرام کو تاکید فرمائی۔

عطیہ خلافت و اجازت :۔ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے حسب تربیت و توقع اپنے لائق فرزند ارجمند کو باصلاحیت عمدہ اخلاق و عادات و اعمال اور دینی تبلیغی ذوق و جذبہ کا حامل دیکھ کر ۱۳۹۸ھ میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا جبکہ حضرت صاجزادہ مدظلہ' اس وقت مدرسہ عالیہ میں زیر تعلیم تھے۔ اس کے بعد غالباً" ۱۴۰۲ھ میں جب حضرت مولانا صدیق احمد صاحب ناصر (ساؤتھ امریکہ) کو

اجازت مرحمت فرمائی۔ اس وقت بھی حضرت صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ کو بلا کر خلافت کی سعادت بخشی۔ تیسری بار ۱۴۰۳ھ میں پھر مولانا نسیم احمد صاحب (حیدر آباد) کے ہمراہ خلافت عطا فرمائی ساتھ ہی تبلیغ و ذکر کے لئے مختلف مقامات پر اپنے قائم مقام بھیجا۔ اور درگاہ فقیرپور شریف کے ماہانہ جلسہ میں جب کبھی خود تشریف نہیں لے جاتے حضرت صاحبزادہ مدظلہ کو بھیج دیتے اور چند بار آپ نے طریقہ عالیہ کے مطابق نئے واردین کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت بھی کیا اور وعظ و نصیحت بھی کی۔

حضور کی حیات ہی میں حضرت صاحبزادہ مدظلہ نے دین پور شریف اور قمبر علی ضلع لاڑکانہ کے تبلیغی دورے فرمائے اور وہاں نئے واردین کو بیعت کیا۔ مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ کو حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے خصوصی ارشاد سے درگاہ اللہ آباد شریف کے ماہانہ جلسہ میں نماز عشاء کی امامت فرمائی اور بعد از نماز وعظ بھی فرمایا۔

مراقبہ اور بیعت :۔ ٦ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ صبح بعد از نماز فجر پہلے حضرت قبلہ صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ نے مراقبہ کرایا اور ان کے بعد حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے مراقبہ کرایا اور اختتامی دعا فرمائی جبکہ مورخہ ۱۱ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ بروز جمعہ جب حضور سوہنا سائیں قدس سرہ درگاہ فقیرپور شریف تشریف لے گئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ نے بعد از نماز فجر مراقبہ کرایا اور حضور نوراللہ مرقدہ کے معمول کے مطابق بعد از مراقبہ نصیحت فرمائی اور آئے ہوئے نئے آدمیوں کو ذکر قلبی کا وظیفہ عنایت کیا اور اس کا طریقہ بھی سمجھایا۔ نماز جمعہ مدرسہ جامعہ عربیہ غفاریہ اللہ آباد شریف کے منتہی طالبعلم حاجی محمد کریم صاحب نے پڑھائی جبکہ بعد از نماز جمعہ آئے ہوئے نئے واردین کو حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم العالیہ نے ذکر قلبی کا وظیفہ عطا کیا۔

مسند ارشاد پر :۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے

بیرونی تبلیغ و تلقین ذکر کے علاوہ اپنی دونوں خانقاہوں (درگاہ اللہ آباد شریف اور درگاہ فقیرپور شریف) میں حضرت صاحبزادہ سجن سائیں کو تلقین ذکر کا حکم فرما کر عملی طور پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا نیز مورخہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بدھ کی رات صریح الفاظ میں "مجھے جو کچھ اجازات و عنایات اپنے پیرو مرشد حضرت پیر مٹھا نوراللہ مرقدہ سے عطا ہوئیں وہ سبھی آپ کے سپرد کررہا ہوں" ارشاد فرما کر ظاہری و باطنی فیوض و برکات، جماعت کی قیادت اور جملہ تبلیغی اور انتظامی امور سپرد فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ ۷ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ حضور نوراللہ مرقدہ کے جملہ خلفاء، علماء اور فقراء نے کمال اتحاد و اتفاق سے آپ کی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے تجدید بیعت کی۔

خواب میں راہنمائی :۔ بعد از وصال بھی حضور نوراللہ مرقدہ نے کشف، حال اور خواب میں کئی فقراء کو حضرت صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ سے فیض حاصل کرنے کی تلقین فرمائی، یہی نہیں بلکہ بعض خوش نصیب فقراء کو آقائے نامدار سیدنا و مولانا حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے خواب میں حضرت صاحبزادہ مدظلہ سے فیض حاصل کرنے کی تاکید کی، اس سلسلہ میں نامعلوم کتنے فقراء نے خواب دیکھے ہیں۔ سردست چند خواب تحریر کئے جاتے ہیں۔

رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں :۔ نواب شاہ سے محترم مولانا انوار المصطفیٰ صاحب لکھتے ہیں کہ شب جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کو یہاں نانا جان فقیر عبدالرحمان صاحب، ان کے علاوہ دو اور فقیروں نے ایک ہی خواب ملاحظہ کیا ہے وہ یہ کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ چند اونٹنیاں لے کر درگاہ اللہ آباد شریف آئے اور فقیر عبدالرحمان صاحب (نہایت ہی نیک عاشق رسول فقیر ہیں) سے حضرت صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ العالی کو بلانے کا فرمایا۔ مزید یہ فرمایا کہ بارگاہ نبوی سے فرمان ہوا ہے کہ انہیں قدم بوسی کے لئے پیش کیا جائے۔ پیغام ملنے پر

حضرت صاحبزادہ مدظلہ فوراً" حاضر ہوگئے۔ مزید حضور کے گھر کے چند اور افراد نیز چند مخصوص فقراء بھی اسی قافلہ کے ساتھ دربار نبویہ میں پہنچے، جہاں حضور ﷺ نے حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا پھر کے بعد دیگرے وہاں موجود اولیاء اللہ نے ہار ڈالے یہاں تک کہ حضرت صاحبزادہ مدظلہ کا گلا مبارک اور چہرہ مبارک پھولوں سے نظر نہیں آرہا تھا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ نے زبان درافشاں سے ارشاد فرمایا، اب اس فیض کے چلانے اور پھیلانے والا یہی جوان ہوگا۔ ان ہی فقیر عبدالرحمان صاحب نے بتایا کہ تبلیغ پر جاتے وقت کئی بار بیداری کی حالت میں، میں نے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو اپنے ساتھ چلتے دیکھا۔ کسی بات چیت کے بغیر غائب ہوجاتے تھے۔ ایک بار تشریف فرما ہو کر چند فقیروں کے نام لے کر یہ نصیحت ارشاد فرمائی کہ ان کو کہو کہ روئیں نہیں، صبر کریں، اصل چیز شریعت مطہرہ پر عمل کرنا ہے۔ از روئے شرع رونا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کے لخت جگر حضرت ابرہیم رضی اللہ عنہ کے وصال اور آنحضرت ﷺ کے صبر کا واقعہ بھی بتایا۔ کوئی پونے گھنٹہ تک حضور کی یہ ملاقات رہی اس کے بعد غائب ہوئے۔ (یہ سب کچھ بیداری کے عالم میں نظر آیا)

○ حضرت مولانا خلیفہ حاجی عبدالسلام صاحب نے بتایا کہ مجھے ۶ ربیع الاول کو بعد از نماز عصر حضور کے وصال کا پتہ چلا یہ وحشت ناک خبر سنتے ہی میں بے ہوش ہوگیا۔ اسی بے خودی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل میں القا ہوا کہ پرواہ نہ کر اس طریقہ عالیہ کو چلانے اور پھیلانے کے لئے حضرت صاحبزادہ مدظلہ موجود ہیں۔ اس کے بعد جب درگاہ شریف پر حاضر ہوا تو یہ معلوم کرکے میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ تمام خلفاء و فقراء آپ سے بیعت ہوچکے ہیں۔ مولانا موصوف نے مزید بتایا کہ جس طرح قحط اور دیگر مشکل اوقات میں ہم دعا کے لئے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے حضور

حاضر ہو کر دعا کراتے اور آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات حل فرماتا تھا اسی طرح اب حضرت صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کراتے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ مہربانیاں فرماتا ہے چنانچہ اس سال جب ہم نے آپ سے بارش کے لئے دعا کرائی تو علاقہ بھر میں غیر معمولی بارش اور پیداوار ہوئی اور ایک قبائلی جھگڑا جس میں ۱۳ افراد ہلاک ہو چکے تھے، صلح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی حضرت سجن سائیں دامت برکاتہ سے دعا کرائی گئی۔ الحمدللہ فورا" صلح ہو گئی۔ اب دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر ہو کر رہ رہے ہیں۔

○ فقیر گل شیر (بگ بستی) نے بتایا کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے سانحہ ارتحال کا سن کر میں پریشان و مذبذب تھا کہ خواب میں حضور نوراللہ مرقدہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ مدظلہ بھی ساتھ نظر آئے جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' اب میری بجائے یہی ذکر سمجھایا کریں گے جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کا روحانی فیض آپ کے صاحبزادہ مدظلہ کے وسیلہ سے ہی پھیلتا پھولتا رہے گا۔

ان کے پیچھے چلیں : محترم خلیفہ مولانا حاجی محمد آدم صاحب نے بتایا کہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے وصال کے بعد ایک بار خواب میں ایک محفل نظر آئی جس میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ اور حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ بھی موجود تھے۔ مجلس برخاست ہونے پر ہم حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ آپ نے مڑ کر فرمایا' اب میرے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں (حضرت صاحبزادہ مدظلہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) اب آپ ان کے پیچھے چلیں' جو ہمارے پاس تھا ہم نے ان کو دے دیا ہے۔

○ نورانی مرکز نورانی روڈ بلوچستان :۔ سے محترم مولانا ولی محمد صاحب لکھتے ہیں کہ مدرسہ کے طالبعلم عبدالحکیم نے ایک مرتبہ خواب میں حضور سوہنا

سائیں قدس سرہ اور قبلہ صاجزداہ بجن سائیں مدظلہ کو مرکز نورانی میں تشریف فرما دیکھا۔ جماعت بڑی تعداد میں موجود تھی۔ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے حضرت صاجزادہ مدظلہ کو ارشاد فرمایا' جماعت کافی آچکی ہے آپ ان کو ذکر سمجھائیں۔ اس کے بعد آپ میرے (مولانا ولی محمد صاحب کے) مکان پر تشریف فرما ہوئے' پھر اوطاق میں آکر آرام فرما ہوئے جہاں الحاج خلیفہ مولانا محمد ادریس صاحب بھی موجود نظر آئے۔

○ نیز مولانا ولی محمد صاحب نے مذکورہ مدرسہ کے ایک اور طالبعلم نورالدین صاحب کا خواب تحریر کیا ہے۔ کہ ان کو حضور سوہنا سائیں قدس سرہ اور حضرت صاجزادہ دامت برکاتہم دونوں مرکز نورانی پر تشریف فرما نظر آئے۔ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے مخاطب ہو کر (مولوی ولی محمد صاحب کو) فرمایا! روحانی طور پر تو ہم تمام فقیروں کے یہاں تشریف لے جاتے ہیں مگر مرکز نورانی کے ماہوار جلسے میں یوں سمجھو کہ جسمانی طور پر بھی موجود ہوتے تھے۔ اس کے بعد صاجزادہ مدظلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا' آج کل یہی ہمارے گدی نشین ہیں' یہی آپ کو فیض یاب کریں گے۔

○ اوتھل بلوچستان سے محترم محمد جنید صاحب لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ سوہنا سائیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بہت بڑے نورانی پلنگ پر آرام فرما ہیں اور آپ کے بازو میں حضرت قبلہ بجن سائیں مدظلہ العالی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ یہ عاجز وہاں گیا اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک کو ہاتھ سے مالش کرنے لگا۔ اسی اثنا میں آپ کی آنکھ مبارک اچانک کھل گئی اور فرمانے لگے کہ آپ محمد جنید ہیں۔ میں نے کہا' جی ہاں اور آپ کے ہاتھ مبارک کو چومنا چاہا مگر آپ نے فرمایا' اس طرح نہیں بلکہ میں آپ سے گلے ملوں گا۔ چنانچہ از راہ شفقت و عنایت اس عاجز گنہگار کو گلے سے لگایا اور کافی نصیحتیں بھی فرمائیں۔

میرا مہمان آرہا ہے :۔ کراچی سے منشی عبدالحسیب فاروقی لکھتے ہیں کہ مسند نشینی کے بعد پہلی بار جب حضرت قبلہ سجن سائیں مدظلہ کراچی تشریف فرما ہوئے تو ہم نے قصبہ کالونی میں آپ کا پروگرام رکھا تھا۔ رات کو حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی وہ اس طرح کہ دیکھتا ہوں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، دیگر کافی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضور پرنور ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا، تمہارے یہاں میرا مہمان آنے والا ہے، ہم ان کی وجہ سے یہاں آئے ہیں، تم بھی ان کی مہمان نوازی میں کمی نہ رکھنا۔ الحمدللہ حضرت سجن سائیں مدظلہ تشریف لائے اور ان کی آمد کی برکت سے رسول اللہ ﷺ اور مشائخ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے پیرو مرشد کی ولایت کی تصدیق سن کر اور بھی زیادہ خوشی ہوئی۔

حضرت سجن سائیں مدظلہ کی تبلیغی سرگرمیاں

الحمد للہ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ اور جملہ خلفاء اور علماء کی نیک خواہشات کے عین مطابق حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ نے اپنے مشائخ طریقت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغ خواہ تحریر کے میدان میں شریعت و طریقت کی نشرو اشاعت کے لئے مثالی کردار ادا کیا ہے۔

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی لاکھوں کی تعداد میں موجود جملہ جماعت کو موتیوں کے ہار کی مانند اتفاق و اتحاد کی لڑی میں پروئے رکھا۔ اور پہلے سے موجود تبلیغی و اصلاحی تنظیموں، جمعیتہ علماء روحانیہ غفاریہ، روحانی طلبہ جماعتہ، جماعتہ اصلاح المسلمین، جمعیتہ طلبہ روحانیہ عربیہ، جمعیتہ اساتذہ روحانیہ، اصلاح نوجوانان اور نونہال روحانی طلبہ جماعت کو پہلے سے زیادہ سرگرمی سے کام کرنے کی تلقین فرمائی اور بعض فعال کارکنوں کو آگے لے آئے۔ نتیجتہ" اکثر تنظیموں نے عملی تبلیغی کام کے علاوہ اپنی تنظیموں کی جانب سے معیاری کتب، رسائل اور پمفلٹ چھاپے۔ روحانی طلبہ جماعت کے مخلص کارکنوں بالخصوص محترم ڈاکٹر کیپٹن غلام یاسین سیال اور محترم ڈاکٹر منور حسین صاحب بھرگڑی کی کاوشوں سے سہ ماہی رسالہ "الطاہر" کا اجرا ہوا جس کے معیار کی بلندی کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر بتدریج اشاعت میں اضافہ ہورہا ہے۔ اب تک اس کے سات شمارے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوچکے ہیں جبکہ مجموعی طور پر الطاہر کے علاوہ بھی ۲۰، ۲۲ کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

جماعت اصلاح المسلین خواہ جمعیتہ علماء کا قافلہ آج بھی حضرت صاحبزادہ مدظلہ کی قیادت میں رواں دواں ہے۔ رمضان المبارک کے احترام کے سلسلہ میں ہونے والی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ ماہوار اور ہفتہ وار جلسے پابندی سے ہورہے ہیں۔

بذات خود حضرت صاحب مدظلہ العالی بھی سندھ، پنجاب اور بلوچستان کے کئی تبلیغی دورے کرچکے ہیں جبکہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے مجوزہ پروگرام کے تحت دوبار ۱۵، ۱۵ روز کا متحدہ عرب امارات کا بھی دورہ کرچکے ہیں۔ متحدہ عرب امارت کے اصلاحی پروگرام، تصفیہ قلب، تزکیہ نفس اور دعوتی نقطۂ نگاہ سے بڑے کامیاب ثابت ہوئے جہاں ہزاروں عجمیوں کے علاوہ کئی عرب حضرات بھی آپ کے دست حق پرست پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور وہاں سے لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے۔

چند تبلیغی خطوط کے اقتباسات

بفضلہ تعالیٰ آج بھی حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے مقتدر خلفاء و علماء کرام، فقراء اور طلبا حضرات سینکڑوں نئے ساتھیوں کے اضافہ کے ساتھ حسب سابق جانفشانی اور محنت سے شریعت و طریقت کی اشاعت اور تبلیغ میں مصروف ہیں اور روزانہ کافی تعداد میں تبلیغی احوال پر مشتمل خطوط حضرت سجن سائیں مدظلہ کی خدمت میں ارسال کرتے رہتے ہیں جن کی قیادت و صلاحیت ہی کی بدولت مریدین و متعلقین میں دعوتی کام کا اس قدر شوق و جذبہ ہے کہ تقریباً روزانہ پڑھے جانے کے باوجود خطوط ختم نہیں ہوپاتے۔ ان ہزاروں تبلیغی خطوط میں سے مشت از نمونہ خروار چند ایک تبلیغی خطوط کے اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

پہلا تبلیغی خط

۷۸۶

۹۲

از فقیر ولی محمد مہتمم دارالعلوم نورانی بمقام حسن آباد نورانی روڈ بلوچستان

حضرت قبلہ صاحبزادہ سائیں محمد طاہر صاحب دامت برکاتہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

بعد از صد آداب و احترام و قدم بوسی معروض باد کہ حسب سابق مورخہ ۱۶ جمادی الاول کا ماہوار جلسہ پوری کامیابی سے منایا گیا۔ حضور کی نگاہ کرم سے بکثرت جماعت شامل ہوئی۔ حسب دستور بعد از نماز عشاء جلسے کی پہلی نشست کا آغاز ہوا۔ جس میں مدرسہ کے طلباء نے نعتیں اور منقبتیں سنائیں۔ فقیر گل محمد نے بھی منقبتیں سنائیں اس کے بعد مولوی قادر بخش صاحب عرف مستانہ نے تقریباً" گیارہ بجے تک تقریر کی اور اسی پر رات کی مجلس کا اختتام ہوا۔ صبح بعد از نماز فجر مولانا قائم الدین صاحب نے فقہی مسائل بیان فرمائے جس کے بعد فقراء کو ناشتہ کھلایا گیا ٹھیک نو بجے کے بعد تلاوت کلام پاک سے دوبارہ جلسہ کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام مجید کے بعد مدرسہ کے طالبعلم عبدالحکیم اور مراد علی نے بارگاہ رسالتماب ﷺ میں منظوم نذرانہ عقیدت پیش کئے اس کے بعد مدرسہ کے سات طلباء نے "شمع رسالت کے پروانے" کے موضوع پر پرتاثیر تقاریر کیں۔ سامعین محظوظ ہو کر بار بار نعرہ تکبیر و نعرہ رسالت لگاتے رہے۔ طلباء کی تقاریر کے بعد اس عاجز نے آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ آخر میں مولانا قادر بخش صاحب نے خطاب فرمایا۔ ان کے بعد دریجی بلوچستان سے آئے ہوئے محترم مولانا گل محمد صاحب نے ایک عجیب و غریب خواب سنایا جو پیش خدمت ہے۔

گنبد خضرا اور کعبتہ اللہ المشرفہ کی زیارت:۔ فقیر صاحب نے جو کہ مسجد شریف کے امام، متقی و صالح آدمی ہیں، نے بتایا کہ ایک رات تہجد پڑھ کر میں جامع مسجد دریجی میں مراقب ہوا، مراقبہ میں نیند کا غلبہ ہوگیا۔ جس دوران حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ، ایک اور بزرگ اور حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی کافی ساری جماعت نظر آئی، حضور نے مجھے آنکھیں بند کرنے کا حکم فرمایا معمولی

وقفہ سے پھر دیکھنے کا حکم فرمایا جیسے ہی میں نے آنکھیں کھولیں سامنے کعبتہ اللہ شریف اور اس کے قریب ہی گنبد خضرا نظر آئے حضور سوہنا سائیں قدس سرہ اور دوسرے بزرگ ان دونوں مقدس مقامات کی طرف جارہے تھے۔ میں نے بھی موقعہ غنیمت جان کر حضور سے کعبتہ اللہ شریف کے طواف کی اجازت چاہی اس پر آپ نے فرمایا' جماعت کے فقراء ابھی آنے والے ہیں' ان کی آمد تک انتظار کریں' اتنے میں ہوائی جہاز سے قدرے مختلف ایک قسم کی سواری فضا میں اڑتی ہوئی حرم کعبہ کے قریب منزل انداز ہوئی جس میں سوار تمام لوگ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کے مریدین' فقراء' خلفاء اور علماء کرام تھے سبھی نے مل کر کعبتہ اللہ شریف کا طواف کیا۔ آخر میں میں نے حضور نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں عرض کی کہ یا حضرت آپ کے ساتھ یہ دوسرے بزرگ کون ہیں؟ فرمایا' یہ حضرت قلندر شہباز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ اس عظیم منظر کے اختتام پر پھر مجھے آنکھیں بند کرنے کا حکم فرمایا۔ مختصر وقفہ سے پھر آنکھیں کھولنے کا ارشاد فرمایا۔ آنکھیں کھولتے ہی میں نے اپنے آپ کو مسجد شریف میں محسوس کیا۔ اس عجیب خواب کے فوراً" بعد مجھ پر جذب کی حالت طاری ہوگئی۔

بس حضور یہ آپ کی نگاہ کرم کا اثر اور فیض کا واضح ثبوت ہے۔

فقط' حضور کا غلام بندہ ناچیز فقیر ولی محمد

دوسرا تبلیغی خط

۷۸۶

۹۲

راجہ محمد شفیق

پوسٹ بکس نمبر ۲۸۰۵ ابوظہبی

بحضور جناب قبلہ پیرو مرشد صاحب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ!

بندہ عاجز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور حضور قبلہ مرشد پاک کی نظر کرم سے بخیریت ہے اور حضور کی خیریت خداوند کریم سے نیک چاہتا ہوں۔

حضور قبلہ کے فرمان کے مطابق یہ عاجز دبئ میں خلیفہ حضرت محمد صدیق صاحب اور حاجی محمد اکرم صاحب کے پاس جاتا رہتا ہے۔ خاص کر جمعہ وہاں جا کر پڑھتا ہوں۔ یہاں فوج میں اس عاجز نے تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا ہے اور حضور قبلہ کی نظر کرم سے اس عاجز کے ساتھ دو پکے فقیر بن گئے ہیں جنہوں نے حضرت خلیفہ صاحب سے ذکر بھی سیکھا ہے اور ڈاڑھی مبارک بھی رکھ لی ہے۔

مورخہ ۱۹۸۵/۱/۲۵ کو یہ عاجز نماز جمعہ پڑھنے کے لئے دبئ گیا' وہاں پر کچھ آدمی کام کر رہے تھے' اس عاجز نے ان کو تبلیغ کی۔ ان میں ایک پاکستانی تھا جس کو یہاں رہتے ہوئے پندرہ سال ہوگئے ہیں اور وہ بزرگوں کو نہیں مانتا تھا۔ پیری مریدی کو شرک' بدعت کہتا تھا۔ جب اس عاجز نے اس کو حضور کے پیارے خلیفہ صاحب کا تعارف کرایا اور ان کے یہاں چل کر جمعہ پڑھنے اور ذکر اسم اعظم حاصل کرنے کے لئے کہا کہ اس سے تیرا دل بھی اللہ' اللہ کرنے لگ جائے گا تو وہ تیار ہوگیا۔ ایک اور آدمی بھی ساتھ چلا۔ اس عاجز نے دونوں کو خلیفہ صاحب سے ذکر دلایا۔ جب جمعہ پڑھ کر واپس آئے تو جو پہلے بزرگوں کے پاس جانے کو بدعت اور شرک کہتا تھا بڑا متاثر ہوا۔ واپس آتے ہی داڑھی مبارک رکھنے کا اعلان کیا جسے دیکھ کر اس کے ساتھ رہنے والے حیران ہو کر مجھے کہنے لگے کہ کیا بات ہے کہ اس قدر مخالف ذہنیت کا آدمی تھوڑی دیر میں بزرگوں کو برحق ماننے لگ گیا ہے۔ میں نے کہا یہ میرے مرشد پاک کا فیض ہے جن کی نظر کرم کے طفیل لوگ خائف۔ خدا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے تحت زندگی

گزارنے والے بن جاتے ہیں۔ یہ عاجز کافی دوستوں کو ذکر کے لئے خلیفہ صاحب کے پاس لے جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ عاجز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ نماز کے بعد سب دوست بیٹھ گئے تو ایک امریکی ڈاکٹر صاحب جن کے ساتھ اور بھی چار آدمی تھے جمعہ پڑھنے کے لئے آئے تھے۔

یہاں دبئی میں حضور کے کچھ ایسے مریدین بھی ہیں جن کے قلب سے ذکر کی آواز زور زور سے باہر سنائی دیتی ہے تو جب ڈاکٹر صاحب نے اس طرح ذکر کرتے دیکھا تو اس پر لرزہ طاری ہوگیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ کہنے لگے ہم تو یہاں دیکھنے کے لئے آئے تھے کہ دل کیسے ذکر کرتے ہیں اب تو عملی طور پر دیکھ لیا کہ واقعی دل ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اور اس کے ساتھیوں نے خلیفہ صاحب سے ذکر سیکھا اور ڈاکٹر نے امریکہ کا پتہ دے دیا اور جناب خلیفہ صاحب کو دعوت دی کہ امریکہ تبلیغ کے لئے تشریف لے آئیں۔ میں بڑی خوشی سے آپ کے ساتھ تعاون کروں گا۔

فقط، فقیر محمد شفیق از ابو ظہبی

حضور شمس العارفین

الحاج اللہ بخش

حضرت سوہنا سائیں

قدس سرہٗ

کے بارے میں

ہم عصر علماء و مشائخ عظام کے

تاثرات

بارانِ رحمت

(از قلم حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب مدرس جامعہ عربیہ غفاریہ درگاہ اللہ آباد شریف کنڈیارو۔)

حضرت قبلہ سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ' حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے باکمال محبوب خلیفہ تھے۔ امیرالمومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح سفر' حضر' خلوت و جلوت میں ہمیشہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے ساتھ رہے' تقریباً" تیرہ برس کی عمر میں جب میں حضرت مولانا فضل اللہ صاحب کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھا' استاد محترم کی دعوت پر جب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ لبستی سونو جتوئی تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی ہمرکاب تھے اور تمام جماعت آپ کو حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کا بڑا خلیفہ نائب حقیقی' معرفت و حقیقت کا امین و وارث سمجھتے اور کہتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ" گیارہ یا بارہ تاریخ کو بعد از نماز ظہر درگاہ رحمت پور شریف کی جامع مسجد کے شمالی حصے میں تشریف فرما ہوئے اور تمام مقیم و مسافر خلفاء کرام کو جمع ہونے کا حکم فرمایا۔ نہ معلوم کس کوتاہی کی وجہ سے آپ ناراض تھے۔ جب تمام خلفائے کرام جمع ہو کر باادب بیٹھ گئے تو ارشاد فرمایا!

"تسیں سندھی بے قدرے ہو' اہیں نعمت داتساں کوں قدر کوئی نہیں' ذکر دے وچ بھی ست ہو' لہٰذا تسیں مولوی اللہ بخش صاحب کوں آکھو' جیویں میکوں پنجاب وچوں گھن آیا' ایویں اتھے چھوڑ آئے۔"

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے جلال کے پیش نظر خلفاء کرام نے حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کی طرف رجوع کیا' کچھ دیر نصیحت فرمانے کے بعد آپ حویلی مبارک میں تشریف لے گئے۔ (غالباً" اس درمیان حضرت سوہنا سائیں

قدس سرہ نے کسی طریقے سے منت و سماجت کر کے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کو اہل سندھ پر راضی کرلیا تھا) بعد از نماز عصر مذکورہ تمام خلفاء کرام کو اپنے تسبیح خانہ میں طلب فرمایا۔ حاضر ہونے پر ہشاش بشاش نظر آرہے تھے۔ ارشاد فرمایا' میرا خیال تو تھا کہ یہاں کے بے قدر لوگوں کو چھوڑ کر پنجاب یا کوئٹہ چلا جاؤں' مگر اب یہ خیال بالکل ترک کر دیا ہے۔ میں آپ حضرات سے راضی اور خوش ہوں۔ اب قیامت تک کے لئے میرے قدم یہاں مضبوط ہو چکے ہیں۔

سورج کی طرف اشارہ کر کے (جو غروب ہونے کی قریب تھا) فرمایا جس طرح اب یہ سورج غروب ہونے والا ہے اسی طرح میری زندگی کا سورج غروب ہونے والا ہے۔ اور جس طرح مال مویشی کے لئے چرواہے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح جماعت کے لئے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے' یہ عاجز آپ کے لئے ان کو (سوہنا سائیں قدس سرہ) قائد و سربراہ مقرر کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی نقشبندی فضلی فیض حاصل کرنے کے لئے بیرونی ممالک کے لوگ بھی سندھ چلے آئیں گے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

کہا جاتا ہے کہ باکمال مرشد مریدین کے دل موہ لیتا ہے اور ازلی سعید باکمال مرید بھی اپنی صداقت و محبت کی بدولت اپنے مرشد کا دل موہ لیتا ہے۔ بعینہ اسی طرح حضرت پیر مٹھا قدس سرہ نے حضرت سوہنا سائیں کا دل موہ لیا تھا اور حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کا دل جیت لیا تھا۔ بعض اوقات بھرے مجمع میں یہاں تک فرماتے تھے کہ اب یہ عاجز بوڑھا ہو چکا ہے جی چاہتا ہے کہ مولوی اللہ بخش صاحب میری جگہ پر بیٹھ کر میری طرح خلق خدا کی خدمت کریں' ذکر اذکار سمجھائیں اور وعظ اور نصیحت کریں۔ میری نظر میں مرشد کامل کے حضور اس سے بڑھ کر اور کوئی مقام و منصب ہے ہی نہیں جس کا اظہار کیا جائے۔

تواضع اور انکساری :۔ حضرت قبلہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد

حسب ارشاد جب تمام خلفاء کرام نے آپ سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے انتہائی عاجزی اور انکساری سے سر سے عمامہ اتار کر خلفاء کرام کے سامنے رکھ دیا کہ میں اس بارگراں اٹھانے کے قابل نہیں ہوں۔ کوئی اور خلیفہ آگے بڑھ کر یہ کام سنبھال لے یہ عاجز معاون رہے گا۔ آخر حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے فرمان اور خلفاء کرام کے غیر معمولی اصرار کے بعد آپ نے بیعت فرمایا۔ یقینی طور پر آپ درج ذیل شعر کے مصداق تھے۔

ع :۔ ازاں برملائک شرف داشتند

که خود راز سگ بد پندا شتند

ترجمہ اپنے آپ کو کتے سے بھی کمتر سمجھنے کی وجہ سے ان کا مقام فرشتوں سے بھی بڑھ گیا۔

جب کبھی درگاہ اللہ آباد شریف یا فقیر پور شریف میں کسی مشورہ کے لئے خلفاء کرام کو بلاتے تھے تو یہی فرمایا کرتے کہ یہ عاجز نہ تو مسند نشینی کا خواہاں تھا نہ ہی اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھتا تھا۔ آپ حضرات نے مجبور کرکے مجھے آگے کیا ہے لہٰذا اس بارے میں جو مشورہ آپ دیں گے اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا' میری ذاتی رائے کچھ بھی نہیں ہے۔

سیدنا حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ طریق وصول الی اللہ دو اند ثالث نیست' یکے محبت پیر دوم دید قصور'' بغور دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بدرجہ کمال ان دونوں خوبیوں سے نوازا تھا۔

کرامت :۔ ایک مرتبہ مورخہ ۲۳ ربیع الاول شریف بروز بدھ حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ چند خلفاء و فقراء کے ہمراہ تبلیغی سلسلے میں اندرون سندھ کے نہری اور بارانی آبادی کے درمیانی علاقے میں بگ نامی بستی میں تشریف لے گئے' سخت گرمی کا موسم تھا' بارش نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ علاقہ میں سفر کا راستہ سخت مشکل تھا۔ مال مویشی کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ جیسے ہی حضور وہاں

تشریف لے گئے، قحط اور خشک سالی کے ستائے ہوئے سینکڑوں افراد، جن میں شیعہ مذہب کی بستیوں کے مخالف بھی شامل تھے دعا کے لئے حاضر ہوئے، نماز عصر کے بعد بیک آواز سب نے دست بستہ دعا کے لئے عرض کی۔ گو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کا اصل منصب و مقام مخلوق کو خالق سے واصل کرنا اور شریعت مطہرہ کی ترویج و اشاعت کے لئے کام کرنا ہے۔ مگر ایسے قحط کے زمانوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بارگاہ رسالتمابﷺ میں حاضر ہو کر باران رحمت کے لئے دعا طلبی ثابت ہے۔ اسی طرح نائب نبی ہونے کے ناطے کئی قحط زدہ یا مشکلات میں پھنسے ہوئے لوگ بھی میرے آقا حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرواتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کی جائز حاجات پوری فرما دیتا تھا۔

چنانچہ جب حضور نے بارگاہ لم یزل میں ہاتھ اٹھا کر عاجزانہ دعا فرما کر نئے واردین کو ذکر قلبی کا وظیفہ سمجھایا اور مختصر نصیحت بھی فرمائی، نماز مغرب کے بعد شمال مغرب سے گھنے بادل نظر آئے، نماز عشاء کے بعد تقریباً" بارہ بجے تک حضرت قبلہ حاجی بخشیل صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خطاب فرمایا، حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بعد جیسے ہی دوسرے مقرر نے تقریر کے لئے خطبہ شروع کیا، سخت آندھی اور زور دار ہوا شروع ہوئی، آخر مقرر نے تقریر یہ کہہ کر ملتوی کر دی کہ آپ حضرات نے حضور سے بارش کے لئے دعا کروائی تھی، حضور .بفضلہ تعالیٰ مستجاب الدعوات ہیں، چونکہ حضور کی تشریف آوری کا اصل مقصد تبلیغ تھا اس لئے اب تک وہ مقصد پورا ہو چکا، اس لئے اب برسات کی باری ہے۔

حسب معمول نماز عشاء کے بعد حضور قیام گاہ پر آرام فرما تھے۔ مگر آندھی اور سخت ہوا کی وجہ سے بیدار ہو گئے، وضو کر کے نوافل اور تہجد پڑھنے لگے اس درمیان بارش بھی شروع ہو چکی تھی، مگر جیسے ہی دو بجے تہجد سے فارغ ہو کر حضور نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (عموماً" آپ تہجد کے وقت

بہت طویل دعا مانگتے تھے) اس قدر بارش ہوئی جیسا کہ دریا کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں اور پوری قوت سے دریا کا پانی جاری ہو جائے۔ چند ہی منٹوں میں تمام علاقے میں پانی ہی پانی نظر آرہا تھا۔

دوسرے دن خلیفہ محترم حاجی عبدالسلام صاحب کے یہاں جلسہ کا پروگرام تھا، صبح کو حضور نے خلفاء کرام کو مشورہ کے لئے بلایا اور فرمایا کہ حاجی جان محمد صاحب (بگ کے صاحب دعوت) نے ایک رات کے لئے دعوت دی تھی، لہٰذا مزید یہاں ٹھہرنا درست نہیں۔ رہی یہ بات کہ آگے حاجی صاحب کی دعوت پر چلیں، یا واپس درگاہ فقیرپور چلیں اس بارے میں مشورہ کرنا ہے۔ بہرحال مشورہ یہی طے ہوا کہ حاجی صاحب کے جلسے میں جائیں تو بہتر ہے۔ مشورے کے مطابق حضور اور محترم لانگری مولانا عبدالرحمان صاحب کو بعد از نماز ظہر سم بستی (جہاں جمعرات کا جلسہ تھا) پہنچنا تھا، جب کہ دیگر تمام خلفاء اور فقراء کو صبح جانا تھا، لیکن سخت بادل کے پیش نظر صبح جانے والے کترا رہے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بارش برسے حضور سم بستی تشریف نہ لائیں۔ یہ معلوم ہونے پر حضور اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا، چلو ہم بھی ابھی چلتے ہیں، یہ پڑھ کر سامعین کو یقیناً" حیرت ہوگی کہ جیسے ہی حضور کمرے سے باہر تشریف فرما ہوئے فوراً" بادل بکھر گئے، سورج نمودار ہوگیا، بظاہر بارش کا کوئی خطرہ نہ رہا۔ اس پر صبح جانے والے حضرات بھی قدرے مطمئن ہوئے کہ اب موسم بھی خوشگوار ہوچکا ہے، حضور کا بھی آنے کا پختہ ارادہ ہے۔ بہرحال پھر بھی صاحب دعوت کے اصرار پر ظہر تک کے لئے حضور رک گئے۔ دیگر احباب اسی وقت روانہ ہوگئے۔ شام کو حضرت صاحب بھی جلسہ گاہ پہنچ گئے۔

واضح رہے کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے وصال کے بعد اس علاقہ کا یہ پہلا تفصیلی تبلیغی دورہ تھا۔ اس لئے دور دور سے بڑی تعداد میں نئے و پرانے فقراء تشریف لائے تھے، کاچھو اور پہاڑی علاقے کے یہ فقراء بہت صالح عشق و

محبت کے میدان میں پیش پیش نظر آ رہے تھے۔ رات کو بہت اچھا جلسہ ہوا، نماز جمعہ کا پروگرام بھی اسی سم بستی میں رکھا ہوا تھا۔

نماز جمعہ کے بعد ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی کہ یا حضرت کل کی برسات ہمارے بنجر علاقہ کے لئے ناکافی ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سال اتنی بارش برسائے جتنی حضرت خواجہ پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی دعا سے اس وقت برسائی تھی، جب میرے سسر نے بارش کے لئے دعا کی گذارش کرتے ہوئے عرض کی تھی کہ یا حضرت اس قدر قحط سالی ہے کہ مال مویشی کے علاوہ انسانوں کے پینے کے لئے بھی پانی ناکافی ہے، یہاں تک کہ "نصیر جی پٹ" کے علاقہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے ایک عورت بالآخر فوت ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی، جس کے نتیجے میں اس سال ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی کئی سال تک اس قدر بارش برستی رہی کہ اسی "نصیر جی پٹ" میں ہم نے گندم کاشت کی آپ بھی پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے نائب ہیں دعا فرمائیں کہ پھر سے یہ سارا ویران علاقہ پوری طرح آباد ہوجائے۔

آپ نے اسی وقت ہاتھ اٹھ کر دعا فرمائی، ہم فقیر جو آپ کے ساتھ تھے قدرے پریشان ہونے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بارش برسے اور پہاڑی ندیاں بہہ کر راستے میں حائل ہوجائیں اور کئی دن تک ہمیں اس علاقہ میں ہی رہنا پڑے۔ بہرحال حضور کی واپسی تک بارش نہیں برسی ہفتہ کے بعد حضور درگاہ فقیرپور شریف پہنچے اتوار کی رات کو اس قدر زوردار بارش برسی اور پہاڑی نالوں میں طغیانی آئی کہ بچاؤ بند کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہوگیا۔ چنانچہ بگ کے مشہور زمیندار حاجی فیض محمد صاحب نے یہ پیغام دے کر اپنا بھائی حضور کی خدمت میں بھیجا کہ حضور دعا فرمائیں کہ بارش ختم ہوجائے۔ ورنہ بچاؤ بند ٹوٹنے کی صورت میں سینکڑوں ایکڑ نہری آبادی بھی اس کی لپیٹ میں آجائے گی۔ فائدہ سے بڑھ کر

نقصان اٹھانا پڑے گا۔ آپ نے دعا فرمائی اور مزید بارش نہ برسی۔

چند دن بعد سم کے علاقہ سے خلیفہ حاجی عبدالسلام صاحب کی جماعت کا ایک فقیر حاضر ہوا' اور عرض کی یا حضرت ہمیں معلوم ہوا ہے کہ علاقہ بگ کے لوگوں نے بارش ختم ہونے کی دعا کرائی تھی۔ اس کے بعد بارش بالکل ختم ہو چکی ہے۔ حالانکہ ہمارے بارانی علاقہ میں ابھی پانی کی ضرورت باقی ہے۔ ان کو چاہیے تھا کہ بچاؤ بند مضبوط کر لیتے جس سے ان کی نہری آبادی محفوظ رہتی۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ حضرات (سم اور بگ دونوں علاقوں کے فقراء) کو چاہیے تھا کہ باہمی مشورہ کر کے دعا کراتے۔

اس کے بعد تواضع و کسر نفسی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ میری کیا حیثیت ہے' بس فقیر کا کام ہے کہ بارگاہ رب العزۃ میں ہاتھ اٹھ کر دعا کرے قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے' وہی مرضی کا مالک و مختار ہے۔

درگاہ طاہر آباد شریف قیام کے دو سال بعد تک مسافر فقراء اور وہ جو حضور کے ساتھ اللہ آباد شریف سے بمعہ اہل و عیال آئے تھے ان کی رہائش کے لئے مکانات کا خاطر خواہ انتظام نہ تھا' جب کہ حضور کی تشریف آوری بھی برسات کے موسم میں ہوتی تھی۔ اس وقت تائید الٰہی اس طرح شامل حال رہتی کہ درگاہ شریف کے گرد ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ سے چاروں طرف سخت بارش ہوتی تھی۔ مگر درگاہ شریف اور اس کے قریبی علاقے میں معمولی قسم کی بارش ہوتی تھی۔ بعض مخالف افراد یہ کہتے سنے گئے کہ نواب شاہ سے آئے ہوئے ان فقیروں نے ہمیں بارش کی نعمت سے محروم کر دیا ہے' جس وقت بادل قریب آتے ہیں۔ یہ قرآن مجید لے کر میدان میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بادل برسے بغیر چلے جاتے ہیں۔ (حالانکہ قرآن شریف اٹھا کر میدان میں کھڑا ہونا محض الزام تھا) جب کہ موافق عقید تمند یہ کہتے سنے گئے کہ یہ اللہ والے آدمی ہیں بادل ان کے بچوں کے اشارے سے بھی چلتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال تیسرے سال جب کہ مکانات کا مناسب انتظام ہوچکا تو اس قدر سخت بارش آئی کہ نشیبی مکانات گرنے لگے۔ بستی خان محمد بوزدار کے کئی فقیروں کے مکانات گرے بھی تھے۔ چنانچہ مذکورہ بستی کے فقراء نے آکر عرض کی کہ یا حضرت دعا فرمائیں بارش رک جائے' ہمارے مکانات نشیبی جگہ پر واقع ہیں مزید نقصان کا اندیشہ ہے۔ اس پر تبسم فرماکر ارشاد فرمایا:۔

"نہیں یہاں کے لوگوں کو بارش کی ضرورت ابھی باقی ہے' بلا وجہ فقیروں پر الزام تراشیاں کرتے رہے ہیں' اس لئے کچھ اور برسات برسنی چاہیے۔"

بہرحال آپ نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور بارش بالکل ختم ہوگئی۔

عرصہ تک طاہر آباد شریف کی جائے نماز بہت چھوٹی سی تھی' تراویح میں شرکت کے لئے قریب کی بستیوں سے اور بھی فقراء آجاتے تھے عموماً" نماز صحن مسجد میں ہوتی تھی۔ برسات کے موسم میں کئی بار ایسے ہوا کہ سخت گھنے بادل گرجتے چمکتے قریب آ پہنچتے' بظاہر برسنے کا قوی اندیشہ ہوتا مگر حضور پوری دل جمعی سے نماز میں مشغول ہوتے تھے۔ جب کہ ہم لوگ قدرے پریشان ہوتے تھے۔ مگر حضور کے طفیل اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہمیشہ ساتھ رہا۔ جس سال سخت ترین بارشیں (غالباً" ۱۹۷۴ء میں) ہوئی تھیں۔ اس سال بھی تراویح کی نماز پابندی سے باجماعت ہوتی رہی' اور نماز کے بعد بیرونی فقراء آرام سے اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے۔

ایک بار مجھے یاد ہے کہ حضور علاج کے سلسلے میں کراچی تشریف لے گئے تھے' اس رات نماز عشاء کے وقت اس قدر سخت برسات برسی کہ فقراء کو دو تین مقامات پر جماعت کرنی پڑی۔ (جائے نماز ناکافی ہونے کی وجہ سے) تراویح کے بعد بستی خان محمد بوزدار سے آئے ہوئے فقراء واپسی پر بڑے پریشان ہوئے اور کہنے

لگے کہ بہتر یہ تھا کہ حضور کو عرض کیا جاتا کہ رمضان المبارک میں کراچی تشریف نہ لے جاتے تاکہ ہم تسلی سے نماز تراویح تو پڑھ لیتے۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے حضور قبلہ سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے وجود باجود میں ظاہری و باطنی غیر معمولی فیوض و برکات ودیعت رکھی تھیں۔
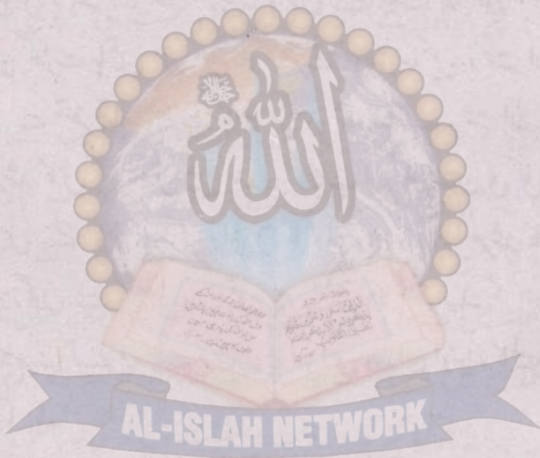
محب رسول الثقلین ﷺ

از حضرت خلیفہ سید محمد جیئل شاہ جیلانی مدظلہ رحمت پور شریف ضلع جیکب آباد!

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! میں سیدی و مرشدی ہادی و رہبر حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت سے پہلے طریقہ عالیہ قادریہ کے مشہور بزرگ حضرت سائیں غلام مرتضیٰ شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ گمبٹ والوں سے بیعت تھا، اور بعض جھوٹے مخالفین کی من گھڑت باتیں سن سن کر حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی جماعت غفاریہ سے متنفر تھا۔ حضرت غلام مرتضیٰ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مرشد کامل کی تلاش میں سندھ، پنجاب اور بلوچستان کی کئی مشہور خانقاہوں پر محض اس لئے حاضر ہوا کہ راہ حق کا کوئی رہبر و رہنما مرشد کامل ملے۔ ان مسند نشین بزرگوں سے تفصیلی ملاقاتیں کیں، فیض کا منتظر رہا۔ مگر منزل مقصود کا شناسا و رہرو میسر نہ آنے پر سخت پریشان ہوا۔ اس دوران اولیاء کاملین کی کتب کا مطالعہ بھی کرتا رہا۔

مثلاً ''سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب غنیتہ **الطالبین**، حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء اور حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب کیمیائے سعادت وغیرہ۔

طبیعت میں عشق و محبت کا دریا موجزن تھا، ساتھ ساتھ اپنی محرومی پر شدت سے افسوس بھی، حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے مخلص مرید فقیر رسول بخش سیال صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس وقت زندہ تھے اور میرے انتہائی قریبی دوست بھی تھے۔ انہوں نے کئی بار مجھے حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں چلنے کے لئے کہا، اور خود مذکور فقیر صاحب سے ہم نے کشف و کرامات کے کئی واقعات بھی دیکھے تھے، تاہم سنی سنائی افواہوں کی وجہ سے پھر بھی

حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا اور سوچا کہ حجاز مقدس ہی سرچشمہ رشد و ہدایت ہے' وہاں جاکر تلاش کروں' شاید کوئی ایسا کامل مرشد مل جائے جس میں اولیاء کاملین کی جملہ علامات و اوصاف موجود ہوں۔ آخر حجاز مقدس حاضر ہو کر بڑے انہماک سے تلاش کی' تہہ دل سے دعائیں مانگیں مگر بظاہر گنج مطلوب سے بے بہرہ اور سخت پریشان حال ہو کر لوٹا۔ بقول حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمتہ اللہ علیہ۔

وکر تہ ڈیرون ڈیر پر وھائڑ وارا ویسلا

ترجمہ : بازار میں ہر چیز موجود ہے' مگر خریداروں کی غفلت ہی محرومی کا باعث ہے۔

میں بھی بحروبر کی خاک چھانتا رہا' اور میرا مطلوب تو قریب ملنے والا تھا شاید حرمین شریفین کی نیم شبی دعاؤں اور آہوں کا صدقہ تھا کہ جب حجاز مقدس سے واپس سندھ پہنچا' فقیر رسول بخش صاحب ملاقات کے لئے آئے' جن سے میں پہلے ہی متاثر تھا۔ میں نے دل کھول کر ان کو اپنی طویل داستان سنائی۔ انہوں نے بلا تامل حجاز مقدس میں پیش آنے والے جملہ حالات' واردات ازبر بتانے شروع کر دیئے' میں حیران ہو گیا کہ یہ واردات و کیفیات ان کو کیسے معلوم ہو گئیں ؟

آخر میں پھر بھی انہوں نے حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں حاضر ہونے کی دعوت دی کہ چل کر ان کی بھی زیارت کریں' ہو سکتا ہے کہ آپ کی قلبی خواہش وہاں سے پوری ہو جائے۔

الغرض اس بار ان کی پر خلوص دعوت نے مجھے اپنے ماضی پر نظر ثانی اور یہ سوچنے پر مجبور کیا' کہ جب پیر صاحب (حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ) کے ایک مرید کو رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس کا اتنا قرب و حضور حاصل ہے کہ وہاں کے پیش آنے والے جملہ حالات و واردات سے مطلع ہیں تو ان کے پیر

صاحب کا کیا مقام ہوگا؟ میں نے فقیر صاحب کو کہا' جناب دراصل بات یہ ہے کہ میں طریقہ عالیہ قادریہ سے بیعت ہوں' اب اگر حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (جن سے مجھے شرف نسب بھی حاصل ہے) کی اجازت کے بغیر سلسلہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کے پاس چلا جاؤں گا تو وہ مجھ سے ناراض ہوجائیں گے لہٰذا اگر بذریعہ خواب مجھے سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جانے کا حکم فرمائیں گے تو بڑی خوشی سے ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا' ورنہ میں نہیں جاسکتا' فقیر صاحب یہ کہہ کر اپنے گھر چلے گئے کہ آپ کا کہنا بجا ہے۔

الحمدللہ کہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے صریح حکم فرما کر مجھے حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے پاس جانے کا امر فرمایا۔ فقیر رسول بخش صاحب تو اپنی بستی محبت دیرو جتوئی جاچکے تھے' میں تنہا حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں درگاہ فقیرپور شریف حاضر ہوا۔ میں دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تو ان کی خدمت میں بھیجا ہے' اب دیکھوں کہ یہ بھی مجھے پہچان لیتے ہیں یا نہیں۔ آپ نے دیکھتے ہی مجھے نور معرفت سے پہچان لیا اور اتنی کرم نوازی فرمائی کہ بیان نہیں کرسکتا۔ اسی وجہ سے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے یہاں حاضری اور بیعت و غلامی کو میں حضور کی کرامت اور کشش ہی سمجھتا ہوں۔ ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں کہ میں نے کسی خوش فہمی یا محض کرامت دیکھ کر ہی نہیں بلکہ جس طرح احیاء علوم الدین میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے:۔

"مرشد ایسا پکڑنا چاہیے جو صاحب شریعت ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت پر عمل کرتا ہو' اسکے عقائد ماسلف' اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں' حسد' بخل' تکبر' دنیا کی چاہت' کج فہمی' ریا' بداخلاقی سے پاک و صاف ہو' اگر ان علامات کا حامل کوئی بزرگ زندگی میں مل جائے تو بلاتاخیر اس کی غلامی و مریدی اختیار کی جائے' ایسے ہی پاک

طینت صاحب نسبت بزرگوں سے فیض محمدی ﷺ حاصل ہوتا ہے۔"

میں نے بیک وقت تمام کمالات کا جامع پاکر اسی وقت حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے بیعت کی' یہ ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے' اس کے بعد تو الحمدللہ مسلسل آمدورفت جاری رہی۔

اظہار حقیقت کے لئے میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے مرشد کامل کی تلاش میں پورا پاکستان چھان مارا۔ اس کے بعد ہندوستان اور اولیاء کرام اور انبیاء علیہم السلام کے مسکن عراق اور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسکن و مرقد حجاز مقدس بھی حاضر ہوا اور بڑی لگن اور بے چینی سے مرشد کامل کی تلاش و تفتیش کی' مگر خدا کی قسم حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ جیسا صاحب شریعت کہیں نظر نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ **(گھوٹ تہ گھر وسنئي ملئي و ہو)** گھر بیٹھے بہ ہمہ' صفت ولایت موصوف مرشد سندھ میں ہی مل گیا۔ جس دن میں حاضر ہوا تھا کوئی خادم یا فقیر میرے ساتھ نہیں تھا۔ اکیلا ہی تھا' پھر بھی میری اصلاح کے لئے آپ نے برابر دو گھنٹے خطاب فرمایا سبحان اللہ والحمدللہ حمداً" کثیرا"۔

حبیب خدا اشرف انبیاء ﷺ سے کمال عشق و محبت کے پیش نظر آپ اہل بیت کی بہت عزت فرماتے تھے' اسی نسبت سے حضور کی شفقت اس عاجز پر اور بھی زیادہ تھی۔ باوجودیکہ میں حضور کا مرید اور خادم تھا' پھر بھی جب کبھی حاضر ہوتا بیٹھنے کے لئے مصلےٰ عنایت فرماتے تھے اور کبھی اپنے ہی مصلے پر ساتھ بٹھا لیتے تھے۔ آخری چند سال ضعف و کمزوری اور مختلف عوارض کی وجہ سے آپ کرسی پر ہی تشریف فرما رہتے تھے' پھر بھی جب قدم بوسی کے لئے میں حاضر ہوتا' تو دوسری کرسی منگوا کر اپنے ساتھ بٹھا کر پیار و محبت سے حال احوال دریافت فرماتے تھے۔ گو میں بخوشی عرض کرتا کہ حضور میں نیچے بیٹھ جاتا ہوں'

حضور تکلف نہ فرمائیں، پھر بھی ارشاد فرماتے تھے :-

اباهي ڪيئن ٿو ٿي سگهي تہ مان ڪرسي تي
ويهان ۽ آل رسول هيٺ ويهي

ترجمہ : یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک صاحب اہل بیت نیچے بیٹھے اور میں کرسی پر بیٹھوں۔

یہ تھی آپ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت و نسبت، میں نے بعض بزرگوں سے سنا ہے کہ جو اولیاء فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہوتے ہیں وہ آل رسول ﷺ کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی آپ کو کمال درجہ محبت تھی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میں بھی تبلیغی سفر میں حضور کے ساتھ کراچی گیا ہوا تھا، ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے ایک مولوی صاحب نے ازراہ عقیدت و محبت کہا کہ بلاشبہ حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک چور کو ولی بنا دیا تھا، جس کا تذکرہ آج تک کتابوں میں چلا آرہا ہے، لیکن میرے پیرو مرشد مدظلہ العالی نے تو ہزاروں چوروں کو ولی بنا دیا ہے ان کی اس تقریر سے مجھے بڑا صدمہ پہنچا اور میں اپنے تئیں یہی سمجھنے لگا کہ شاید یہ مولوی صاحب اپنے پیرو مرشد کو حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ کافی دکھ کے باوجود میں خاموش رہا۔ ادھر حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ بھی اپنے خداداد کشف سے میرے قلبی حالات سے آگاہ ہوتے جارہے تھے۔ رات گزار کر صبح دوسری جگہ جلسہ میں جانا تھا۔ حضور نے حسب معمول مہربانی فرما کر مجھے اپنے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔ تھوڑی ہی دور چل کر فرمانے لگے رات جن مولوی صاحب نے تقریر کی اس کو مافی الضمیر سمجھانے کا صحیح طریقہ نہیں آیا، میں تو حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمہ کے ہم پلہ کب ہوسکتا ہوں، میں تو ادنیٰ سا مرید ہوں، وہ میرے پیر بلکہ پیروں کے بھی پیر ہیں، وہ ہمارے آقا ہیں، اس جماعت پر ان کی خاص شفقت و مہربانی ہے، میرے لئے تو ان کے دربار کی صفائی کرنے

والوں میں سے ہونا بھی غنیمت سے کچھ کم نہیں۔ میں حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ادنیٰ غلام ہوں وہ میرے آقا ہیں' وغیرہ وغیرہ

آپ کے ان پرخلوص ارشادات سے نہ فقط میرا قلبی خدشہ وخطرہ زائل ہوا' بلکہ آپ سے عقیدت و محبت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ تقریباً" ہر محفل و مجلس میں آپ کا تذکرہ فرماتے تھے۔ بالخصوص ہر ستائیس کے جلسہ پر محترم خلیفہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پیغام فتح الربانی ملفوظات حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمہ سنانے کا حکم فرماتے تھے' خود بھی متوجہ ہو کر سنتے تھے اور فقراء کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت کی بنا پر اس عاجزوناقص کو بھی بہت پیارو محبت سے نوازتے تھے۔

کشف :۔ جب میرے والد ماجد قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوا' میں دورۂ تعلیم کے سلسلہ میں درگاہ اللہ آباد شریف میں مقیم تھا' اور غلطی سے گھر بتا کر بھی نہیں آیا تھا کہ کہاں جارہا ہوں' اچانک ایک دن حضور نے بلا کر فرمایا شاہ صاحب آپ آج گھر چلے جائیں۔ حسب فرمان میں سیدھا گھر چلا گیا' وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے' تمام رشتہ دار اور احباب کو صرف میرا ہی انتظار ہے' میں نے جاکر ان کی زیارت کی اور دفن کرایا' ادھر میری تلاش کے لئے کئی آدمی موٹر سائیکلوں اور جیپوں پر دور دور جاچکے تھے (اللہ آباد شریف بھی گئے تھے) جب وہ واپس پہنچے تو کہنے لگے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ از خود آگئے؟ میں نے کہا مجھے تو اپنے پیرومرشد حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ نے خبردے کر بھیجا ہے۔

کرامت :۔ شادی کے بعد عرصہ تک اولاد نہیں ہوئی' میں نے ۱۲ ربیع الاول شریف بروز سوموار ۱۹۸۱ء حاضری کے وقت دعا کے لئے عرض کی' آپ نے نورانی

ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی، ۱۴ ربیع الاول شریف کی رات خواب میں اپنے آپ کو تبلیغی سفر میں حضور کے ساتھ محسوس کیا۔ نیز یہ کہ مجھے سخت پیاس لگی ہے مگر حضور کی موجودگی کی وجہ سے خاموش ہوں، یہاں تک کہ آپ نے مجھے اپنے سرہانے سے اسٹیل کا ایک کٹورہ دے کر قریب کے نل سے پانی پینے کا حکم فرمایا۔ میں کٹورہ لے کر گیا، لیکن نل سے پانی کے بجائے دودھ نکل رہا ہے جو کہ ازحد میٹھا، ٹھنڈا اور خوشبو دار ہے، جاگنے پر مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نرینہ اولاد سے نوازے گا۔

سبحان اللہ صرف ۹ ماہ کے قلیل وقفہ سے اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا۔

خواب میں جنت نظر آئی:۔ پنجاب کے تبلیغی سفر میں عموماً" یہ عاجز بھی جاتا تھا اور ہر سال سفر کے اختتام میں کسی نہ کسی فقیر کو بشارت آمیز عمدہ خواب نظر آتا تھا۔ ایک سال مجھے یہ خیال ہوا کہ کاش مجھے بھی کوئی عمدہ خواب نظر آجائے جس سے میرا ایمان مزید پختہ ہو، چنانچہ جب اختتام سفر پر حضور محترم حاجی نذر محمد وٹو صاحب کی دعوت پر نزد ہارون آباد ضلع بہاولنگر، ان کی بستی میں تشریف لے گئے، اس رات مجھے خواب میں جنت کی زیارت نصیب ہوئی، جسے دیکھ کر عقل دنگ رہ گئی۔ دنیا کے کسی عمدہ سے عمدہ محل سے بھی تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔

حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی تمام جماعت مجھے حضور کے ساتھ ہی نظر آئی، تمام جماعت کے سروں پر نورانی تاج تھے، جن کی خوبصورتی اور نورانی شعاعوں کے سامنے سورج بھی ماند نظر آتا ہے۔ اس عجیب و غریب خواب سے مجھے بے حد قلبی تقویت ملی اور میرے نزدیک اس کی تعبیر یہی ہے کہ اہل اللہ کی خدمت میں رہنے اور ان کے ساتھ اخلاص و محبت سے تبلیغی سفر میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت بھی ان کے ساتھ ہی جنت کی نعمتوں سے نوازے گا، آمین

فیض کی بارانی: بروقت مجھے حضور کے وصال کی خبر نہیں پہنچی تھی، مگر وصال

کے دن میں نے اس قدر فیض کی بارانی محسوس کی کہ زندگی بھر کبھی اتنی مہربانی نہیں ہوئی تھی، مگر اس کے سمجھنے سے قاصر رہا۔ جب معلوم ہونے پر دربار عالیہ پر حاضر ہوا، بے اختیار گریہ طاری تھا، مزار اقدس پر مراقب ہوا تو آپ کی زیارت ہوئی، آپ بڑے مطمئن اور خوش نظر آئے، مجھے روتے دیکھ فرمایا، روتے کیوں ہو؟ ذرا قریب آجاؤ تاکہ تمہاری پیشانی کو بوسہ دیدوں۔

(والئی کوثر سردار دو جہاں ﷺ اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے نسبت کی بدولت دنیا میں بھی غیر معمولی عنایات فرماتے تھے)

حضور کے وصال کے بعد پہلی بار خواب میں حضور ہماری بستی میں نظر آئے، لاکھوں کی تعداد میں مریدین زیارت کے لئے مشتاق کھڑے نظر آئے، یہ عاجز اور مولانا عبدالغفور صاحب حضور کی کرسی کے قریب سامنے باادب کھڑے تھے کہ آپ نے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا! آپ کو جو یہ نعمت (ذکر اللہ) عطا ہوئی ہے اس کی قدر کریں، سبحان اللہ! بعد از وصال بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر و یاد کی تلقین فرما کر ہماری رہبری فرما رہے ہیں۔

میرے ماموں جان نور اللہ مرقدہ

از محترم غلام مرتضیٰ عباسی صاحب۔ ایم۔اے، ایچ، ایس ٹی
گورنمنٹ ہائی، سکول کنڈیارو

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مدت سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میری یہ حیثیت کب تھی کہ حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ ایسی بزرگ شخصیت کے بارے میں کچھ لکھتا جو رشتہ کے لحاظ سے تو میرے ماموں جان تھے، ساتھ ہی میری خوش قسمتی یہ کہ میرے مرشد اور آقا، اور ہر قدم پر میرے محسن و مہربان تھے بس حضرت صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ کے ارشاد کے مطابق اپنے مشاہدات پیش کرتا ہوں میں حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ سے عمر میں پچیس برس چھوٹا اور اسی طرح آپ کے سات بھانجوں میں بھی سب سے چھوٹا ہوں

حضرت جی کے والد ماجد حضرت محمد مٹھل رحمتہ اللہ علیہ تھے تو روحانی مربی حضرت پیر مٹھل رحمتہ اللہ علیہ تھے اسی طرح آپ دو مٹھل کے مٹھاس کا مجموعہ اور پیدائشی ولی تھے میں نے تو جیسے ہی ہوش سنبھالا آپکو پابند صوم وصلوٰۃ اور رشتہ داروں کو دین کی تبلیغ کرتے پایا، ہم بھانجوں کو تو ڈانٹ کر بھی نماز کے لئے مسجد شریف لے جاتے تھے۔

حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ کے والد ماجد تو پہلے فوت ہو چکے تھے، اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کے، اکلوتے فرزند اور دو بہنوں سے چھوٹے تھے، خدا کی شان کہ ہماری والدہ اور خالہ اب تک بھی، صحت مند اور صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں

حضرت صاحب کو اپنی والدہ ماجدہ سے بے انتہا محبت تھی اور اپنے ہاتھوں سے ان کی خدمت کرنا بڑی سعادت سمجھا کرتے تھے، چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد

ہے کہ آپ سفید لباس میں ملبوس لکڑیوں کا گٹھا سر مبارک پر لئے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یاد رہے کہ حضور کسی اور آدمی سے بھی لکڑیاں منگوا سکتے تھے لیکن والدہ کی خدمت کا جذبہ کارفرما تھا جسے دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ دل کھول کر آپ کو دعائیں دیتی تھی۔ شروع ہی سے آپ شریف النفس انسان تھے۔ ہمیشہ دستار میں رہتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چادر اوڑھتے تھے اور گلیوں سے چلتے وقت چادر کا گھونگھٹ لگا لیتے تھے۔ آپ کو دنیا سے رغبت مطلق نہ تھی۔ یہاں تک کہ اپنی آبائی جائیداد جو کافی زمین کی صورت میں موجود تھی کماحقہ، کبھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔

میرے والد بزرگوار حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ عمر کے اعتبار سے تو وہ بڑے تھے۔ لیکن روحانی مرتبت کے لحاظ سے حضرت سوہنا سائیں ہی بڑے تھے جسے ملحوظ رکھ کر حضور کے نا چاہنے کے باوجود قبلہ والد صاحب حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو چارپائی کے سرہانے بٹھاتے اور خود پائینتی کی طرف بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت سوہنا سائیں اپنے رشتہ داروں کی بڑی خبر گیری فرماتے تھے جو غریب ہوتے ان کی مالی اعانت فرماتے۔ خاص کر مجھ نالائق عاجز فقیر پر اور بھی زیادہ مہربان اور محسن رہے ہر طرح سے مجھے نوازا، میری دونوں شادیاں حضور ہی نے کرائیں۔

حضور اپنے فوت شدہ رشتہ داروں کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے (جو کہ ابیانی بستی کے قریب واقع ہیں) ایصال ثواب فرماتے اور مزارات کے مرمت کی تاکید فرماتے تھے۔ ایک دفعہ جب میں بھی ساتھ تھا۔ میرے والد بزرگوار کے مزار پر تین بار ختم شریف پڑھ کر دعا فرمائی۔

آپ نے اپنے مرشد حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کی پوری

جماعت میں آپ ممتاز سمجھے جاتے تھے مجھے یاد ہے کہ ایک بار حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ خانواہن تشریف لائے نہاتے وقت حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ پانی کے لوٹے بھر بھر کر ڈالتے جارہے تھے۔ گرمیوں کی وجہ سے رات کو آپ کی چارپائی کھلے میدان میں رکھی گئی اور حضرت سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ پہرہ دے رہے تھے گاہے بگاہے چکر لگاتے ہوئے' اللہ' اللہ کی بابرکت ضربیں بھی مارتے جاتے تھے۔

حضرت پیر مٹھا قدس سرہ سے بیعت کے بعد عموماً" تبلیغ میں یا پیرو مرشد کی خدمت و صحبت میں رہتے تھے' اپنے گھر بہت کم رہا کرتے تھے' ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ خانواہن تشریف لائے اور معمول کے مطابق ملاؤں کی مسجد میں جماعت کرائی اور آخر میں تین دعائیں مانگیں' جبکہ آپ کی عادت مبارکہ ایک دعا مانگنے کی تھی نماز کے بعد میاں نور محمد ملاح نے مجھے بلا کر کہا کہ آپ کے ماموں ولی ہیں یہ اس لئے کہ میں نے آج دل ہی دل میں یہ شرط لگائی تھی کہ اگر یہ واقعی خدا کے ولی ہیں تو تین بار دعا مانگیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح غالبا" میں نے انٹر سائنس کا امتحان دیا تھا' ابھی نتائج کا اعلان نہیں ہوا تھا۔ میں رزلٹ کے لئے منتظر اور قدرے پریشان تھا کہ رات کو خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے تسلی دے دی کہ بھائی فکر نہ کرو تم پاس ہو چکے ہو' الحمدللہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا

حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے معتمد علیہ اور مقرب ترین خادم و خلیفہ تھے لنگر کی اس قدر اخلاص سے خدمت کی کہ اپنے متعلقین فقراء کو کہتے تھے کہ اگر حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے لنگر کے لئے جھاڑوؤں کی ضرورت پڑے تو وہ بھی دین پور سے لے آئیں اور لاڑکانہ سے خریدنے کی ضرورت نہ ہو'

بعض خلفاء کرام آپ سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی غیر معمولی ترجیحی

محبت و تعلق کو ناپسند کرتے تھے۔ ایسے ایک موقعہ پر حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ نے فرمایا ہم جو ان کو پیر بناتے ہیں تو اس سے دوسرے خلفاء کیوں ناراض ہوتے ہیں۔

دین پور شریف قیام کے دوران ایک خلیفہ صاحب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ کو ہنسانے خوش کرنے کے لئے مسخروں کا انداز بنا کر سامنے آئے (حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ حسب معمول باادب بیٹھے ہوئے تھے) اسے دیکھ کر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "یہ نازیبا حرکتیں چھوڑ کر مولوی اللہ بخش صاحب کی طرح باوقار اور باادب رہنے کی کوشش کر۔"

حضور کی شخصیت میں خود داری کا پہلو بھی نمایاں تھا چنانچہ ۱۹۵۸ء میں جب ہم کراچی میں زیر تعلیم تھے اور حضور زوجہ محترمہ کے علاج کے سلسلہ میں کراچی تشریف لائے اور ہمارے یہاں قیام فرمایا۔ ہمارے اجنبی نہ ہونے کے باوجود اپنے کھانے پکانے کا انتظام تو خود کیا لیکن ہم دو بھائیوں کے کھانے کا انتظام بھی خود فرمایا۔ ظاہری مہربانی کے علاوہ اصلاحی تربیتی مہربانی بھی فرماتے رہے جس کے نتیجے میں میری قسمت بھی جاگ اٹھی اور آپ کی ترغیب پر رحمت پور شریف جاکر حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ سے بیعت ہوا ان چند دنوں کی صحبت کا صدقہ ہے کہ ناکارہ کو مسلسل اللہ والوں کے دامن سے وابستگی نصیب ہوتی آرہی ہے

دینی معاملات میں آپ رو رعایت اور چشم پوشی کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ آپ کے ایک قریبی رشتہ دار جو مغربی ماحول سے غیر معمولی متاثر ہیں اس کے اسلامی احکام کی توہین سن کر اسلامی غیرت کے تحت اسے اس قدر ڈانٹا کہ بجائے اس کے کہ کچھ جواب دیتا انتہائی شرمسار و ششدر ہوکر رہ گیا والدین اور پیرومرشد کے علاوہ اپنے اساتذہ کے حقوق بھی کماحقہ ادا فرمائے غالباً" ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت جی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پرائمری کے استاد حاجی علی نواز صاحب درگاہ اللہ آباد شریف ملاقات کے لئے تشریف لائے، حضور انتہائی تواضع

سے ملے اور دو زانو ہو کر ان کے سامنے باادب بیٹھ گئے اور تمام جماعت کو استاد محترم کا تعارف کروایا کہ یہ میرے استاد محترم ہیں اس پر حاجی صاحب موصوف ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ نہیں جناب اب آپ استاد ہیں اور میں شاگرد۔ اسی طرح مورو میں اپنے ضعیف العمر استاد محترم علی بخش صاحب پیرزادہ کی بھی بے حد تعظیم فرمائی۔

حضور شگفتہ مزاج بھی تھے۔ جس طرح آقاء نامدار ﷺ سے بھی شگفتہ مزاجی کے کئی واقعات منسوب ہیں چنانچہ درگاہ فقیر پور شریف قیام کے دوران جناب حضرت قبلہ صاجزادہ سجن سائیں مدظلہ اپنا جوتا پالش کرانے میرے پاس لے آئے جب میں جوتا پالش کر چکا تو مذاقاً" کہا جناب آپ کو مزدوری دینا ہوگی (اس وقت حضرت صاجزادہ مدظلہ کمسن تھے) آپ جوتا لے گئے۔ لیکن جلد ہی واپس آئے اور کہنے لگے حضرت سوہنا سائیں فرماتے ہیں اس کے پیسے اپنے یہاں لکھ رکھو۔ اس طرح ایک رات میں اللہ آباد شریف میں بعد از نماز عشاء حضور کے پاؤں دبا رہا تھا تو باہر مولانا مشتاق احمد صاحب پنجابی مراقبہ کرا رہے تھے آپ نے مسکرا کر فرمایا یہ مولوی صاحب تسبیح اٹھاتے ہیں تو ہمیں (کافی دیر تک مراقبہ کرانے اور بکثرت اشعار پڑھنے کی وجہ سے) یہ خوف ہوتا ہے کہ ہمارے پڑھنے کے تمام اشعار پڑھ جائیں گے اور ہمارے لئے کوئی شعر نہیں رہے گا۔

آپ کا صبر و تحمل بھی قابل اقتداء تھا چنانچہ ۱۹۶۵ء میں جب حضور سوہنا سائیں قدس سرہ اونٹ پر سوار دین پور شریف سے فقیر پور شریف جا رہے تھے۔ یہ عاجز اور سید نصیر الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ساتھ ہی سوار تھے اچانک اونٹ کا پاؤں ایک گڑھے میں چلا گیا اور ہم سب زمین پر آگئے سچ تو یہ ہے کہ عاجز (صاحب مضمون) تو ڈر کے مارے بدحواس ہو کر رہ گیا۔ مگر یہ دیکھ کر ہمت بندھی کہ حضور سوہنا سائیں قدس سرہ بڑے اطمینان سے کھڑے ہو کر دونوں کی خیریت پوچھ رہے تھے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو جو اونٹ چلا رہے تھے

یہ تک نہ کہا کہ ذرا دیکھ بھال کر چلا کریں۔

اخلاق و عادات اور دینی خدمات کے علاوہ مجاہدات و ریاضات میں بھی حضور ہمیشہ پیش پیش رہے۔ یہاں تک کہ عمر عزیز کے آخری ایام میں اکثر و بیشتر عوارضات رہے تھے پھر بھی نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور وظائف اور تہجد پابندی سے پڑھتے تبلیغ و اشاعت کے معاملہ میں آخر تک مستعد رہے۔ ایک رات اچانک آپ کی طبیعت خراب ہوگئی یہ عاجز حاضر ہوا رات کے تین بجے کا وقت تھا اور آپ حضرت قبلہ صاحبزادہ سجن سائیں مدظلہ کو وصیتیں فرما رہے تھے کہ فلاں فلاں باتوں کا خصوصی خیال رکھنا ہمارے ان بھانجوں کا خیال رکھنا .... کچھ دیر بعد قدرے افاقہ ہونے پر مجھے فرمایا آپ جاکر تہجد کے نوافل پڑھیں، میں نے پڑھ لئے ہیں (اس قدر شدت تکلیف کے باوجود بھی نوافل پڑھے تھے)

نماز ادا کرتے تھے شہ تیغوں کے سایہ میں
شمر بھی دل میں کہتا تھا امامت اسکو کہتے ہیں

منہ چھوٹا اور بات بڑی۔ کہاوت کے مطابق میری حیثیت ہی کیا ہے کہ حضرت سوہنا سائیں علیہ الرحمہ کے متعلق کچھ لکھتا بس یہ ان ہی کا کرم ہے جو بہت ہی زیادہ شفیق اور پیارے رفیق تھے جو ہمیشہ ذکر خدا میں محو رہے اور مریدین کو اس دنیا میں عابر سبیل (دنیا میں راہ گذار ہو کر رہنا) کی حیثیت میں ہمیشہ ذکر اللہ کی تاکید فرماتے رہے

حضرت محبوب سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ

از محترم قاری غلام حسین صاحب درگاہ اللہ آباد شریف

آج سے کم از کم تیس برس پہلے جب ہماری بستی ثواب پور (سابقہ عباس کونڈر جو ۵۰ ۔۷۰ گھروں پر مشتمل تھی اور تقریباً" تمام باشندے کسی نہ کسی بزرگ سے بیعت تھے' میرے دادا جان رحمتہ اللہ علیہ تو مشائخ گمبٹ شریف کے خلیفہ بھی تھے' مذکورہ بستی میں اکثریت گمبٹ شریف کے متوسلین کی تھی جو کہ طریقہ عالیہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے' بعض افراد حضرت قبلہ پیر فضل علی قریشی مسکین پوری قدس سرہ کے مرید بھی تھے جن کی دعوت پر حضرت قریشی علیہ الرحمہ ثواب پور تشریف فرما ہوئے اور آپ کی صحبت بابرکت سے لوگوں کو کافی فائدہ ہوا۔ اسی قیام کے دوران آپ نے ثواب پور بستی اور قرب و جوار کے لئے حضرت خواجہ محمد عبدالغفار صاحب (پیر مٹھا) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اور آپ بارہا تشریف لاتے رہے۔ لیکن پھر بھی جزوی تبلیغی فائدہ ہوا۔ صحیح معنوں میں نماز کے پابند بھی چند لوگ ہی تھے' نماز جمعہ پر کوئی ۲۰ آدمی جمع ہوتے تھے اور بس مسند نشینی کے بعد حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ نے مذکورہ علاقہ کے لئے مولانا مولوی حاجی محمد عاشق سیال صاحب کو خلیفہ مقرر فرمایا مولانا موصوف نے بھی محنت سے تبلیغ کی اسی اثناء میں حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ محترم مولانا خلیل الرحمان صاحب بھی چند بار اجتماعات میں شریک ہوئے' تاہم کوئی تسلی بخش نتیجہ سامنے نہ آیا' جس سے پرانے مخلص فقراء اور مستوارت کو کافی پریشانی لاحق ہوئی کہ اب کیا کیا جائے'

رحمت خدا بہانہ مے جوید بہانمی جوید کے مطابق جب میری والدہ ماجدہ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے) حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے دربار رحمت پور شریف لاڑکانہ حاضر ہوئیں تو بڑی الحاح و زاری سے یہ التجا کی کہ کچے

کے خلیفہ (یعنی حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ جن کی کوششوں سے کچے کے علاقہ کے سینکڑوں آدمی نیک پرہیز گار بن چکے تھے) کو ہمارے علاقہ کا خلیفہ مقرر کیا جائے حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ نے از راہ شفقت ان کی التجا پر مہربانی فرمائی اور حضرت سوہنا سائیں علیہ الرحمہ کو خلیفہ مقرر فرمایا اس وقت میری عمر کوئی دس سال ہوگی کہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا بعینہ آج بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب آپ ثواب پور تشریف لائے۔ اس زمانہ میں آپ پر وجد وجذب کی حالت زیادہ طاری رہتی تھی خاص کر مراقبہ کی حالت میں تو دنیا و مافیہا سے بالکل بے نیاز بلکہ دیوانہ محسوس ہوتے تھے، تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے ان قابل تقلید حالات کا عکس جماعت میں بھی نظر آنے لگا کہ کئی فقراء کی ساری ساری راتیں جذبہ میں بسر ہوتیں۔ جس وقت بیداری ہوتی کسی نہ کسی طرف سے اللہ اللہ کی بابرکت صدا ضرور سنائی دیتی، وہ بھی کوئی عجیب روح پرور منظر تھا، جب بچے بوڑھے، مرد عورتیں سبھی ذکر خدا میں محو نظر آتے تھے، چھوٹے بچے کھیلتے کودتے بلکہ روتے وقت بھی اللہ اللہ کرتے تھے، جن لوگوں کو منت و سماجت کر کے مسجد میں لے جایا جاتا تھا وہ از خود نماز کے پابند بن گئے باقاعدگی سے نماز باجماعت کی حاضری ہوتی یہ عاجز نگران ہوتا تھا ڈاڑھی مسواک تہجد اور عمامہ کی پابندی ہونے لگی، جو منشیات کے عادی یا چور تھے تہ دل سے تائب ہوئے، یہاں تک کہ چوری کی ہوئی چیزیں مالکان کو واپس کر دیں اور ان سے معافی طلب کی، باہمی تنازعات جو طویل عرصہ سے سوہان روح بنے ہوئے تھے حضور کی کوششوں سے فوری انکا تصفیہ ہوگیا۔ یہی نہیں بلکہ پیر بھائی ہونے کے ناطے ایک دوسرے پر جان نثار کرنے کو تیار ہوتے نشست و برخواست، لین دین کے معاملات جماعت کے فقراء تک محدود ہونے لگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کا کوئی نہ کوئی وقت ہوتا ہے شاید ہمارے علاقہ کی اصلاح کے لئے یہی وقت اور دست حق پرست کا پہلے سے انتخاب ہوچکا تھا جن کی آمد سے ظاہری

خواہ باطنی عظیم انقلاب رونما ہوا، جس مسجد میں پہلے چند بوڑھے بابا آکر نماز ادا کرتے تھے، وہ مقتدیوں کو سمانہ سکتی تھی،

اس عاجز سیہ کار کو حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کا سعید زمانہ بھی میسر ہوا جن کی للّٰہیت دینی تبلیغ و محنت شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ لیکن حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نے ہی دینی خواہ دنیاوی راہ میں اس عاجز کی راہنمائی فرمائی اور اپنے قرب و محبت کی کمند میں مقید کیا کہ اللہ آباد شریف قائم ہوتے ہی مستقل طور پر آکر آپ کے قدموں میں رہا آپ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل پہلے کی نسبت باطنی ترقی اس لئے کم ہورہی ہے کہ لوگ لنگر کے کام سے کتراتے ہیں فرماتے تھے اگر تصوف و سلوک میں ترقی چاہتے ہو تو شوق سے لنگر کا کام کرو اسی سے اصلاح کی راہیں کھلیں گی نفس کی سرکشی سے نجات حاصل ہوگی۔ صرف دینی ہی نہیں دنیاوی طور پر بھی میں نے آزماکر دیکھا آپ کے ارشادات سو فیصدی درست ثابت ہوئے۔ چنانچہ حضور سوہنا سائیں کی ترغیب پر یہ عاجز اور میرے دوسرے بھائی سبھی شوق سے لنگر کا کام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ نے تمام بھائیوں کو (جنکی مجموعی آبائی ملکیت صرف دس ایکڑ زمین تھی) بلا کر ارشاد فرمایا اگر تم زمیندار ہونا چاہتے ہو تو ایسے زمیندار نہیں بنو گے ہم آپ کو اس کا آسان طریقہ بتا دیتے ہیں ایک یہ کہ اپنے پیرومرشد سے قلبی رابطہ و محبت مضبوط رکھو دربار شریف پر آمدورفت میں سستی نہ کرو دوسرا یہ کہ پیر کے لنگر کے کام شوق سے کرو ان کے طفیل اللہ تعالیٰ تمہاری آمدنی میں اس قدر برکت عطا فرمائے گا کہ اگر ہاتھ مٹی کو لگاؤ گے تو وہ بھی سونا بن جائے گی، واللہ آپ کا یہ ارشاد بعینہٖ سچا ثابت ہوا، ہمیں خود حیرت ہوتی ہے کہ یہ جائیداد اور یہ زمینیں ہم نے کیسے حاصل کیں۔ بس یہ ان ہی کے کرم کا ادنیٰ کرشمہ ہے،

بفضلہٖ تعالیٰ تیس سال سے اس عاجز کو حضور کی صحبت و خدمت کے مواقع عطا ہوئے ہیں، جن میں جسمانی امراض کے ایسے اوقات بھی شامل ہیں

جب آپ کو وضو یا تیمم بھی کوئی دوسرا کراتا' سعید کلینک کراچی' جامشورو حیدر آباد اور دو بار شجاع آباد کا سفر بھی ان میں شامل ہے' ان تمام اوقات و حالات کی روشنی میں یہ عاجز حلفیہ کہتا ہے کہ فرائض تو کجا خود آپ کو ایک مستحب ترک کرتے ہوئے بھی نہ دیکھا گیا' ایسے حالات میں بھی مسواک کرتے' عمامہ باندھتے (اگر خود نہ باندھ سکتے تو کسی فقیر کو عمامہ بندھوانے کے لئے ارشاد فرماتے) پابندی سے نماز تہجد پڑھتے رہے

غرضیکہ احکام الٰہی کی تعمیل' ارشادات نبی ﷺ کی تابعداری آپ کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی' قرآن و حدیث کے مظہر اور عملی نمونہ محسوس ہوتے تھے

حضور کی ذرہ نوازی کا یہ عالم تھا کہ تقریباً" ہر ماہ رحمت پور شریف لاڑکانہ سے ثواب پور تشریف لاتے تھے' ہم تمام فقراء آپ کے مرہون منت تھے اور ہمیشہ عرض کرتے تھے کہ تشریف فرما ہونے سے پہلے ہمیں پروگرام سے مطلع کریں تاکہ سواری لے کر ہالانی پہنچیں جہاں سے کوئی ۷۔۸ میل کے فاصلہ پر ثواب پور واقع ہے' مگر قربان جاؤں حضور کے استغناء پر کہ بارہا کسی اطلاع و پروگرام کے بغیر چلے آتے اور مذکورہ فاصلہ پیدل ہی طے فرماتے تھے۔ اس زمانہ میں اس عاجز کو آپ کی خدمت کا قریب سے موقعہ ملتا رہا' آپ ہمیشہ فقراء کے ساتھ چٹائی پر رونق افروز ہوتے تھے۔ کبھی بھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کرسی یا چارپائی پر بیٹھے ہوں اور فقراء نیچے چٹائی پر ہوں۔ بخدا ایسا خلوص اور للّٰہیت آج تک کسی بنی بشر میں نظر نہیں آیا'

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کی قبر انور پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے عاجز اور جملہ احباب اہل ذکر کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے' مین ثم مین

والسلام

۱۸ ہزار جن مسلمان ہو گئے

(از مولانا سید محمد اسماعیل شاہ صاحب خلیفہ حضرت صاحب نوراللہ مرقدہ' درگاہ طاہری راولپنڈی)

○ جس وقت غفاری جوان حضرت پیر مٹھا علیہ الرحمہ اس دنیا سے پردہ فرما گئے میں اپنے آبائی گاؤں چارسدہ ضلع پشاور میں رہتا تھا۔ چند دن بعد محترم خلیفہ حاجی محمد سلام صاحب (بنوں صوبہ سرحد) کا خط آیا جس میں انہوں نے تفصیلی حالات لکھے جن کی رہنمائی سے میں حضور سوہنا سائیں قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا' اس وقت آپ دین پور شریف تشریف فرما تھے۔ جہاں بعد از نماز عصر میری آپ سے پہلی ملاقات ہوئی آپ بڑے پیار و شفقت سے پیش آئے آپ کے خلوص و للّٰہیت کو دیکھ کر میں نے عرض کیا یا حضرت اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ ہمیں آپ کے سپرد فرما گئے' یتیم بنا کر نہیں گئے' اس پر ارشاد فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ خلوت نشین ہو جاؤں۔ لیکن کوئی مجبور کررہا ہے کہ اس تبلیغی کام کو آگے بڑھاؤ تنہائی سے یہ بہتر ہے۔ چند دن بعد جب حضور فقیر پور شریف کے لئے روانہ ہوئے یہ عاجز بھی فقراء کے ساتھ اس قافلہ میں شامل تھا' اس کے بعد تو بفضلہ تعالیٰ مسلسل آمدورفت جاری رہی' اکثر و بیشتر جب بھی یہ عاجز پشاور سے حاضر ہوتا حضور کسی تبلیغی دورہ پر تیار ہوتے تھے اور از راہ شفقت و عنایت اس عاجز کو بھی ساتھ لے کر جاتے تھے اور جب پنجاب کے تبلیغی دورہ کا پروگرام ہوتا تو بھی شفقت فرما کر بذریعہ مکتوب مطلع فرماتے تھے۔ اس طریقہ سے سندھ اور پنجاب کے دور دراز کے تبلیغی سفر حضور کے ہمراہ نصیب ہوئے۔ حضور نے اس عاجز کو جو خصوصی نصیحت چند بار فرمائی وہ یہ تھی کہ شاہ صاحب یہ وقت فراغت کا جوانی کا ہے یہ کام کرنے کا وقت ہے' ابھی کچھ کرو بڑھاپے میں تو کچھ نہیں ہو سکے گا۔ بلاشبہ حضور کا فرمان برمحل تھا مگر

اس عاجز سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔ اب بڑھاپا آگیا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

حضور سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ نے ہر قدم پر اس عاجز سیہ کار پر مہربانی فرمائی۔ جس طرح حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانیؒ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پیر مرید کی مدد کرتا ہے، کبھی پیر کو پتہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا کہ مرید کی امداد کے لئے اللہ تعالیٰ پیر کے لطیفہ کو بھیجتا ہے، بہرحال اس طرح کے بھی کئی واقعات ہیں جن میں حضور نے میری مدد فرمائی، چنانچہ ایک مرتبہ تین چار دن سے میرے گھر میں وضع حمل کی تکلیف تھی۔ مسلسل دردزہ کی تکلیف سے زوجہ محترمہ بڑی پریشان ہوئی۔ دائی نے بھی کہا کہ کسی ہسپتال میں داخل کروائیں۔ گو میں نے دائی کو تو کوئی جواب نہ دیا۔ مگر ذاتی طور پر ہسپتال جانے کے حق میں نہ تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں گھر کے برآمدہ میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا، سامنے دوسری کرسی بھی پڑی ہوئی تھی، اسی اثناء میں جذبے کی کیفیت طاری ہوئی اور عالم خیال میں سامنے والی کرسی پر حضور سوہنا سائیں قدس سرہ بیٹھے ہوئے محسوس ہوئے، میں فوراً ادب سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ (پہلے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر سوچ رہا تھا) اور دیکھا کہ حضور کا دست مبارک ہوا میں اونچا ہوا اور میری زوجہ کے سر سے پاؤں کی طرف لہراتا ہوا چلا گیا۔ جب آپ کا ہاتھ پاؤں تک پہنچا تو بچے کے رونے کی آواز آئی تو دائی صاحبہ نے مبارک دی کہ شاہ جی مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بچہ عنایت فرمایا ہے، کچھ ہی دن بعد اپنے علاقہ کے خلیفہ مولانا محمد مشتاق صاحب کے ہمراہ، مرشد خانہ حاضری ہوئی، ملاقات ہونے پر حضور نوراللہ مرقدہ نے فرمایا شاہ صاحب بچہ کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے نام تو بتا دیا مگر بڑا حیران تھا کہ میں نے تو کسی کو بتایا ہی نہیں حضور نے کیسے بچے کا نام پوچھا ہے۔ پھر از خود یہ حدیث شریف القا ہوئی کہ **اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ** کہ "مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔" الغرض حضور نے بچہ کے لئے، اس کی والدہ اور اس عاجز کے لئے بھی دعا فرمائی۔

جب یہ عاجز چارسدہ سے منتقل ہو کر بنوں آگیا تو ایک بار کاروبار کے لئے پیسے کی ضرورت تھی' میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اپنے آقا سے خیرو برکت کی دعا کرالوں بس میں نے خط لکھ کر روانہ کیا لیکن ابھی خط لیٹر بکس میں ہی ہو گا کہ ایک دوست نے آکر رقم دے دی اور کہا میں باہر جارہا ہوں' یہ پیسے لے لیں کسی کام میں لگالیں واپسی پر آکر لوں گا' میں نے واپسی پر اسے پیسے لوٹا دیئے'

اٹھارہ ہزار جن مسلمان ہوئے:۔ جب حضور سوہنا سائیں قدس سرہ نے اس عاجز کو تبلیغ کا حکم فرمایا تو میں نے چارسدہ میں بھی تبلیغ کی کافی تعداد میں لوگ ذکر کے حلقہ میں شامل ہونے شروع ہو گئے اتفاقاً" ایک رات مراقبہ کے دوران ایک آدمی کو جن نے پکڑ لیا۔ کافی شور مچانے لگا آخر مسجد شریف سے باہر نکل کر بھاگنے لگا' مراقبہ ختم ہونے پر میں نے چند آدمی بھیجے وہ اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئے؟ میں نے کہا اس کو گھر لے جاؤ میں ابھی آتا ہوں میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں جن ہوں میرا نام سہیل ہے اس لڑکے کے باپ نے میرے بچے کو مارا ہے۔ اس لئے میں اس کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا میں نے کہا میں اللہ والے کا غلام ہوں یہ لڑکا ہمارے حلقے میں آتا ہے' اللہ اللہ کرتا ہے۔ تم اسے نہیں مار سکتے' اسکو چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ میں تمہیں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ تمہاری قوم یاد رکھے گی۔ اس پر بڑی سرکشی سے کہنے لگا۔ جعفر نامی میرا ایک بھائی اس قدر طاقت ور ہے۔ کہ وہ دیوؤں سے بھی مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کل اس کے آنے کی باری ہے' ہم اسے پکڑ کر دریا میں پھینک دیں گے۔ دوبارہ وہاں موجود لوگوں کو میں نے کہا اس کو پکڑو میں گھر سے ہو کر آتا ہوں میں نے کچھ عمل پڑھا اور چند تعویذ لے کر واپس گیا تو لوگوں نے بتایا اس نے چیخ ماری اور بھاگ گیا۔ بہرحال اس کے بعد رات کو جن لڑکے کو تنگ کرتا تھا جب مجھے بلاتے' میں جاتا وہ بھاگ جاتا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ آخر کار میں نے اس کے والد کو عامل لے آنے کا کہا جس پر کہنے لگا۔ مراقبہ سے پہلے بھی اس پر جن

حملہ کرتا تھا۔ میں کئی عاملوں کو لے کر آیا۔ لیکن کسی سے فائدہ نہ ہوا۔ اب تو عامل بھی اس کے پاس آنے سے گھبراتے ہیں۔ بالآخر جب میں نے ذمہ لے لیا کہ اگر عامل کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو میں ذمہ دار ہوں، تو ایک عامل تیار ہوگیا اور آخر کافی دیر تک پڑھتا رہا مگر جن حاضر نہیں ہورہا تھا اس پر میں نے کہا حاضر ہوجاؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ تب سہیل کا بڑا بھائی جعفر قہقہہ لگا کر بولا اے غفاری خدا کی قسم اگر آج تم نہ ہوتے تو میں اس عامل کو جلا کر خاکستر کر دیتا۔ عامل سن کر گھبرایا۔ مگر میں نے اس کو تسلی دی اور جن کو نصیحت شروع کی اور اللہ والوں کی باتیں بتائیں جب حضور سوہنا سائیں کی شان میں یہ منقبت پڑھی ع "آ دیکھ میرا پیر جو محبوبِ خدا ہے، جن انس ملک حور بھی قدموں پہ فدا ہے" تو وجد میں آگیا اور کہنے لگا مجھے ذکر بتائیں اور سوہنے سائیں کا غلام بنائیں۔ میں نے طریقہ عالیہ کے مطابق ذکر سمجھایا۔ اس کے بعد کہنے لگا اب میں نے اس لڑکے کو معافی دے دی اور بھائی کو بھی سمجھاؤں گا۔ میں نے کہا اس کو بھی بلاؤ۔ آنے پر اس کو بھی نصیحت کی اور ذکر سمجھایا۔ دونوں بھائی جعفر اور سہیل پابندی سے ذکر کرتے رہے جس کی بنا پر ان کے سردار جن نے ان کو ستانا شروع کیا۔ بقول سہیل جن نے ہم کو زنجیروں سے جکڑ کر دیو نگران مقرر کیے مگر جب میں نے مراقبہ کی آواز سنی جذبہ ہوگیا اور اسم ذات اللہ کی ضرب سے زنجیر ٹوٹ گئی اور نگران دیو بھاگ گئے۔ سردار نے پوچھا کیا بات ہے کہ تم نے اتنے مضبوط لوہے کی زنجیر کو بھی توڑ دیا ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اسم کی برکت ہے جو مجھے ایک اللہ والے سے حاصل ہوا۔ غرضیکہ آخر کار وہ سردار جن بھی ان دونوں بھائیوں کا عقیدت مند ہوگیا اور ان کی ملی جلی تبلیغی کوشش سے تقریباً اٹھارہ ہزار جن مسلمان ہوئے، حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی غلامی میں آنے کے بعد پابندی سے ذکر اور مراقبہ کرتے رہتے ہیں۔ خاص کر

"آ دیکھ میرا پیر جو محبوب خدا ہے جن، انس، ملک، حور بھی قدموں پر فدا ہے"

منقبت سن کر جنوں کو جذبہ ہوجاتا ہے اور خود بھی یہ منقبت پڑھتے رہتے ہیں۔

سیدی و مرشدی

مولانا غلام قادر صاحب، ایچ ایس، ٹی گ، ہ، اسکول مورو

جنوری ۱۹۵۲ء میں پہلی بار محترم ڈاکٹر حاجی عبداللطیف صاحب چنہ رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی خدمت میں درگاہ رحمت پور شریف حاضر ہوا تھا، جہاں سب سے پہلے میری ملاقات حضرت قبلہ سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے ہوئی، اور آپ ہی کی معرفت سے حضرت پیر مٹھا غریب نواز قدس سرہ سے دست بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا آپ کی پہلی ہی پر خلوص ملاقات، حسن اخلاق اور نصیحت آمیز کلام سے میں گرویدگی کی حد تک متاثر ہوا، اور بعد میں معلوم ہوا کہ نوواردین سے خصوصی ملاقات، دلجوئی اور حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے فیوض و برکات سے آگاہ کرنا آپ کے روزمرہ کے معمولات میں سے ہے، حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی نورانی مجالس میں ہمیشہ باادب و محبت آخر تک بیٹھے نظر آتے تھے، تبلیغ اور لنگر کے کسی کام کے علاوہ، سفر خواہ حضر میں حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آپ کی یہ معیت و رفاقت یک طرفہ نہیں بلکہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کی محبت و شفقت کا بھی اس میں بڑا دخل رہا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ تبلیغی سلسلہ میں محترم حاجی محمد مشتاق احمد صاحب کی دعوت پر ان کے یہاں علی بحر نزد رانی پور پہنچے تو حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کو وہاں موجود نہ پاکر دربار رحمت پور شریف کے منتظم مولانا امیر الدین صاحب سے دریافت فرمایا! کیا وجہ ہے مولوی صاحب نظر نہیں آرہے؟ انہوں نے بتایا کہ دربار شریف کے انتظامات سنبھالنے کے لئے میں نے ان کو وہیں رہنے کے لئے کہا تھا، اسی لئے وہ نہیں آئے۔ تو فرمایا۔ آج ہی آدمی بھیج کر مولوی صاحب (سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ) کو بلالیں۔

ادب :۔ غالباً" ۱۹۵۴ء یا ۱۹۵۵ء کا واقعہ ہے کہ حسب معمول حضرت پیر مٹھا قدس سرہ باعیال رمضان المبارک کے روزے رکھنے کوئٹہ تشریف لے گئے۔ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ بھی باعیال رفیق سفر تھے' اس بار اس عاجز گنہگار کو بھی آپ کی رفاقت کا شرف حاصل رہا۔

چنانچہ وہیں ایک دن محترم قبلہ صاجزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ' حضور پیر مٹھا قدس سرہ کے چند روزہ استعمال شدہ نعلین لے آئے اور تمام ساتھیوں سے فرمایا کہ چونکہ یہ نعلین حضور کے قدم مبارک سے قدرے کشادہ ہیں اس لئے جو صاحب خریدنا چاہیں خرید کرسکتے ہیں۔ چنانچہ باری باری سے خلفاء اور فقراء پہنتے گئے تاکہ جسے پورے آجائیں وہ خرید لے' جب حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی باری آئی تو آپ نے مرشد کامل کی مستعمل نعلین پہننے کو بے ادبی سمجھتے ہوئے صاف انکار کردیا کہ میں نہیں پہن سکتا۔

حسن معاملہ :۔ اس مرتبہ جو فقراء تنہا کوئٹہ آئے تھے وہ باعیال فقراء کو خرچہ دیتے تھے اور وہ کھانا تیار کرکے ان کو دیتے تھے۔ چنانچہ میرے کھانے کا انتظام ازراہ شفقت حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ نے اپنے ذمہ لے لیا' اور میں آپ کو خرچہ دیتا رہا، مگر چھ آنے دینے بھول گیا' جب کہ دوسرے ساتھی مکمل حساب دیتے رہے' عموماً" خوردونوش کے معاملے میں چھ' آٹھ انے کا حساب نہیں کیا جاتا جب کہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ جیسے سخی مزاج اور مہمان نواز آدمی کے لئے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی، مگر آپ نے امتیازی سلوک سے بچتے ہوئے ایک فقیر کی معرفت مجھے یاددہانی کرائی' مطلوبہ پیسے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ میں آپ کے حسن معاملہ اور مساوات سے اور بھی متاثر ہوا۔

ایک اہم واقعہ :۔ تقریباً" ۱۹۶۰ء یا ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے کہ دربار عالیہ کے انتظامی امور میں کوتاہی پر حضرت پیر مٹھا رحمتہ اللہ علیہ خلفاء کرام پر اس قدر رنجیدہ

ہوئے کر درج ذیل عنوان سے ایک قلمی اشتہار لکھوا کر مسجد شریف میں لٹکا دیا' جس پر اپنے دستخط بھی ثبت فرمائے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی صاحب (حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ) کے علاوہ رحمت پور شریف کے جملہ خلفاء کرام کی خلافت سلب ہے۔

(دستخط حضرت پیر مٹھا قدس سرہ)

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کو کس قدر محبت تھی (بعد میں راضی ہو کر دیگر خلفاء کی خلافت بھی بحال فرمائی تھی)

ایک مرتبہ حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے حکم سے رحمت پور شریف میں مقیم جملہ خلفاء و فقراء کے مکانات منہدم کرکے منصوبہ کے تحت پلاٹ تقسیم کر دیئے گئے۔ چونکہ حضرت سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کا گھر حضرت پیر مٹھا قدس سرہ کے تسبیح خانہ سے متصل آپ کے گھر اور مسجد شریف سے بھی قریب تھا' اس لئے حضرت پیر مٹھا قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب سے کوئی ریس نہ کرے' آخر آپ کا وہی مکان برقرار رکھا گیا۔

میں کراچی میں حیدر آباد کے لسانی فسادات کے دنوں میں گھریلو علاج کے سلسلے میں حیدر آباد ٹھہرا ہوا تھا۔ اچانک ایک دن حضور کا پیغام ملا' کہ آپ ہمارے یہاں طاہر آباد آجائیں' یا گھر چلے جائیں' حیدر آباد نہ رہیں' حسب فرمان اسی شام بیوی بچے لے کر میں طاہر آباد شریف پہنچا' دوسرے ہی دن حیدر آباد میں لسانی فسادات شروع ہوگئے' خاص کر لطیف آباد میں تو اور بھی زیادہ نقصانات ہوئے جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا' مگر حضور نے نور بصیرت سے معلوم کرکے بروقت مجھے اپنے حضور بلالیا ورنہ کم از کم پریشان تو ہم بھی ہوتے۔

تقویٰ :۔ طاہر آباد شریف جاتے ہوئے ایک رات حضور میرے **خسخانہ** پر قیام فرما رہے۔ بکرا ذبح کرنے والے فقیر سے ذبح کرنے میں کچھ غلطی ہوگئی۔ جب آپ کو بتایا گیا تو فرمایا! علماء کرام سے مسئلہ دریافت کریں ' اور اسی کے مطابق عمل کریں' جب علماء کرام نے بکرے کے حلال ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ تو ہم نے آپ کے لئے اسی کا سالن بنا کر پیش کیا' فتویٰ کی رو سے جائز سمجھتے ہوئے بھی شبہے کی بناء پر نہ تو خود وہ سالن استعمال فرمایا اور نہ ہی اپنے بچوں کے لئے روا رکھا۔

چمن نورانی

از: مشہور نعت خوان محترم مولانا ریاست علی صاحب بگے دا چک تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ (حال مقیم چکری ضلع نارووال)

ع۔ چھپ گیا اوہ چمن نورانی، خلقت **جھیندی** ہوئی دیوانی
پیر سوہنا سائیں یار، **جھیندا** پرانوار مزار، الہ آباد اندر دربار

میرے آقا حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ حد درجہ خائف خدا، عابد و زاہد، عاشق حضور صاحب لولاک ﷺ، متبع قرآن و سنت، اپنے پیرو مرشد کے محبوب پروانے اور ماسلف بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مثالی نمونہ تھے۔

آپ کی تبلیغی محنت سے میرے جیسے ہزاروں نام کے مسلمان سچے پکے متبع قرآن و سنت بن گئے، کئی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضور کو یاد الٰہی سے اس قدر شغف تھا کہ جب مجھے تین راتیں سفر میں ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی مسلسل حضور کی خدمت میں رہا۔ تینوں ہی راتیں ان گنہگار آنکھوں نے آپ کو عبادت الٰہی میں مشغول پایا۔ حضور کو دیکھ کر یہ عاجز بھی جاگنے کی کوشش کرتا مگر بے اختیار نیند کا غلبہ ہوجاتا تھا، اور آپ محسوس کرکے فرماتے میاں ریاست علی آپ آرام کریں۔ حضور کا صبر و شکر بھی مثالی تھا۔ چنانچہ کوٹ لالو کے مذکورہ سفر سے واپسی پر جب میں نے پنجاب کے تبلیغی سفر کی دعوت عرض کی تو فرمایا، کچھ عوارضات تو ہیں تاہم آپ خلفاء کرام سے مشورہ کریں جو طے ہوگا اس پر عمل کریں گے۔ اس پر میں نے (یہ خیال کرکے کہ عوارضات معلوم کرکے علاج کے لئے پنجاب کے کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر سے رابطہ قائم کروں گا۔) عرض کی کہ حضور کیا عوارضات ہیں؟ جواباً" ارشاد فرمایا، آپ اس بات کو رہنے دیں، بلا ضرورت عوارضات بتانے سے اللہ تعالیٰ کا شکوہ ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ حضور کسی معالج ڈاکٹر یا حکیم کے علاوہ کسی سے بھی اپنے عوارضات بیان کرنا گوارہ نہیں کرتے تھے۔ الحمدللہ اس سال بھی پنجاب کے تبلیغی دورہ پر تشریف لائے تھے۔

آپ کو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت تھی، چنانچہ جس دن نتھو چک ضلع فیصل آباد سے سندھ روانہ ہونا تھا، اس عاجز نے یہ غزل پڑھی۔

ع۔ سوہنا سائیں اجے نہ جا، ساڈے دل دا نہیں لتھڑا چاہ سوہنا...

آپ قریب ہی ایک کمرہ میں جلوہ افروز تھے، اس عاجز کو بلا کر خاص مہربانی فرمائی اور فرمایا آپ کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں یہ نظم یاد ہے۔

"نسیما جانبِ بطحا گذر کن　　　ز احوالم محمد را خبر کن"

میں نے کہا کہ حضور یاد نہیں۔ اس پر فرمایا، آپ لکھتے جائیں، یہ عاجز آپ کو سناتا جاتا ہے۔ جیسے ہی حضور نے **نسیما......** فرما کر لکھوانا شروع کیا میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا۔ لکھنے کی ہمت نہ رہی، چنانچہ حضور نے ازراہ شفقت حضرت جامی قدس سرہ کا یہ شعر اپنے دست مبارک سے لکھ کر مجھے عنایت فرمایا۔ جو ابھی تک بطور تبرک میرے پاس موجود ہے۔ جب فیصل آباد اسٹیشن پر پہنچے تو اس عاجز نے یہی شعر پڑھا۔ تو پلیٹ فارم پر موجود جملہ فقراء کے علاوہ عام مسافر بھی زاروقطار رونے لگے۔ عین اسی وقت غالباً" محترم مولانا جان محمد صاحب مجھے بلا کر حضور کے پاس لے گئے، جہاں پھر میں نے وہی نعت پڑھی، تو حضور کی نوری آنکھوں سے عشق و محبت بھرے اشک جاری ہو گئے۔ حضور کی روانگی کے بعد میں نے یہ شعر بنا کر سنائے۔

اکھیں لائلپور دے وچ رنیاں نی　　　جدوں گڈی سوہنے دی چل گئی اے

اپنے پیرومرشد حضرت پیر مٹھا اور پیر قریشی مسکین پوری قدس سرہما سے

بھی آپ کو غیر معمولی محبت تھی، اس عاجز سیہ کار سے ان کی تعریف میں منقبتیں سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب حضور محترم حافظ حبیب اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت پر بدھوپور جارہے تھے۔ حضور بھی عام جماعت کے ساتھ بس میں سفر فرمارہے تھے، اس عاجز کو بلا کر اپنے ساتھ سیٹ پر بٹھایا اور فرمایا۔ یہ غزل پڑھو

اے باد صبا مسکین پور جا جاآکھیں میرے پیرنوں، ہن سن لوو فریاد میری

حسب فرمان میں نے غزل پڑھی۔ حضور وجد کی حالت میں جھوم رہے تھے اور پوری بس کی سواریوں میں گریہ زاری شروع ہوگئی، دربار مسکین پور شریف حاضری کے موقعہ پر ان گنہ گار آنکھوں نے دیکھا کہ حضور ادب کی وجہ سے اپنی نعلین مبارک خود ہی اٹھا رہے تھے۔ کسی فقیر کو جوتا اٹھانے نہیں دے رہے تھے۔ وہاں بھی اس عاجز کو غزل سنانے کا ارشاد فرمایا تھا، اور میں نے یہ غزل پڑھی تھی۔

ع: سن پیر فضل میرے سائیاں میں بن کے سوالن آئیاں

اس وقت بھی اپنے پیرومرشد کی محبت میں سرشار حضور سوہنا سائیں قدس سرہ پر جذبہ طاری تھا۔

حضور کی شفقت و ذرہ نوازی بھی قابل دید تھی، چنانچہ ایک بار ہم سندھی اور پنجابی فقراء مل کر لیموں کے باغ (الہ آباد شریف میں) کی گوڈی کر رہے تھے، حضور نے اس عاجز کو جمعدار مقرر فرمایا، تھوڑی دیر بعد جب حضور حویلی مبارک سے باغ میں تشریف لائے۔ تمام فقیروں کی نظریں آپ کے چہرہ انور کی طرف تھیں، حضور اس عاجز اور مولوی اللہ یار صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ بڑی دلجمعی سے ہمارے ساتھ خوش خلقی پیار و محبت کے انداز میں بات چیت فرماتے رہے، خود بھی مسکراتے رہے اور ہم غمزدوں کو بھی ہنساتے رہے۔ ایک مرتبہ جب میرے لجپال حضرت پیر سوہنا سائیں قدس سرہ کو کسی طرح معلوم ہوا

کہ فقیر ریاست علی کے پاس سندھ آنے کے لئے کرایہ نہیں تھا۔ اس لئے حاضر نہیں ہوا تو آپ نے محترم ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کے ہاتھ میرے لئے کرایہ بھیجا۔ قربان جاؤں حضور نے ہمیں دیا بہت کچھ، ہم سے لیا کچھ بھی نہیں، بس آپ کی زیارت و محبت کی پر کیف باتیں اور جدائی کے صدمے جب یاد آتے ہیں تو غمزدہ دل سے یہ آواز آتی ہے۔

ع ٹر گیا سوہنا کیہڑے راہ ٹر گیا سوہنا کیہڑے راہ

سانوں وچ خیالاں پا ٹر گیا........

لاشئی فقیر ریاست علی بخشی طاہری بگے دا چک جڑانوالہ۔
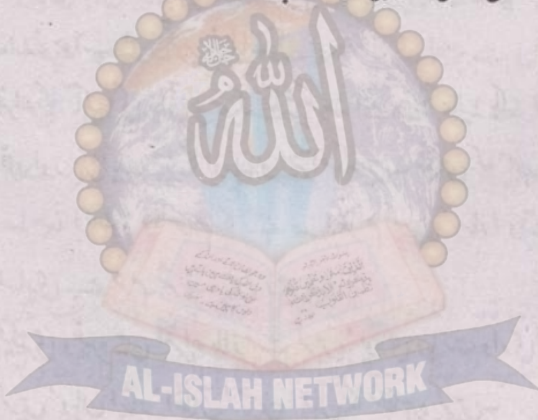
حرمین شریفین میں باادب رہیں

از خلیفہ مولانا محمد صالح چنہ صوبھو دیرو ضلع خیرپور میرس سندھ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۷۶ء میں حجاز مقدس کی حاضری نصیب ہوئی، حضور سے اجازت لے کر جب وہاں پہنچا تو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفاً" و تعظیماً" دونوں مقامات پر حضور کے غلام فقیر ملے ان سے مل کر طریقہ عالیہ کے مطابق حلقہ مراقبہ کا بھی اہتمام کیا تھا اور بذریعہ عریضہ حضور کو اطلاع کی۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا۔

۱۔ جملہ فقراء کو تاکید کی جاتی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ عالیہ بلکہ عرب شریف کے ہر ایک فرد اور ہر ایک چیز کا ادب و احترام کریں۔ خاص کر مسجد الحرام اور مسجد نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کا بے حد احترام کریں، سارا وقت باوضو نہایت ادب و انکساری سے حرم شریف میں رہیں۔

۲۔ جس فیکٹری وغیرہ میں فقراء ملازمت کریں، پوری دیانت داری، سچائی اور محنت سے کام کریں، وہاں ایثار، اخلاق، حسن اعمال کا مظاہرہ کریں۔

۳۔ اہل ذکر فقراء آپس میں جمع ہوتے رہیں، دوسرے خط میں ان کے نام تحریر کرنا۔

۴۔ باہمی تنظیم قائم کریں، ہر ہفتہ ایک یا دو دفعہ آپس میں مل کر مراقبہ بھی کریں، طریقہ عالیہ کے اصول و ضوابط سے دوسرے فقراء کو مطلع کرتے رہیں۔

۵۔ ہر ایک فقیر عمامہ کی پابندی کرے، وضو میں مسواک کی بھی پابندی ہو۔ حتیٰ المقدور اشراق اور اوابین کے نوافل بھی ادا کرتے رہیں۔ نماز پانچوں وقت (مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران) بیت اللہ شریف میں باجماعت ادا کریں۔ تہجد ضرور پڑھیں، ہر ہفتہ ایک دو مرتبہ صلوٰۃ التسبیح بھی پڑھتے رہیں، طواف بکثرت کریں،

جس وقت بھی فرصت ملے طواف کعبتہ اللہ شریف، ذکر، مراقبہ، تلاوت قرآن مجید، دو صد بار درود شریف دو صد بار ذکر کلمہ طیبہ لا الٰہ اللہ بلاجہر ہر صد کے آخر میں محمد رسول اللہ (ﷺ)، دو صد بار استغفار، نماز عشاء اور تہجد کے بعد سلسلہ عالیہ پڑھتے رہیں۔ وضو اور نماز کے مسائل جن کو یاد نہ ہوں یاد کریں۔

۶۔ پاکستانی خواہ بیرونی فقراء احتیاط سے رہ کر تبلیغ کریں، اور اپنے حنفی مسلک پر قائم رہیں۔

۷۔ عرب حضرات کو ذکر اللہ کی طرف متوجہ کرتے رہیں، ذکر کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات وارد ہیں، چند آیات درج ذیل تحریر کی جاتی ہیں۔

۸۔ آپ یہاں سے پڑھانے کا مقصد لے کر نہیں گئے تھے۔ آپ کا اصل مقصد حج بیت اللہ شریف اور تبلیغ ہے، اس لئے بیرون ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے جانے کے ذرائع اور وسائل معلوم کرتے رہیں، اور ان ذرائع سے استفادہ کی بھی کوشش کریں۔

چند ملفوظات :۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۵ء کو درگاہ طاہر آباد شریف میں ذکر اللہ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ انسان کا دل مولیٰ تبارک و تعالیٰ کی محبت و معرفت کا مکان ہے لہٰذا اسے ذکر اللہ تعالیٰ ہی سے آباد رکھنا چاہیے۔ آج کل وعظ، تقاریر اور بڑے بڑے جلسے تو بہت ہوتے ہیں اور ہونے بھی چاہئیں، مگر دل کی صفائی کے لئے جو اہم ذریعہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرف توجہ نہیں کی جاتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ**

(میں نے جنوں اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا، مگر اپنی عبادت اور بندگی کے لئے) اس کا مقصد یہ نہیں کہ دنیاوی کاروبار بالکل ترک کر دیئے جائیں۔ جائز اور حلال طریقے سے کاروبار کرنے سے شریعت مانع نہیں ہے۔ لیکن دنیا اور کاروبار ہی کو مقصود سمجھ کر اسی کے درپے ہونا منع ہے۔ دیکھا جائے تو وہ دنیا جو انسان کو

اپنے حقیقی خالق و مالک سے دور کرے' وہ کسی کام کی نہیں ہے' جن کے پاس مال و دولت ہے مگر یاد الٰہی سے غافل ہیں' ان کو کبھی قرار' فرحت و جمعیت میسر نہیں ہوتی۔

حال ہی کی بات ہے کہ سندھ کے ایک بہت بڑے امیر مخدوم تعزیت کے لئے سیکھاٹ گئے' وہاں کچہری کرتے ہوئے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ بلڈ پریشر کا اس قدر مریض ہوں کہ کھانے پینے کا لطف ہی ختم ہو چکا ہے۔

ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں محترم محمد اشرف پاٹولی نے (جو غالباً" حیدر آباد کے کسی ٹیکنیکل کالج کے لیکچرار تھے) گیس ٹربل (پیٹ میں ریح) کی شکایت کی تو آپ نے اسے لاہوری نمک استعمال کرنے کا حکم فرمایا۔ مزید فرمایا سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کھانا کھانے سے پہلے اور آخر میں نمک استعمال فرماتے تھے نمک استعمال کرنا ستر بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

نماز کے بارے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ آج کل بہت سے نیک صالح آدمیوں میں بھی یہ غفلت بہت زیادہ ہے کہ خود تو نماز پڑھتے ہیں' لیکن بیوی بچوں کو تاکید نہیں کرتے۔ زیادہ سے زیادہ ایک دو بار زبانی کہہ دیا' وہ نہ مانے پھر کہتے ہیں ہم کیا کریں خود جانیں' ایسے آدمی دراصل بیوی بچوں کے حقیقی خیر خواہ نہیں۔ اگر کسی کے اہل خانہ میں سے کوئی بیمار پڑ جاتا ہے تو اس وقت تو یہ نہیں کہتے کہ ہم کیا کریں' وہ خود جانیں' حالانکہ صریح ارشاد ہے کہ **وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ** (اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کریں) حدیث شریف میں ہے **مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔**

جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی (گویا کہ) اس نے کفر کیا۔

شرک کے بعد تمام گناہوں سے بڑھ کر گناہ نماز چھوڑ دینا ہے۔

متوکل علماء کرام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' کہ بہاولپور کے علاقہ میں ایک مولوی صاحب تھے جو فی سبیل اللہ دین کی تعلیم دیا کرتے تھے اور ان کا کاروبار تھا

گدھوں کی تجارت کرنا، بڑے بیباک جری عالم تھے۔ گدھے کی سواری کرنا بھی سنت رسول اللہ ہے، علمائے کرام کو بے طمع ہو کر دین کی خدمت کرنی چاہیے۔ ایسے ہی علماء کرام، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ کیا عالم ربانی ہونے کی ڈگری موجودہ ڈگریوں سے کم ہے جن کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہو۔ گھر وطن چھوڑتے ہو، میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ جب ظاہری (انگریزی) تعلیم کے لئے اتنی محنت کرسکتے ہو تو معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لئے، نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بننے کے لئے بھی کچھ تو محنت کرنی چاہیے۔ جن کے بارے میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:۔ **مَنْ زَارَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا زَارَنِيْ**۔ (جس نے عالم کی زیارت کی اس نے میری زیارت کی)

فرمایا۔ حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کہیں سے گذر رہے تھے، جہاں ایک شخص کو کسی عورت سے عشق و محبت کے الزام میں درے مارے جا رہے تھے، اور وہ کسی پریشانی یا تکلیف کا اظہار کئے بغیر خوشی کے انداز میں ہنس رہا تھا، آگے بڑھ کر حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے ملزم سے ہنسنے کی وجہ پوچھی، جس پر وہ کہنے لگا جس محبوبہ سے میری محبت ہے وہ بالاخانہ سے مجھے دیکھ رہی ہے، اسے دیکھتے ہوئے میں کیسے رو سکتا ہوں۔

واقعہ بیان کر کے فرمایا، جب ظاہری عشق و محبت والے کی اتنی استقامت ہو تو ہم اپنے حقیقی خالق و مالک سے محبت کے دعویدار ہیں ہم کیوں کر سست پڑے رہیں۔

فرمایا آج کل ملک بھر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی باتیں ہو رہی ہیں، کاش قانون نافذ کرنے والے ادارے، سب سے پہلے خود شریعت کے عامل بن جائیں، اس کے بعد دوسروں کو کہیں تو کچھ نتیجہ بھی ظاہر ہو۔ صرف کہنے سے کچھ نہیں بنتا۔

میری اصلاح کیسے ہوئی؟

(عزیز القدر مولینا خلیفہ مقصود الٰہی صاحب نوابشاہ۔ حال لیکچرار گورنمنٹ بدایوانی کالج کراچی)

536

میں بارہویں کلاس کا طالب علم جوانی کی بدمستیوں میں گرفتار سینماؤں کا از حد دلدادہ تھا' خاندانی شرافت آڑے نہ آتی تو نہ معلوم میں کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہوتا۔ اسی عالم میں اپنے ایک صالح پڑوسی کی دعوت پر حضور کی خدمت میں مورو پہنچا' مورو آمد کے وقت بھی میرا اصل مقصد قبلہ والد صاحب سے ملاقات تھی جو مورو کے قریب ہی زمین پر رہا کرتے تھے' سب سے پہلے جس چیز نے مجھے متاثر کیا وہ فقرا کا خلوص اور محبت تھی' جو بڑے خلوص اور پیار سے آگے بڑھ کر بغلگیر ہوئے' میں اپنے خاندانی پیروں کی بارہا زیارت کرچکا تھا' مگر خدا شاہد ہے کہ حضور کے نورانی چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی ایسا سکون اور کشش محسوس ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی میں نے تصور بھی نہ کیا تھا۔ جب دوسرے نئے آنے والے ذکر سیکھ رہے تھے۔ میں نے بھی لاابالی کے عالم میں ذکر تو سیکھ لیا' مگر یہ تک مجھے معلوم نہ تھا کہ اس طرح آدمی کسی پیر کا مرید بن جاتا ہے' جب آپ نے دوران خطاب فرمایا!

"یہی ہوش سنبھالنے کا وقت ہے' کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے؟ کیا کبھی اس وقت کو بھی یاد کیا ہے جب تو اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔ تیرے ماں باپ' بھائی بہن' تیری کچھ مدد نہیں کرسکیں گے' تجھے تن تنہا قبر میں اتاریں گے وغیرہ۔"

میں دل ہی دل میں یہ سوچ کر (ان کی تمام تر توجہ صرف قبر اور آخرت کی طرف ہے' میرا جوانی کا عالم ہے' میری ان سے کسی طرح مناسبت نہیں ہے) دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنے ہی والا تھا کہ آپ نے موضوع بدلتے ہوئے فرمایا:۔

جس کے دل میں یہ خیال ہے کہ میں دنیادار آدمی ہوں' مجھے ان فقیروں سے کوئی مناسبت نہیں ہے' یا ان کے ساتھ بیٹھنے کا اہل نہیں' میرا چلا

جانا بہتر ہے وہ صبر سے بیٹھے اور ہماری صرف اتنی عرض قبول کرے کہ بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کرتا رہے اور کبھی کبھی صحبت میں آتا رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح ہوجائے گی' اس کا سینہ نور ہدایت سے بھر جائے گا۔"

آپ کے ارشادات سے قدرے مطمئن ہو کر بیٹھ گیا کہ آپ نے اپنی خدا داد فراست سے میرا حال معلوم کر کے میری اصلاح فرما دی۔ بعد میں تو الحمدللہ حضور سے مسلسل رابطہ عقیدت و محبت رہا۔ کئی بار حضور ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ ایک بار تقریباً" دس دن مسلسل ہمارے گھر قیام فرمایا (بہ سلسلہ علاج تشریف لائے تھے۔)

بے طمع :۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مبلغ کو چاہیے کہ بے طمع ہو کر رہے' کسی کے پاس جائے تو ان پر بار نہ بنے دراصل آپ خود ان باتوں کے سخت پابند تھے' جس کا مشاہدہ ہم نے بارہا کیا۔ چنانچہ متعدد بار جب ہم نے عرض کی کہ آپ ہمارے گھر کی ہر چیز استعمال کر سکتے ہیں۔ (یہ اس لئے کہ ہمیں معلوم تھا کہ جب تک آپ کو صاف الفاظ میں اجازت نہیں دی جائے گی' آپ ہمارے گھر کی کوئی چیز استعمال نہیں فرمائیں گے۔) پرہیز کے مطابق جو کھانا تناول فرمانا چاہیں' اس کے لئے ارشاد فرمائیں' تو فرمایا۔ " کسی چیز کی ضرورت نہیں' یہ عاجز ضروری اشیاء آٹا' گھی وغیرہ اپنے ساتھ لے آیا ہے۔" بہرحال ہم نے مودبانہ عرض کر کے لنگر کے لئے آپ کو راضی کیا۔

حضور کے ان دس دنوں میں اتنا کثیر تبلیغی فائدہ ہوا کہ بے شمار بے نمازی' نمازی بن گئے۔ کئی نئے دوستوں نے داڑھیاں رکھ لیں' چند ہی دنوں میں پورے شہر نواب شاہ میں ہل چل مچ گئی۔ روز نئے نئے آدمی حاضر ہونے لگے۔ لیکن جیسے ہی واپسی کا پروگرام بنا' سچ یہ ہے کہ فقیروں پر رنج و غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے' ہر کوئی رو رہا تھا' یہ عاجز تو اس دن بے ہوش ہوگیا تھا۔

تبرکات :۔ اسی بار از راہ شفقت و عنایت آپ نے ایک تسبیح اور کرتہ عنایت فرمائے، جن سے ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ آج بھی جب زیارت کے لئے تسبیح اور کرتہ مبارک نکالتے ہیں تو ان سے حضور کی مسحور کن خوشبو آتی ہے۔

کرامات :۔ ویسے حضور کی کرامات تو بہت زیادہ ہیں، لیکن یہاں چند ایک کرامات ہی کا ذکر کرتا ہوں۔

دھریہ کی اصلاح :۔ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران ایک بار بعد از نماز ظہر یہ عاجز درگاہ اللہ آباد شریف حاضر ہوا، حضور دولت خانہ میں تشریف لے جا چکے تھے، تو وہاں ایک لکھا پڑھا نوجوان پہلے سے موجود تھا اور بڑی الٹی سیدھی باتیں کر کے فقیروں کو تنگ کر رہا تھا، میں بھی جا کر اس سے ملا، بدقسمتی سے وہ کٹر دھریہ وجود باری تعالیٰ کا منکر، اس قدر گندی ذہنیت کا تھا کہ کہنے لگا، آپ لوگ سندھ کے لوگوں کو گمراہ کر کے پھر سے اسی زمانہ میں لے جا رہے ہے جو جاہلیت کا دور تھا۔ آج کل اسلام نہیں چل سکتا وغیرہ۔ ہم نے اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اور بار بار اپنا یہ سوال دہراتا کہ " میں خدا کو مانتا ہی نہیں" اگر بقول تمہارے خدا ہے تو پھر مجھے دکھاؤ کہاں ہے؟ عاجز جب اسے کوئی نصیحت آمیز شعر سناتا تو وہ کوئی گندا شعر سنا کر پانی پھیر دیتا۔ بہرحال میں نے تھک ہار کر اسے کہا کہ جب حضور تشریف لے آئیں، آپ ان سے عرض کرنا وہ آپ کی تشفی کر سکتے ہیں۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے وہ بھی نہیں منوا سکتے۔ خیر نماز عصر کے بعد میں اسے حضور کی خدمت میں لے گیا، اور حضور سے عرض کی یا حضرت یہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہے، مگر خدا شاہد ہے میرے کہنے کے باوجود اسے ایک کلمہ تک کہنے کی جرأت نہ ہو سکی، اور خاموش بیٹھ گیا اور حضور نے چند ہی کلمات میں اس کی کایا پلٹ دی۔ بڑے پیار سے فرمایا تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے، تو پھر حضور نے فرمایا! بڑے

افسوس کی بات ہے کہ جس نے تجھے پیدا کیا ہے، تو اسے نہیں مانتا، بظاہر یہ چند سیدھے سادے الفاظ تھے، مگر ان کی باطنی تاثیر اتنی تھی کہ وہ نوجوان رونے لگا۔ اور عرض کی حضرت مجھے اپنی غلامی میں قبول کریں۔ اس پر آپ نے نورانی ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیئے، کلمہ شہادت، استغفار وغیرہ پڑھا کر استقامت کی دعا فرمائی اور قلبی ذکر کی تلقین فرمائی۔ تقریباً" ایک ہفتہ بعد جب میں دوبارہ دربار شریف پر حاضر ہوا، تو وہ نوجوان بھی جلسے میں شرکت کے لئے آیا ہوا تھا، بڑی محبت سے گلے ملا اور بتایا کہ اسی دن سے میں نے داڑھی بھی رکھ لی ہے۔ کبھی شیو نہیں بنوائی۔

وعلیکم السلام :۔ جیسے ہی کالج میں بطور لیکچرر میرا تقرر ہوا، آتے ہی میں نے حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کا تعارف کروایا۔ جس سے اقبال حسین نامی ایک دوست بڑا متاثر ہوا، اور کہا کہ جب کبھی حضور کے نام خط لکھو تو میری طرف سے سلام ضرور لکھنا، میں نے ایسے ہی کیا، ابھی خط ڈالے تین دن ہوئے تھے کہ اقبال صاحب نے مجھے آکر بتایا کہ رات کو آپ کے مرشد حضرت سوہنا سائیں کی مجھے خواب میں زیارت ہوئی، آپ نے مجھ سے فرمایا وعلیکم السلام، اس کے بعد حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کا بعینہ حلیہ بیان کیا۔

غیبی طعام :۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ بیرونی دوستوں سے ملاقات ذکر اذکار اور یکے بعد دیگرے تبلیغی حلقوں میں شرکت کی وجہ سے مسلسل دو دن تین رات تک ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تھا۔ تیسری رات اورنگی ٹاؤن کے حلقہ میں ذکر اذکار اور مراقبہ کے بعد تقریباً" ۱۲ بجے مکان پر پہنچا، بھوک کی وجہ سے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ کافی دیر تک کروٹیں بدلتا رہا، آخر تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگ گئی، خواب میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ نظر آئے اور مجھے فرمایا!

"مقصود الٰہی ہم آپ کو بھوکے پیٹ نہیں سونے دیں گے، اٹھو یہ پراٹھا

کھاؤ' شہد اور دیسی گھی سے بھرا ہوا برتن مجھے دے دیا۔ ایک لقمہ لے کر اسے گول لپیٹ لیا اور اس میں گھی اور شہد بھر کر عاجز کو دے دیا اور فرمایا' اس طرح بھر بھر کر کھاؤ' اسی طریقے پر میں سارا پراٹھا کھا گیا۔ اس کے بعد خدا شاہد ہے کہ عاجز کو شہد اور گھی کے ڈکار آ رہے تھے' بھوک کا نام و نشان تک نہ تھا' بالکل پیٹ بھرا ہوا محسوس ہو رہا تھا' جس کی وجہ سے تیسرے دن بھی ناشتہ کھائے بغیر کالج چلا گیا اور شام کو آ کر کھانا کھایا۔"

مجھے بلایا گیا

(از محترم جناب حکیم مولوی محمد عظیم صاحب درگاہ رہڑو شریف تحصیل میہڑ ضلع دادو سندھ)

میرے آباؤ اجداد سندھ کے نہایت مشہور علماء اور اولیاء ہو گذرے ہیں۔ ہمارا گھرانہ کئی نسلوں تک دینی علوم کا گہوارہ بنا رہا' آج بھی سندھ کے مشہور پیر طریقت حضرت مولانا محمد قاسم مشوری صاحب مدظلہ العالی ایسے کئی مشاہیر ہمارے بزرگوں کے یادگار اور مایہ ناز شاگرد ہیں۔

بہرحال بدقسمتی سے گردش ایام کے جھونکے نے بڑی حد تک ہمیں اپنے بزرگوں کی بتائی ہوئی شاہراہ سے ہٹالیا تھا' گو میں خود اپنے والد ماجد قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس درس نظامی کی کافی کتابیں پڑھ چکا تھا۔ (جن کے پاس کئی جن بھی دینی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے) مگر قبلہ والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بعد خود میری حالت یہ ہو چکی تھی کہ داڑھی مونڈ تھا' بڑے بڑے چور اور ڈاکو ہی میرے دوست اور ہمنوا تھے' علماء اور بزرگوں سے غیر معمولی نفرت تھی۔ یہاں تک کہ حضرت قبلہ سیدی و مرشدی سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا

فضل و کرم شامل حال ہوا اور ان کی نظر کرم سے میری صورت و سیرت بدل گئی۔
ہوا یہ کہ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ کو بستی کرم اللہ چانڈیو میں چند بزرگ تبلیغ کرنے تشریف لائے، میں اپنے غرور و گھمنڈ میں تھا نہ فقط یہ کہ ان کی ایک نہ سنی بلکہ بلاوجہ ان سے مذاق کرتا رہا۔ خاص کر داڑھی جو کہ سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس کے خلاف بدکلامی کرکے ان کو تنگ کرتا رہا، تاکہ یہاں سے چلے جائیں، وہ بیچارے صبر سے سنتے رہے، آخر مجبور ہو کر دوسری بستی میں چلے گئے۔
رات کو جیسے ہی سویا خواب میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل مگر اجنبی شہر نظر آیا، جس کے دروازے لعل و جواہر سے جڑے ہوئے نہایت ہی شاندار معلوم ہو رہے تھے، وہاں میں نے غیر معمولی طور پر اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا پایا۔ طاقت ور ہونے کے باوجود ان کے اٹھانے سے قاصر تھا، وہیں حضرت قبلہ والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قبلہ پیر مٹھا قدس سرہ اور حضرت سوہنا سائیں قدس سرہ بھی نظر آئے۔ (جن کی زیارت میں کئی برس پہلے اس وقت کر چکا تھا، جب ہمارے بزرگ مخدوم محمد عثمان صاحب رحمتہ اللہ ان کو دعوت دے کر اپنے یہاں رہڑو شریف لائے تھے) وہیں حاجی بخشل صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جو حاجی احمد حسن صاحب اور دیگر چند ساتھیوں کے ہمراہ بستی کرم اللہ تبلیغ کرنے آئے تھے، اور میں نے ان کی بے ادبی کی تھی) نے عرض کی یا حضرت یہ وہ شخص ہے جس نے کل ہمیں برا بھلا کہا تھا، آپ نے فرمایا اسے لے آؤ، ابھی مجھے لے جانا چاہتے ہی تھے کہ حاجی صاحب موصوف رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی کہ حضور اس بار اسے معاف فرما دیں، آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کرے گا۔ اس پر آپ نے فرمایا!
"چلو اس بار اسے معاف کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت فرما دے۔"
بس یہی خواب اور خواب میں حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی زباں

درافشاں سے ہدایت کی دعا میری اصلاح کا ذریعہ بنی۔ صبح ہوتے ہی اپنی مونچھیں کتروائیں، ریڈیو جس سے مجھے بے حد محبت تھی بیچ دیا اپنے دو نوکر اور دو شاگرد ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں درگاہ فقیرپور شریف حاضر ہوا اور اپنی تفصیلی داستان سنائی (مؤلف فقیر بھی اس وقت حاضر خدمت تھا) حضور نے غیر معمولی کرم نوازی فرمائی، ذکر قلبی کا وظیفہ سمجھایا، اور بزرگوں کی نسبت کی وجہ سے مزید شفقت بھی فرمائی، اسی دن سے میں نے نماز شروع کی، اپنے متعلقین احباب اور چور ساتھیوں کو بھی تبلیغ کی، ان میں سے بھی کئی سچے دل سے تائب ہوئے، میں نے کئی چور اور ڈاکوؤں کی لمبی لمبی مونچھیں کترواکر کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ کر فقیرپور شریف لے جاکر حضور کو دکھائیں کہ حضور آپ کی دعا سے میرے اور ساتھی بھی توبہ تائب ہوئے ہیں، اس پر آپ اور بھی خوش ہوئے۔

حضور کی کرامت :۔ حضور سے بیعت ہونے کے بعد میں نے اپنے گھر میں مکمل طور پر شرعی پردہ کا اہتمام کیا، ریڈیو وغیرہ یکسر ختم کر دیا، لیکن پڑوس میں رات دن ریڈیو کا شور رہتا تھا، جس کی وجہ سے میں بڑا پریشان رہتا تھا۔

چنانچہ ایک بار خواب میں حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ کہیں تشریف لے جارہے ہیں، ہزاروں فقراء آپ کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے جارہے ہیں، اتنے میں آپ مجھے بستی سے باہر لے گئے اور تھوڑی ہی دور ایک جگہ کھڑے ہو کر فرمایا۔

"آپ یہاں اپنے لئے مکان بنائیں، اس جگہ مطب اور اس جگہ اوطاق بنائیں، اور ایک جگہ عصا مبارک گاڑ کر فرمایا، یہاں پانی کا نل لگانا، صبح کو اٹھ کر اس جگہ گیا اور تو کوئی نشان نظر نہ آیا البتہ جہاں آپ نے عصا مبارک گاڑ کر فرمایا یہاں نل لگانا، وہاں عصا کے نشانات بالکل صاف نظر آرہے تھے۔

میں نے اس خواب کو اپنی پریشان حالی کا مداوا سمجھ لیا اور بستی سے منتقل

ہو کر وہیں گھر بنانے کا ارادہ کرلیا، مگر چونکہ پوری بستی اور قرب و جوار میں کہیں بھی نل یا کنویں کا پانی میٹھا نہیں نکلا تھا، اس لئے حضور کی خدمت میں فقیر پور شریف حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کی یا حضرت آپ کی دعا اور توجہ سے ہزاروں کڑوے دل بھی میٹھے ہوگئے (گمراہوں کی اصلاح ہوئی) دعا فرمائیں کہ میرے نل کا پانی میٹھا ہو۔ بہرحال آپ سے پانی دم کروایا اور نل لگاتے وقت دربار عالیہ کے مدرس مولانا محمد نواز صاحب کے ہاتھوں نل کے بور میں پانی ڈلوایا، .بفضلہ تعالیٰ اس قدر پانی میٹھا نکلا کہ علاقہ بھر کے موافق خواہ مخالف سبھی حیران ہو کر یہ ماننے پر مجبور ہوگئے کہ یہ آپ کے پیر ہی کی کرامت ہے۔

چوری سے نعت خوانی تک

(از فقیر علی حسن صاحب تحصیل میٹھ ضلع دادو)

ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ ہماری خواتین بے پردہ رسمی شادیوں کے موقعوں پر لاڈا سہرا گاتی تھیں، شریعت مطہرہ سے دور کا واسطہ نہ تھا، اور ہم مرد چوریاں کرکے گذارہ کرتے تھے۔ پورا علاقہ ہم سے تنگ آچکا تھا، تالے کھولنے کے لئے چابیاں بھی ہم خود بنایا کرتے تھے۔ بیل گاڑیوں کی دوڑ ہمارا محبوب مشغلہ تھی۔ یہی نہیں بلکہ ایک مرتبہ قریب کے بزرگ اور ولی کامل حضرت سعیدی موسانی رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں حاضری کے لئے جاتے وقت ہم چند بیل گاڑیوں پر سوار تھے۔ جن میں مرد عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ آخر جب ایک آدمی کی بیل گاڑی پہل کرنے میں کامیاب ہوگئی، تو دوسرے نے کچھ شرم محسوس کئے بغیر یہ تک کہہ دیا کہ اب دونوں کی بیویوں کی دوڑ ہونی چاہیے جس پر دوسرے نے بھی اتفاق کیا، اور دونوں خواتین کی دوڑ ہوئی۔ جس کے گواہ اب بھی موجود ہیں۔ میرے چچا دودو خاں خنزیر کا شکار کھیلتے تھے۔ خنزیر مار کر اس نے انعام بھی حاصل

کئے تھے۔

گو یہ باتیں سطحی نظر سے غیر اہم معلوم ہوتی ہیں، مگر میرے نزدیک یہ حضور کی بہت بڑی کرامت ہے کہ آپ نے اس قدر بے دینی اور گمراہی میں مبتلا افراد کی اس قدر اصلاح فرمائی کہ جو بے پردہ گھومنے پھرنے والی، ناچ گانے والی عورتیں تھیں آج ان میں پردہ کا اس قدر اہتمام ہے کہ علاقہ بھر کے لوگ جو پہلے حقارت سے دیکھتے تھے آج نیکی بیان کرتے رہتے ہیں، ہماری چوریاں اور ڈاکے اس قدر مشہور تھے کہ بے گاہ وقت میں قریب سے گذرنے کی کوئی ہمت نہیں کرتا تھا۔ طریقہ عالیہ میں داخل ہو کر سابقہ گناہوں سے تائب ہونے کے بعد بھی ایک مرتبہ حضور کے خلیفہ اور مشہور واعظ مولانا قاضی نصیر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب وہاں سے گذر رہے تھے تو ڈر رہے تھے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ تائب ہو چکے ہیں۔ کسی مخالف جماعت کے آدمی نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا، اب آپ بے فکر چلے جائیں، آجکل یہ مسجدوں میں پڑے رہتے ہیں، رات دن اللہ، اللہ کرتے پھرتے ہیں، اب ان کی چوری اور لوٹنے کی عادت ختم ہو گئی ہے۔

چند سال پہلے میں ایک مقدمہ میں گرفتار ہوا، مجھے کچھ عرصہ دادو سینٹرل جیل میں رکھا گیا اور بیس دن میٹھر جیل میں۔ ہر دو جگہ میں نے ڈاکوؤں میں تبلیغ کی، جس سے کئی ڈاکوؤں نے نمازیں پڑھنی شروع کر دیں، چند ایک نے تو نماز تہجد بھی شروع کی، اور لمبی لمبی مونچھیں بھی از خود کتروائیں، یہ سب حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی نگاہ کرم اور صحبت بابرکت کی تاثیر ہے، ورنہ میں تو خود بڑا ڈاکو تھا۔

میرے رہبر و راہنما

محترم اقبال صاحب لیکچرار گورنمنٹ بدایونی کالج کراچی ..... !

جس کسی کو حضور سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ سے قلبی تعلق اور باطنی نسبت تھی، اس پر کسی نہ کسی طرح کوئی خاص مہربانی ضروری ہوئی۔ چنانچہ یہ عاجز جب محترم خلیفہ مقصود الٰہی صاحب کے ہمراہ حضور کی خدمت میں پہنچا، بیعت اور قلبی ذکر سے مشرف ہو کر واپس کراچی پہنچا، عجیب قسم کی لذت اور جولانی محسوس کرتا تھا۔ مجھ پر خاص مہربانی یہ ہوئی کہ نماز فجر کے وقت اگر سستی کرتا تو میرا نام لے کر کوئی پکارتا اور میں بیدار ہو کر پہلے گھر میں اس کے بعد باہر دیکھتا مگر آدمی نظر نہ آتا، آخر دن کو اپنے دوستوں سے پوچھتا آج کس نے مجھے فجر کے وقت آواز دی؟ مگر جواب ہمیشہ نفی میں ملتا۔ جس سے مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میرے پیر کامل کی کرم نوازی ہے۔ کہ نماز کے لئے مجھے بیدار کیا جاتا ہے۔ یہ معاملہ دس، گیارہ دن مسلسل رہا۔ حضور کے روحانی کشف کا ایک واقعہ بھی میرے سامنے ہوگذرا جس سے میری عقیدت و محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔

وہ یہ کہ مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۲ء میں کالج جارہا تھا کہ محترم مقصود الٰہی صاحب راستے میں مل گئے، فرمانے لگے کہ حضور نے فرمایا ہے اپنے دوستوں کے ہمراہ درگاہ شریف پر پہنچو، میں نے کہا کیا کوئی آدمی آیا ہے؟ خط، تار وغیرہ، کہنے لگے، نہیں بس حضور نے بلایا ہے۔ بہرحال میں سمجھ گیا کہ کوئی راز کی بات ہے، ڈیوٹی کے بعد والدہ صاحبہ سے اجازت لے لی، ظہر کے وقت دوستوں کو اپنے جانے کا بتایا، جس پر محترم بو بھائی اور عظیم بھائی بھی تیار ہوئے۔ رات کے تقریباً" گیارہ بجے اللہ آباد شریف کنڈیارو پہنچے، سخت سردی تھی، بہرحال مسجد میں آرام کیا۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلی تو عجیب قسم کی لذت محسوس ہورہی تھی۔ صبح نماز و مراقبہ کے بعد ملاقات ہونے پر حضور نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا، رات کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ ہم نے کہا جی نہیں ....

حضور کے تشریف لے جانے کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا، کہنے لگا

معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی' پوچھنے پر بتایا' رات مجھے حضور نے بلا کر فرمایا تھا کہ آج کراچی سے کچھ فقیر آئیں گے' ان کے بستر اور کھانے کا خیال کرنا' ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ میں گیارہ بجے تک انتظار کر کے چلا گیا۔ آپ شاید بعد میں تشریف لائے ہیں۔ اس پر میں سمجھا کہ واقعی اللہ والے بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔ کس طرح باطنی طریقے سے پیارے خلیفہ صاحب کو آنے کا حکم فرمایا۔ اور ادھر ایک فقیر کو انتظار کے لئے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حضور کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خودکشی سے خوش قسمتی تک

فقیر محمد شریف مسافر پتوکی ضلع قصور

۱۹۸۱ء کی بات ہے دل کی دنیا پر ایک عظیم سانحہ گذرا کہ خودکشی کو جی چاہتا تھا' خوش قسمتی سے پہلے سے محترم صوفی ریاست علی کی معرفت ایک روحانی طبیب حاذق کا تعارف تھا' بس اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ان کے بتائے ہوئے پتے پر عازم سندھ ہوا' غالباً" مارچ کی چار تاریخ تھی' ان بزرگوں کی خدمت میں درگاہ فقیر پور شریف رادھن حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

یہ بزرگ میرے پیرو مرشد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کے پاس پہنچ کر میرا شکستہ دل ایک نئی لذت' نئی فرحت سے آشنا ہوا' ایک اضطراب آمیز سکون اور ایک روح پرور اضطراب' ایک نغمئہ جان فزا ایک ہمہ گیر انقلاب محسوس ہوا' اور فی الحقیقت بیت اللہ کے بتوں سے پاک ہونے کا تجربہ ہوا' فقیر نے پہلی دفعہ محسوس کیا کہ شاعر مشرق نے سچ کہا

ہے۔

ع اس راکھ میں ابھی شرر باقی ہیں

جن اللہ والوں کا ذکر بچپن سے کتابوں میں پڑھتا آیا تھا اور اب تک انہیں ماضی کا سرمایہ خیال کرتا تھا' اس وقت محسوس ہوا کہ ان میں سے کوئی اب بھی موجود ہے' یا یوں کہیے کہ

ترک محرومیوں سے الجھ کر جب جستجو کر دی
کسی نے کان میں چپکے سے بس لا تقنطوا کردی
وہ اک مانوس آواز آئی کہ مبارک ہو
خدا نے آج پوری تیری کہنہ آرزو کر دی
وہ جس کی جستجو میں میں فضائیں چھان آیا تھا
زمیں پر آج حق نے ان سے میری گفتگو کر دی
چمن مرجھا رہا اپنا تھا مغرب کی گرم لو سے
نسیمِ مہرباں نے پھر سے پیدا رنگ و بو کردی

الغرض اس دور میں آپ کا وجود مسعود قرون اولیٰ کی نشانی نہیں تو اور کیا تھی؟ فقیر نے تو جو کچھ دیکھا' محسوس کیا بے ساختہ الفاظ کے قالب میں یوں ڈھل گیا کہ ......

تیری بستی کو جو دیکھوں مدینہ یاد آتا ہے
وہی جلوہ وہی نقشہ قرینہ یاد آتا ہے
تیری صورت کو جو دیکھے خدا کی یاد آتی ہے
تیری سیرت سے محی الدین کا جینا یاد آتا ہے
جماعت آپ کی اس دور پر آشوب کے اندر
جنابِ نوح "علیہ السلامؑ" کا ہم کو سفینہ یاد آتا ہے
یہ خطہ گویا نخلستان ہے صحراءِ عالم میں

پریشان کاروانوں کا سکینہ یاد آتا ہے
تمہارے میکدے میں مستئی رنداں کا یہ عالم
حجازی خمکدے کا آبگینہ یاد آتا ہے
ملاحظہ کیجیو ذرہ نوازی شاہ والا کی
کہ محفل میں مسافر سا کمینہ یاد آتا ہے

وہ چند ایام جو سرکار کی محفل میں گذرے، بلاشبہ فقیر کی اس ناپائیدار زندگی کا قابل فخر سرمایہ ہیں.....!

فقیر محمد شریف مسافر جگوری پتوکی ضلع قصور

رحلت نامہ فارسی، منظوم مثنوی

از ادیب شہیر مولانا نورالدین انور فضل آبادی۔ خیرپور، سندھ

تاثرات تام بروفات حسرت آیات حضور قبلہ سیدی و سندی و مرشدی و مربی حضرت الحاج اللہ بخش صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وصا یکہ اعلیٰ حضرت بابرکت بتاریخ ۶ ماہ ربیع الاول ۱۴۰۴ ہجری بمطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۸۳ء بوقت بعد از نصف شب دو شنبہ بہ امرالٰہی وقوع پذیر در آمدہ شد، نیز در تحریر نظم ہذا سال وصال حضرتم ہر دو سنہ را بہ اعداد ابجد مرقوم کردہ ام

رحلت نامہ

حمد خدائے عزو جل فرض است دائما
صلوات برمحمد را التزام شد

بودہ اند آنکہ مخلصاں نزد نبی حق
اصحاب و آل نورہ بروے سلام شد

ذاتش نمود حی ہم ازلی بہ تابد
کون و مکان را کہ ازیں انتظام شد

موجود خود بخود بر آن بذاتہ
اوصاف برترین اواظہر بہ نام شد

آدم کہ بود محترم اشرف زخلق او
انسان زعقل و روح آن بہ احترام شد

خوشتر کہ آن گروہ زباعث بہ ذکر ہو

بہتر زخلق دیگرے عارف عظام شد

آنہا کہ باصفا و آں ہستند باوفا

علت بہ عشق مصطفے اثرش اوام شد

قبلہ کہ بود اہل دل مجذوب سالکے

مسلک بہ نقشبند اواطہر عذام شد

اسمش عزیز "اللہ بخش" اشہر زاتقیا

عمل شرع ز ذات او افضل نظام شد

صدہائے دل کہ بوداز خلاق منحرف

آنزا کہ فیض اکمل ایں جبش دوام شد

زیں ذوق باکمال فنائی الرسول ہم

محبوب رہنمائے محب خیرالانام شد

کاوش بلیغ بود از پیر مغان ما

علم طریق عمل زہے اہتمام شد

چوں نور جلوہ گردلش شمع از محمدیؐ

فیض رسالت از قرآن کہ ہر پیام شد

احیاء عمل دین در دور زندیقیت

چیزے گراں بود کہ برما انعام شد

حق آشنائے مہتدی فیاض ذوالکرم

ہر کس زحسن خلق او پابند دام شد

اکمل فتاد بالیقین تبلیغ دین را

بہر بلیس تیغ بران بے نیام شد

مکشوف راز کرد آن شرعی زبر ملا

اسرار حق باعارف آن ظاہر زمام شد

افشا بہ کوبہ کوز آن نفحات معرفت
مقسوم نعم را زاحد ہم قسام شد
فردیکہ عبد نفس را خوف خدا نبود
آں صحبت زاہل دل بہتر بہ کام شد
اکناف دہر گرفتار دہریت بہ زور
لاکن جہاد حضرتم بروے حسام شد
عملش کہ پرخلوص چوں ظاہر و باطنا
عروہ شرع متین آنکہ لاانفصام شد
غایت بہ محتش کہ زاں خوشتر دمے شوند
دین حضور را کہ سے احتشام شد
ہر آنکہ راہ مے رود عاصی بہ معصیت
نظروں باوخند کامل کرام شد
از امر فطراست بہ مردن وزیستن
ایں ضابطہ قضا و قدر تا قیام شد
رہبر کہ رفتہ بود قصے بہ عنصری
خبر رحیل چوں رسید ازدھام شد
اکنوں نمی بدید کہ دیدار دلبر آں
واحسرتا زصبر دل لبریز جام شد
از غم فراق یار دل فگار بود
آہ و بکاز زخم دل بہ صبح و شام شد
چوں مسند حضور جمالش بیاد کرد
فی الوقت اشکبار کہ زو خاص و عام شد
اظہر کرامتش بود اتباع دین حق

وارفتہ شہ طریق رہے ناتمام شد

کاشف رموز، حق شناس، مرد درمند
پرواز کردوائے مافرقت مدام شد

چوں یاد کرو صحبتش باعظمت ذکر
سوز آں بخود آب رواں چشم خدام شد

محبوب را نہ دید کہ ہر دل بہ رنج سوخت
دروش بکوفت یاد چوں سابق ایام شد

دلدار بود محو دریں عشق تابہ دم
انجام کار مسکنش دارالسلام شد

محبوب گرز ماست قبلہ ام بہ واقعی
بحر ولایتش نہ، بہ اختتام شد

یا ایھا المرید کہ برہم زغم مشو
از لم یزل ہیبت ایں تقدیر تام شد

صادق ولی وزندہ دل بافیض جان حق
ہاتف زمن وصال بہ من ہمکلام شد

۱۴۰۴ سن ہجری

عارف عظیم تر بود باشوق حق بماند
روح مبارکش بہ عرش انضمام شد

۱۹۸۳ سن عیسوی

"پر نور" ہر نظر شدہ بہ ذوق "دین" ہم
"انور" کہ ازعنایتش بہ خود غلام شد

نصف شب د وشنبہ را تاریخ ششش بود
اول ربیع مہ کہ ازیں برمقام شد

خلعت پذیر بود کہ خلف رشید پیر
حق آشنا "محمد طاہر" امام شد
حضرت بنور چشم خود علمے کہ من لدن
کردش عطائے فیض ازیں بادام شد
عمل است ہو بہو ز خلد آشیاں او
ہریک مرید را کہ بہ دستش زمام شد
باداولش بہ شاد و نظش مدید باد
شکر خداز علم و عمل آن علام شد

جدائی دے صدمے

منظوم پنجابی مرثیہ

محترم ریاست علی صاحب سیالکوٹ

ٹرگیا سوہنا کہڑے راہ ٹر گیا سوہنا کہڑے راہ
سانوں وچ خیالاں پا ٹر گیا سوہنا کہڑے راہ

ساڈے نال محبتاں لاکے' سانوں وچ جدائیاں پاکے ہوگیا ماہی بے پرواہ
ٹرگیا سوہنا..........

تیرے نال سی ٹھنڈی چھاں' دس ہن میں کدھرنوں جاں' سدھراں دتے لانبولا
ٹرگیا سوہنا..........

تیرے نال سی اکھیاں لائیاں' سوہنیاں پیرا سوہنیاں سائیاں آجا سوہنیاں نہ تڑپا
ٹرگیا سوہنا..........

دل دیاں گلاں دل وچ رہیاں' ہائے ہائے وچ غماں دے پیاں' نام خدا دے مکھ دکھلا

ٹرگیا سوہنا..........

اوہ ویلے مینوں یاد پے آون' کرسی تے بہ وعظ فرماون' مردہ دل دتے لکھاں جیوا
ٹرگیا سوہنا..........

لوکاں ساڈی رمز نہ پائی' برا وچھوڑا بری جدائی' مکدی گل ہن انج مکا.....
ٹرگیا سوہنا..........

گذریا ویلا ہتھ نہ آئے' ریاست رووے تے کرلاوے' غفلت وچ ہوئی عمر تباہ
ٹرگیا سوہنا..........

مرثيہ بزبان سنڌي

از حضرت الحاج مولوي محمد عاشق عباسي مدرس جامعہ عربيہ
غفاريہ الله آباد شريف

طرز- شل مديني پار ڏي قادر منهنجي قسمت ڪري.
ٿلهہ- ڏينهن ويا ڏاڍا لنگهي پر قلب ۾ هن جان ۾.
سهڻا سائين ياد آهن هر گهڙي هر آن ۾

(۱) سهڻي صورت سهڻي سيرت سهڻي خصلت هئي سندن.
سهڻي حڪمت سهڻي فطرت سهڻي شفقت هئي سندن.
لفظ استعمال ڪهڙا ڪيان سندن جي شان ۾.

(۲) هئا حقيقي مصطفيٰ واري وراثت جا ڌڻي.
نقشبندي سلسلي واري جماعت جا ڌڻي.
عام ڪئي روحانيت جن پرفتن دوران ۾

(۳) ڏسڻ سان تصوير پياري هي اکيون ٺرنديون هيون.
ٻڌڻ سان تقرير پياري هي دليون ٺرنديون هيون
ايترو تاثير هو آواز ۾ الحان ۾.....

(۴) هي جڳهہ آئي پسند خود قيام فرمايائون هتي.
دين لاءِ درگاهہ جو بنياد رکرايائون هتي
فيض جا چرچا هلي ويا پوري پاڪستان ۾.

(۵) وقت جا ڪامل هئا رهندا ولي هن جاءِ تي.
قافلا در قافلا آيا هلي هن جاءِ تي
ڪونہ ٿي ما پيا سندن جبدار هن ميدان ۾.

(۶) ڪيترا بي دين آيا ديندار ويا وٺي.
انڪساري عاجزي پرهيزگاري ويا وٺي
تازگي آئي نئين اسلام ۾ ايمان ۾.

(۷) هي سجڻ سائين پياري پير جا هن يادگار.

عشق مان ديدار ڪيو ديدار ڪيو پيا باربار
ظاهري ۽ باطني اکڙيون هجن هن جوان ۾.
(٨)ڪو فرق ڪونهي صفا گفتار ۾ رفتار ۾
دين جي تبليغ ۾ اخلاق ۾ ڪردار ۾
اثر ساڳيو ٿو ڏسان محبوب جي فرمان ۾.
(٩) فيض ۾ ناهي ڪمي آهي اچان ترقي گهڻي
ڪيترا مرد مجاهد تيار ٿيا نعرا هڻي
ڪي دبئي ڪي آمريڪا ويا ڪي عربستان ۾
(١٠) هي طريقو نقشبندي شان ۾ اعلي تمام
ابتدا صديق اڪبر انتها مهدي امام
پيشوا اهڙا ڏسي شيطان پيو ارمان ۾
(١١)قرب ٿيا ڪيڏا وڏا صدقي دنيا ساري ڪبي.
يار سان عاشق عباسي چئي وفاداري ڪبي.
انشاء الله دفن پي ٿينداسين هن ايوان ۾.

اعتذار و التماس

"سیرت ولی کامل" حصہ اول حضور سوہنا سائیں نور اللہ مرقدہ کی اعلیٰ سیرت و سوانح کی ایک جھلک سے زیادہ کچھ نہیں، اور وہ بھی آپ کی نورانی جماعت میں سے ایک عاجز سیہ کار سراپا قصور وار کے قلم سے جو ظاہری، ادبی ظرافت، قادر الکلامی خواہ باطنی مطلوب لیاقتوں اور صلاحیتوں سے یکسر خالی ہے، اس لئے قارئین کرام سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں آپ کو کوئی لغزش نظر آئے اصلاح و افادۂ عامہ کے لئے اس عاجز کو مطلع کریں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں درست کیا جاسکے، نیز پیش نظر مواد کے مطابق حضور نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی، کرامات، مکتوبات، ملفوظات، موجود ہوں تو ادارہ کو فراہم کرکے مشکور فرمائیں۔ تاکہ دوسرے ایڈیشن میں شائع کئے جاسکیں۔

آخر میں قارئین کرام سے اپنی محنت و جانکاہی کا صلہ صرف اس قدر مطلوب ہے کہ جب بھی سیرت ہٰذا سے مستفیض ہوں، ختم شریف پڑھ کر حضور نور اللہ مرقدہ کو ایصال ثواب کریں، حضور کے جملہ خاندان، بالخصوص حضرت صاحبزادہ بجن سائیں مدظلہ کی صحت، درازی عمر، نیکی استقامت اور آپ کے تبلیغی مشن کی ترویج و ترقی کے لئے ضرور دعا کریں۔ نیز مولف اور والدین کے حق میں حضور کے نقش قدم پر چلنے اخلاص نیکی، حفظ، ایمان، خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی دعا فرمائیں۔

ع اگر تھوڑا بہت ہی ہم تیری راہوں کو اپنائیں
خزاں نا آشنا ہو کر گلستان میں بہار آئے

(طالب دعا ہاشمی فقیر حبیب الرحمٰن عفی عنہ طاہری (حبیب بخشی) آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف)
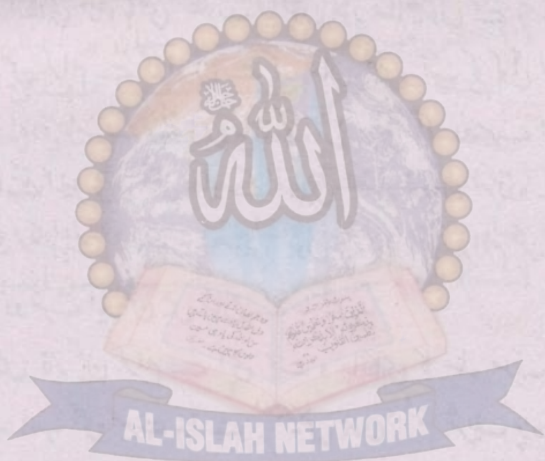
قدوۃ الاولیاء
حضور قبلہ عالم
حضرت محمد طاہر نقشبندی مدظلہ
المعروف محبوب سبحن سائیں
AL-ISLAH NETWORK
کا
خصوصی پیغام

پیام و ہدایت

تحریر: پیر طریقت حضرت الحاج مولانا محمد طاہر صاحب مدظلہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اللہ آباد شریف، کنڈیارو، سندھ

یہ کتاب مستجاب، بے مثال ولاجواب ''سیرت ولی کامل'' جو اس وقت آپ کے زیر مطالعہ ہے۔ یہ بے شمار مراحل سے گذر کر پایہ تکمیل کو پہنچی ہے۔

اس میں قبلہ و کعبہ مرشدی و سندی اور مربی حضرت سوہنا سائیں نوراللہ مرقدہ کی سیرت طیبہ اور حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت قبلہ پیرو مرشد سوہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ تھی۔ کہ خود بھی سیدالکونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی پابندی فرمائے۔ اور جو آپ کے دامن سے وابستہ ہوا، اسے بھی اسی رنگ میں رنگ دیتے اور یہ حضرات نقشبندیہ کی نظر میں یہ کمال باقی سب کمالات سے بڑھ کر ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ تصوف کے حقائق و معارف سے آگاہ ہو۔ اسے شریعت مصطفوی کے متبعین حضرات کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔ اور ان کتب کا مطالعہ کرنا

چاہیے۔ جو سیرت اولیاء کرام ان کے ملفوظات و مکتوبات پر مشتمل ہوں' ایسی کتب کی اہمیت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب اس کو اپنے شیخ و مقتدیٰ کی ظاہری صحبت حاصل نہ ہو'

یہ "سیرت ولی کامل" کی جلد اول کی دوسری اشاعت ہے جس طرح اس کتاب کے تحریر کرنے کے مراحل استاذ المحترم حضرت قبلہ حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی نے طے فرمائے تھے' اسی طرح اس اشاعت ثانی کو بھی بہتر بنانے اور اغلاط سے پاک کرنے میں جو شبانہ روز محنت سے کام لیا ہے۔ یہ ان کی والہانہ محبت و عقیدت ہے' جو ان کو میرے شیخ مقتدیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہے' اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

حضرت علامہ مولانا انوار المصطفیٰ اور لاہور کے دیگر ارباب محبت کا تعاون ہماری تقویت کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجر عظیم سے سرفراز فرمائے۔

جملہ فقراء مریدین اور معتقدین کو تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اس کتاب کو مسلسل اپنے مطالعہ میں رکھیں' یہ کتاب ان کے لئے ایک راہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ انشاء اللہ یہ ان کے اہل خانہ اور احباب کی ہدایت و فلاح ذریعہ بنے گی'

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنیٰ عَنْقَرِیْبٍ
وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَایَزَالَ

یعنی مال و دولت عنقریب فناہ ہوجائے گا۔ لیکن علم باقی رہنے والا ہے اور اسکو کبھی زوال نہ ہوگا۔ مال و دولت سے محبت نہ کریں۔ "سیرت ولی کامل" کی صورت جو علم منصۂ شہود پر آچکا ہے۔ اسکو اپنے لئے اور احباب کو تحفتہً دینے کے لئے مال و دولت کو خرچ کردیں۔ پھر یہ بھی فنا نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ۔

لاشئ فقیر محمد طاہر بخشی نقشبندی

۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۷ھ
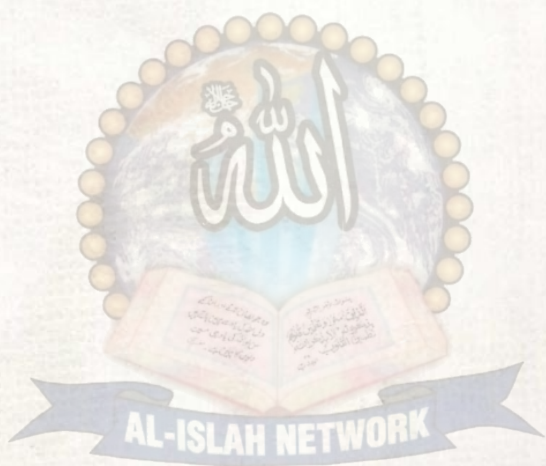
جملہ فقراء، مریدین، معتقدین کو تاکید کی جاتی ہے کہ اس کتاب کو مسلسل اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ یہ کتاب ان کے لیے ایک رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب آپ کی، آپ کے اہلِ خانہ اور احباب کی ہدایت و فلاح کا ذریعہ بنے گی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ [illegible]

[illegible] لَا یَزَال

یعنی مال [illegible] فنا ہو جائے گا [illegible] باقی [illegible] زوال نہ ہوگا۔ مال و دولت سے محبت [illegible] شہود پر آچکا ہے [illegible] اپنے [illegible] دینے کے لیے مال و دولت کو خرچ کریں پھر بھی یہ فنا نہیں ہوگا

اِن شاء اللہ تعالیٰ

(تفصیلی پیغام آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)

لاشئ فقیر محمد طاہر بخشی نقشبندی

[illegible]

۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۴۱۳ھ